نوٹ: Mobile اور iPad وغیرہ میں بہتر طور پر دیکھنے کے لیے
Adobe Acrobat کو PDF Reader کے طور پر استعمال کریں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

”آپ کے مسائل اوران کا حل“

مقبول عام اور گراں قدر تصنیف

ہمارے دادا جان شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نوراللہ مرقدہ کواللہ رب العزت نے اپنے فضل واحسان سے خوب نوازا تھا، آپ نے اپنے اکابرین کے مسلک ومشرب پر سختی سے کاربند رہتے ہوئے دین متین کی اشاعت وترویج، درس وتدریس، تصنیف وتالیف، تقاریر وتحریر، فقہی واصلاحی خدمات، سلوک واحسان، ردِفرق باطلہ، قادیانیت کا تعاقب، مدارس دینیہ کی سرپرستی، اندرون وبیرون ملک ختم نبوت کانفرنسوں میں شرکت، اصلاح معاشرہ ایسے میدانوں میں گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔

آپؒ کی شہرۂ آفاق کتاب ”آپ کے مسائل اوران کا حل“ بلاشبہ اردوادب کا شاہکار ہونے کے ساتھ ساتھ علمی وصحافتی دنیا میں آپ کی تبحرِعلمی، قلم کی روانی وسلاست، تبلیغی واصلاحی اندازِتحریر جیسی خداداد صلاحیتوں اور محاسن وکمالات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

حضرت شہیدِ اسلام نوراللہ مرقدہ روزنامہ جنگ کراچی کے اسلامی صفحہ اقرأ میں ۲۲ سال تک دینی وفقہی مسائل پر مشتمل کالم ”آپ کے مسائل اوران کا حل“ کے ذریعہ مسلمانوں کی رہنمائی فرماتے رہے۔ یہ سلسلہ آپؒ کی شہادت تک چلتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اخلاص وللّٰہیت کی برکت سے عوام الناس میں اس کالم کو بڑی مقبولیت عطا فرمائی۔ بلامبالغہ لاکھوں مسلمان اس چشمہ فیض سے مستفید ہوئے۔ دس ہزار سے زائد سوالات وجوابات کوفقہی ترتیب کے مطابق چار ہزار صفحات پر مشتمل دس جلدوں میں شائع کیا گیا ہے۔

عرصہ دراز سے ہمارے دوست واحباب، معزز قارئین اور ہمارے بعض کرم فرماؤں کا شدت سے تقاضا تھا کہ حضرت شہیدِ اسلامؒ کی تصانیف آن لائن پڑھنے

بقیہ صفحہ نمبر ۳۹۴ پر ملاحظہ فرمائیں ۔۔۔

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی، اما بعد!

سیّدی و مرشدی حضرتِ اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم کے مشہور کالم ''آپ کے مسائل اور اُن کا حل'' کی مقبولیت اور رُجوعِ عام میں جس طرح روز بروز اضافہ ہوتا جارہا ہے، اور علمائے اُمت جس طرح اس سے استفادہ کررہے ہیں، اس سے واضح ہوتا ہے کہ رَبّ العالمین نے حضرتِ اقدس کے اِخلاص وللّٰہیت کی برکت سے اس کو شرفِ قبولیت سے سرفراز فرمایا۔ ہر جمعہ لاکھوں افراد اس کالم سے مستفیض ہوتے ہیں اور اپنی دِینی مشکلات کے لئے رُجوع کرتے ہیں۔ آج سے چند سال قبل ۱۹۷۸ء میں اس صفحۂ اقرأ کا آغاز کیا گیا تو کتنے لوگ تھے جنھوں نے ناک بھوں چڑھائی، کتنے اہلِ علم نے خدشات کا اظہار کیا، کسی نے اس کو دِین کی توہین قرار دیا، کسی نے فتاویٰ کی اہمیت کم کرنے کی کوشش کہا، لیکن قربان جاؤں حضرتِ اقدس محدث العصر حضرت العلامہ سیّدی مولانا سیّد محمد یوسف بنوری نوّر اللہ مرقدہٗ کی نظرِ انتخاب پر کہ آپ نے میر شکیل الرحمٰن سے ایک ملاقات میں بھانپ لیا کہ اس نوجوان کے ذریعے دِین کا کام لیا جاسکتا ہے اور پھر اس کو اپنے ہم نام و ہم کام علمی و قلمی جانشین مرشدی حضرتِ اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی کے حوالے کیا۔ اللہ تعالیٰ حضرتِ اقدس کو تادیر عافیت و رحمت کے ساتھ رکھے۔ آپ نے حضرت بنوریؒ کی ہدایت کی روشنی میں کس طرح اس نوجوان کی تربیت کی کہ جب اس نوجوان کے ہاتھ میں اخبار کی ابتدائی ذمہ داری آئی تو وہ حضرت بنوریؒ کی توقع پر پورے اُترے، اور پاکستان کے اخبارات میں پہلی مرتبہ اسلامی صفحے کا آغاز ہوا، جو اس وقت سے لے کر اب تک

حضرتِ اقدس مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ، مفتیٔ اعظم پاکستان مولانا مفتی ولی حسن ٹونکیؒ، اِمامِ اہلِ سنت مولانا مفتی احمد الرحمٰن کے لئے صدقۂ جاریہ اور مرشدی حضرتِ اقدس زید مجدہم کے لئے فیض رسانی کا بہت اہم ذریعہ ہے۔ الحمدللہ! ثم الحمدللہ! بے شمار لوگ اس صفحے میں حضرتِ اقدس کے کالم کی وجہ سے دِینی راہ پر لگ گئے۔

اخبارات کی زندگی ایک دو روزہ ہوتی ہے، اِدھر پڑھا اُدھر ختم، لیکن بے شمار لوگ ایسے ہیں جنھوں نے از اوّل تا آخر اقرأ کے صفحات کو خزانے کی طرح محفوظ رکھا ہوا ہے، ایسے ہی مخلصین کی خواہش پر ۱۹۸۹ء میں اس علمی خزانے کو پہلی دفعہ پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی، الحمدللہ! آج ہم اس خزانے کا ساتواں حصہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔ حضرتِ اقدس کی ہمیشہ سے خواہش رہتی ہے کہ جب بھی بیت اللہ اور روضۂ اقدس پر حاضری ہو تو کوئی نہ کوئی علمی ذخیرہ ضرور پیش کیا جائے، ربِّ کائنات کا ہزار بار شکر ہے کہ اِن شاء اللہ یہ ساتویں جلد ۱۴۱۷ھ کے حج کے موقع پر بارگاہِ خداوندی اور روضۂ اقدس پر قبولیت کے لئے پیش کی جارہی ہے، ربِّ کائنات سے دُعا ہے کہ حضرتِ اقدس کے اس فیض کو تمام دُنیا کے مسلمانوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنائیں اور شرفِ قبولیت سے نوازیں۔

شکرِ خداوندی کے ساتھ ان احباب کا شکریہ بھی باعثِ اَجر ہے، جو اس علمی ذخیرے کو اس خوبصورت انداز میں اُمت کے سامنے پیش کرنے کا ذریعہ بنے، ان میں سرِفہرست حضرتِ اقدس کے رفیقِ خاص مولانا سعید احمد جلال پوری، محترم جناب ڈاکٹر شہیرالدین علوی، مکرّم مولانا محمد نعیم امجد سلیمی، برادرم عبداللطیف طاہر، محمد وسیم غزالی، محمد اطہر عظیم ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو بہترین بدلہ عطا فرمائے اور ان کو مزید محنت کی توفیق عطا فرمائے تاکہ اس علمی خزانے کے دیگر نوادرات جلد از جلد اُمت کی رہنمائی کے لئے منظرِ عام پر آسکیں۔

برادرم حافظ عتیق الرحمٰن خصوصی طور پر شکریے کے مستحق ہیں کہ وہ حضرتِ اقدس زید مجدہم کی علمی کاوشوں کو منظرِ عام پر لانے اور اس خزانے کو محفوظ کرنے کے لئے بے تاب

فہرست

رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرتِ اقدس کے اس فرزندِ صالح کو مزید توفیق عطا فرمائے کہ وہ حضرتِ اقدس کے فیض کو پوری دُنیا میں عام کرسکے اور دِین و دُنیا کی ترقیات سے نوازے۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سلسلے اور صدقۂ جاریہ کو قیامت تک قائم و دائم رکھے، اور حضرتِ اقدس کے فیض سے پوری دُنیا کو منوّر فرمائے۔

والسلام

محمد جمیل خان

(خاکپائے حضرتِ اقدس
مولانا محمد یوسف لدھیانوی زید مجدہم)
یکم ذی قعدہ ۱۴۱۷ھ

فہرست

نوٹ: کسی بھی موضوع تک رسائی کے لیے اس پر کلک کریں

لباس

کھیل کود

تصوّف

فلم دیکھنا

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ناموں سے متعلق

بچوں کے نام رکھنے کا طریقہ

س...... مسلمان بچے کا نام تجویز کرتے وقت قرآن شریف سے نام کے حروف نکالنا اور بچے کے نام کے حروف کے اعداد اور تاریخِ پیدائش کے اعداد کو آپس میں ملاکر نام رکھنے کا طریقہ کس حد تک دُرست ہے؟ بچے کا نام تجویز کرنے کا صحیح اسلامی طریقہ کیا ہے؟ قرآن وسنت کی رُو سے بتائیں۔

ج...... قرآن وسنت میں علم الاعداد پر اعتماد کرنے کی اجازت نہیں، لہٰذا یہ طریقہ غلط ہے۔ نام رکھنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے حسنیٰ کی طرف نسبت کرکے نام رکھے جائیں، اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اپنے بزرگوں کے ناموں پر نام رکھے جائیں۔

ناموں میں تخفیف کرنا

س...... میرا پورا نام ''عبدالقادر'' ہے، مگر تعلیمی اسناد میں مجھے ''قادر'' لکھا گیا ہے جو کہ میرے لئے ایک پریشان کن مسئلہ ہے، اور ''قادر'' سے ''عبدالقادر'' کروانا بہت ہی پیچیدہ طریقۂ کار ہے، اس لئے میں اپنا نام ''قادر'' ہی رکھنا چاہتا ہوں۔ عام طور پر لوگ بھی مجھے ''قادر'' ہی کہہ کر مخاطب کرتے ہیں جبکہ یہ نام خدا کی صفت ہے، اس نام کے کیا اوصاف ہیں؟ کیا میں یہ نام رکھ سکتا ہوں؟

ج...... ''القادر'' اللہ تعالیٰ کا پاک نام ہے اور ''عبدالقادر'' کے معنی ہیں: ''قادر کا بندہ''، اور جب ''عبدالقادر'' کی جگہ صرف ''قادر'' کہنے لگے تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ بندے کا نام

فہرست

اللہ تعالیٰ کے نام پر رکھ دیا گیا اور اس کا گناہ ہونا بالکل واضح ہے۔

حضرت مفتی محمد شفیعؒ ''معارف القرآن'' جلد:۴ صفحہ:۱۳۲ میں لکھتے ہیں:

''افسوس ہے کہ آج کل عام مسلمان اس غلطی میں مبتلا ہیں، کچھ لوگ تو وہ ہیں جنھوں نے اسلامی نام ہی رکھنا چھوڑ دیئے، ان کی صورت و سیرت سے تو پہلے بھی مسلمان سمجھنا ان کا مشکل تھا، نام سے پتا چل جاتا تھا، اب نئے نام انگریزی طرز کے رکھے جانے لگے، لڑکیوں کے نام خواتینِ اسلام کے طرز کے خلاف خدیجہ، عائشہ، فاطمہ کے بجائے نسیم، شمیم، شہناز، نجمہ، پروین ہونے لگے۔ اس سے زیادہ افسوسناک یہ ہے کہ جن لوگوں کے اسلامی نام ہیں: عبدالرحمٰن، عبدالخالق، عبدالرزّاق، عبدالغفار، عبدالقدوس وغیرہ ان میں تخفیف کا یہ غلط طریقہ اختیار کرلیا گیا کہ صرف آخری لفظ ان کے نام کی جگہ پکارا جاتا ہے، رحمٰن، خالق، رزّاق، غفار کا خطاب انسانوں کو دیا جارہا ہے۔ اور اس سے زیادہ غضب کی بات یہ ہے کہ ''قدرت اللہ'' کو ''اللہ صاحب'' اور ''قدرت خدا'' کو ''خدا صاحب'' کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ یہ سب ناجائز و حرام اور گناہِ کبیرہ ہے، جتنی مرتبہ یہ لفظ پکارا جاتا ہے اتنی ہی مرتبہ گناہِ کبیرہ کا ارتکاب ہوتا ہے اور سننے والا بھی گناہ سے خالی نہیں رہتا۔

یہ گناہِ بے لذّت اور بے فائدہ ایسا ہے جس کو ہمارے ہزاروں بھائی اپنے شب و روز کا مشغلہ بنائے ہوئے ہیں اور کوئی فکر نہیں کرتے کہ اس ذراسی حرکت کا انجام کتنا خطرناک ہے۔''

ناموں کو صحیح ادا نہ کرنا

س...... ہمارے معاشرے میں لڑکیوں کے نام ان کے باپ کے ساتھ منسلک ہوتے ہیں،

فہرست

جیسے: رضیہ عبدالرحیم، فاطمہ کلیم وغیرہ۔ان کی تعلیمی اسناد بھی اسی نام سے ہوتی ہیں، شادی کے بعد ان کے ناموں کے ساتھ شوہر کے نام مثلاً رضیہ رحیم کی جگہ رضیہ جمال، فاطمہ کلیم کی جگہ فاطمہ کاشف، خدانخواستہ شوہر فوت ہوجاتا ہے تو پھر یہ نام تبدیل ہوجاتے ہیں۔ان ناموں کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

ج…… باپ کا یا شوہر کا نام محض شناخت کے لئے ہوتا ہے، بچی کی جب تک شادی نہیں ہوتی اس وقت تک اس کی شناخت ''دخترِ فلاں'' کے ساتھ ہوتی ہے، اور شادی کے بعد ''زوجۂ فلاں'' کے ساتھ۔ شرعاً ''دخترِ فلاں'' کہنا بھی صحیح ہے اور ''زوجۂ فلاں'' کہنا بھی۔

بچوں کے غیراسلامی نام رکھنا

س…… آج کل بہت سے لوگ اپنے بچوں کے نام اسلام کے ناموں (یعنی جو نام پہلے لوگ رکھتے تھے) کے مطابق نہیں رکھتے، کیا اس سے گناہ نہیں ہوتا؟

ج…… اولاد کے حقوق میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ اس کے نام اچھے رکھے جائیں، اس لئے مسلمانوں کا اپنی اولاد کا نام غیراسلامی رکھنا بُرا ہے۔

''آسیہ'' نام رکھنا

س…… میرا نام ''آسیہ خاتون'' ہے اور میں بہت سے لوگوں سے سن سن کر تنگ آچکی ہوں کہ اس نام کے معنی غلط ہیں اور یہ نام بھی نہیں رکھنا چاہئے۔

ج…… لوگ غلط کہتے ہیں، ''آسیہ'' نام صحیح ہے، عین اور صاد کے ساتھ ''عاصیہ'' نام غلط ہے، اور ان دونوں کے معنی میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

''محمد احمد'' نام رکھنا کیسا ہے؟

س…… کیا ''محمد احمد'' بچے کا نام رکھ سکتے ہیں؟

ج…… کوئی حرج نہیں۔

''محمد یسار'' نام رکھنا

س…… میں نے اپنے بیٹے کا نام ''محمد یسار'' رکھا ہے، کیا یہ نام ٹھیک ہے؟

ج…… یہ نام ٹھیک ہے، کئی صحابہ کا نام تھا، واللہ اعلم!

’’عارش‘‘ نام رکھنا دُرست نہیں

س…… میرے بیٹے کا نام ’’عارش‘‘ ہے، سب کہہ رہے ہیں کہ یہ نام صحیح نہیں ہے، تو کیا نام بدل دُوں؟ نیز عارش کے معنی بھی بتادیں۔

ج…… ’’عارش‘‘ اور ’’عامرش‘‘ فضول نام ہیں، اس کی جگہ ’’محمد عامر‘‘ نام رکھیں۔

’’جمشید حسین‘‘ نام رکھنا

س…… میرا نام ’’جمشید حسین‘‘ ہے، کیا میرا موجودہ نام ٹھیک ہے؟

ج…… یہ نام صحیح ہے، بدلنے کی ضرورت نہیں۔

’’حارث‘‘ نام رکھنا

س…… کیا ’’حارث‘‘ اسلامی نام ہے؟ اور اس کے لفظی معنی کیا ہیں؟

ج…… ’’حارث‘‘ صحیح نام ہے، اس کے معنی ہیں: ’’کھیتی کرنے والا، محنت کرنے والا۔‘‘

س…… میرے بیٹے نام ’’حارث‘‘ ہے اور مجھے ’’حارث‘‘ نام کے متعلق یہ پتا چلا ہے کہ یہ نام شیطان کے ناموں میں سے ایک نام ہے، تو کیا یہ جاننے کے بعد نام تبدیل کرلینا چاہئے؟

ج…… نہیں! صحیح نام ہے، تبدیل کرنے کی ضرورت نہیں۔

’’خزیمہ‘‘ نام رکھنا

س…… ’’تبلیغی نصاب‘‘ میں ایک نام ’’زینت بنت خزیمہ‘‘ پڑھا، ’’خزیمہ‘‘ نام مجھے پسند آیا، آپ سے یہ معلوم کرنا ہے کہ ’’خزیمہ‘‘ کا مطلب کیا ہے؟ کیا یہ کسی صحابی کا نام تھا؟ کیا میں یہ نام اپنے لڑکے کا رکھ سکتا ہوں؟

ج…… ’’خزیمہ‘‘ متعدّد صحابہ کرامؓ کا نام تھا، ان میں خزیمہ بن ثابت انصاریؓ مشہور ہیں، جن کا لقب ’’ذوالشہادتین‘‘ ہے (یعنی ان کی ایک گواہی دو مردوں کے برابر ہے)۔

اپنے نام کے ساتھ شوہر کا نام رکھنا

س……اگر کوئی عورت اپنے نام کے ساتھ خاوند کا نام لگائے تو یہ کیسا ہے؟

ج……کوئی حرج نہیں، انگریزی طرز ہے۔

بچوں کے نام کیا تاریخِ پیدائش کے حساب سے رکھے جائیں؟

س……کیا بچوں کے نام تاریخِ پیدائش کے حساب سے رکھنے چاہئیں؟ عدد وغیرہ ملاکر بہتر اور اچھے معنی والے نام رکھ لینے چاہئیں؟ اسلام کی رُو سے جواب بتایئے۔

ج……عدد ملاکر نام رکھنا فضول چیز ہے، معنی و مفہوم کے لحاظ سے نام اچھا رکھنا چاہئے، البتہ تاریخی نام رکھنا جس کے ذریعہ سنِ پیدائش محفوظ ہوجائے، صحیح ہے۔

لفظِ ''محمد'' کو اپنے نام کا جز بنانا

س……شرعی اعتبار سے کیا ''محمد'' کا لفظ اپنے نام کے ساتھ لگانا دُرست ہے یا نہیں؟ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اگر یہ نام زمین پر لکھا ہوا گر جائے تو کیا اس کی بے ادبی نہیں ہوتی؟ اور کیا اس کو اپنے نام کے ساتھ نہ لگایا جائے تو بہتر ہوگا؟

ج……آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسمِ گرامی اپنے نام کے ساتھ ملانا دُرست ہے، بلکہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نامِ نامی پر بچے کا نام ''محمد'' رکھا جائے تو اس کی فضیلت حدیث میں آئی ہے۔ اس پاک نام کا زمین پر گرانا بے ادبی ہے، کہیں مل جائے تو ادب و احترام کے ساتھ اُٹھاکر کسی ایسی جگہ رکھ دیا جائے جہاں بے ادبی کا اندیشہ نہ ہو۔

کسی کے نام کے ساتھ لفظِ ''محمد'' کے اُوپر ''ﷺ'' لکھنا

س……وہ لوگ جن کے نام سے پہلے یا بعد ''محمد'' آتا ہے، ''محمد'' کے اُوپر چھوٹا سا ''ﷺ'' لگادیتے ہیں، آخر کیوں؟ حقیقت میں ''ﷺ'' مختصراً ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم'' کی نشاندہی کرتا ہے۔

ج……آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمِ گرامی کے سوا کسی اور کے نام پر ''ﷺ'' کی علامت نہیں لکھنی چاہئے۔ جن ناموں میں لفظِ ''محمد'' استعمال ہوتا ہے، وہ ان ناموں کا جز ہوتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نامِ نامی کی حیثیت اس کی نہیں ہوتی۔

''محمد'' نام پر ''ﷺ'' کا نشان لگانا

س...... کیا ''محمد'' کے نام کے ساتھ ''صلی اللہ علیہ وسلم'' یا ''ﷺ'' لکھنا ضروری ہے؟ میں نے اکثر ''محمد'' کے نام کے ساتھ ''ﷺ'' لکھا ہوا دیکھا ہے، اگر لکھنا ضروری ہے تو کیا اس طرح بھی کہ روزنامہ ''جنگ'' اخبار کے فلمی صفحے کی اشاعت میں فلم ''محمد بن قاسم'' کے ''محمد'' کے اُوپر بھی ''ﷺ'' لگا تھا۔ نعوذ باللہ اس کا مفہوم دُوسرا نکلتا ہے، یہ کیوں؟

ج...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نامِ نامی سن کر دُرود پڑھنا ضروری ہے، اور قلم سے لکھنا بہت اچھی بات ہے۔ مگر جب یہ اسمِ مبارک کسی اور شخص کے نام کا جز ہو، اس وقت اس پر ''ﷺ'' کا نشان نہیں لگانا چاہئے، کیونکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نہیں ہوتا۔

''عبدالرحمٰن، عبدالرزّاق'' کو ''رحمٰن'' اور ''رزّاق'' سے پکارنا

س...... ''عبدالرحمٰن، عبدالخالق، عبدالرزّاق'' ہمارے ہاں عام رواج یہ ہے کہ ''عبد'' کو چھوڑ کر صرف ''رحمٰن، خالق اور رزّاق'' وغیرہ کہہ کر پکارتے ہیں، اس طرح کے نام تو اللہ تعالیٰ کے ہیں، کیا یہ ناموں کی بے ادبی نہیں ہے؟

ج...... ''عبد'' کا لفظ ہٹا کر اللہ تعالیٰ کے ناموں کے ساتھ بندے کو پکارنا نہایت قبیح ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نام دو قسم کے ہیں، ایک قسم ان اسمائے مبارکہ کی ہے جن کا استعمال دُوسرے کے لئے ہو ہی نہیں سکتا، جیسے: ''اللہ، رحمٰن، خالق، رزّاق'' وغیرہ۔ ان کا غیراللہ کے لئے استعمال کرنا قطعی حرام اور گستاخی ہے، جیسے کسی کا نام ''عبداللہ'' ہو اور ''عبد'' کو ہٹا کر اس شخص کو ''اللہ صاحب'' کہا جائے، یا ''عبدالرحمٰن'' کو ''رحمٰن صاحب'' کہا جائے، یا ''عبدالخالق'' کو ''خالق صاحب'' کہا جائے، یہ صریح گناہ اور حرام ہے۔ اور دُوسری قسم ان ناموں کی ہے جن کا استعمال غیراللہ کے لئے بھی آیا ہے، جیسے قرآن مجید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ''رؤف رحیم'' فرمایا گیا ہے، ایسے ناموں کے دُوسرے کے لئے بولنے کی کسی حد تک گنجائش ہوسکتی ہے، لیکن ''عبد'' کے لفظ کو ہٹا کر اللہ تعالیٰ کا نام بندے کے لئے استعمال کرنا ہرگز جائز نہیں۔ بہت سے لوگ اس گناہ میں مبتلا ہیں اور یہ محض غفلت اور بے پروائی کا کرشمہ ہے۔

”مسیح اللہ“ نام رکھنا

س...... میرے بھائی کا نام ”مسیح اللہ“ ہے، بہت سے آدمی کہتے ہیں کہ: ”یہ عیسائی جیسا نام ہے، کیا تم عیسائی ہو؟ اس نام کو تبدیل کردو“ بتائیے یہ نام دُرست ہے یا نہیں؟

ج...... یہ نام صحیح ہے، کیا ”محمد عیسیٰ“ نام رکھنے سے آدمی عیسائی ہوجاتا ہے...؟

بچی کا نام ”تحریم“ رکھنا شرعاً کیسا ہے؟

س...... میں نے اپنی بیٹی کا نام ”تحریم“ رکھا ہے، معنوی اعتبار سے اس لفظ کا مطلب ہے: ۱-حرمت والی، ۲-نماز سے پہلے پڑھی جانے والی تکبیر یعنی ”تکبیرِ تحریمہ“، ۳-منع کی گئی وغیرہ۔ کچھ علماء و عام لوگوں کا خیال ہے کہ میں نے بیٹی کا نام دُرست نہیں رکھا، براہِ کرم آپ اس سلسلے میں میری راہ نمائی فرمائیں۔

ج...... ”تحریم“ کے معنی ہیں: ”حرام کرنا“، آپ خود دیکھ لیجئے کہ یہ نام بچی کے لئے کس حد تک موزوں ہے...!

مسلمان کا نام غیرمسلموں جیسا ہونا

س...... انڈیا کے مشہور فلم اسٹار ”دلیپ کمار“ مسلمان ہیں، لیکن ان کا نام جو زیادہ مشہور ہے وہ ہندو نام ہے، کیا یہ اسلام کی روشنی میں جائز ہے؟

ج...... جائز نہیں۔

”پرویز“ نام رکھنا صحیح نہیں

س...... میں کافی عرصے سے سن رہا ہوں کہ ”پرویز“ نام رکھنا اچھا نہیں ہے، جب بزرگوں سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو صرف اتنی وضاحت کی گئی کہ یہ نام اچھا نہیں۔ میرے کافی دوستوں کا یہ نام ہے۔ صفحہ ”کتاب وسنت کی روشنی“ میں ”اخبار جہاں“ میں جناب حافظ بشیر احمد غازی آبادی نے بھی اس کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ یہ نام ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دُشمن کا تھا، بات کچھ واضح نہیں ہوئی؟

ج…… ''پرویز'' شاہِ ایران کا نام تھا جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ مبارک چاک کردیا تھا (نعوذ باللہ)، یا ہمارے زمانے میں مشہور منکرِ حدیث کا نام تھا، اب خود سوچ لیجئے ایسے کافر کے نام پر نام رکھنا کیسا ہے…؟

''فیروز'' نام رکھنا شرعاً کیسا ہے؟

س…… ''فیروز'' نام رکھنا کیسا ہے؟ جبکہ ایک صحابی کا نام بھی فیروز تھا، اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قاتل کا نام بھی فیروز تھا۔

ج…… ''فیروز'' نام کا کوئی مضائقہ نہیں، باقی اگر کوئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قاتل کی نیت سے یہ نام رکھتا ہے تو جیسی نیت ویسی مراد…!

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر اپنا نام رکھنا

س…… میرا مسئلہ نام کے بارے میں ہے، میرا نام ''محمد'' ہے، چنانچہ میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ میرا یہ نام صحیح ہے کہ نہیں؟ کیونکہ میرے دوست اور بہت سے لوگ بھی اس نام کے بارے میں یہ اعتراض کرتے ہیں کہ چونکہ یہ نام ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے، چنانچہ اس کی بے ادبی ہوتی ہے۔

ج…… آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمِ مبارک پر بچوں کے نام رکھنا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے آج تک مسلمانوں میں رائج ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی اجازت ثابت ہے، بلکہ ایک حدیث میں اس نام کے رکھنے کی فضیلت آئی ہے۔

''عبدالمصطفیٰ'' اور ''غلام اللہ'' نام رکھنا

س…… ''عبدالمصطفیٰ'' اور ''غلام اللہ'' نام رکھنا کیسا ہے؟ جبکہ ''عبد'' کے معنی بندے اور ''غلام'' کے معنی بیٹے کے ہیں؟

ج…… ''عبدالمصطفیٰ'' کے نام سے بعض اکابر نے منع فرمایا ہے کہ اس میں عبدیت کی نسبت غیراللہ کی طرف ہے۔ ''غلام اللہ'' میں غلام کے معنی ''عبد'' کے ہیں۔ ''غلام'' کے معنی بیٹے کے نہ متبادر ہیں، نہ مراد ہیں، اس لئے یہ نام صحیح ہے، واللہ اعلم!

لڑکیوں کے نام ”شازیہ، روبینہ، شاہینہ“ کیسے ہیں؟

س…… کیا لڑکیوں کے نام ”شازیہ، روبینہ اور شاہینہ“ غیراسلامی نام ہیں؟

ج…… مہمل نام ہیں۔

”اللہ داد، اللہ دتہ اور اللہ یار“ سے بندوں کو مخاطب کرنا

س…… کیا اللہ تعالیٰ کے ذاتی ناموں سے کسی انسان کو مخاطب کرنا جائز ہے؟ جیسے ”رحمٰن، اللہ داد، اللہ دتہ، اللہ یار“ وغیرہ، کیونکہ میں نے کسی اسلامی کتاب جو کہ اسمائے الٰہی کے موضوع پر تھی، میں پڑھا تھا کہ اللہ کے ذاتی نام انسان نہ اپنائے تو اچھا ہے، اور اللہ کے صفاتی اور فعلی نام ہی اپنانے چاہئیں۔ براہِ کرم آپ اس پر روشنی ڈالیں تاکہ راہ نمائی مل سکے۔

ج…… ”رحمٰن“ اور ”اللہ“ تو اللہ تعالیٰ کے پاک نام ہیں، لیکن ”اللہ دتہ“ اور ”اللہ یار“ تو اللہ تعالیٰ کے نام نہیں، کیونکہ ”اللہ دتہ“ ترجمہ ہے ”عطاء اللہ“ کا، اور ”اللہ یار“ ترجمہ ہے ”ولی اللہ“ کا۔ اس لئے آپ کی ذکر کردہ مثالیں صحیح نہیں۔ جہاں تک اللہ تعالیٰ کے ذاتی اور صفاتی ناموں کا تعلق ہے، تو اہلِ علم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا پاک نام ”اللہ“ تو اسمِ ذاتی ہے اور باقی تمام نام صفاتی ہیں، ان صفاتی ناموں میں ”رحمٰن“ ذاتی نام کی مانند ہے کہ کسی دُوسرے کو ”رحمٰن“ کہنا جائز نہیں۔ اسی طرح دُوسرے بعض نام ایسے ہیں جن کا کسی دُوسرے کے لئے استعمال جائز نہیں، مثلاً کسی کو ”ربّ العالمین“ کہنا جائز نہیں۔ البتہ بعض نام ایسے ہیں کہ دُوسروں کے لئے بھی ان کو استعمال کیا گیا ہے، مثلاً ”رؤف“ اور ”رحیم“ اللہ تعالیٰ کے نام ہیں، لیکن قرآن مجید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ”رؤف رحیم“ فرمایا گیا ہے۔ اسی طرح ”شکور“ اللہ تعالیٰ کا نام ہے، لیکن قرآنِ کریم میں بندوں کو بھی ”شکور“ فرمایا گیا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ کے اسمائے مبارکہ کو کسی دُوسرے پر بولنا جائز ہے یا نہیں؟ اس کا ضابطہ یہ نکلا کہ معنی و مفہوم کے لحاظ سے اگر وہ نام اللہ تعالیٰ کے لئے مختص ہے تو اس کو کسی دُوسرے کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں، اور اگر وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص نہیں تو دُوسروں کے لئے اس کا استعمال جائز ہے۔

''نائلہ'' نام رکھنا

س…… ''نائلہ'' کیا عربی لفظ ہے؟ اس کے کیا معنی ہیں؟ میں نے سنا ہے کہ یہ عزیٰ، لات اور نائلہ وغیرہ بتوں کے نام ہیں، جن کی کسی زمانے میں پوجا کی جاتی تھی، لیکن آج کل ''نائلہ'' نام لڑکیوں کا بڑے شوق سے رکھا جارہا ہے، کیا شرعاً ''نائلہ'' نام رکھنا جائز ہے؟

ج…… جی ہاں! عربی لفظ ہے، جس کے معنی ہیں: ''عطیہ، سخی، حاصل کرنے والی''۔ یہ بعض صحابیات کا بھی نام تھا (اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اہلیہ کا بھی)، اگر یہ ناجائز ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو تبدیل کرنے کا حکم فرماتے۔

''الرحمٰن''، کسی انجمن کا نام رکھنا

س…… ہمارے علاقے میں ایک ''الرحمٰن فلاحی سوسائٹی'' نامی ایک انجمن قائم ہوئی، یہ انجمن دینی اور فلاحی کام انجام دیتی ہے۔ بتلائے ''الرحمٰن'' کسی انجمن کا نام رکھنا جائز ہے؟

ج…… ''الرحمٰن'' اللہ تعالیٰ کا خاص نام ہے، کسی فرد یا انجمن کا یہ نام رکھنا جائز نہیں۔

اپنے نام کے ساتھ ''حافظ'' لگانا

س…… اگر کوئی لڑکی یا لڑکا حافظ ہو اور اپنے نام کے آگے ''حافظ'' لگا سکتا ہے یا نہیں؟ جیسے ''ارم'' نام ہے تو ''حافظ ارم'' لکھ سکتی ہے یا کہہ سکتی ہے یا نہیں؟

ج…… اگر رِیاکاری مقصود نہ ہو تو جائز ہے۔

اپنے نام کے ساتھ ''شاہ'' لکھنا یا کسی کو ''شاہ جی'' کہنا کیسا ہے؟

س…… ایک حدیث میں نے پڑھی تھی، کمی بیشی اللہ تعالیٰ معاف فرمائے، جس کا مفہوم کچھ اس طرح ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے نام کے ساتھ ''شاہ'' لکھے یا کہلوائے، جیسے ''شاہ جی''، ''شاہ صاحب'' وغیرہ تو وہ شخص گناہ گار ہوگا کیونکہ یہ نام صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو ہی زیب دیتا ہے، کیا یہ بات صحیح ہے؟

ج…… حدیث میں ''شہنشاہ'' کہلوانے کی ممانعت آئی ہے، جس کے معنی ہیں ''بادشاہوں کا بادشاہ''، یہ اللہ تعالیٰ کی شان ہے۔ ''سیّد'' وغیرہ کو جو ''شاہ صاحب'' کہتے ہیں، اس کی ممانعت نہیں۔

''سیّد'' کا مصداق کون ہے؟

س…… جنابِ عالی! میں آپ کا اسلامی صفحہ پابندی سے پڑھتا ہوں۔ مسائل اوران کا حل پڑھ کر میری دِینی معلومات میں بڑا اضافہ ہوا۔ میرے ذہن میں بھی ایک سوال ہے جس کا حل چاہتا ہوں۔ اُمید ہے کہ جناب تسلی بخش جواب سے تمام قارئین کی معلومات میں اضافہ فرمائیں گے۔ اسلام سے قبل ہندوستان میں بت پرست قوم آباد تھی، جو کہ اپنے عقائد کے اعتبار سے چار ذاتوں میں بٹی ہوئی تھی۔ ۱-برہمن، ۲-چھتری، ۳-ویش، ۴-شودر۔ پھران میں بھی درجہ بندی تھی، کوئی اُونچا، کوئی نیچا، اس بنا پر برہمن کے نام کے ساتھ اس کی شناخت کا کوئی لفظ شامل ہوتا ہے جیسے: ''دوبے، تربیدی، چوبے'' وغیرہ، جس وقت ہندوستان میں اسلام کا ظہور ہوا، اور لوگ انفرادی اور اجتماعی حیثیت سے مسلمان ہونے لگے، مگر اسلام قبول کرنے کے باوجود ان میں ہندوانہ ذہنیت باقی رہی جو کہ آج تک مسلمان کسی نہ کسی شکل میں ہندووٴں کے رسم و رواج کو اپنائے ہوئے ہیں۔ چنانچہ ہندووٴں کی طرح مسلمانوں نے بھی چار ذاتیں بنالیں۔ ''برہمن'' کے مقابلے میں ''سیّد''، ''چھتری'' کے مقابلے میں ''پٹھان''، اور بقیہ لوگ کوئی ''شیخ'' ہے، کوئی ''مغل''۔ ''سیّد'' کے دو طبقے ہیں، سنی سیّد، شیعہ سیّد۔ پھران میں مزید درجہ بندی ہے جو کہ ہر ''سیّد'' اپنے نام کے ساتھ شناخت کے لئے کوئی لفظ استعمال کرتا ہے۔ جیسے: ''صدیقی، فاروقی، عثمانی، علوی، جعفری'' وغیرہ۔ ایک صاحب نے مجھے بتایا کہ: ''میرا تعلق ایک ایسے گروہ سے ہے جو ہندوستان میں شراب کی تجارت کرتا تھا، سب لوگ اجتماعی حیثیت سے مسلمان ہوگئے، بعد کو خیال آیا کہ ہم کون سے مسلمان ہیں؟ سب نے فیصلہ کیا کہ ہم لوگ صدقِ دِل سے مسلمان ہوئے ہیں اس لئے ہم سب ''صدیقی'' مسلمان ہیں، اسی وجہ سے میں اپنے کو ''صدیقی'' لکھتا ہوں۔'' اب میں اصل مدعا بیان کرتا ہوں، وہ یہ ہے کہ: ایک موقع پر لفظِ ''سیّد'' پر بات ہورہی تھی تو میرے ایک دوست (جو کہ اسکول ماسٹر ہیں) نے کہا: ''ایوب صاحب! آپ بھی سیّد ہیں'' میں نے کہا: ''میں تو سیّد نہیں ہوں'' تو انہوں نے ایک موٹی سی کتاب

فہرست

لا کر مجھ کو دی اور کہا کہ اس کو پڑھئے۔ یہ کتاب کراچی کے ایک صاحب نے لکھی ہے اور غالباً وہ دو مرتبہ چھپ چکی ہے، اس میں لفظ ''سیّد'' پر بڑی تحقیق کی گئی ہے، اس میں بتایا ہے کہ لفظِ ''سیّد'' نہ تو خاندانی ہے اور نہ نسلی، یہ لفظ اسلام سے قبل عرب میں استعمال ہوتا تھا، ''سیّد'' کے معنی سردار کے ہیں، خاندان کے سربراہ کو ''سیّد'' کہتے تھے، یہود و نصاریٰ سب ہی اس لفظ کو استعمال کرتے تھے، ہر ایک زبان میں کوئی نہ کوئی لفظ عزّت و احترام کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ انگریزی میں ''مسٹر'' اور ہندی میں ''شری مان''، اُردو میں ''جنابِ عالی'' و ''محترم''۔ بطور ثبوت انہوں نے ایسے مضامین اور کتابیں دِکھائیں جہاں لفظِ ''سیّد'' استعمال ہوا ہے، کتابوں کے نام و مصنّفین کے ناموں کے ساتھ کہیں لفظِ ''سیّد'' استعمال ہوا ہے، کسی جگہ لفظِ ''سیّد'' احترام و بزرگی کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ ''سیّد خاندان'' اس حد تک پہنچ گئے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ لوگ اپنی لڑکیوں کی شادی نہیں کرتے ہیں کہ ان کو کوئی اصل ''سیّد'' لڑکا نہیں ملتا ہے۔ اب مندرجہ بالا وضاحت کے بعد میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اسلامی اَحکامات کی روشنی میں:

اوّل:...... جبکہ لفظِ ''سیّد'' نہ خاندانی ہے، نہ نسلی تو ہر مسلمان جو کہ اس کا مستحق ہے، اس کے نام کے ساتھ لفظِ ''سیّد'' استعمال ہوسکتا ہے یا نہیں؟ جبکہ ہر مسلمان ایک دُوسرے کا بھائی ہے اور اُونچ نیچ کی قرآن نے نفی کر دی ہے۔

دوم:...... جو لوگ اپنی تعریف خود کرتے ہیں، یعنی ''سیّد'' کہہ کر یہ ظاہر کرتے ہیں کہ میں سردار ہوں، عزّت دار ہوں اور قابلِ احترام ہوں، بزرگ ہوں، خواہ اس کا کردار کچھ ہی ہو، کیا یہ دُرست ہے؟ اس کے لئے کیا حکم ہے؟

سوم:...... جو لوگ ''سیّد'' کا بہانہ کرکے لڑکیوں کی شادی نہیں کرتے، ایسے لوگوں کے لئے کیا حکم ہے؟

ج...... آپ کے سوال میں چند اُمور قابلِ تحقیق ہیں۔

اوّل:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہر مسلمان کا جزوِ ایمان اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تمام اہلِ ایمان کے لئے سب سے بڑھ کر محبوب و محترم ہے، جیسا کہ

ارشادِ ربانی:

”اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهَاتُهُمْ.“ (الاحزاب:۶)

اور حدیث:

”لا یؤمن أحدکم حتّٰی أکون أحبّ الیه من والده وولده والناس أجمعین.“ (مشکوٰۃ ص:۱۲)

سے واضح ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا لازمی نتیجہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلقین سے محبت ہے، جس درجے کا تعلق ہوگا، اسی درجے کی محبت بھی ہوگی۔

دوم:...... ہر شخص کو طبعاً اپنی اولاد سے محبت ہوتی ہے، پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل و اولاد سے محبت رکھنا بھی اہلِ ایمان کے لئے تقاضائے ایمان ہے، اور متعدّد نصوص میں اس کا حکم بھی ہے۔

سوم:...... جس طرح بادشاہ کی اولاد شہزادے شہزادیاں کہلاتے ہیں، اسی طرح سیّد الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کو ”سیّد“ کہا جاتا ہے، اور یہ لفظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سبطینِ کریمین رضی اللہ عنہما کے لئے خود استعمال فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: ”ابنی ھٰذا سیّد“ اور حضراتِ حسنین رضی اللہ عنہما کے حق میں فرمایا: ”سیّدا شباب أھل الجنّة“۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ لفظ نہ بھی استعمال فرمایا ہوتا تب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کو اپنا آقا اور سردار سمجھنا ہمارا فرض تھا کہ آقا کی اولاد بھی آقا کہلاتی ہے، یہی معنی ”سیّد“ کے ہیں۔

چہارم:...... کسی شخص کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان میں پیدا ہونا ایک غیراختیاری فضیلت ہے، جو لائقِ شکر تو بلاشبہ ہے مگر لائقِ فخر نہیں، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب اور نسبت کی ذمہ داریاں بھی بہت نازک ہیں، اولاد اپنے باپ کی جانشین اسی وقت کہلاتی ہے جبکہ اس کے نقشِ قدم پر ہو۔ جو شخص شہزادہ ہوکر چوہڑوں والے کام کرے، وہ چوہڑوں سے بدتر سمجھا جاتا ہے، بلکہ اس کے نسب میں بھی شبہ ہوجاتا ہے کہ اس کا نسب

واقعتاً بادشاہ سے ثابت بھی ہے یا نہیں؟ اسی طرح جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان میں پیدا ہوکر گندے عقائد، گندے اعمال اور گندے اخلاق میں مبتلا ہوتے ہیں ان کی حالت زیادہ خطرناک ہے، اور ان کے بارے میں اندیشہ ہے کہ پسرِ نوح کی طرح ان کے حق میں بھی "اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَھْلِکَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ" نہ فرمادیا جائے، چنانچہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش سے خصوصی خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا:

"وأنتم ألا تسمعون (ان أولياؤه الّا المتقون فان كنتم أولئك فذاك والا فانظروا يأتي الناس بالأعمال يوم القيامة وتأتون بالأثقال فنعرض عنكم. ثم رفع يديه فقال: يا أيها الناس! ان قريشًا أهل أمانة فمن بغاهم العواثر أكبه الله بمنخريه، قالها ثلاثًا."

(مجمع الزوائد ج:۱۰ ص:۲۶)

ترجمہ:...... "کیا تم یہ نہیں سن رہے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے دوست صرف متقی اور پرہیزگار لوگ ہیں، پس اگر تم بھی متقی اور پرہیزگار ہو تب تو ٹھیک ہے، ورنہ دیکھو! ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن دُوسرے لوگ تو اعمال لے کر آئیں اور تم بوجھ لاد کر آؤ، جس کے نتیجے میں ہم تم سے منہ موڑ لیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اُٹھاکر فرمایا: لوگو! بے شک قریش اہلِ امانت ہیں، پس جو شخص ان سے خیانت کرے گا اور ان کی لغزشیں تلاش کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو نتھنوں کے بل اوندھا کردیں گے۔"

پس سیّدوں کو اپنے عقائد، اعمال اور اخلاق و اَحوال کا جائزہ لے کر دیکھنا چاہئے کہ وہ اپنے جدِامجد سیّد الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے کس قدر مناسبت رکھتے ہیں؟ نصاریٰ کی شکل وصورت اور وضع قطع اپناکر اور بدکرداروں اور بدقماشوں کے اخلاق و اعمال اختیار کرکے "سیّد" کہلانا لائقِ شرم ہے۔

۳۰
فہرست

پنجم:...... یہ گفتگو تو ان حضرات کے بارے میں ہے جو صحیح النسب "سیّد" ہیں، لیکن اس دور میں بہت سے جعلی سیّد بنے ہوئے ہیں۔ امیرِ شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے ایک ایسے ہی سیّد کے بارے میں مزاحاً فرمایا تھا: "بھئی! ہم تو قدیم سے سیّد چلے آتے ہیں، ہمارے سیّد ہونے میں تو شبہ ہوسکتا ہے کہ خدا جانے سیّد ہیں بھی یا نہیں، مگر فلاں صاحب کے سیّد ہونے میں کوئی شبہ نہیں، کیونکہ وہ تو میری آنکھوں کے سامنے سیّد بنا ہے۔"

یہ جعلی سیّد کئی جرائم کے مرتکب ہیں، اوّل: اپنے نسب کا تبدیل کرنا، جس پر دوزخ کی وعید ہے، حدیث میں ہے:

"من ادعٰی الٰی غیر أبیہ .... فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس أجمعین، لا یقبل منہ صرف ولا عدل." (مشکوٰۃ ص:۲۳۹)

ترجمہ:...... "جس نے اپنا نسب تبدیل کیا..... اس پر اللہ کی لعنت، فرشتوں کی لعنت اور تمام انسانوں کی لعنت، اس کا نہ فرض قبول ہوگا نہ نفل۔"

ان لوگوں کا دُوسرا جرم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف محض جھوٹی نسبت کرنا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی نسبت کرنا بدترین گناہ اور ذلیل ترین حرکت ہے۔ تیسرے ان لوگوں کا مقصد محض جھوٹا فخر ہے اور فخر و تعلّی، خالق و مخلوق دونوں کی نظر میں رذالت اور کمینگی کی علامت ہے۔ چوتھے یہ لوگ اپنے رذیل اخلاق و اعمال کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذُرّیتِ طیبہ کے لئے ننگ و عار اور بدنامی کا باعث بنتے ہیں اور لوگ ان کو دیکھ کر یوں سمجھتے ہیں کہ سیّد (نعوذ باللہ) ایسے ہی ہوتے ہیں۔

ششم:...... مگر ان نقلی اور جعلی سیّدوں کی وجہ سے ہمارے لئے یہ جائز نہیں ہوگا کہ ہم اولادِ رسولؐ کی توہین و گستاخی کریں۔ ایک بزرگ کا مشہور واقعہ ہے کہ ایک بار ان سے کسی صاحب نے اپنی کوئی ضرورت و حاجت مندی ذکر کی اور کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے ہوں، مجھ سے تعاون فرمائیے۔ ان (بزرگ) کے منہ سے بے

ساختہ نکل گیا کہ اس کی کیا دلیل ہے کہ تم اولادِ رسولؐ ہو؟ وہ صاحب اس کا کیا جواب دیتے؟ خاموش رہ گئے۔ رات کو وہ بزرگ خواب دیکھتے ہیں کہ میدانِ محشر قائم ہے اور لوگ شفاعت کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالی میں حاضر ہو رہے ہیں، یہ بزرگ بھی حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں آپ کا اُمتی ہوں، میری بھی شفاعت فرمائیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: تمہارے اُمتی ہونے کی کیا دلیل ہے؟ اگر میری اولاد کا اولاد ہونا بغیر دلیل کے قابلِ تسلیم نہیں تو تمہارا اُمتی ہونا بغیر دلیل کے کیسے تسلیم کیا جائے؟ اس بزرگ کو اپنی غلطی پر تنبیہ ہوئی، اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کی۔

بہت سے لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج و احباب (رضی اللہ عنہم) کے حق میں گستاخیاں کرتے ہیں اور ان کے مقابلے میں اب بعض لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل و اولاد کی بے ادبی کرنے لگے ہیں۔ جن صاحب کی موٹی سی کتاب کا آپ نے حوالہ دیا ہے، مجھے ان صاحب کے بارے میں معلوم ہے کہ اس کا تعلق بھی اسی گروہ سے ہے، اور یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل و اولاد کے خلاف نفرت و بغض کا اظہار کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً مختلف شوشے چھوڑتے رہتے ہیں، جن کا عقل و ایمان سے دُور کا واسطہ بھی نہیں ہوتا۔ میں آپ سے مؤدّبانہ و مخلصانہ التماس کروں گا کہ آپ اس گرداب میں مبتلا نہ ہوں۔ ''سیّد'' اگر سردار کو کہتے ہیں تو خود ہی سوچئے کہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد ہماری سردار نہیں تو کیا ہے؟ پس اگر ان کو اصطلاحِ عرفی کے طور پر ''سیّد'' کہا جائے تو ناگواری کی وجہ کیا ہے؟ کیا ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد ہمارے لئے لائقِ احترام نہیں؟ اگر ہم ان کو احتراماً ''سیّد'' کہتے ہیں تو آخر یہ کس دلیلِ عقلی یا شرعی سے ممنوع ہے؟

ہفتم:...... اللہ تعالیٰ نے برادریاں، خاندان، قومیں، ذاتیں خود بنائی ہیں، جیسا کہ خود فرمایا ہے: ''وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ'' اور اس میں بہت سی مصلحتیں رکھی ہیں جن کی طرف ''لِتَعَارَفُوْا'' کے لفظ سے اشارہ فرمایا ہے، اور اس میں شک نہیں کہ صفات و اخلاق اور ملکات بیشتر ''أَبًا عَنْ جَدٍّ'' منتقل ہوتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ بعض خاندان اپنی خاندانی روایات اور اخلاق و صفات کی بنا پر ممتاز سمجھے جاتے ہیں اور دُوسرے بعض خاندان اس

فہرست

اخلاقی معیار کو قائم کرنے سے قاصر رہتے ہیں، یہ بات روزمرّہ مشاہدے کی ہے، جس پر کسی استدلال کی ضرورت نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بعض خاندانوں کے تفوّق کو برقرار رکھا ہے، چنانچہ مشہور ارشاد ہے: ''انسانوں کی بھی کانیں ہیں، جس طرح سونے چاندی کی کانیں ہوتی ہیں، جو لوگ جاہلیت میں شریف و معزّز تھے وہ اسلام میں بھی بہتر و معزّز ہوں گے، جبکہ دِین کا فہم حاصل کرلیں۔'' اس ارشاد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاندانوں کو سونے چاندی کی کانوں کے ساتھ تشبیہ دی ہے کہ بعض کانیں اعلیٰ اور عمدہ ہوتی ہیں اور بعض ناقص اور گھٹیا۔ علاوہ ازیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاندانِ قریش کے فضائل بیان فرمائے ہیں، جو حدیث کے ہر طالبِ علم کو معلوم ہیں۔

ہشتم:...... بعض خاندانوں کا بعض سے اعلیٰ و اشرف ہونا تو عقلاً و شرعاً مُسلَّم ہے، لیکن اس مسئلے میں دو سنگین غلطیاں کی جاتی ہیں، اوّل یہ کہ بعض لوگ خاندانوں کو غرور اور فخر کا ذریعہ سمجھتے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزّت و کرامت کی چیز خاندان نہیں، بلکہ آدمی کا ذاتی نامۂ عمل ہے، جیسا کہ: ''اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللهِ اَتْقَاکُمْ'' میں صراحتاً بیان فرمایا ہے، پس ذاتی اعمال سے قطعِ نظر کرکے کسی شخص کا سیّد، قریشی، ہاشمی، صدیقی، فاروقی ہونے پر فخر کرنا اور ان نسبتوں کو فخر کے طور پر اپنے نام کے ساتھ چسپاں کرنا، اس کی حماقت اور مردودیت کی علامت ہے، احادیث شریفہ میں نسب پر فخر کرنے کی شدید مذمت آئی ہے۔

دُوسری غلطی اس کے برعکس یہ کی جاتی ہے کہ معزّز خاندانوں کی توہین و تنقیص کی جاتی ہے اور دلیل یہ پیش کی جاتی ہے کہ اسلام میں نسب اور خاندان کوئی چیز ہی نہیں، یہ بات اس حد تک تو صحیح ہے کہ قربِ عنداللہ میں خاندان کو کوئی دخل نہیں بلکہ اس کا مدار اعمالِ صالحہ کی بدولت ولایت کے اعلیٰ ترین مقامات طے کرسکتا ہے اور دُوسرا شخص اعلیٰ ترین خاندان میں پیدا ہوکر اپنی بدعملی و بدکرداری کی وجہ سے جہنم کا کندہ بن سکتا ہے۔ شیخ سعدیؒ لکھتے ہیں کہ: ''ایک اعرابی اپنے بیٹے کو نصیحت کر رہا تھا کہ بیٹا! عمل کر، قیامت کے دن یہ پوچھا جائے گا کہ تو کیا کما کر لایا؟ یہ نہیں پوچھیں گے کہ تیرا نسب نامہ کیا تھا؟'' الغرض کسی فرد کی فضیلت و بزرگی کا مدار خاندان پر نہیں بلکہ علم و عمل اور زُہد و تقویٰ پر ہے۔ اس کے باوجود اللہ

فہرست

تعالیٰ نے دُنیوی مصالح کے لئے خاندان اور شعوب وقبائل بنائے ہیں اور ان پر کفو وغیرہ کے بعض مسائل بھی جاری ہوتے ہیں، مثلاً: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے لئے زکوٰۃ حلال نہیں، اس لئے خاندانوں کا انکار کرنا اور شریف خاندانوں کی فضیلت کو پامال کرنا غلط ہے، درحقیقت اس کا منشا بھی کبر ہے۔

نہم:...... خاندانوں پر فخر اور غرور کا ایک شعبہ یہ ہے کہ سیّد خاندان کی لڑکی کا غیرسیّد لڑکے سے نکاح جائز نہیں سمجھا جاتا، حالانکہ والدین کی رضامندی سے سیّد لڑکی کا نکاح کسی بھی مسلمان سے ہوسکتا ہے، البتہ والدین کی رضامندی کے بغیر چونکہ بہت سی خاندانی اُلجھنیں پیدا ہوجاتی ہیں، اس لئے غیرکفو میں لڑکی کا والدین کی رضامندی کے بغیر نکاح نہیں ہوسکتا۔ تاریخ کی کتابوں میں ہے کہ سادات کے جدِامجد حضرت علی بن حسین (رضی اللہ عنہما) نے جو ''زین العابدین'' کے لقب سے مشہور ہیں، اپنے غلام کو آزاد کرکے اپنی ہمشیرہ کا نکاح اس کے ساتھ کردیا، اور اپنی باندی کو آزاد کرکے اپنا نکاح اس سے کرلیا۔ اُموی خلیفہ ہشام بن عبدالملک نے ان کو پیغام بھیجا کہ: ''آپ نے خاندانِ قریش کی ناک کاٹ دی، آپ کی ہمشیرہ کے لئے اعلیٰ خاندان میں رشتے مل سکتے ہیں، مگر آپ نے اسے ایک غلام کے حبالۂ عقد میں دے دیا، اور آپ کو اپنے لئے اُونچے سے اُونچا رشتہ مل سکتا تھا مگر آپ نے ایک باندی کو آزاد کرکے بیوی بنالیا۔''

جواب میں حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ نے تحریر فرمایا: ''تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں بہترین نمونہ ہے۔ (یہ قرآنِ کریم کی آیت کا ایک ٹکڑا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو آزاد کرکے اپنی (پھوپھی زاد) بہن (حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا) کا عقد ان سے کردیا، اور حضرت صفیہ (رضی اللہ عنہا) کو آزاد کرکے ان سے اپنا عقد کرلیا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو زندہ کیا ہے۔''

مجھے اُمید ہے کہ آپ کے سوال نامے کے جواب میں یہ مختصر اِشارات کافی ہوں گے، وَ لِلہِ الْحَمْدُ اَوَّلًا وَّ آخِرًا!

اچھے، بُرے ناموں کے اثرات

س……شریعت کی روشنی میں یہ بتائیں کہ کسی کے نام کا اس شخصیت پر اثر ہوتا ہے؟ مثال کے طور پر ''زید'' کے حالات خراب ہیں، اب وہ اپنا نام بدل لیتا ہے تو کیا اس کے نام بدلنے سے اس کی شخصیت پر اثر پڑے گا؟

ج……اچھے نام کے اچھے اثرات اور بُرے نام کے بُرے اثرات تو بلاشبہ ہوتے ہیں، اسی بنا پر اچھا نام رکھنے کا حکم ہے، لیکن ''زید'' تو بُرا نام نہیں کہ اس کی وجہ سے زید کے حالات خراب ہوں اور نام بدل دینے سے اس کے حالات دُرست ہوجائیں۔ اس لئے آپ کی مثال دُرست نہیں۔

''اصحاب'' اور ''صحب'' دونوں الفاظ ہم معنی ہیں

س……ریڈیو پاکستان اور ٹیلی ویژن پر کورس کی صورت میں دُرود شریف پڑھا جاتا ہے، اس کے تمام الفاظ یہ ہیں: ''اللّٰھم صل علٰی محمد وعلٰی اٰلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلّم''، براہِ کرم مطلع کریں کہ ''اصحابہٖ'' اور ''صحبہٖ'' دونوں الفاظ کا مطلب ایک ہی ہے یا تمام اصحاب کے لئے جمع کا صیغے میں لفظ ''اصحابہٖ'' کا استعمال دُرست ہوگا؟ آپ کے جواب پر ریڈیو پاکستان اور ٹیلی ویژن کو توجہ دینی چاہئے۔

ج……''صحبہٖ'' اور ''اصحابہٖ'' دونوں لفظ صحیح ہیں، اور دونوں کا ایک ہی مطلب ہے، یہ دونوں لفظ جمع کے صیغے ہیں۔

کیا کسی شخص کو ''وکیل'' کہنا غلط ہے؟

س……ایک صاحب فرماتے ہیں کہ: ''پڑوسی ملک بھارت میں وکیل کو 'بھاڑو' اور بیرسٹر کو ''مہا بھاڑو'' کہا جاتا ہے، لہٰذا ہم تمہیں بھی یہی کہیں گے۔'' عرض کیا کہ: ''وہاں کی بات چھوڑیں، وہاں تو بت پرستی بھی ہوتی ہے، جو ہمارے مذہب میں ناجائز ہے، جو الفاظ نازیبا آپ استعمال فرمارہے ہیں وہ تو ہمارے ہاں بہت ہی بُرے معنی میں لئے جاتے ہیں، یعنی

فاحشہ عورتوں کی ناجائز کمائی کھانے والے لوگ۔ ہمارے ہاں تو نکاح کے وقت دُولہا اور دُلہن کے بھی وکیل ہوتے ہیں، آیتِ قرآنی میں وکیل اس طرح آیا ہے: ”حسبنا اللہ ونعم الوکیل“ اور ہمیں اس کی پیروی کرتے ہوئے ایک بہتر مددگار بننے کی پوری کوشش کرنی چاہئے“ تو وہ صاحب میرے بارے میں فرماتے ہیں: ”تم کفر کے مرتکب ہو رہے ہو، جو صفت خدا نے اپنے لئے رکھی ہے اسے خود سے منسوب کرتے ہو“ (واضح رہے کہ میرا ہرگز یہ مطلب نہیں، میرا مطلب خدا کی پیروی ہے)۔ صاحب! اگر خدا اور اس کے فرشتے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود بھیجیں اور ایمان والوں کو بھی اس کا حکم ہو اور ہم بھی دُرود بھیجیں تو وہ کام جو اللہ پاک نے کیا، وہی ہم نے بھی کیا مگر اطاعتِ رَبی میں کیا، نہ کہ توبہ توبہ نعوذ باللہ کوئی اللہ میاں کی ہمسری میں؟ (اللہ معاف فرمائے) پھر اگر ”حسبنا اللہ ونعم الوکیل“ کی پیروی میں ہم بہتر وکیل اور بہتر مددگار بننے کی کوشش کریں تو پناہِ خدا! کیا واقعی ان حضرت کی رائے میرے لئے صحیح ہے؟ مجھے کس طرح توبہ کرنی چاہئے اور مجھے تو اپنی یہ بات غلط نہیں لگتی کہ جہاں اِلحاد، شرک اور بت پرستی ہوتی ہو، ہمیں وہاں کی بات نہیں ماننی چاہئے۔

ج…… اللہ تعالیٰ کے پاک نام دو طرح کے ہیں، ایک وہ جن کا اطلاق کسی دُوسرے پر جائز نہیں، اور دُوسرے وہ جن کا اطلاق کسی دُوسرے پر بھی جائز ہے، مثلاً: اللہ تعالیٰ کا نام ”الرؤف“ بھی ہے، ”الرحیم“ بھی ہے، حالانکہ قرآنِ کریم میں یہ صفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی ذکر کی گئی ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ایک نام ”الوکیل“ بھی ہے، اس کا استعمال دُوسروں کے لئے بھی جائز ہے، اگرچہ دونوں جگہ کے مفہوم میں وہی فرق ہے جو خالق اور مخلوق کے درمیان ہے، پس آپ کا موقف صحیح ہے اور ان صاحب کا موقف غلط ہے۔

کنیت کو بطورِ نام استعمال کرنا

س…… میرا نام ”ابوبکر“ ہے، ایک دفعہ ایک عالم صاحب سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ یہ تو کوئی نام نہیں، صرف کنیت ہے۔ برائے مہربانی شریعت کی رُو سے مجھے مشورہ دیجئے کہ میں اپنا نام تبدیل کرلوں یا نام بڑھادُوں یعنی نام کے بعد ”ابوبکر“ استعمال کروں؟

ج…… کنیت کو بھی تو بطور نام کے استعمال کیا جا سکتا ہے، آپ کا نام صحیح ہے، بدلنے کی ضرورت نہیں۔

''ابوالقاسم'' کنیت رکھنا

س…… ہمارے شہر میاں چنوں میں ایک شخص ہے جس کا نام صوفی محمد بشیر ہے، وہ عطریات کا کام کرتا ہے، اس نے ایک مدرسہ بھی بنایا ہوا ہے، اس نے ایک کتاب بھی لکھی ہے جس کا نام ''اسرارِ ابراہیمیہ'' ہے، اس کتاب پر انہوں نے اپنی کنیت ''ابوالقاسم'' لکھی ہے، یعنی بمعہ نام کے یوں لکھا ہے: ''ابوالقاسم صوفی محمد بشیر''۔ ان کے مدرسہ کی جانب سے جو اِشتہار نکلتا ہے اس پر کنیت ''ابوالقاسم'' لکھا ہوتا ہے، اور میں نے سنا ہے کہ ''ابوالقاسم'' کنیت صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے، کوئی اپنی کنیت ''ابوالقاسم'' نہیں رکھ سکتا۔ برائے مہربانی احادیث سے ثابت کریں کہ ''ابوالقاسم'' کنیت صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے یا نہیں؟ حضور کے علاوہ اور کوئی بھی اپنی کنیت ''ابوالقاسم'' رکھ سکتا ہے؟

ج…… مشکوٰۃ شریف میں ص:۴۰۷ کے حاشیہ میں ''مرقاۃ'' سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت پر ''ابوالقاسم'' کی کنیت رکھنے کی ممانعت جمہور سلف اور فقہائے امصار کے نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات تک محدود تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس کی اجازت ہے۔ البتہ اِمام شافعیؒ اور اہلِ ظاہر اب بھی ممانعت کے قائل ہیں۔

اپنے نام کے ساتھ ''صدیقی'' یا ''عثمانی'' بطور تخلص رکھنا

س…… اگر کوئی شخص اپنے نام کے ساتھ تخلص ''صدیقی'' یا ''فاروقی''، ''عثمانی'' یا ''علوی'' شجرۂ نسب کے حساب سے نہیں، عقیدت و محبت کی وجہ سے ملاتا ہے، مثلاً ''غلام سروَر صدیقی'' نام کے ساتھ ملانا جائز ہے یا نہیں؟ عقیدت و محبت کی وجہ سے۔

ج…… عقیدت و محبت کے اظہار کے لئے کسی بزرگ کی طرف نسبت کرنے کا تو مضائقہ نہیں، لیکن ''صدیقی'' یا ''فاروقی'' وغیرہ کہلانے میں تلبیس و تدلیس پائی جاتی ہے، سننے

والے یہی سمجھیں گے کہ حضرت کو ان بزرگوں سے نسبی تعلق ہے اور غلط نسب جتانا حرام ہے، اس لئے یہ بھی دُرست نہ ہوگا۔

لقب اور تخلص رکھنا شرعاً کیسا ہے؟

س...... ایک حدیث نظر سے گزری جو حسب و نسب کے بارے میں کچھ اس طرح ہے جیسے کوئی شخص ''شیخ''، ''صدیقی'' نہیں، مگر اپنے آپ کو ''صدیقی'' لکھے، یا ''قریشی'' نہیں ہے، اپنے آپ کو ''قریشی'' کہے یا نسباً ''انصاری'' نہیں ہے اور اپنے آپ کو ''انصاری'' کہے، یا ''سیّد'' نہیں ہے، ''سیّد'' کہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے باپ کی نسبت چھوڑ کر کسی دُوسرے کی طرف اپنی نسبت کرے تو جنت اس پر حرام ہے۔ (مسلم، بخاری، ابوداوٴد) مندرجہ بالا حدیث کی روشنی میں اگر شاعر، مصنف، آرٹسٹ، ادیب اور دُوسرے مختلف حضرات شوقیہ اپنا تخلص: پروانہ، ناز، آسی، ناشا وغیرہ رکھ لیتے ہیں کیا یہ بھی اسی زُمرے میں آتے ہیں؟

ج...... یہ حدیث نسب تبدیل کرنے سے متعلق ہے، کسی لقب یا تخلص کے اختیار کرنے کی (بشرطیکہ وہ بذاتِ خود غلط نہ ہو) اس میں ممانعت نہیں۔

اپنے نام کے ساتھ غیرمسلم کے نام کو بطور تخلص رکھنا

س...... اگر کوئی آدمی اپنے نام کے ساتھ تخلص کے لئے کسی ہندو کے نام پر نام رکھ لے تو کیا یہ دُرست ہے اسلام کی روشنی میں؟

ج...... جو نام ہندووٴں کے ساتھ مخصوص ہیں ان کو کسی مسلمان کے نام کا جز بنانا صحیح نہیں۔

ستاروں کے نام پر نام رکھنا اور خاص پتھر پہننا

س...... یہ فرمایئے کہ یہ ستارگان دیکھ کر مثلاً: ستارہ عطارد، برج سنبلہ پر نام رکھا جاتا ہے، اور پھر پتھر لاجوردی، نیلم، زرقون وغیرہ پہنانے کے لئے کہا جاتا ہے، یہ شرعی طور پر کہاں تک جائز ہے اور اس کی کیا حیثیت ہے؟

ج...... ان چیزوں پر یقین کرنا بے خدا قوموں کا کام ہے، ایک مسلمان کو ان چیزوں پر اعتماد

کرنے کی ممانعت ہے۔

کیا ''خدا'' اللہ تعالیٰ کا نامِ مبارک ہے؟

س…… قرآنِ کریم کی سورۃ الاعراف کی آیت نمبر: ۱۸۰ میں ارشادِ ربانی ہے: ''اور اچھے اچھے نام اللہ ہی کے لئے ہیں، سوان ناموں سے اللہ ہی کو موسوم کیا کرو اور ایسے لوگوں سے تعلق بھی نہ رکھو جو اس کے ناموں میں کج روی کرتے ہیں، ان لوگوں کو ان کے کئے کی ضرور سزا ملے گی۔'' قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ کے ۹۹ نام ہیں، جن میں ''خدا'' نام نہیں ہے، لہٰذا آپ قرآنِ کریم کی رُو سے یہ بتائیں کہ ''خدا'' کہہ کر پکارنا کہاں تک دُرست ہے؟ نہایت ممنون ہوں گا۔

ج…… یہ تو ظاہر ہے کہ ''خدا'' عربی زبان کا لفظ نہیں، فارسی لفظ ہے، جو عربی لفظ ''ربّ'' کے مفہوم کو ادا کرتا ہے، ''ربّ'' اسمائے حسنیٰ میں شامل ہے اور قرآن و حدیث میں بار بار آتا ہے، فارسی اور اُردو میں اسی کا ترجمہ ''خدا'' کے ساتھ کیا جاتا ہے، اس لئے ''خدا'' کہنا صحیح ہے اور ہمیشہ سے اکابرِ اُمت اس لفظ کو استعمال کرتے آئے ہیں۔

لفظِ ''خدا'' کے استعمال پر اِشکالات کا جواب

س…… روزنامہ ''جنگ'' کراچی ۷؍اگست ۱۹۹۲ء (اسلامی صفحہ اقرأ) میں بعنوان ''اللہ تعالیٰ کے لئے لفظِ خدا کا استعمال'' ایک سائل کا سوال اور آپ کا یہ جواب نظر سے گزرا کہ اسمِ ذات اللہ کا ترجمہ لفظ ''خدا'' سے کیا جاسکتا ہے، آپ کے اس موقف پر مختصر معروضات پیشِ خدمت ہیں۔

آپ کی یہ بات تو دُرست ہے کہ ''قرآنِ کریم کا ترجمہ دُوسری زبانوں میں کیا جاتا ہے'' لیکن اس سے آپ کا یہ نتیجہ نکالنا کہ اسمِ ذات کا بھی ترجمہ کیا جاسکتا ہے، دُرست نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید میں مذکورہ تمام انبیاء و رُسل کے ذاتی ناموں کا کوئی ترجمہ ہرگز نہیں کیا جاتا، لہٰذا ان کے اسمائے گرامی کو تراجم میں جوں کا توں قائم رکھا جاتا ہے مزید یہ کہ انبیاء اور رُسل کے علاوہ بھی جو دیگر انسانوں کے ذاتی نام قرآن پاک میں بیان

ہوئے ہیں، ان تک کا ترجمہ بھی نہیں کیا جاتا ہے، آپ خود بھی تو انسانی اسمائے ذات کا کوئی ترجمہ نہیں فرماتے ہیں۔

جب صورت یہ ہو کہ قرآنِ کریم میں مذکور ایک عام انسان تک کے ذاتی نام کا ترجمہ جائز نہ ہو تو آخر مالکِ کُل کائنات کے عظیم ترین ذاتی نام ''اللہ'' کا ترجمہ ''خدا، بھگوان یا گاڈ'' کیونکر جائز ہوسکتا ہے؟ پھر یہ کہ قرآن سے قطع نظر پوری دُنیا میں بھی یہی اُصول رائج ہے کہ ذاتی ناموں کا ترجمہ کسی بھی زبان میں ہرگز نہ کیا جائے۔

محترم! ذرا سوچئے کہ جہاں عام انسان تک کے ذاتی نام کا اس قدر اہتمام و احترام ہو، وہاں تمام انسانوں کے خالق اللہ تعالیٰ کے ذاتی نام کا ترجمہ ''خدا'' کرکے اسمِ اعظم ''اللہ'' کے ساتھ کتنی بڑی جسارت، کتنی بڑی توہین اور کتنی بڑی بے حرمتی نادانستہ طور پر کی جاتی ہے، لہٰذا اس سنگین غلطی کا ازالہ ضروری ہے تاکہ اسمِ ذات ''اللہ'' کو صرف اور صرف اللہ ہی کہا اور لکھا جائے۔

مندرجہ بالا حقائق کے پیشِ نظر آپ سے گزارش ہے کہ آپ اپنے موقف پر نظرِ ثانی فرمائیں اور صحیح موقف ''جنگ'' میں ضرور شائع فرمادیں تاکہ آپ کے تمام قارئین کرام بھی اصلاح کریں۔

ج...... آپ کا سارا خط اس غلط مفروضے پر مبنی ہے کہ میں نے یہ کہا ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ کے اسمِ ذات ''اللہ'' کا ترجمہ لفظِ ''خدا'' سے کیا جاسکتا ہے، حالانکہ یہ مفروضہ ہی غلط ہے اور غلط فہمی پر مبنی ہے۔ میں نے سائل کے جواب میں یہ لکھا تھا کہ: ''اگر اللہ تعالیٰ کے پاک ناموں میں سے کسی نام کا دُوسری زبان میں ترجمہ کردیا جائے تو اس کے ناجائز ہونے کی کیا دلیل ہے؟''

میں نے اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کسی نام کا ترجمہ کرنے کو لکھا ہے، تعجب ہے کہ آپ جیسا فہیم آدمی اس کا مطلب یہ بیان کرتا ہے کہ میں نے اسمِ ذات ''اللہ'' کا ترجمہ کرنے کو صحیح قرار دیا ہے۔ ''اللہ'' حق تعالیٰ شانہٗ کا اسمِ ذات ہے، اس کا ترجمہ ہو ہی نہیں سکتا، نہ کوئی عاقل اس کے ترجمے کو صحیح کہہ سکتا ہے، میں نے اللہ تعالیٰ کے دیگر اسمائے حسنیٰ

فہرست

کے ترجمے کو لکھا ہے اور یہ کہ ''خدا'' کا لفظ اسمائے حسنیٰ مبارکہ میں سے کسی لفظ کا ترجمہ ہے۔

اب وضاحت سے لکھتا ہوں کہ لفظِ ''خدا'' حق تعالیٰ شانہ کے اسمِ ذات ''اللہ'' کا ترجمہ نہیں، لفظِ ''خدا'' فارسی کا لفظ ہے، جس کے معنی مالک، صاحب، آقا اور واجب الوجود کے ہیں، غیاث اللغات میں ہے:

''خدا بالضم بمعنی مالک و صاحب۔ چوں لفظ خدا مطلق باشد بر غیر ذاتِ باری تعالیٰ اطلاق نکند مگر در صورتے کہ بچیزے مضاف شود، چوں کہ خدا، وده خدا۔ وگفتہ اند کہ خدا بمعنی خود آئندہ است، چہ مرکب است از کلمہ ''خود'' وکلمہ ''آ'' کہ صیغہ امر است از آمدن، وظاہر است کہ امر بترکیب اسم معنی اسم فاعل پیدا می کند، و چوں حق تعالیٰ بظہور خود بدیگرے محتاج نیست لہٰذا بایں صفت خواندند، از رشیدی، وخیابان وخان آرزو در سراج اللغات نیز از علامہ دوانی سوا امام فخر الدین رازی ہمیں نقل کردہ۔''

ترجمہ:...... ''لفظِ ''خدا'' (خا کی پیش کے ساتھ) مالک اور صاحب کے معنی میں ہے۔ جب لفظِ ''خدا'' مطلق ہو تو حق تعالیٰ شانہ کے علاوہ کسی دُوسرے پر نہیں بولتے، مگر جس صورت میں کہ کسی چیز کی طرف مضاف ہو، مثلاً کہ خدا، دہ خدا۔ اور علماء نے کہا ہے کہ لفظِ ''خدا'' کے اصل معنی ہیں خود ظاہر ہونے والا (یعنی جس کا وجود ذاتی ہو، کسی دُوسرے کا محتاج نہ ہو) کیونکہ ''خدا'' کا لفظ دو لفظوں سے مرکب ہے، ''خود'' اور ''آ'' اور ان کا لفظ آمدن سے امر کا صیغہ ہے، اور فارسی کا قاعدہ ہے کہ امر کا صیغہ کسی اسم کے ساتھ مل کر اسم فاعل کے معنی دیتا ہے، چونکہ حق تعالیٰ شانہ اپنے وجود وظہور میں کسی دُوسرے کے محتاج نہیں، اس لئے حق تعالیٰ کے لئے یہ صفت استعمال کی گئی۔ یہ مضمون ''رشیدی'' اور ''خیابان'' (دو کتابوں کے

نام) سے مأخوذ ہے، اور خان آرزو نے بھی سراج اللغات میں علامہ دوانی اور اِمام فخرالدین رازیؒ سے یہی نقل کیا ہے۔“

غیاث اللغات کی اس تصریح سے معلوم ہوا، لفظِ ”خدا“ اپنے اصل معنی کے لحاظ سے حق تعالیٰ شانہٗ کا صفاتی نام ہے، یعنی وہ ذاتِ پاک جس کا وجود اپنا ذاتی ہے، اور وہ اپنے وجود میں کسی دُوسرے کا محتاج نہیں، اس لئے اس لفظ کا اطلاق حق تعالیٰ شانہٗ کے سوا کسی دُوسرے پر نہیں ہوتا، اور یہ کہ یہ لفظ عربی لفظ ”مالک“ اور ”رَبّ“ کے ہم معنی ہے، جس طرح عربی میں لفظِ ”رَبّ“ مطلق بولا جائے تو اس کا اطلاق حق تعالیٰ کے سوا کسی کے لئے جائز نہیں، البتہ اضافت کے ساتھ استعمال کیا جائے، مثلاً: ”رَبّ المال“ (مال کا مالک)، ”رَبّ البیت“ (گھر کا مالک) تو اس کا اطلاق دُوسروں پر بھی ہوتا ہے، اسی طرح ”خدا“ کا لفظ جب مطلق بولا جائے تو اس سے مالک علی الاطلاق مراد ہوتا ہے اور وہ حق تعالیٰ شانہٗ کی ذاتِ پاک ہے، اور جب یہ لفظ اضافت کے ساتھ بولا جائے جیسے کہ ”خدا (گھر کا مالک)“ ”دہ خدا“ (گاؤں کا مالک) تو یہ لفظ اضافت کے ساتھ دُوسروں کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔

کیا پیدائش سے چند گھنٹوں بعد مرنے والے بچوں کے نام رکھنا ضروری ہے؟

س…… جو بچے زندہ پیدا ہوئے اور چند گھنٹوں یا چند دن بعد مرگئے، ان کے نام رکھنا ضروری ہیں اور ایسے بچے جو دس پندرہ سال قبل مرچکے جن کے نام اس وقت نہیں رکھے گئے تو کیا اب ان کے نام رکھ دینا ضروری ہے؟

ج……ایسے بچوں کے نام رکھنے چاہئیں۔

غلط نام سے پکارنا یا والد کو ”بھائی“ کہنا، والدہ کو ”آپا“ کہنا کیسا ہے؟

س……کچھ لوگوں کے گھروں میں ایسا رواج ہے کہ بچے اور بلکہ بڑے بھی اپنے رشتہ داروں کو غلط نام سے پکارتے ہیں، مثلاً: بچہ اپنی ماں کو ”بھابھی“ اور باپ کو ”بھائی“ کہہ کر پکارتا

فہرست

ہے، اسی طرح باپ کو اس کے نام کے ساتھ ''بھائی'' کہہ کر پکارنا جیسے ''ستار بھائی''، ''عبداللہ بھائی'' وغیرہ، اسی طرح کچھ بچے اپنی ماں کو ''باجی'' کہہ کر پکارتے ہیں یا ''آپا'' کہتے ہیں، آپ سے دریافت کرنا ہے کہ اس طرح نام لینا شرعاً کیسا ہے؟

ج...... غلط نام سے پکارنا تو ظاہر ہے کہ غلط ہی ہے، اور کچھ نہیں تو کم سے کم جھوٹ تو ضرور ہے اور والدین کی توہین بھی ہے، اس لئے اس سے احتراز کرنا چاہئے۔ اور جن گھروں میں اس کا غلط رواج ہے اسے تبدیل کرنا چاہئے۔

غلط نام سے پکارنا

س...... اکثر لوگوں کے نام عبدالصمد، عبدالحمید، عبدالقہار، عبدالرحیم، عبدالرحمٰن وغیرہ رکھے جاتے ہیں جبکہ دیکھا یہ گیا ہے کہ لوگ ان کو صرف صمد، حمید، قہار اور رحیم وغیرہ کہہ کر پکارتے ہیں، پورا نام نہیں لیتے، حالانکہ یہ انتہائی سخت گناہ ہے کیونکہ یہ تمام نام اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہیں، کوئی انسان (نعوذ باللہ) صمد یعنی بے نیاز، حمید یعنی جس کی حمد کی جائے، اور قہار، رحمٰن، غفار کیونکر ہوسکتا ہے؟ ان ناموں کی متحمل تو صرف اور صرف اللہ کی ذاتِ عالی ہے۔ مہربانی فرماکر اس سلسلے میں کچھ روشنی ڈالیں کہ مسلمانوں کو اس قسم کے نام رکھنے چاہئیں یا نہیں؟

ج...... نام تو بہت اچھے ہیں اور ضرور رکھنا چاہئیں، مگر جیسا کہ آپ نے لکھا ہے کہ غلط نام سے پکارنا دُرست نہیں بلکہ گناہ ہے، اس لئے پورا نام لینا چاہئے۔

تصویر

تصاویر ایک معاشرتی ناسور اور قومی اصلاح کا نو۹ نکاتی انقلابی پروگرام

س…… تصاویر کی حرمت کے سلسلے میں صحیح احادیث آج کے دور میں کیسے منطبق ہوسکتی ہیں؟ فرامینِ نبویہ پر عمل کیوں متروک یا منسوخ ہوکر رہ گیا ہے؟ کیا یہ غلط ہے کہ تصویر زنانہ یا مردانہ شناختی کارڈ پر ہو یا پاسپورٹ وغیرہ پر، سب شرعاً حرام ہے، لیکن بین الاقوامی قوانین کی رُو سے فتنۂ تصویر سے بچنا مشکل ہوگیا ہے۔ ضرورت کے وقت یا ہنگامی، اضطراری صورت میں یہ لقمۂ حرام نگلنا ہی پڑتا ہے۔ صنعتی اداروں، اسکول، کالج اور دِینی اداروں کے طلباء کے لئے بہرحال تصویر بنوانی اور شناختی کارڈ وغیرہ کی اہمیت وضرورت بڑھ رہی ہے، مصوّروں اور فوٹوگرافروں کی بھیڑ، رنگین عکاسی کے شاہکار، خصوصاً نوجوان، خوبصورت لڑکیوں اور کارکن خواتین کی تصاویر روزانہ اخبارات کی زینت بنتی ہیں۔ فلمی صنعت کے مراکز سینما، ٹیلی ویژن، وی سی آر، وڈیو بلیو پرنٹ وغیرہ خرافات کی بھرمار لگ ہے، گویا کہ پاک نظریاتی قوم کو مکمل طور پر ناپاک بنانے کی منصوبہ بندی تدریجاً کارفرما ہے، لاحول ولا قوۃ۔ بیرونِ ملک سیاحت، تفریح، ملازمت، تجارت یا مقاماتِ مقدّسہ کی زیارت کے لئے تصویر بنوائے بغیر کوئی چارۂ کار نہیں ہے۔ اب تو شرفاء کی بہو بیٹیوں کو دُوسروں کی دیکھا دیکھی اور نقالی میں خصوصاً طالبات ومعلّمات کا ذوقِ نمائشِ حسن بھی مچلنے لگا ہے اور مسلمان عوام کے دِلوں سے احساسِ حرمت اور گناہ سے نفرت بھی ختم ہورہی ہے۔ تقسیمِ ملک کے ابتدائی دور میں ملکی کرنسی اور پاکستانی سکے صرف چاند تارا کے قومی نشان سے مزین تھے، نہ جانے بعد میں آنے والے حکمرانوں کو کیا سوجھی کہ شریعتِ مطہرہ کے واضح اَحکام کو نظرانداز

فہرست

کرتے ہوئے ''شجرِ ممنوعہ'' کے شوق میں مبتلا ہوگئے۔ بعض علماء بھی تصاویر کی حرمت کو نظرانداز کرتے ہوئے اخبارات میں تصاویر کی اشاعت باعثِ فخر سمجھتے ہیں۔ کوئی چھوٹا بڑا جلسہ، تقریب یا انٹرویو پریس فوٹوگرافروں کے بغیر سجتا ہی نہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون! الحمدللہ ہمارے وزیرِاعظم کے خاندان اور کنبے کے لوگ بھی اخباری فوٹوگرافروں کی فرمائش پر تصویر بنوانے سے انکار کرچکے ہیں، لیکن عوامی سطح پر تصاویر کی حرمت پامال ہو رہی ہے، کیا گمراہی کے اس طوفانی سیلاب کی روک تھام اجتماعی یا انفرادی طور پر ہوسکتی ہے؟

ج...... ایک ''فتنۂ تصویر'' سے بلامبالغہ سیکڑوں فتنے منہ کھولے کھڑے ہیں اور قوم کو نگل جانے کی تاک میں ہیں۔ جہاں تک بین الاقوامی قوانین کی مجبوری کی وجہ سے تصویر بنانا ناگزیر ہو وہاں تک تو ہم معذور قرار دیئے جاسکتے ہیں، اور یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ اس پر مؤاخذہ نہ ہو، لیکن ہمارے یہاں تو تصویر کے فتنے نے وہ قیامت برپا کی ہے کہ الامان والحفیظ! ایسا لگتا ہے کہ اس کی حرمت و قباحت ہی دِلوں سے نکل گئی ہے، اور... نعوذ باللہ... اس کو تقدس و احترام کا درجہ حاصل ہے۔ کرنسی نوٹ پر قائدِاعظم کی تصویر کا آپ نے ذکر فرمایا، اس سے بڑھ کر یہ کہ تمام سرکاری و قومی اداروں میں قائدِاعظم، علامہ اقبال اور دیگر اکابر کی تصاویر آویزاں کرنا گویا قومی فرض سمجھ لیا گیا ہے۔ حد یہ کہ ''شرعی عدالت'' کے جج صاحبان اور وکلاء و علماء قرآن و سنت پر نکتہ آفرینیاں فرمارہے ہیں جبکہ جج صاحبان کے سر پر تصویر آویزاں ہے، اس سے بڑھ کر یہ کہ گزشتہ سالوں میں ہماری شرعی عدالت نے فیصلہ صادر فرمادیا کہ تصویر حلال ہے، نعوذ باللہ من ذالک:

''قیاس کن زگلستانِ من بہارِ مرا''

رہا آپ کا یہ سوال کہ کیا گمراہی کے اس طوفانی سیلاب کی روک تھام ہوسکتی ہے؟ جواباً عرض ہے کہ بلاشبہ ہوسکتی ہے، مگر شرط یہ ہے کہ ہم یہ عہد کرلیں کہ ہمیں مسلمان بن کر جینا ہے، اور بارگاہِ الٰہی میں اپنی گناہ آلود زندگی سے توبہ کرنے پر آمادہ ہوجائیں۔

آپ کو یاد ہوگا کہ جب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب نے پہلی بار ''اسلامی نظریاتی کونسل'' تشکیل دی تھی اور اس میں حضرتِ اقدس شیخ الاسلام مولانا سیّد محمد یوسف بنوری

رحمۃ اللہ علیہ کو بھی نامزد کیا گیا تھا، اس وقت حضرت بنوریؒ نے جنرل صاحب کے سامنے تجویز پیش کی تھی کہ "یومِ توبہ" منایا جائے اور پوری قوم اپنے تمام گناہوں سے اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرے، چنانچہ "یومِ توبہ" کا اعلان ہوا مگر کیفیت یہ تھی کہ:

سبحہ بر کف، توبہ بر لب، دِل پُر از ذوقِ گناہ
معصیت را خندہ می آید بر اِستغفارِ ما

"یومِ توبہ" تو منایا گیا، لیکن کسی نے ایک گناہ کے چھوڑنے کا عزم اور آئندہ اس سے باز رہنے کا عہد نہیں کیا۔ معصیت کے طوفانِ بلاخیز کے سامنے بند باندھنے کے لئے انقلابی اقدامات کی ضرورت ہے، مگر انقلاب آج کے معروف معنوں میں نہیں بلکہ شر سے خیر کی طرف انقلاب، بدی سے نیکی کی طرف انقلاب، معصیت سے طاعت کی طرف انقلاب، اور کفر و نفاق سے ایمان و اِخلاص اور اعمال کی طرف انقلاب، اس انقلاب کا مختصر سا خاکہ حسبِ ذیل ہے:

۱:...... سرکاری سطح پر "یومِ توبہ" کا اعلان کیا جائے اور پوری قوم اپنے سابقہ گناہوں سے گڑگڑا کر توبۂ نصوح کرے اور آئندہ تمام گناہوں سے باز رہنے اور فرائضِ شرعیہ کے بجالانے کا عزم اور عہد کرے۔

۲:...... سوائے ناگزیر مجبوری کے تصویر کشی ممنوع قرار دی جائے، ٹی وی، وی سی آر اور ہر قسم کی فلم پر پابندی عائد کی جائے، سینما ہالوں کو تعلیم گاہوں اور ٹیکنیکل کالجوں میں تبدیل کردیا جائے، جو لوگ فلمی صنعت سے وابستہ ہیں ان کو ایسے شعبوں میں کھپایا جائے جو ملک و ملت کے لئے مفید ہوں۔

۳:...... نئی نسل میں کھیل کا ذوق بہت بڑھ گیا ہے، حتیٰ کہ لڑکیوں کی ہاکی ٹیمیں بین الاقوامی مقابلوں کے لئے تیار کی جارہی ہیں، جو ایک مسلمان مملکت کے لئے لائقِ شرم ہے، حالانکہ مسلمان کھلنڈرا نہیں بلکہ مجاہد ہوتا ہے، نوجوان کو کھیل میں مشغول کرنے کے بجائے ان میں شوقِ جہاد پیدا کیا جائے، اور پوری قوم کے نوجوانوں کو مجاہد فورس میں تبدیل کردیا جائے۔

❊:…… عورتوں کی عریانی و بے پردگی، مرد و زَن کے اختلاط اور نوجوان لڑکوں، لڑکیوں کی مخلوط تعلیم نے نئی نسل کو بالکل ناکارہ کردیا ہے، بلامبالغہ نوّے فیصد نوجوان لڑکے اور لڑکیاں غیرصحت مند ہیں۔ اس لئے لازم ہے کہ عورتوں کی عریانی پر پابندی لگائی جائے، جن عورتوں کے لئے ملازمت ناگزیر ہو ان کے لئے باپردہ ملازمت کا انتظام کیا جائے، اور لڑکیوں کے لئے الگ تعلیم گاہوں کا بندوبست کیا جائے۔

❊:…… انعامی بونڈ، انعامی قرعہ اندازی اور معما بازی کی لعنت پورے ملک پر محیط ہے، جو سود اور جوئے کی ترقی یافتہ شکل ہے، اس کا انسداد کیا جائے۔

❊:…… بینکاری سودی نظام ختم کرکے مضاربت کے اُصول پر کام کرنے والے سرکاری اور نجی ادارے قائم کئے جائیں، جو پوری دیانت و امانت کے ساتھ حلال اور جائز کاروبار کریں، اور پوری ذمہ داری کے ساتھ مضاربت کے اُصول پر منافع کی تقسیم کریں تاکہ وہ لوگ جو خود کاروبار نہیں کرسکتے ان کے لئے ''اَکلِ حلال'' کی صورتیں پیدا ہوسکیں۔

❊:…… رِشوت، ڈکیتی، چوری، گداگری اور اس نوعیت کے تمام حرام ذرائع آمدنی کا سدِ باب کیا جائے، اس کے لئے قوم کے افراد کی اخلاقی و ایمانی اصلاح کرنے کے لئے دعوت و تبلیغ کا مؤثر نظام قائم کیا جائے۔ جہاں سرکاری ملازمین کے لئے دیگر شرائط رکھی گئی ہیں، وہاں ایک شرط یہ بھی رکھی جائے کہ ملازم کے لئے فرائضِ شرعیہ کی پابندی اور محرَّمات سے اجتناب لازم ہے۔

❊:…… تعلیم گاہوں میں ملحد، بے دِین اور بددِین اساتذہ طلبہ کے اخلاق و اعمال کو بگاڑنے اور انہیں حدودِ انسانیت سے آزاد کرنے میں مؤثر کردار ادا کر رہے ہیں۔ اساتذہ کے انتخاب میں اس کا بطورِ خاص اہتمام کیا جائے کہ وہ لادِین نظریات کے حامل نہ ہوں۔ ایک نظریاتی مملکت میں تعلیم گاہیں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہیں، اور نئی نسل کے بناؤ اور بگاڑ میں سب سے مؤثر عامل تعلیم گاہیں ہیں، اس سے بچنا ممکن نہیں، لیکن کتنی حیرت اور تعجب کی بات ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں نئی نسل کے معصوم ذہنوں کو اخلاقی

فہرست

قزّاقوں اور ڈاکوؤں کے حوالے کردیا گیا ہے، معلّم کے لئے صرف ''ڈگری'' کا حصول شرط ہے، دِین ودیانت کا کوئی لحاظ نہیں رکھا جاتا۔

*:......ملک میں عدالتیں مظلوموں کو اِنصاف دِلانے کے لئے قائم کی گئی ہیں، لیکن رِشوت، سفارش اور جانب داری کی وجہ سے جتنا ظلم عدالتوں میں ہو رہا ہے، وہ سب کو معلوم ہے، کسی ادنیٰ شہری کے لئے انصاف کا حصول قریب قریب ناممکن ہوکر رہ گیا ہے، اِلَّا ماشاء اللہ!

''عدل'' کے معنی ہیں صحیح قانون کے مطابق فیصلہ کرنا۔ اگر ملک کا قانون غیرعادلانہ ہو، اس کے مطابق فیصلہ عدل نہیں، بلکہ ظلم ہوگا، اور اگر قانون تو عادلانہ ہو مگر فیصلے میں کسی فریق کی رورعایت روا رکھی تو یہ فیصلہ بھی ظلم ہوگا۔ اس اُصول کو سامنے رکھ کر اِنصاف کیجئے کہ ہمارے کتنے فیصد فیصلے عدل وانصاف کے مطابق ہوتے ہیں...؟

عدالتوں کو صحیح معنوں میں عدالتیں بنانے کے لئے لازم ہے کہ تمام غیراسلامی اور غیرشرعی قوانین کو بیک قلم منسوخ کردیا جائے اور عدالتوں کو پابند کیا جائے کہ وہ ہر فیصلہ کتاب وسنت کے مطابق کریں۔ نیز لازم ہے کہ عدالت کی کرسی پر ایسے خداترس اور دیانت دار منصفوں کو بٹھایا جائے جن کو یہ احساس ہو کہ ان کو اپنے ہر فیصلے کا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے حساب دینا ہے۔

قومی اصلاح کا یہ نونکاتی انقلابی پروگرام ہے، جس پر فوری عمل ضروری ہے، ورنہ اگر تساہل پسندی سے کام لیا گیا تو اس ملک پر جو قہرِ الٰہی کی تلوار، بموں کے دھماکوں، ڈکیتیوں، زلزلوں، طوفانوں، قحط اور مہنگائی اور باہمی انتشار وخلفشار کی شکل میں لٹک رہی ہے، اس کا انجام بہت ہی خوفناک ہوگا اور آخرت کا عذاب اس سے بھی سخت ہے...! اللہ تعالیٰ ہمارے حکمرانوں سمیت پوری قوم کو صحیح ایمان اور عقل وفہم کی دولت سے نوازیں اور اپنے مقبول بندوں کے طفیل ہم گنہگاروں کو اپنے قہر وغضب سے محفوظ رکھیں۔

قانونی مجبوری کی وجہ سے فوٹو بنوانا

س...... آپ نے لکھا ہے کہ شریعت نے کسی بھی جاندار کے فوٹو بنانے کو حرام قرار دیا ہے، لیکن قومی شناختی کارڈ بنوانے کے لئے فوٹو کی شرط مردوں کے لئے لازمی ہے، اسی طرح پاسپورٹ بنوانے کے لئے بھی لازمی ہے، اسی طرح ملازمت کے سلسلے میں بھی فوٹو کی ضرورت ہوتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ آدمی مندرجہ بالا وجوہات کی بنا پر اگر فوٹو بنواتا ہے تو اس سلسلے میں شریعت کیا کہتی ہے؟ جبکہ مندرجہ بالا کاموں کے لئے حکومت نے فوٹو کو لازمی قرار دیا ہے، اب چونکہ اس ملک میں الحمدللہ اسلامی طرزِ حکومت نافذ ہو رہا ہے تو کیا حکومت کو علماء نے کوئی ایسی تجویز بھی دی ہے کہ فوٹو وغیرہ کا استعمال ممنوع قرار دیا جائے؟

ج...... قانونی مجبوری کی وجہ سے جو فوٹو بنوائے جاتے ہیں وہ عذر کی وجہ سے لائقِ معافی ہوسکتے ہیں۔ آپ کا یہ خیال صحیح ہے کہ اسلامی حکومت کو فوٹو کا استعمال ممنوع قرار دینا چاہئے، غالباً حکومت نے چند ظاہری فوائد کی بنا پر فوٹو کی پخ کئی جگہ لگا رکھی ہے، لیکن اوّل تو جو چیز شرعاً ممنوع اور زبانِ نبوّت سے موجبِ لعنت قرار دی گئی ہو، چند مادّی فوائد کی بنیاد پر اس کا ارتکاب کرنا کسی ''اسلامی حکومت'' کے شایانِ شان نہیں۔ دُوسرے یہ فوائد بھی محض وہمی ہیں، واقعی نہیں۔ جب یہ فوٹو کی لعنت قوم پر مسلط نہیں تھی اس وقت اتنی جعل سازیاں اور بے ایمانیاں نہیں ہوتی تھیں جتنی اب ہوتی ہیں۔

گھروں میں فوٹو لگانا یا فوٹو والے ڈبے رکھنا

س...... گھروں میں اپنے بزرگوں اور جانوروں کے فوٹو لگانا کیسا ہے؟ مفصل تحریر فرمائیں۔ جن ڈبوں وغیرہ پر فوٹو بنا ہو (اور عام طور پر بہت سی اشیاء پر فوٹو بنے ہوتے ہیں) ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

ج...... گھروں میں فوٹو چسپاں کرنا جائز نہیں، ہر جاندار کا فوٹو ممنوع ہے۔ جن ڈبوں یا چیزوں پر فوٹو ہوتا ہے اسے مٹا دینا چاہئے۔

مساجد میں تصاویر اُتارنا زیادہ سخت گناہ ہے

س…… اس سال تراویح میں ختمِ قرآن کے موقع پر ایک مسجد میں حافظ صاحب جو اسی مسجد میں پیش اِمام بھی ہیں اور مدرسہ کے مدرّس بھی ہیں، ان کے ساتھ انہیں کا ایک شاگرد جو نائب مدرّس کا بھی فرض انجام دے رہا ہے۔ جن بچوں نے اس سال قرآن ختم کئے تھے، بچوں کے مائیک پر تلاوت کے وقت مسجد کے اندر، منبر کے قریب ہی تصویر کھینچنی شروع کردی، منع کرنے پر نائب مدرّس نے کہا کہ: ''رِیل حافظ صاحب نے بھروائی ہے، ان کی اجازت سے تصویر لے رہا ہوں، یہ سب جگہ ہوتا ہے۔'' مختصر یہ کہ باوجود منع کرنے کے ضد پر آگیا اور کہا کہ: ''میں تصویر لوں گا!'' حافظ صاحب مائیک پر آئے تو ان کی متعدّد تصویریں کئی طرف سے کھینچی گئیں۔ دُوسرے دن حافظ صاحب لوگوں کے اعتراض پر مسجد میں قرآن لے کر قسم کھاگئے اور کہا کہ: ''نہ ہم نے رِیل بھرائی ہے، نہ اجازت دی ہے۔'' مگر نائب مدرّس سے کچھ بھی نہیں پوچھا کہ کم از کم معترض حضرات کو تسلی ہوجاتی۔ ۱-کیا حافظ صاحب کو قسم کھانا چاہئے تھی جبکہ پورے مجمع میں یہ بات ہوئی تھی؟ ۲-کیا مسجد میں تصویر کھینچنا جائز ہے؟ ۳-ایسے اِمام کی اقتدا جائز ہے جو اپنی ساکھ بچانے کے لئے قسم کھاگیا اور نائب مدرّس سے کچھ بھی نہیں پوچھا، جبکہ اس کا کہنا تھا کہ تصویر ان کی اجازت سے کھینچ رہا ہوں۔ مسجد میں کافی اختلافات بڑھ گئے ہیں۔

ج…… تصویریں بنانا خصوصاً مسجد کو اس گندگی کے ساتھ ملوّث کرنا حرام اور سخت گناہ ہے۔ اگر یہ حضرات اس سے علانیہ توبہ کا اعلان کریں اور اپنی غلطی کا اقرار کرکے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں تو ٹھیک، ورنہ ان حافظ صاحب کو اِمامت اور تدریس سے الگ کردیا جائے، ان کے پیچھے نماز ناجائز اور مکروہِ تحریمی ہے۔

والد یا کسی اور کی تصویر رکھنے کا گناہ کس کو ہوگا؟

س…… اگر کسی گھر میں کسی کے والد، دادا یا کسی عزیز کی تصویر فریم میں لگاکر میز پر رکھی ہو تو تصویر رکھنے کا گناہ رکھنے والے کو ہوگا یا باپ، دادا جو کہ اس دُنیا سے رُخصت ہوگئے ہیں وہ

فہرست

بھی اس گناہ کی لپیٹ میں آئیں گے؟

ج…… اگر باپ دادا کی زندگی میں تصویریں لگتی تھیں اور منع نہیں کرتے تھے تو اس گناہ کی لپیٹ میں وہ بھی آئیں گے، اور اگر ان کی زندگی میں یہ حرام کام نہیں ہوتا تھا، نہ انہوں نے ہونے دیا، تو ان پر کوئی گناہ نہیں، کرنے والے اپنی عاقبت برباد کرتے ہیں۔

تصویر بنوانے کے لئے کسی کا عمل حجت نہیں

س…… دورِ حاضر میں اخبارات کا مطالعہ ناگزیر ہے، ان سب اخبارات میں تصاویر کا شائع ہونا ایک معمول بن گیا ہے۔ دُودھ کے ڈَبوں بسکٹ کے ڈَبوں پر اور دوا کے پیکٹوں پر تصویر موجود ہے۔ اس کے علاوہ پاسپورٹ اور شناختی کارڈ وغیرہ کے لئے فوٹو کا ہونا ضروری ہے۔ براہِ مہربانی آپ اس سلسلے میں ہماری رہنمائی فرمائیں کہ ان حالات میں اپنے گھروں کو تصاویر سے کس طرح پاک کریں؟ مزید برآں بڑے بڑے علماء کی تصاویر کا سلسلہ ہمارے سامنے ہے۔

ج…… تصویر بنانا اور بنوانا گناہ ہے، لیکن اگر قانونی مجبوری کی وجہ سے ایسا کرنا پڑے تو اُمید ہے مؤاخذہ نہ ہوگا۔ اخبارات گھر میں بند کرکے رکھے جائیں۔ باقی بزرگانِ دِین نے اوّل تو تصویریں اپنی خوشی سے بنوائی نہیں اور اگر کسی نے بنوائی ہو تو کسی کا عمل حجت نہیں، حجت خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

کرنسی نوٹ پر تصویر چھاپنا ناجائز ہے

س…… گزارش خدمت ہے کہ ''جنگ'' جمعہ ایڈیشن میں تصویر اُتروانے اور بنانے کے بارے میں آپ نے کافی تفصیل بیان کی، جس میں حدیث بھی بیان کی گئی ہے، مگر ایک بات پھر بھی توجہ طلب ہے کہ پاکستان میں اس وقت جو نوٹ اور سکے چل رہے ہیں ان پر بھی قائدِ اعظم کی تصویر واقع ہے، میں صرف یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ ان نوٹوں اور سکوں کی اسلام میں کیا حیثیت ہے؟ اگر یہ تصویروں والے نوٹ جیب میں موجود ہوں تو کیا نماز ہو جاتی ہے؟ اور اگر نماز ہو جاتی ہے تو تصویریں حرام اور گناہِ کبیرہ کیوں ہیں؟

ج……تصویر حرام ہے، بلاشبہ حرام ہے، قطعی حرام ہے، اس کو نہ کسی تأویل سے جائز کیا جاسکتا ہے، اور نہ کسی کی کوئی تأویل کسی حرام کو حلال کرسکتی ہے۔ جہاں تک کرنسی نوٹ کا تعلق ہے، حکومت کا فرض ہے کہ ان پر تصویر ہرگز نہ چھاپے، اور مسلمانوں کا فرض ہے کہ حکومت سے اس گناہ کے ترک کرنے کا مطالبہ کریں۔ باقی نماز ہوجائے گی۔

تمغے پر تصویر بنانا بت پرستی نہیں بلکہ بت سازی ہے

س……۱۹۷۶ء میں صد سالہ تقریبات محمد علی جناح (قائدِ اعظم) کے موقع پر ایک تمغہ جاری کیا گیا ہے جو تمام مسلم افواج پہنتی ہیں۔ چاندی کے تمغے پر محمد علی جناح کا بت بنا ہوا ہے، جیسا آپ نے آٹھ آنے کے سکے پر بنا ہوا دیکھا ہوگا۔ کیا یہ پہننا جائز ہے؟ کیا یہ بت پرستی کے دائرے میں نہیں آتا؟ اگر جائز نہیں ہے تو آپ کو صدرِ پاکستان کو مجبور کرنا چاہئے کہ وہ فی الفور اس کا خاتمہ کردیں۔

ج…… یہ بت پرستی تو نہیں، مگر بت سازی ضرور ہے۔ حکومت کا فرض ہے کہ اس سلسلے کو بند کردے۔

عریاں و نیم عریاں تصاویر لٹکانے والے کو چاہئے کہ انہیں اُتار دے اور توبہ کرے

س……ہمارے ایک عزیز و رشتہ دار کے گھر میں کچھ عریاں اور نیم عریاں تصاویر لگی ہوئی ہیں۔ بندہ عالمِ دِین تو نہیں مگر یہ کہ میں نے داڑھی رکھی ہوئی ہے اور وہ عزیز مجھے ''مولانا'' کہہ کر چھیڑتے ہیں، اور پھر یہ کہتے ہیں کہ: ''یہ تصاویر میرا کیا بگاڑ لیں گی؟'' وہ عزیز شادی شدہ اور چار بچوں کے باپ ہیں۔ یہ بات مانتے ہیں کہ شارعِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں جانداروں کی تصاویر رکھنے، لگانے کی ممانعت فرمائی ہے، مگر وہ اس کی کوئی عقلی اور سائنسی دلیل مانگتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ: ''میں شادی شدہ ہوں، دِل اور جنس کے جذبات ختم ہوچکے ہیں، شرعی طریقے (شادی) سے دِل کی مراد برآئی ہے، اب یہ تصاویر میرا کیا بگاڑ لیں گی؟ یہ کہ مجھے یا کسی اور کو کیونکر خراب کرسکیں گی؟'' اس لئے وہ یہ تصاویر اُتارتے نہیں۔

فہرست

ج……ایک مسلمان کے لئے تو بس اتنا ہی کافی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں کام کا حکم فرمایا ہے، ضرور اس میں کوئی حکمت اور مصلحت ہوگی، اور فلاں چیز سے منع فرمایا ہے، ضرور اس میں کوئی قباحت ہوگی۔ اگر انسانی عقل تمام فوائد اور قباحتوں کا احاطہ کرلیا کرتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث کئے جانے کی ضرورت نہ تھی۔ اِمام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: ''جو شخص کسی حکم کو اس وقت تک تسلیم نہیں کرتا جب تک کہ اس کا فلسفہ اس کی سمجھ میں نہ آجائے، وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں رکھتا۔'' آپ کے عزیز کا یہ کہنا کہ تصویریں میرا کیا بگاڑ سکتی ہیں؟ بہت سخت بات ہے، ان کو اس سے توبہ کرنی چاہئے، توبہ کرکے اور تصویریں اُتار کر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے آگے سر جھکائیں، اس کے بعد اگر اطمینانِ قلب کے لئے اس کی حکمت اور فلسفہ بھی معلوم کرنا چاہیں تو مجھے لکھیں، بلکہ بہتر ہوگا کہ خود مجھ سے ملیں، اِن شاء اللہ اس کی حکمتیں بھی عرض کردُوں گا، جس سے ان کی پوری تسکین ہوجائے گی، لیکن جب تک وہ حکمِ نبوی کے آگے سر نہیں جھکاتے اور اپنی خامیٔ عقل وفہم کا بمقابلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقرار نہیں کرتے، کچھ نہ بتاؤں گا۔

شناختی کارڈ پر عورتوں کی تصویر لازمی قرار دینے والے گناہگار ہیں

س……آج مؤرخہ جون ۱۹۸۴ء کو روزنامہ ''جنگ'' میں یہ خبر پڑھی کہ: ''وفاقی حکومت نے قومی شناختی کارڈوں پر خواتین کی تصویریں چسپاں کرنا لازمی قرار دے دیا ہے، اس سلسلے میں نیشنل رجسٹریشن ایکٹ مجریہ ۱۹۸۳ء میں باقاعدہ ترمیم کردی گئی ہے۔''

آپ سے گزارش ہے کہ بتائیں قرآن و حدیث کی روشنی میں خواتین کے پردے کی اہمیت کیا ہے؟ اس لئے کہ شناختی کارڈوں پر خواتین کی تصویریں چسپاں کرنا ان کے بے پردہ کرنے کے مترادف ہے۔ میں آپ کے توسط سے یہ اہم مسئلہ حکومت کے اہلکاروں کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں تاکہ وہ اپنے اس فیصلے کو تبدیل کردیں اور مسلمان خواتین کے لئے شناختی کارڈوں کی پابندی ختم کردی جائے۔

ج…… یہ قانون شرعی نقطۂ نظر سے نہایت غلط ہے اور اس قانون کو نافذ کرنے والے گناہگار ہیں۔

خانہ کعبہ اور طواف کرتے ہوئے لوگوں کا فریم لگانا

س…… میں نے بہت بڑا فریم خریدا ہے، جس کے درمیان میں خانہ کعبہ اور اطراف میں لوگوں کو طواف کرتے دِکھایا گیا ہے، اس میں جو لوگوں کی تصویریں ہیں وہ بالکل دُھندلی ہیں، ان کی آنکھیں، کان، چہرہ اور جسم کا کوئی عضو واضح نظر نہیں آتے، کیا یہ فریم میں اپنے کمرے میں رکھ سکتا ہوں؟

ج……اگر تصاویر نمایاں نہ ہوں تو لگانا جائز ہے۔

دفاتر میں محترم شخصیتوں کی تصاویر آویزاں کرنا

س…… بہت سی سرکاری عمارتوں مثلاً عدالتوں، اسکولوں، کالجوں، ہسپتالوں، پولیس اسٹیشنوں اور دُوسرے سرکاری محکموں میں خاص طور پر اہم شخصیتوں کی تصاویر آویزاں ہوتی ہیں، جن میں قائدِاعظم محمد علی جناح، علامہ اقبال کی تصویریں نمایاں طور پر شامل ہیں اور وہ مستقل طور پر آویزاں ہیں۔ کیا اسلامی نقطۂ نظر سے سرکاری محکموں میں اس طرح تصویریں لگانا کہاں تک دُرست ہے؟ اور اس کے بارے میں کیا اَحکامات ہیں؟

ج……دفتروں میں محترم شخصیتوں کے فوٹو آویزاں کرنا مغربی تہذیب ہے، اسلام اس کی نفی کرتا ہے۔

آرٹ ڈرائنگ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

س……میرا بھائی بہترین آرٹسٹ ہے، ہم اسے ڈرائنگ ماسٹر بنانا چاہتے ہیں، بعض لوگ کہتے ہیں کہ آرٹ ڈرائنگ اسلام میں ناجائز ہے۔ وضاحت کریں کہ ڈرائنگ ماسٹر کا پیشہ اسلام میں دُرست ہے یا غلط؟

ج……آرٹ ڈرائنگ بذاتِ خود تو ناجائز نہیں، البتہ اس کا صحیح یا غلط استعمال اس کو جائز یا ناجائز بنادیتا ہے، اگر آپ کے بھائی جاندار چیزوں کے تصویری آرٹ کا شوق رکھتے ہیں تو

پھر یہ ناجائز ہے، اور اگر ایسا آرٹ پیش کرتے ہیں جس میں اسلامی اُصولوں کی خلاف ورزی نہیں ہوتی تو جائز ہے۔

کیا فوٹو تخلیق ہے؟ اگر ہے تو آئینے اور پانی میں بھی تو شکل نظر آتی ہے

س…… فوٹوگرافی تخلیق نہیں ہے، اگر تخلیق ہے تو آئینے اور پانی میں بھی تو آدمی کی شکل نظر آتی ہے؟ دُوسرے فلم کے ذریعہ اسلام کی اشاعت ہونے کی ضرورت اور ٹی وی ایسے شروع ہوئے ہیں کہ ہر مسلمان کے گھر میں موجود ہیں۔ اس ضرورت کو سمجھتے ہوئے اس کو اچھے مصرف میں استعمال کیا جائے، اس کی اسلام میں کیا حیثیت ہے؟

ج…… فلم اور تصویر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے حرام ہیں، اور ان کو بنانے والے ملعون ہیں۔ ایک ملعون چیز اسلام کی اشاعت کا ذریعہ کیسے بن سکتی ہے؟ فوٹو کو "عکس" کہنا خودفریبی ہے، کیونکہ اگر انسانی عمل سے اس عکس کو حاصل نہ کیا جائے اور پھر اس کو پائیدار نہ بنایا جائے تو فوٹو نہیں بن سکتا، پس ایک قدرتی اور غیراختیاری چیز پر ایک اختیاری چیز کو قیاس کرنا خودفریبی ہے۔ "فلمی صنعت" کا لفظ ہی بتاتا ہے کہ یہ انسان کی بنائی ہوئی چیز ہے۔

تصویر گھر میں رکھنا کیوں منع ہے؟

س…… گھر میں تصویروں کا رکھنا کیوں منع ہے؟ حالانکہ یہ ہر کتاب اور اخبار، ٹیلی ویژن، فلم میں ہوتی ہیں اور اب تو باقاعدہ اس کے کیمرے بھی گھر گھر عام ہوگئے ہیں۔

ج…… میری بہن! کسی بُرائی کے عام ہوجانے سے اس بُرائی کا بُراپن تو ختم نہیں ہوجاتا، تصویروں کا موجودہ سیلاب بلکہ طوفان، مغربی اور نصرانی تہذیب کا نتیجہ ہے۔ تمام مذاہب میں صرف اسلام کی خصوصیت ہے کہ اس نے تصویرسازی اور بت تراشی کو بدترین گناہ قرار دیا ہے، اور ایسے لوگوں کو ملعون قرار دیا ہے۔ اس لئے کہ یہی بت تراشی اور تصویرسازی بت پرستی اور شخصیت پرستی کا زینہ ہے، اور اسلام مسلمانوں کو نہ صرف بت پرستی بلکہ اس کے اسباب و ذرائع سے بھی باز رکھنا چاہتا ہے۔ بہرحال تصویرسازی اسلام کی نظر میں بدترین جرم اور گناہ ہے۔ اگر آج مسلمان بدقسمتی سے نصرانی تہذیب کے برپا کئے ہوئے طوفان

میں پھنس چکے ہیں تو کم از کم اتنا تو ہونا چاہئے کہ گناہ کو گناہ سمجھا جائے۔

وی سی آر کا گناہ کس پر ہوگا؟

س......ایک شخص اپنے گھر میں ٹی وی، وی سی آر لاتا ہے اور اس کے بچے، بیوی، رشتہ دار اور دُوسرے لوگ اس کے گھر ٹی وی یا وی سی آر دیکھتے ہیں، تو کیا ان سب کا گناہ اس لانے والے کو ملے گا؟ اور اگر ملے گا تو کیوں ملے گا جبکہ اس شخص نے ان سب کو ٹی وی، وی سی آر دیکھنے کے لئے نہیں کہا؟

ج......اس کو بھی گناہ ہوگا، کیونکہ وہ گناہ کا سبب بنا، اور دیکھنے والوں کو بھی ہوگا۔

تصویروں والے اخبارات کو گھروں میں کس طرح لانا چاہئے؟

س...... میں گورنمنٹ کالج میں بطور لیکچرار اسلامیات کام کرتا ہوں، حالاتِ حاضرہ اور جدید دِینی اور علمی تحقیقات اور معلومات سے باخبر رہنا ہماری ضرورت ہے، جس کا عام معروف اور سہل الحصول ذریعہ اخبارات ہیں، لیکن اِشکال یہ ہے کہ اخبارات میں تصویریں ہوتی ہیں۔ حدیث پاک کی رُو سے تصاویر کا گھروں میں لانا جائز نہیں، اس صورت میں مجھے کیا کرنا چاہئے؟ اپنے قیمتی مشورے سے نوازیں۔

ج......بعض اکابر کا معمول تو یہ تھا کہ اخبار پڑھنے سے پہلے تصویریں مٹادیا کرتے تھے، بعض تصویروں پر ہاتھ رکھ لیتے تھے، ہم ایسے لوگوں کے لئے یہ بھی غنیمت ہے کہ اخبار پڑھ کر تصویریں بند کرکے رکھ دیں۔

گڑیوں کا گھر میں رکھنا

س۱:......گھر میں گڑیوں کا رکھنا یا سجانا دیواروں پر یا کہیں پر، اسلام میں جائز ہے یا نہیں؟

س۲:......اسلام نے جاندار شے کی تصویر بنانا گناہ قرار دیا ہے، تو پھر مصوّر لوگ جاندار شے کی تصویر بناتے ہیں تو کیا یہ گناہ نہیں؟

ج۱:......گڑیوں کی اگر شکل وصورت، آنکھ، کان، ناک، وغیرہ بنی ہوئی ہو تو وہ مورتی اور بت کے حکم میں ہیں، ان کا رکھنا اور بچیوں کا ان سے کھیلنا جائز نہیں، اور اگر مورتی واضح نہ ہو تو

فہرست

بچیوں کو ان سے کھیلنے کی اجازت ہے۔

ج ۲:...... جاندار کی تصویر بنانا اور کھینچنا بلاشبہ گناہ ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر شدید عذاب کی خبر دی ہے، حدیث میں ہے:

''عن عبدالله بن مسعود رضی الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: أشد الناس عذابًا عند الله المصوّرون. متفق عليه.'' (مشکوٰۃ ص:۳۸۵)

ترجمہ:...... ''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ: اللہ تعالیٰ کے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ عذاب دیئے جانے والے لوگ تصویریں بنانے والے ہیں۔''

غیر جاندار کے مجسّمے بنانا جائز ہے اور جاندار کے ناجائز

س...... میں مختلف مساجد وغیرہ کے ماڈل سجاوٹ کے لئے موتیوں اور موم وغیرہ سے بناتا ہوں، کیا میں خانہ کعبہ (بیت اللہ شریف) اور مسجدِ نبوی وغیرہ بھی بنا سکتا ہوں؟

ج...... غیر ذی رُوح چیزوں کے ماڈل بنانا جائز ہے۔

س...... کیا میں مٹی یا پتھر کی مدد سے اپنی عظیم شخصیات کے مجسّمے بنا سکتا ہوں؟

ج...... یہ بت تراشی ہے، اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔

گھروں میں اپنے بزرگوں اور قرآن پڑھتے بچے یا دُعا مانگتی ہوئی عورت کی تصویر بھی ناجائز ہے

س...... گھروں میں عام طور پر لوگ اپنے بزرگوں یا قرآن مجید پڑھتا ہوا بچہ یا دُعا مانگتی ہوئی خاتون کا فوٹو لگاتے ہیں، اس کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

ج...... گھروں میں تصویریں آویزاں کرنا گمراہ اُمتوں کا دستور ہے۔ مسلمانوں کے لئے یہ چیز ممنوع قرار دی گئی ہے، حدیث میں فرمایا ہے: جس گھر میں کتا یا تصویر ہو اس میں رحمت

فہرست

کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

جاندار کی اَشکال کے کھلونے گھر میں رکھنا جائز نہیں

س...... آج کل ہمارے گھروں میں بچوں کے کھلونے تقریباً ہر جگہ موجود ہیں، کوئی جانوروں کی شکل کے بنے ہوئے ہیں، کوئی گڑیا وغیرہ مورتی کی صورت میں، وہاں قرآن کی تلاوت، نماز اور سجدے کی ادائیگی کرتے ہیں، بعض اوقات نماز کے لئے وضو کریں یا سلام پھیریں تو نظر پڑ جاتی ہے، یا ذکر میں مصروف ہوں تو بچے کھیلتے ہوئے سامنے آجاتے ہیں، اس صورت پر روشنی ڈالیں۔

ج...... گھروں میں بچیاں جو گڑیا بناتی ہیں اور جن کے نقوش نمایاں نہیں ہوتے، محض ایک ہیولا سا ہوتا ہے، ان کے ساتھ بچیوں کا کھیلنا جائز ہے، اور ان کو گھر میں رکھنا بھی دُرست ہے۔ لیکن پلاسٹک کے جو کھلونے بازار میں ملتے ہیں وہ تو پوری مورتیاں ہوتی ہیں، ان مجسّموں کی خرید و فروخت اور ان کا گھر میں رکھنا ناجائز ہے۔ افسوس ہے کہ آج کل ایسے بت گھروں میں رکھنے کا رواج چل نکلا ہے، اور ان کی بدولت ہمارے گھر ''بت خانوں'' کا منظر پیش کر رہے ہیں، گویا شیطان نے کھلونوں کے بہانے بت شکن قوم کو بت فروش اور بت تراش بنادیا ہے، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس آفت سے بچائے۔

کھلونے رکھنے والی روایت کا جواب

س...... آپ کے پاس کھلونے رکھنے والی روایت کا کیا جواب ہے؟

ج...... جو گڑیاں باقاعدہ مجسّمے کی شکل میں ہوں، ان کا رکھنا اور ان سے کھیلنا جائز نہیں، معمولی قسم کی گڑیاں جو بچیاں خود ہی سی لیا کرتی ہیں، ان کی اجازت ہے۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی گڑیوں کا یہی محمل ہے۔ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ اس وقت تصویر بنانے کی ممانعت نہیں ہوئی تھی، یہ بعد میں ہوئی ہے۔

میڈیکل کالج میں داخلے کے لئے لڑکی کو فوٹو بنوانا

س...... میں امسال میڈیکل کالج میں داخلہ لینا چاہتی ہوں، مگر حکومت کے رائج کردہ

اُصول کے مطابق میڈیکل کالج کے اُمیدوار کا فوٹو کاغذات کے ساتھ ہونا ضروری ہے، جبکہ اس کی جگہ فنگر پرنٹس سے بھی کام چلایا جاسکتا ہے، مگر ہم حکومت کے اُصول کی وجہ سے مجبور ہیں۔ اب ملک میں لیڈی ڈاکٹرز کی اہمیت سے بھی انکار نہیں ہوسکتا، اگر خواتین ڈاکٹرز نہ بنیں تو مجبوراً ہمیں ہر بات کے لئے مرد ڈاکٹروں کے پاس جانا پڑے گا، جو طبیعت گوارا نہیں کرتی۔ اس سلسلے میں قرآن و حدیث کے حوالے سے کوئی حل بتائیے کہ اپنے کہنے سننے والوں کو مطمئن کیا جاسکے اور اس سے زیادہ اپنے آپ کو۔

ج…… فوٹو بنانا شرعاً حرام ہے، لیکن جہاں گورنمنٹ کے قانون کی مجبوری ہو وہاں آدمی معذور ہے، اس کا وبال قانون بنانے والوں کی گردن پر ہوگا۔ جہاں تک لڑکیوں کو ڈاکٹر بنانے کا تعلق ہے، میں اس کی ضرورت کا قائل نہیں۔

شناختی کارڈ جیب میں بند ہو تو مسجد جانا صحیح ہے

س…… بعض لوگوں سے میں نے سنا ہے کہ انسان کی تصویر مسجد میں لے جانا گناہ ہے، تو ہم نماز کے لئے جاتے ہیں، ہماری جیب میں شناختی کارڈ ہوتا ہے تو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہم گناہ کرتے ہیں، اس کے جائز یا ناجائز ہونے کے بارے میں ہمیں بتائیں۔

ج…… شناختی کارڈ جیب میں بند ہو تو مسجد میں جانا صحیح ہے۔

درخت کی تصویر کیوں جائز ہے؟ جبکہ وہ بھی جاندار ہے

س…… اسلام میں تصویر بنانے کی ممانعت آئی ہے۔ عرض یہ ہے کہ اگر جاندار کی تصویر بنانے کی ممانعت ہے تو کیا درخت جو جاندار ہیں ان کی تصویر بنانا بھی اس حکم میں داخل ہے جبکہ لوگوں سے سنا ہے اور کچھ دِین دار حضرات کے گھروں میں بھی مختلف تصاویر درختوں کی دیکھی ہیں۔

ج…… جن چیزوں میں حس و حرکت ہو، اسے ''جاندار'' کہتے ہیں، درخت میں ایسی جان نہیں، اس لئے اس کی تصویر جائز ہے۔

جاندار کی تصویر بنانا کیوں ناجائز ہے؟

س…… جانداروں کی تصویریں بنانا کیوں منع ہے؟

ج…… بے جان چیزوں کی تصویر دراصل نقش و نگار ہے، اس کی اسلام نے اجازت دی ہے، اور جاندار چیزوں کی تصویر کو اس لئے منع فرمایا ہے کہ یہ بت پرستی اور تصویر پرستی کا ذریعہ ہے۔ حدیث میں ہے کہ: ”جاندار کی تصویر بنانے والوں سے قیامت کے دن کہا جائے گا کہ اپنی بنائی ہوئی تصویر میں جان ڈالو۔“

اگر تصویر بنانے پر مجبور ہو تو حرام سمجھ کر بنائے اور اِستغفار کرتا رہے

س…… میں ایک کاتب ہوں اور ٹیچر بھی، مسئلہ یہ ہے ٹیچنگ پریکٹس میں ماہرینِ تعلیم کے فیصلے کے مطابق ہمیں بچوں کو پڑھاتے وقت کوئی تصوّر دِلانے کے لئے ماڈل یا تصویر پیش کرنے کی ہدایت کی جاتی ہے، یا بعض دفعہ کوئی تعلیمی پروجیکٹ لکھتے وقت تصاویر کا بنانا بھی ہمارے لئے ضروری ہوتا ہے، کیونکہ تعلیم و تدریس میں ایک اہم بصری معاون سمجھا جاتا ہے، اب میں یہ خود بناؤں یا کسی سے بنواؤں، گناہ تو برابر ہوتا ہے، تو کیا اس مذکورہ بالا مجبوری کی وجہ سے کوئی گنجائش ہے کہ نہیں؟

ج…… جاندار کی تصویر بنانا حرام ہے، اگر آپ کے لئے یہ فعلِ حرام ناگزیر ہے تو حرام سمجھ کر کرتے رہئے، اور اِستغفار کرتے رہئے، حرام کو حلال بنانے کی کوشش نہ کیجئے۔

تصویر سے متعلق وزیرِ خارجہ کا فتویٰ

س…… ”جنگ“ ۲۵ رجون کی اشاعت میں پاکستان کے وزیرِ خارجہ سردار آصف احمد علی کا ایک بیان پڑھا جس میں انہوں نے ایک غیرملکی روزنامے کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ: ”اسلام میں رقص و موسیقی، مصوّری وغیرہ پر کوئی پابندی نہیں ہے“ پوچھنا یہ ہے کہ ۱- کیا یہ بات دُرست ہے؟ ۲- اگر یہ غلط ہے تو کیا ایسی گفتگو کرنے والے کی کوئی سزا ہے؟ ۳- ایسے افراد کے بارے میں حکومتِ وقت اور عام مسلمانوں کا کیا فرض بنتا ہے؟

ج…… آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رقص و سرود، گانے باجے اور تصاویر کو ممنوع قرار دیا ہے، اور ان پر سخت وعیدیں فرمائی ہیں۔

تصویر:

تصویر کی حرمت پر بہت سی احادیث وارِد ہوئی ہیں، ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

ا:...... صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر حاضری میں چھوٹا سا بچھونا خرید لیا جس پر تصویریں بنی ہوئی تھیں، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا تو دروازے پر کھڑے رہے، اندر تشریف نہیں لائے، اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر ناگواری کے آثار محسوس کئے، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں توبہ کرتی ہوں، مجھ سے کیا گناہ ہوا ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ گدّا کیسا ہے؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ میں نے آپ کے لئے خریدا ہے کہ آپ اس پر بیٹھیں اور اس سے تکیہ لگائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ان تصویروں کے بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب ہوگا، ان سے کہا جائے گا کہ تم نے جو تصویریں بنائی تھیں، ان میں جان بھی ڈالو۔ اور ارشاد فرمایا کہ: جس گھر میں تصویر ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ (مشکوٰۃ)

۲:...... صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ: قیامت کے دن سب لوگوں سے سخت عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی تخلیق کی مشابہت کرتے ہیں۔ (حوالہ بالا)

۳:...... صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا ہے کہ: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ: اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو میری تخلیق کی طرح تصویریں بنانے لگے، یہ لوگ ایک ذرّہ تو بنا کے دِکھائیں، یا ایک دانہ اور ایک جو تو بنا کے دِکھائیں۔ (حوالہ بالا)

۴:...... صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا ہے کہ: اللہ تعالیٰ کے

نزدیک سب لوگوں سے سخت عذاب مصوّروں کو ہوگا۔ (حوالہ بالا)

۵:...... صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا ہے کہ: ہر تصویر بنانے والا جہنم میں ہوگا، اس نے جتنی تصویریں بنائی تھیں، ہر ایک کے بدلے میں ایک رُوح پیدا کی جائے گی جو اسے دوزخ میں عذاب دے گی۔ (حوالہ بالا)

ان احادیث سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ تصویر سازی اسلام کی نظر میں کتنا بڑا گناہ ہے اور اللہ تعالیٰ کو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کو اس سے کتنی نفرت ہے۔ اس موضوع پر مزید تفصیل مطلوب ہو تو حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ (سابق مفتیٔ اعظم پاکستان کا رسالہ ''تصویر کے شرعی اَحکام'' ملاحظہ فرمالیا جائے، جو اس مسئلے پر بہترین اور نفیس ترین رسالہ ہے، تمام پڑھے لکھے حضرات کو اس کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

رقص و موسیقی:

آج کل طوائف کے ناچنے، تھرکنے کا نام ''رقص'' ہے، اور ڈوم اور ڈومنیوں کے گانے بجانے کو ''موسیقی'' کہا جاتا ہے، اور یہ دونوں سخت گناہ ہیں۔

صحیح بخاری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''میری اُمت کے کچھ لوگ شراب کو اس کا نام بدل کر پئیں گے، کچھ لوگ زنا اور ریشم کو حلال کرلیں گے، کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو معازف و مزامیر (آلاتِ موسیقی) کے ساتھ گانے والی عورتوں کا گانا سنیں گے، اللہ تعالیٰ ان کو زمین میں دھنسادے گا اور بعض کی صورتیں مسخ کرکے ان کو بندر اور سوَر بنادے گا (نعوذ باللہ)۔

اور ترمذی شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جب مالِ غنیمت کو شخصی دولت بنالیا جائے، اور جب لوگوں کی امانت کو مالِ غنیمت سمجھ لیا جائے، اور جب زکوٰۃ کو ایک ٹیکس اور تاوان سمجھا جانے لگے، اور جب علمِ دِین کو دُنیا طلبی کے لئے سیکھا جانے لگے، اور جب مرد اپنی بیوی کی فرمانبرداری اور ماں کی نافرمانی کرنے لگے، اور جب دوست کو قریب اور باپ کو دُور رکھے، اور جب

مسجدوں میں شور وغل ہونے لگے، اور جب کسی قبیلے کا سردار فاسق و بدکار بن جائے، اور جب کسی قوم کا سرداران کا رذیل ترین آدمی بن جائے، اور جب شریر آدمیوں کی عزّت ان کے شر کے خوف کی وجہ سے کی جانے لگے، اور جب گانے والی عورتوں کا اور باجوں گاجوں کا رواج عام ہوجائے، اور جب شرابیں پی جانے لگیں، اور جب اُمت کے آخری لوگ پہلے لوگوں پر لعنت کرنے لگیں تو اس وقت انتظار کرو سرخ آندھی کا، اور زلزلے کا، اور زمین میں دھنس جانے کا، اور صورتوں کے مسخ ہوجانے کا، اور قیامت کی ایسی نشانیوں کا جو یکے بعد دیگرے اس طرح آئیں گی جیسے کسی ہار کی لڑی ٹوٹ جائے اور اس کے دانے بیک وقت بکھر جاتے ہیں۔

مزید احادیث کے لئے اس ناکارہ کا رسالہ ''عصرِ حاضر احادیث کے آئینے میں'' ملاحظہ فرمالیا جائے، جس میں اس مضمون کی متعدّد احادیث جمع کردی گئی ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات کے بعد سردار آصف احمد علی صاحب کا یہ کہنا کہ اسلام میں رقص وسرود اور مصوّری وموسیقی پر کوئی پابندی نہیں، قطعاً غلط اور خلافِ واقعہ ہے، اور ان کے اس ''فتویٰ'' کا منشا یا تو اسلام کا ناقص مطالعہ ہے کہ موصوف نے ان مسائل کو صحیح سمجھا ہی نہیں، یا ان کو خاکم بدہن صاحبِ شریعت صلی اللہ علیہ وسلم سے اختلاف ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو ان چیزوں کو موجبِ لعنت اور موجبِ مسخ و عذاب قرار دیتے ہیں اور سردار صاحب کو ان میں کوئی قباحت نظر نہیں آتی، پہلی وجہ جہلِ مرکب ہے اور دُوسری وجہ کفرِ خالص۔

اسلام اور اسلامی مسائل کے بارے میں سردار صاحب کے غیر ذمہ دارانہ بیانات وقتاً فوقتاً منظرِ عام پر آتے رہتے ہیں، جن سے سردار جی کے روایتی لطیفوں کی یاد تازہ ہوجاتی ہے، معلوم ہوتا ہے کہ سردار صاحب کے پاس صرف وزارت کا قلم دان نہیں، بلکہ آج کل پاکستان کے ''مفتیٔ اعظم'' کا قلم دان بھی انہی کے حوالے کردیا گیا ہے۔ حکومت کا فرض ہے کہ وہ ملک وملت پر رحم فرمائے اور ''فتویٰ نویسی'' کی خدمت سردار صاحب سے واپس لے لی جائے، اور عام مسلمانوں کا فرض ہے کہ حکومت سے درخواست کریں کہ سردار

جی کو اسلام پر ''مشقِ ناز'' کی اجازت نہ دی جائے۔

تصویر بنانے کا شرعی حکم

س...... ہمارے لواحقین میں سے دو بچیاں ماشاء اللہ صوم وصلوٰۃ کی پابند ہیں اور ہر لحاظ سے شرعی اَحکام کی پابند ہیں۔ آپ نے پچھلے دنوں اپنے کالم میں تصویریں بنانے کو حرام بتایا ہے، ہماری یہ بچیاں ایک اسکول میں تین سال سے ایک چار سالہ کورس کر رہی ہیں، جس میں تصویریں بنانے کی تربیت دی جاتی ہے، اس کورس کے مکمل کرنے سے اچھی ملازمت ملتی ہے، اب وہ یہ کورس درمیان میں نہیں چھوڑنا چاہتیں۔ دوئم یہ کہ وہ اس بات کو دُرست نہیں تسلیم کرتیں کہ یہ عمل حرام ہے۔ آپ برائے مہربانی قرآنی آیات اور احادیث کے حوالوں سے اس بات کو ثابت کریں کہ یہ عمل حرام ہے، تو وہ یقیناً اس عمل کو چھوڑ دیں گی، کیونکہ وہ کوئی بھی کام خلافِ شرع نہیں کرنا چاہتیں۔

ج...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی احادیث میں تصاویر کی حرمت کو بیان فرمایا ہے، حضرت مفتی محمد شفیعؒ کا اس موضوع پر ایک بہترین رسالہ ہے، جو ''تصویر کے شرعی اَحکام'' کے نام سے شائع ہوا ہے، اس رسالے کا مطالعہ آپ کی بہنوں کے لئے مفید ہوگا، اور اس کے مطالعے سے اِن شاء اللہ ان کے سارے اِشکالات ختم ہوجائیں گے، میں درخواست کروں گا کہ اس رسالے کو خوب اچھی طرح سمجھ کر پڑھ لیں۔

تصویر کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چند ارشادات مشکوٰۃ شریف سے نقل کرتا ہوں، ان پر بھی غور فرمالیا جائے۔

۱:...... حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس گھر میں کتا یا تصویر ہو، رحمت کے فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۲:...... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے اندر کسی ایسی چیز کو نہیں چھوڑتے تھے جس میں تصویریں ہوں، مگر اس کو کاٹ ڈالتے تھے۔ (صحیح بخاری)

۳:...... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ: میں نے ایک چھوٹا گدّا (یا تکیہ) خرید لیا جس میں تصویریں تھیں، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا تو دروازے پر کھڑے رہے، اندر داخل نہیں ہوئے اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور میں ناگواری کے آثار محسوس کئے، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اللہ و رسول کے آگے توبہ کرتی ہوں، مجھ سے کیا گناہ ہوا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ناراضی کے لہجے میں فرمایا کہ: یہ گدّا کیسا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ: یہ میں نے آپ کے لئے خریدا ہے تاکہ آپ اس پر بیٹھا کریں اور اس سے تکیہ لگایا کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان تصویروں کے بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب ہوگا، ان سے کہا جائے گا کہ جو تصویر تم نے بنائی ہے اس کو زندہ بھی کرو اور اس میں جان ڈالو۔ نیز ارشاد فرمایا کہ: جس گھر میں یہ تصویریں ہوں اس گھر میں اللہ تعالیٰ کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۴:...... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: قیامت کے دن سب سے سخت عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی تخلیق کی مشابہت کرتے ہیں۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۵:...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ارشاد اپنے کانوں سے سنا ہے کہ: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: ان لوگوں سے بڑا ظالم کون ہوگا جو میری تخلیق کی طرح تصویریں بنانے چلے، وہ ایک ذرّے کو تو بنا کر دِکھائیں یا ایک دانہ یا ایک جو تو پیدا کر کے دِکھائیں۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۶:...... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا ہے کہ: اللہ تعالیٰ کے یہاں سب سے سخت عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۷:...... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری مرض میں ازواجِ مطہراتؓ میں سے ایک بی بی نے ایک گرجا کا تذکرہ کیا جس کو ''ماریہ'' کہا جاتا تھا، حضرت اُمِّ سلمہ اور حضرت اُمِّ حبیبہ رضی اللہ عنہما نے، جو حبشہ سے

فہرست

ہوکر آئی تھیں، اس گرجا کی خوبصورتی کا اور اس کے اندر جو تصویریں بنی ہوئی تھیں ان کا تذکرہ کیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اُٹھایا اور فرمایا کہ: یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان میں کسی نیک آدمی کا انتقال ہوجاتا تو اس کی قبر پر عبادت خانہ بنالیتے اور اس میں یہ تصویریں بناتے، یہ لوگ اللہ کی مخلوق میں سب سے بدتر ہیں۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۸:...... حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: قیامت کے دن سب سے سخت عذاب اس شخص کو ہوگا جس نے کسی نبی کو قتل کیا ہو، یا نبی کے ہاتھ سے قتل ہوا ہو، یا اپنے ماں باپ میں سے کسی کو قتل کیا ہو، اور تصویر بنانے والوں کو، اور ایسے عالم کو جو اپنے علم سے نفع نہ اُٹھائے۔ (بیہقی، شعب الایمان)

قیامت کے دن شدید ترین عذاب تصویر بنانے والوں پر ہوگا

س...... آج کے دور میں فوٹو کھنچوانا بعض صورتوں میں ناگزیر ہوتا ہے، مثلاً پاسپورٹ، شناختی کارڈ اور ملازمت کے سلسلے میں، اس کے علاوہ عام سی بات ہوگئی ہے کہ ہم چلتی پھرتی تصاویر بھی بنواتے ہیں، مثلاً شادی بیاہ اور دیگر تقاریب کی ویڈیو فلمیں، ان تصاویر کو اور دیگر فلموں اور ٹی وی کے پروگرام کو ہم دیکھتے ہیں، جبکہ آج کل ہر گلی کوچے میں وی سی آر کی نمائش عام بات ہوگئی ہے، اور گھروں میں اہلِ خانہ کے ساتھ بڑے ذوق وشوق سے ان چلتی پھرتی تھرکتی ہوئی تصاویر کو دیکھتے ہیں۔ تو ازراہِ کرم یہ بتایئے کہ کن کن صورتوں میں تصاویر کھنچوانا یا دیکھنا جائز ہے؟ جہاں تک میری ناقص معلومات کا تعلق ہے، میں تو یہ جانتا ہوں کہ تصاویر بنانا یا بنوانا دونوں حرام ہیں۔

ج...... اگر قانونی مجبوری کی وجہ سے آدمی تصویر بنانے پر مجبور ہو تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اُمید کی جاتی ہے کہ وہ اس فعلِ حرام پر گرفت نہیں فرمائیں گے۔ اور جہاں کوئی مجبوری نہیں، اس پر قیامت کے دن شدید ترین عذاب کی وعید آئی ہے، یعنی ''سب سے سخت عذاب قیامت کے دن تصویر بنانے والوں کا ہوگا'' اللہ تعالیٰ اس لعنت وغضب سے محفوظ رکھے۔

علماء کا ٹیلی ویژن پر آنا، تصویر کے جواز کی دلیل نہیں بن سکتا

س…… میرا مسئلہ ''تصاویر'' ہیں، آپ نے تصاویر کے موضوع، بے حیائی کی سزا پر خاصا طویل و مدلل جواب دیا، لیکن جناب اس سے فی زمانہ جو ہمیں تصاویر کے سلسلے میں مسائل درپیش ہیں ان کی تشفی نہیں ہوتی۔ کیونکہ بحیثیت مسلمان ہم سب جانتے ہیں کہ اسلام میں جانداروں کی تصویرکشی حرام قرار دی گئی ہے، جبکہ اس دور میں تصاویر ہمارے اِردگرد بکھری پڑی ہیں، ٹی وی، وی سی آر، اخبارات اور رسائل کی صورت میں۔ لہٰذا میرا مسئلہ یہی ہے کہ تصاویر ہمارے لئے ہر صورت میں حرام ہیں یا کسی صورت میں جائز بھی ہوسکتی ہیں؟ جیسے کہ بعض مجبوریوں کے تحت یعنی تعلیمی اداروں، کالج، یونیورسٹیوں میں امتحانی فارموں پر (خواتین مستثنیٰ ہیں، لیکن لڑکے تو لگاتے ہیں)، شناختی کارڈ اور پاسپورٹ وغیرہ پر۔ اگر ان مجبوریوں پر بھی شریعت کی رُو سے تصاویر جائز نہیں تو پھر آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ رمضان شریف میں خود میں نے اِمامِ کعبہ کو ٹی وی پر تراویح پڑھاتے دیکھا تھا، (اگر آپ کہیں کہ اس میں قصور فلم بنانے والوں کا ہے تو جناب! کعبۃ اللہ میں علماء اس غیرشرعی فعل سے منع کرنے کا پورا حق رکھتے ہیں اور اس مقدس جگہ یقیناً ان کا حکم چلے گا)، اس کے علاوہ آئے دن جید علمائے دِین اخبارات و ٹیلی ویژن پر نظر آتے ہیں اور پھر خود آپ ایک اخبار کے توسط سے مسائل کا حل بتاتے ہیں، اس اخبار میں تصاویر بھی ہوتی ہیں، اب یہ تو ممکن نہیں کہ لوگ اسلامی معلومات کا صفحہ پڑھ لیں اور غیرملکی باتصویر اہم خبریں چھوڑ دیں، لہٰذا تصاویر کے سلسلے میں یہ اہم ضرورتیں ہیں۔ ۱- اب آپ یہ بتائیے کہ کیا ہم تعلیم حاصل نہ کریں؟ کیونکہ دُوسری صورت میں ابتدائی جماعت سے ہی باتصویر قاعدہ پڑھایا جاتا ہے، ''الف'' سے انار اور ''ب'' سے بکری والا۔ ۲- پاسپورٹ کی تصویر کی وجہ سے بیرونِ ممالک جانا چھوڑ دیں (لوگ حج کے لئے بھی جاتے ہیں)۔ ۳- اخبارات و رسائل اور ٹی وی وغیرہ سے کنارہ کشی کرلیں؟ تو پھر ٹی وی پر جناب طاہر القادری کی اور پروگرام ''تفہیمِ دِین'' کی اسلامی تعلیمات سے کیسے مستفید ہوں گے؟ اور اخبار میں آپ کی مفید معلومات سے؟ میری

خواہش ہے کہ آپ میرے خط کو قریبی اشاعت میں جگہ دیں تاکہ ان سب لوگوں کا بھی بھلا ہو جو تصاویر کے مسائل سے دوچار ہیں۔ میری تحریر میں کہیں کوئی تلخی محسوس کریں تو اپنی بیٹی سمجھ کر معاف فرمائیں۔

ج…… یہ اُصول ذہن میں رکھئے کہ گناہ ہر حال میں گناہ ہے، خواہ (خدانخواستہ) ساری دُنیا اس میں ملوّث ہوجائے۔ دُوسرا اُصول یہ بھی ملحوظ رکھئے کہ جب کوئی بُرائی عام ہوجائے تو اگرچہ اس کی نحوست بھی عام ہوگی، مگر آدمی مکلّف اپنے فعل کا ہے۔ پہلے اُصول کے مطابق کچھ علماء کا ٹیلی ویژن پر آنا، اس کے جواز کی دلیل نہیں، نہ اِمامِ حرم کا تراویح پڑھانا ہی اس کے جواز کی دلیل ہے، اگر طبیب کسی بیماری میں مبتلا ہوجائیں تو بیماری ''بیماری'' ہی رہے گی، اس کو ''صحت'' کا نام نہیں دیا جاسکتا۔ اور دُوسرے اُصول کے مطابق جہاں قانونی مجبوری کی وجہ سے تصویر بنوانی پڑے، یا تصویر میں آدمی ملوّث ہوجائے تو اگر وہ اس کو بُرا سمجھتا ہے تو گناہگار نہیں ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم سے توقع ہے کہ وہ اس پر مؤاخذہ نہیں فرمائیں گے، لیکن جن لوگوں کے اختیار میں ہو کہ اس بُرائی کو مٹائیں، اس کے باوجود وہ نہیں مٹاتے تو وہ گناہگار ہوں گے۔ اُمید ہے ان اُصولی باتوں سے آپ کا اِشکال حل ہوگیا ہوگا۔

کیمرے کی تصویر کا حکم

س…… میں آپ کا کالم ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' اکثر پڑھتا ہوں، بہت دنوں سے ایک بات کھٹک رہی تھی، آج ارادہ کیا کہ اس کا اظہار کردوں۔ مسئلہ ہے ''تصویر بنانا یا بنوانا'' اس سلسلے میں تین الفاظ ذہن میں آتے ہیں، تصوّر، مصوّر، تصویر، سب سے پہلے انسان کے تصوّر میں ایک خاکہ آتا ہے، چاہے وہ کسی کے بارے میں ہو، یہ خاکہ مصوّر کے ذہن میں آتا ہے جس کو وہ قلم کے ذریعہ یا برش سے کاغذ یا کینوس پر اور اگر وہ بت تراش ہے تو ہتھوڑا اور چھینی سے پتھر یا دیوار پر منقش کرتا ہے، مصوّر یا بت تراش کے عمل کے نتیجے میں تصویر بنتی ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار دیا ہے۔

فوٹو کھنچوانا ایک دُوسرا عمل ہے، اس کو ''تصویر بنوانا'' کہنا ہی غلط ہے، یہ عکس بندی ہے، یعنی کیمرے کے لینس پر عکس پڑتا ہے اور اس کو پلیٹ یا رِیل پر محفوظ کرلیا جاتا ہے۔

کیمرے کے اندر کوئی ''چغد'' بیٹھا ہوا نہیں ہے جو قلم یا برش سے تصویر بنائے۔ یہ عکس بالکل اسی طرح شیشے پر پڑتا ہے جیسے آئینہ دیکھتے ہیں، کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آئینہ دیکھنے کو بھی حرام قرار دیا ہے؟ آئینہ دیکھنے میں، نہ تصوّر کام کرتا ہے، نہ مصوّر، یہ تو عکس ہے جو خود بخود آئینے پر پڑتا ہے۔

کارٹون کو آپ تصویر بنوائی کہہ سکتے ہیں، اس لئے کہ اس میں مصوّر کا تصوّر کارفرما ہے، اور یہ اس لئے بھی حرام ہے کہ اس میں تضحیک اور تمسخر کا پہلو نمایاں ہے، اس کو تو دیکھنا بھی دُرست نہیں ہے۔ آپ اخبار دیکھیں اس میں ہر خبر کے ساتھ عکس بندی ہوتی ہے، مولانا فضل الرحمٰن، مولانا شاہ احمد نورانی کی فوٹوز آتی ہیں، تو کیا یہ حضرات بھی گناہِ کبیرہ انجام دے رہے ہیں؟

۲:...... پروگرام ''اقرأ'' کے بارے میں ایک لڑکے نے پوچھا کہ ٹی وی دیکھے یا نہ دیکھے؟ آپ نے منع کردیا کہ وہ ٹی وی نہ دیکھے اس لئے کہ اس میں تصویر نظر آتی ہے۔ آپ کو خدا کا خوف نہ آیا کہ آپ نے اس کو قرآن شریف کی تعلیم سے روک دیا۔

۳:......اسی طرح آپ نے کھیلوں کے بارے میں سمجھا ہے کہ یہ ''لہو ولعب'' ہے جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت فرمائی ہے، کیا کرکٹ، فٹ بال، ہاکی، اسکواش یہ سب لہو ولعب ہیں؟ آپ کے ذہن میں ''ورزش برائے صحتِ جسمانی'' کا کوئی تصوّر ہی نہیں ہے؟

۴:......ایک مرتبہ کسی نے پوچھا کہ موسیقی رُوح کی غذا ہے، اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ آپ نے جواب دیا: ''موسیقی رُوح کی غذا ہے مگر شیطانی رُوح کی'' یہ جو درگاہوں پر قوالیاں ہوتی ہیں، یہ سب شیطانی رُوحیں ہیں؟ مجھے بچپن میں پڑھی ہوئی گلستان کی ایک کہانی یاد آئی۔ ایک مرتبہ آپ ہی جیسے ایک مولانا حضرت سعدیؒ سے موسیقی کے بارے میں اُلجھ گئے، بحث کرتے ہوئے دونوں آبادی سے باہر نکل گئے، کیا دیکھتے ہیں کہ ایک چرواہا ایک ٹیلے پر بیٹھ کر بانسری بجارہا ہے اور اُونٹ اس کے سامنے وجد میں ناچ رہا ہے، سعدیؒ کی نظر اُونٹ اور چرواہے پر پڑی تو مولانا سے کہنے لگے: مولانا! آپ سے تو یہ اُونٹ سمجھ دار معلوم ہوتا ہے۔

۵:...... آخر میں آپ سے گزارش ہے کہ براہِ کرم ''تصویر اور عکس بندی''، ''کھیل اور ورزش''، ''موسیقی اور وجدان'' کا فرق سمجھنے کی کوشش کریں، تعلیم یافتہ لوگ خصوصاً نوجوان آپ کے خیالات سے کیا تأثر لیتے ہوں گے؟

ج:۱...... کیمرے کے اندر جو ''چغد'' بیٹھا ہوا ہے وہ مشین ہے، جو اِنسان کی تصویر کو محفوظ کرلیتی ہے، جو کام مصوّر کا قلم یا برش کرتا ہے وہی کام یہ مشین نہایت سہولت اور سرعت کے ساتھ کردیتی ہے، اور اس مشین کو بھی انسان ہی استعمال کرتے ہیں۔ یہ منطق کم از کم میری سمجھ میں تو نہیں آتی کہ جو کام آدمی ہاتھ یا برش سے کرے تو وہ حرام ہو، اور وہی کام اگر مشین سے کرنے لگے تو وہ حلال ہوجائے! اور پھر آنجناب فوٹو کے تصویر ہونے کا بھی انکار فرماتے ہیں، حالانکہ عرفِ عام میں بھی فوٹو کو ''تصویر'' ہی کہا جاتا ہے، اور تصویر ہی کا ترجمہ ''فوٹو'' ہے۔ الغرض! آپ نے ہاتھ کی بنائی ہوئی اور مشین کے ذریعے اُتاری ہوئی تصویر کے درمیان جو فرق کیا ہے، یہ صرف ذریعے اور واسطے کا فرق ہے، مآل اور نتیجے کے اعتبار سے دونوں ایک ہیں، اور حدیثِ نبوی: ''المصوّرون أشدّ عذابًا یوم القیامة'' میں ہاتھ سے تصویر بنانے والے اگر شامل ہیں تو مشین کے ذریعے بنانے والے بھی اس سے باہر نہیں، اور جن کو ''أشدّ عذابًا'' فرمایا ہو وہ گناہِ کبیرہ کے مرتکب ہیں یا صغیرہ کے؟ اس کا فیصلہ آپ خود ہی فرماسکتے ہیں، میرے لکھنے کی ضرورت نہیں۔ اگر مزید تفصیل کی ضرورت ہو تو مفتی محمد شفیع صاحب مرحوم کا رسالہ ''التصویر لأحکام التصویر'' ملاحظہ فرمالیجئے۔

فہرست

ج:۲...... قرآنِ کریم کی تعلیم سے کون مسلمان روک سکتا ہے؟ مگر تصویر سے بھی قطع نظر، جو آلہ لہو و لعب اور فحاشی کے لئے استعمال ہوتا ہو اسی کو قرآنِ کریم کے لئے استعمال کرنا خود سوچئے کہ قرآنِ کریم کی تعظیم ہے یا توہین؟ اگر آپ ایسے کپڑے میں جو گندگی کے لئے استعمال ہوتا ہو، قرآنِ کریم کو لپیٹنا جائز نہیں سمجھتے تو جو چیز معنوی نجاستوں اور گندگیوں کے لئے استعمال ہوتی ہے، اس کے ذریعے قرآنِ کریم کی تعلیم کو کیسے جائز سمجھتے ہیں؟ قطع نظر اس سے کہ تصویر حرام ہے یا نہیں، ذرا غور فرمائیے! اسکرین کے جس پردے پر قرآنِ کریم کی آیات پیش کی جارہی تھیں، تھوڑی دیر بعد اسی پر ایک رقاصہ و فحاشہ کا رقص پیش کیا جانے

لگا۔ کیا مسلمانوں کے دِل میں قرآنِ کریم کی یہی عظمت رہ گئی ہے...؟ اور اگر کوئی شخص قرآنِ کریم کی اس اہانت سے منع کرے تو آپ اس پر فتویٰ صادر فرماتے ہیں کہ اس کے دِل میں خدا کا خوف نہیں ہے، سبحان اللہ! کیا ذہنی انقلاب ہے...!

ج:۳...... یہ تو آپ بھی جانتے ہیں کہ ''لہو ولعب'' کھیل کود ہی کا نام ہے، اس لئے اگر میں نے کھیلوں کو لہو ولعب کہا تو کوئی بے جا بات نہیں کی، آپ ''ورزش برائے صحتِ جسمانی'' کے فلسفے کو لے بیٹھے، حالانکہ ''کھیل برائے ورزش'' کو میں نے بھی ناجائز نہیں کہا، بشرطیکہ ستر نہ کھلے اور اس میں مشغول ہوکر حوائجِ ضروریہ اور فرائضِ شرعیہ سے غفلت نہ ہوجائے، لیکن دورِ جدید میں جو کھیل کھیلے جارہے ہیں، جن کے بین الاقوامی مقابلے ہوتے ہیں اور جن میں انہماک اس قدر بڑھ گیا ہے کہ شہروں کی گلیاں اور سڑکیں تک ''کھیل کے میدان'' بن گئے ہیں، آپ ہی فرمائیں کہ کیا یہ سب کچھ ''ورزش برائے صحتِ جسمانی'' کے مظاہرے ہیں؟ آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں کہ دورِ جدید میں کھیل ایک مستقل فن اور چشمِ بددُور ایک ''معزّز پیشہ'' بن چکا ہے، اس کو ''ورزش'' کہنا شاید اپنے ذہن وعقل سے ناانصافی ہے، اور اگر فرض کرلیا جائے کہ یہ ''ورزش'' ہی ہے تو ورزش کے لئے بھی حدود وقیود ہیں یا نہیں؟ جب ان حدود وقیود کو توڑ دیا جائے تو اس ''ورزش'' کو بھی ناجائز ہی کہا جائے گا۔

ج:۴......موسیقی کو ''شیطانی رُوح کی غذا'' صرف میں نے نہیں کہا بلکہ ''الشعر من مزامیر الشیطان'' تو ارشادِ نبوی ہے، اور گانے والیوں اور گانے کے آلات کے طوفان کو علاماتِ قیامت میں ذکر فرمایا ہے۔ آلاتِ موسیقی کے ساتھ گانے کے حرام ہونے پر فقہاء وصوفیاء سبھی کا اتفاق ہے، اور اسی میں گفتگو ہے، آدمی بہرحال آدمی ہے، وہ سعدیؒ کا اُونٹ نہیں بن سکتا، کیونکہ سعدیؒ کا اُونٹ اَحکامِ شرعیہ کا مکلّف نہیں، جبکہ یہ ظلوم وجہول مکلّف ہے۔ آلات سے تأثر میں بحث نہیں، بحث اس میں ہے کہ یہ تأثر اشرف المخلوقات کے شایانِ شان بھی ہے یا نہیں؟ اور حکیمِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تأثر کی تحسین فرمائی ہے یا تقبیح؟

ج:۵...... مجھے توقع ہے کہ آپ ''فاروقی بصیرت'' سے کام لیتے ہوئے ان حقائق پر غور فرمائیں گے اور حلال وحرام کے درمیان فرق وامتیاز کی کوشش کریں گے۔

فہرست

داڑھی

”داڑھی تو شیطان کی بھی ہے“ کہنے والا کیا مسلمان رہتا ہے؟

س…… ہماری مسجد میں مستقل پانچ نمازوں کے لئے اِمام صاحب ضعیف العمر ہونے کی وجہ سے نہیں آسکتے، یعنی فجر اور عشاء میں غیر حاضر ہوتے ہیں۔ ان نمازوں میں انتظامیہ کے صدر صاحب اپنی مرضی سے کسی بھی شخص کو نماز پڑھانے کی دعوت دیتے ہیں، خاص کر فجر میں۔ جبکہ وہ خود بھی بغیر داڑھی کے ہیں اور کبھی خود پڑھاتے ہیں، اَذان و اِقامت بھی خود کرتے ہیں، اکثر و بیشتر ایسا ہوتا ہے کہ جن حضرات کو وہ نماز پڑھانے کی دعوت دیتے ہیں یا تو وہ بغیر داڑھی کے ہوتے ہیں یا پھر داڑھی کتروانے والے صاحب ہوتے ہیں۔ جس پر میں نے اعتراض کیا کہ داڑھی کترنے، یعنی مشت سے کم یا بغیر داڑھے والے دونوں کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے جبکہ باشرع سنت کے مطابق داڑھی والے موجود ہیں اور دِین کا علم بھی ہے تو پھر کوئی گنجائش نہیں۔ جن صاحب کو نماز پڑھانے سے منع کیا تھا کہ آپ کی داڑھی کتری ہوئی ہے، نماز پڑھتے وقت آپ کے ٹخنے بھی ننگے نہیں ہوتے، آپ نماز پڑھانے کے اہل نہیں تو ان صاحب نے جتنی داڑھی تھی وہ بھی یہ کہتے ہوئے کٹوادی کہ مجھے پہلے سے ہی داڑھی والوں سے نفرت ہے اور اعلاناً داڑھی کٹوائی، صاف کردی۔ اس شخص کے لئے اسلام میں کیا مقام ہے؟ اور یہ کہنا کہ داڑھی شیطان کی بھی ہے اور تم بھی شیطان ہو، یعنی داڑھی والے شخص سے کہنا، ایسے شخص کے بارے میں شریعت کیا حکم دیتی ہے؟ اور اسی تنازع کی وجہ سے جماعت ہورہی ہوتی ہے اور کچھ لوگ صف میں کھڑے ہوکر جب اِمام تکبیر کہتا ہے الگ ہوجاتے ہیں، آیا ان کا الگ نماز پڑھنا دُرست ہے؟ نماز ہوجاتی ہے؟

ج…… اس سوال کے جواب میں چند اُمور عرض کرتا ہوں۔

اوّل:...... داڑھی منڈانا اور کترانا (جبکہ ایک مشت سے کم ہو) تمام فقہاء کے نزدیک حرام اور گناہِ کبیرہ ہے، اور داڑھی منڈانے اور کترانے والا فاسق اور گناہگار ہے۔

دوم:...... فاسق کی اَذان و اِقامت اور اِمامت مکروہِ تحریمی ہے، یہ مسئلہ فقہِ حنفی کی تقریباً تمام کتابوں میں درج ہے۔

سوم:...... ان صاحب کا ضد میں آکر داڑھی صاف کرادینا اور یہ کہنا کہ: ''مجھے پہلے ہی داڑھی والوں سے نفرت ہے'' یا یہ کہ: ''داڑھی تو شیطان کی بھی ہے'' نہایت المناک بات ہے۔ یہ شیطان کی طرف سے چوکا ہے، شیطان کسی مسلمان کے صرف گناہگار رہنے پر راضی نہیں ہوتا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ مسلمان اپنے کئے پر ندامت کے آنسو بہاکر سارے گناہ معاف کرالیتا ہے، اس لئے وہ کوشش کرتا ہے کہ اسے گناہ کی سطح سے کھینچ کر کفر کی حد میں داخل کردے، وہ گناہگار کو چوکا دے کر اُبھارتا ہے اور اس کے منہ سے کلمۂ کفر نکلواتا ہے۔

ذرا غور کیجئے! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت کو ایک حکم فرماتے ہیں کہ داڑھی بڑھاوٴ اور مونچھیں صاف کراوٴ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم سن کر اگر کوئی شخص کہے کہ: ''مجھے تو داڑھی والوں سے نفرت ہے'' یا یہ کہے کہ: ''داڑھی تو شیطان کی بھی ہے'' کیا ایسا کہنے والا مسلمان ہے؟ یا کوئی مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا جواب دے سکتا ہے؟ داڑھی والوں میں تو ایک لاکھ بیس ہزار (کم و بیش) انبیاء علیہم السلام بھی شامل ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور اولیائے عظامؒ بھی ان میں شامل ہیں، کیا ان سب سے نفرت رکھنے والا مسلمان ہی رہے گا؟

میں جانتا ہوں کہ ان صاحب کا مقصد نہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو رَدّ کرنا ہوگا نہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام، صحابہ کرامؓ اور اولیائے کرامؒ سے نفرت کا اظہار کرنا ہوگا، بلکہ یہ ایک ایسا لفظ ہے جو غصے میں اس کے منہ سے بے ساختہ نکل گیا، یا زیادہ صحیح لفظوں میں، شیطان نے اشتعال دِلاکر اس کے منہ سے نکلوادیا، لیکن دیکھنے کی بات یہ ہے کہ یہ الفاظ کتنے سنگین ہیں اور ان کا نتیجہ کیا نکلتا ہے؟ اس لئے میں ان صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ ان الفاظ سے توبہ کریں اور چونکہ ان الفاظ سے اندیشۂ کفر ہے اس لئے ان صاحب

کو چاہئے کہ اپنے ایمان اور نکاح کی بھی احتیاطاً تجدید کرلیں، فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

''جن الفاظ کے کفر ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف ہو ان کے قائل کو بطورِ احتیاط تجدیدِ نکاح اور توبہ کا اور اپنے الفاظ واپس لینے کا حکم کیا جائے گا۔''

چہارم:......آپ کا یہ مسئلہ بتانا تو صحیح تھا، لیکن آپ نے مسئلہ بتاتے ہوئے انداز ایسا اختیار کیا کہ ان صاحب نے غصّے اور اشتعال میں آکر کلمۂ کفر منہ سے نکال دیا، گویا آپ نے اس کو گناہ سے کفر کی طرف دھکیل دیا، یہ دعوت، حکمت کے خلاف تھی، اس لئے آپ کو بھی اس پر اِستغفار کرنا چاہئے اور اپنے مسلمان بھائی کی اصلاح کے لئے دُعا کرنی چاہئے، اس کو اِشتعال دِلاکر اس کے مقابلے پر شیطان کی مدد نہیں کرنی چاہئے۔

''مجھے داڑھی کے نام سے نفرت ہے'' کہنے والے کا شرعی حکم

س......میں ایک تقریب میں گیا تھا، وہاں ایک لڑکی کے رشتے کی بابت باتیں ہو رہی تھیں، لڑکی کی والدہ نے فرمایا کہ: ''یہ رشتہ مجھے منظور نہیں ہے، اس لئے کہ لڑکے کے داڑھی ہے۔'' جب یہ کہا گیا کہ لڑکا آفیسر گریڈ کا ہے، تعلیم یافتہ ہے اور داڑھی تو اور بھی اچھی چیز ہے، اس زمانے میں راغب بہ اسلام ہے۔ تو فرمایا کہ: ''مجھے داڑھی کے نام سے نفرت ہے'' آپ فرمائیں کہ داڑھی کی یہ تضحیک کہاں تک دُرست ہے؟ کیا ایسا کہنے والا گناہگار نہیں ہوا؟ اور اگر ہوا تو اس کا کفارہ کیا ہے اور گناہ کا درجہ کیا ہے؟

ج......داڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے رکھنے کا حکم فرمایا، داڑھی منڈے کے لئے ہلاکت کی بددُعا فرمائی اور اس کی شکل دیکھنا گوارا نہیں فرمایا۔ اس لئے داڑھی رکھنا شرعاً واجب ہے اور اس کا منڈانا اور ایک مشت سے کم ہونے کی صورت میں اس کا کاٹنا تمام اَئمہ دِین کے نزدیک حرام ہے۔

جو مسلمان یہ کہے کہ: ''مجھے فلاں شرعی حکم سے نفرت ہے'' وہ مسلمان نہیں رہا، کافر مرتد بن جاتا ہے۔ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل سے نفرت کرے وہ

فہرست

مسلمان کیسے رہ سکتا ہے...؟ یہ خاتون کسی داڑھی والے کو اپنی لڑکی دے یا نہ دے، مگر اس پر کفر سے توبہ کرنا اور ایمان کی اور نکاح کی تجدید کرنا لازم ہے۔

داڑھی کا جھولا بنے ہوئے کارٹون سے شعائرِ اسلامی کی توہین

س...... اس خط کے ساتھ بندہ ایک کارٹون کو پن بھیج رہا ہے جس میں دو آدمیوں کے پاؤں تک داڑھیاں بنائی گئی ہیں اور دُوسری جگہ اس کا جھولا بنا کر ایک بچی اس پر جھول رہی ہے۔ یہ کارٹون عام کرنے کے لئے مشہور ٹافیوں کے کارخانے نے ٹافیوں میں لپیٹ دیا ہے، ایک عام مسلمان کے یہ دیکھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ شعائرِ اسلام کی یہ بے حرمتی اور بے عزّتی اور پھر ایسے ملک میں جہاں ''اسلام، اسلام'' کہتے تھکتے نہیں۔ بدقسمتی سے پاکستانی قانون میں جو گندگی کے ڈھیر یعنی انگریزی قانون کا بدلا ہوا نام ہے، کوئی آرڈی نینس موجود نہیں جو شعائرِ اسلام کو تحفظ دے سکے، ورنہ اس کمپنی کے خلاف قانونی کارروائی کی جاتی۔ ہم افسوس کے علاوہ کچھ بھی نہیں کرسکتے اور اپنا کام صرف لکھنے اور بولنے تک محدود رکھتے ہیں کہ یہ بھی ایمان کا دُوسرا درجہ ہے۔ لہٰذا میرے یہ جذبات قارئین تک پہنچائیں اور اگر کرسکیں تو اس کمپنی کے خلاف کارروائی کریں تاکہ پھر کوئی شعائرِ اسلام کا اس طرح مذاق نہ اُڑائے۔

ج...... یہ اسلامی شعائر کی صریح بے حرمتی ہے، تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ ایسے ناہنجار شریروں کو کیفرِ کردار تک پہنچانے کے لئے ان کے خلاف صدائے احتجاج بلند کریں اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کا فرض ہے کہ ان کے خلاف انضباطی کارروائی کریں۔ شعائرِ اسلام کی تضحیک کفر ہے اور ایک اسلامی ملک میں ایسے کفر کی کھلی چھٹی دینا غضبِ الٰہی کو دعوت دینا ہے۔

اکابرینِ اُمت نے داڑھی منڈانے کو گناہِ کبیرہ شمار کیا ہے

س...... اکابرینِ اُمت میں مولانا اشرف علی تھانویؒ اور مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے اپنی اپنی کتابوں میں داڑھی منڈوانے کو گناہِ کبیرہ کی فہرست میں شامل کیوں نہیں کیا؟

ج...... حضرت تھانویؒ ''امداد الفتاویٰ'' (ج:۴ ص:۲۲۳) میں لکھتے ہیں:

''داڑھی رکھنا واجب اور قبضے سے زائد کٹانا حرام ہے۔''

نوٹ:...... یہاں ''قبضے سے زائد کٹانے'' سے مراد یہ ہے کہ جس کی داڑھی قبضے سے زائد ہو اس کو قبضے سے زائد حصے کا کٹانا تو جائز ہے، اور اتنا کٹانا کہ جس کی وجہ سے داڑھی قبضے سے کم رہ جائے، یہ حرام ہے۔

اور صفحہ:۲۲۱ پر لکھتے ہیں:

''ایک تو داڑھی کا منڈانا یا کٹانا معصیت ہے ہی، مگر اُوپر سے اصرار کرنا اور مانعین سے معارضہ کرنا، یہ اس سے زیادہ سخت معصیت ہے۔''

اور صفحہ:۲۲۲ پر لکھتے ہیں:

''حدیث میں جن افعال کو تغیر خلق اللہ، موجبِ لعن فرمایا ہے، داڑھی منڈوانا یا کٹانا بالمشاہدہ اس سے زیادہ تغیر کا اتباع شیطان ہونا اور اتباع شیطان کا موجبِ لعنت و موجبِ خسران و موجبِ وقوع فی الغرور، موجبِ جہنم ہونا منصوص ہے، اب مذمتِ شدیدہ میں کیا شک رہا ہے؟''

ان عبارتوں میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ داڑھی منڈانے اور کٹانے کو حرام، معصیت، موجبِ لعنت، موجبِ خسران اور موجبِ جہنم فرما رہے ہیں، کیا اس کے بعد بھی آپ کا یہ کہنا دُرست ہے کہ حضرت تھانویؒ نے اس گناہ کو کبیرہ گناہوں کی فہرست میں شامل نہیں کیا...؟

مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ آیتِ کریمہ: ''لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰہِ'' کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑا کریں گے، اور یہ اعمالِ فسق میں سے ہے، جیسے داڑھی منڈانا، بدن گدوانا

فہرست

وغیرہ۔“ (معارف القرآن ج:۲ ص:۵۹)

مفتی صاحب کے بقول جب داڑھی منڈانا اعمالِ فسق میں سے ہے، اور داڑھی منڈانے والا فاسق ہے، تو کسی سے پوچھ لیجئے کہ جس گناہ سے آدمی فاسق ہوجائے وہ صغیرہ ہوتا ہے یا کبیرہ؟

”رسالہ داڑھی کا مسئلہ“

س:۱...... داڑھی کی شرعی حیثیت کیا ہے، واجب ہے یا سنت؟ اور داڑھی منڈانا جائز ہے یا مکروہ یا حرام؟ بہت سے حضرات یہ سمجھتے ہیں کہ داڑھی رکھنا ایک سنت ہے، اگر کوئی رکھے تو اچھی بات ہے اور نہ رکھے تب بھی کوئی گناہ نہیں۔ یہ نظریہ کہاں تک صحیح ہے؟

س:۲...... شریعت میں داڑھی کی کوئی مقدار مقرّر ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کتنی؟

س:۳...... بعض حفاظ کی عادت ہے کہ وہ رمضان مبارک سے کچھ پہلے داڑھی رکھ لیتے ہیں اور رمضان المبارک کے بعد صاف کردیتے ہیں، ایسے حافظوں کو تراویح میں اِمام بنانا جائز ہے یا نہیں؟ اور ان کے پیچھے نماز دُرست ہے یا نہیں؟

س:۴...... بعض لوگ داڑھی سے نفرت کرتے ہیں اور اسے نظرِ حقارت سے دیکھتے ہیں، اگر اولاد یا اعزّہ میں سے کوئی داڑھی رکھنا چاہے تو اسے روکتے ہیں اور طعنے دیتے ہیں، اور کچھ لوگ شادی کے لئے داڑھی صاف ہونے کی شرط لگاتے ہیں، ایسے لوگوں کا کیا حکم ہے؟

س:۵...... بعض لوگ سفرِ حج کے دوران داڑھی رکھ لیتے ہیں اور حج سے واپسی پر صاف کرادیتے ہیں، کیا ایسے لوگوں کا حج صحیح ہے؟

س:۶...... بعض حضرات اس لئے داڑھی نہیں رکھتے کہ اگر ہم داڑھی رکھ کر کوئی غلط کام کریں گے تو اس سے داڑھی والوں کی بدنامی اور داڑھی کی بے حرمتی ہوگی۔ ایسے حضرات کے بارے میں کیا حکم ہے؟

ج:۱...... داڑھی منڈانا یا کترانا (جبکہ ایک مشت سے کم ہو) حرام اور گناہِ کبیرہ ہے، اس سلسلے میں پہلے چند احادیث لکھتا ہوں، اس کے بعد ان کے فوائد ذکر کروں گا۔

۱:...... ”عن عائشة رضی الله عنها قالت: قال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: عشر من الفطرة قص الشارب واعفاء اللحیة." الحدیث. (صحیح مسلم ج:۱ ص:۱۲۹)

ترجمہ:...... "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: دس چیزیں فطرت میں داخل ہیں، مونچھوں کا کٹوانا اور داڑھی کا بڑھانا... الخ۔"

۲:...... "عن ابن عمر رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: احفوا الشوارب واعفوا اللّحی."

ترجمہ:...... "ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: مونچھوں کو کٹواؤ اور داڑھی بڑھاؤ۔"

"وفی روایة: انہ أمر باحفاء الشوارب واعفاء اللحیة." (صحیح مسلم ج:۱ ص:۱۲۹)

ترجمہ:...... "اور ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مونچھوں کو کٹوانے اور داڑھی کو بڑھانے کا حکم فرمایا۔"

۳:...... "عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: خالفوا المشرکین، أوفروا اللحٰی واحفوا الشّوارب." (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص:۳۸۰)

ترجمہ:...... "ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مشرکوں کی مخالفت کرو، داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کٹاؤ۔"

۴:...... "عن أبی ہریرة رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: جزّوا الشّوارب وارخوا اللحٰی، خالفوا المجوس." (صحیح مسلم ج:۱ ص:۱۲۹)

ترجمہ:...... ’’حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مونچھیں کٹواؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ، مجوسیوں کی مخالفت کرو۔‘‘

۵:...... ’’عن زید بن أرقم رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: من لم یأخذ من شاربہ فلیس منا.‘‘ (رواہ احمد والترمذی والنسائی، مشکوٰۃ ص:۳۸۱)

ترجمہ:...... ’’زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مونچھیں نہ کٹوائے وہ ہم میں سے نہیں۔‘‘

۶:...... ’’عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: لعن اللہ المتشبھین من الرجال بالنساء والمتشبھات من النساء بالرجال.‘‘

(رواہ البخاری، مشکوٰۃ ص:۳۸۰)

ترجمہ:...... ’’حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اللہ کی لعنت ہو ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت کرتے ہیں، اور اللہ کی لعنت ہو ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت کرتی ہیں۔‘‘

فوائد:

۱:...... پہلی حدیث سے معلوم ہوا کہ مونچھیں کٹانا اور داڑھی بڑھانا انسان کی فطرتِ سلیمہ کا تقاضا ہے، اور مونچھیں بڑھانا اور داڑھی کٹانا خلافِ فطرت ہے، اور جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ فطرۃ اللہ کو بگاڑتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے کہ شیطان لعین نے خدا تعالیٰ سے کہا تھا کہ میں اولادِ آدم کو گمراہ کروں گا، اور میں ان کو حکم دُوں گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو بگاڑا کریں۔ تفسیر حقانی اور بیان القرآن وغیرہ میں ہے کہ داڑھی منڈانا بھی تخلیقِ خداوندی کو

بگاڑنے میں داخل ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مردانہ چہرے کو فطرۃً داڑھی کی زینت و وجاہت عطا فرمائی ہے۔ پس جو لوگ داڑھی منڈاتے ہیں وہ اغوائے شیطان کی وجہ سے نہ صرف اپنے چہرے کو بلکہ اپنی فطرت کو مسخ کرتے ہیں۔

چونکہ حضراتِ انبیاء علیہم السلام کا طریقہ ہی صحیح فطرتِ انسانی کا معیار ہے، اس لئے فطرت سے مراد انبیائے کرام علیہم السلام کا طریقہ اور ان کی سنت بھی ہوسکتی ہے۔ اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ مونچھیں کٹوانا اور داڑھی بڑھانا ایک لاکھ چوبیس ہزار (یا کم و بیش) انبیائے کرام علیہم السلام کی متفقہ سنت ہے اور یہ وہ مقدس جماعت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی اقتداء کا حکم دیا گیا ہے: "أُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ هَدَی اللّٰهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ" (سورۃ الانعام:۹۰) اس لئے جو لوگ داڑھی منڈاتے ہیں وہ انبیائے کرام علیہم السلام کے طریقے کی مخالفت کرتے ہیں۔ گویا اس حدیث میں تنبیہ فرمائی گئی ہے کہ داڑھی منڈانا تین گناہوں کا مجموعہ ہے۔ ۱-انسانی فطرت کی خلاف ورزی، ۲-اغوائے شیطان سے اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو بگاڑنا، ۳-اور انبیائے کرام علیہم السلام کی مخالفت۔ پس ان تین وجوہ سے داڑھی منڈوانا حرام ہے۔

۲:...... دُوسری حدیث میں مونچھیں کٹوانے اور داڑھی بڑھانے کا حکم دیا گیا ہے اور حکمِ نبوی کی تعمیل ہر مسلمان پر واجب اور اس کی مخالفت حرام ہے، پس اس وجہ سے بھی داڑھی رکھنا واجب اور اس کا منڈانا حرام ہوا۔

۳:...... تیسری اور چوتھی حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ مونچھیں کٹوانا اور داڑھی رکھنا مسلمانوں کا شعار ہے، اس کے برعکس مونچھیں بڑھانا اور داڑھی منڈانا مجوسیوں اور مشرکوں کا شعار ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو مسلمانوں کا شعار اپنانے اور مجوسیوں کے شعار کی مخالفت کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ اسلامی شعار کو چھوڑ کر کسی گمراہ قوم کا شعار اختیار کرنا حرام ہے، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"من تشبه بقوم فهو منهم." (جامع صغیر ج:۲ ص:۸)

ترجمہ:...... "جو شخص کسی قوم کی مشابہت کرے وہ انہی

میں سے ہوگا۔“

پس جو لوگ داڑھی منڈاتے ہیں وہ مسلمانوں کا شعار ترک کرکے اہلِ کفر کا شعار اپناتے ہیں، جس کی مخالفت کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا، اس لئے ان کو وعیدِ نبوی سے ڈرنا چاہئے کہ ان کا حشر بھی قیامت کے دن انہی غیرقوموں میں نہ ہو۔ نعوذ باللہ!

۴:...... پانچویں حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ جو لوگ مونچھیں نہیں کٹواتے وہ ہماری جماعت میں شامل نہیں، ظاہر ہے کہ یہی حکم داڑھی منڈانے کا ہے، پس یہ ان لوگوں کے لئے بہت ہی سخت وعید ہے جو محض نفسانی خواہش یا شیطانی اغوا کی وجہ سے داڑھی منڈاتے ہیں، اور اس کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے اپنی جماعت سے خارج ہونے کا اعلان فرمارہے ہیں، کیا کوئی مسلمان جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا بھی تعلق ہے، اس دھمکی کو برداشت کرسکتا ہے...؟

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو داڑھی منڈانے کے گناہ سے اس قدر نفرت تھی کہ جب شاہِ ایران کے قاصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کی داڑھیاں منڈی ہوئی اور مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں:

”فکره النظر الیھما، وقال: ویلکما! من امرکما بھٰذا؟ قالا: أمرنا ربنا یعنیان کسریٰ، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ولٰکن ربّی أمرنی باعفاء لحیتی وقصّ شاربی.“

(البدایہ والنہایہ ج:۴ ص:۲۷۰، حیاۃ الصحابہ ج:۱ ص:۱۱۵)

ترجمہ:...... ”پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف نظر کرنا بھی پسند نہ کیا اور فرمایا: تمہاری ہلاکت ہو! تمہیں یہ شکل بگاڑنے کا کس نے حکم دیا ہے؟ وہ بولے کہ: یہ ہمارے رَبّ یعنی شاہِ ایران کا حکم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لیکن میرے رَبّ نے تو مجھے داڑھی بڑھانے اور مونچھیں کٹوانے کا حکم فرمایا ہے۔“

پس جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رَبّ کے حکم کی خلاف ورزی کرکے مجوسیوں کے خدا کے حکم کی پیروی کرتے ہیں، ان کو سو بار سوچنا چاہئے کہ وہ قیامت کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کیا منہ دِکھائیں گے؟ اور اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں کہ: تم اپنی شکل بگاڑنے کی وجہ سے ہماری جماعت سے خارج ہو، تو شفاعت کی اُمید کس سے رکھیں گے؟

۵:......اس پانچویں حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مونچھیں بڑھانا (اور اسی طرح داڑھی منڈانا اور کترانا) حرام اور گناہِ کبیرہ ہے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی گناہِ کبیرہ پر ہی ایسی وعید فرماسکتے ہیں کہ ایسا کرنے والا ہماری جماعت سے نہیں ہے۔

۶:......چھٹی حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت کریں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت کریں۔ اس حدیث کی شرح میں مُلَّا علی قاریؒ صاحبِ مرقاۃ لکھتے ہیں کہ: ''لعن اللہ'' کا فقرہ، جملہ بطور بددُعا بھی ہوسکتا ہے، یعنی ان لوگوں پر اللہ کی لعنت ہو، اور جملہ خبریہ بھی ہوسکتا ہے، یعنی ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ لعنت فرماتے ہیں۔

داڑھی منڈانے میں گزشتہ بالا قباحتوں کے علاوہ ایک قباحت عورتوں سے مشابہت کی بھی ہے، کیونکہ عورتوں اور مردوں کے درمیان اللہ تعالیٰ نے داڑھی کا امتیاز رکھا ہے، پس داڑھی منڈانے والا اس امتیاز کو مٹاکر عورتوں سے مشابہت کرتا ہے، جو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت کا موجب ہے۔

ان تمام نصوص کے پیشِ نظر فقہائے اُمت اس پر متفق ہیں کہ داڑھی بڑھانا واجب ہے، اور یہ اسلام کا شعار ہے، اور اس کا منڈانا یا کترانا (جبکہ حدِ شرعی سے کم ہو) حرام اور گناہِ کبیرہ ہے، جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت وعیدیں فرمائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس فعلِ حرام سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ج:۲......احادیثِ بالا میں داڑھی کے بڑھانے کا حکم دیا گیا ہے اور ترمذی کتاب الادب (ج:۲ ص:۱۰۰) کی ایک روایت میں جو سند کے اعتبار سے کمزور ہے، یہ ذکر کیا گیا ہے کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ریش مبارک کے طول وعرض سے زائد بال کاٹ دیا کرتے تھے۔اس کی وضاحت صحیح بخاری کتاب اللباس (ج:۲ ص:۸۷۵) کی روایت سے ہوتی ہے کہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما حج وعمرے سے فارغ ہونے کے موقع پر اِحرام کھولتے تو داڑھی کو مٹھی میں لے کر زائد حصہ کاٹ دیا کرتے تھے۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی مضمون کی روایت منقول ہے (نصب الرایہ ج:۲ ص:۴۵۸)۔اس سے واضح ہوجاتا ہے کہ داڑھی کی شرعی مقدار کم ازکم ایک مشت ہے۔ (ہدایہ کتاب الصوم)

پس جس طرح داڑھی منڈانا حرام ہے، اسی طرح داڑھی ایک مشت سے کم کرنا بھی حرام ہے، درمختار میں ہے:

”وأما الأخذ منها وهي دون ذٰلك كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه أحد، وأخذ كلها فعل يهود الهند ومجوس الأعاجم.“

(شامی طبع جدید ج:۲ ص:۴۱۸)

ترجمہ:...... ”اور داڑھی کترانا جبکہ وہ ایک مشت سے کم ہو جیسا کہ بعض مغربی لوگ اور ہیجڑے قسم کے آدمی کرتے ہیں، پس اس کو کسی نے جائز نہیں کہا، اور پوری داڑھی صاف کردینا تو ہندوستان کے یہودیوں اور عجم کے مجوسیوں کا فعل تھا۔“

یہی مضمون فتح القدیر (ج:۲ ص:۷۷) اور بحرالرائق (ج:۲ ص:۳۰۲) میں ہے، شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ ”اشعۃ اللمعات“ میں لکھتے ہیں:

”حلق کردن لحیہ حرام است وگزاشتن آں بقدر قبضہ واجب است۔“ (ج:۱ ص:۲۲۸)

ترجمہ:...... ”داڑھی منڈانا حرام ہے، اور ایک مشت کی مقدار اس کا بڑھانا واجب ہے (پس اگر اس سے کم ہو تو کترانا بھی حرام ہے)۔“

امداد الفتاویٰ میں ہے:

”داڑھی رکھنا واجب ہے، اور قبضے سے زائد کٹوانا حرام ہے۔ لقوله علیه السلام: خالفوا المشرکین أوفروا اللحی. متفق علیه. فی الدر المختار: یحرم علی الرجل قطع لحیته وفیه السنة فیها القبضة۔“

ترجمہ:...... ”کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: مشرکین کی مخالفت کرو، داڑھی بڑھاؤ۔ (بخاری و مسلم) اور درمختار میں ہے کہ: مرد کے لئے داڑھی کا کاٹنا حرام ہے اور اس کی مقدارِ مسنون ایک مشت ہے۔“

ج:۳...... جو حافظ داڑھی منڈاتے یا کتراتے ہوں وہ گناہِ کبیرہ کے مرتکب اور فاسق ہیں۔ تراویح میں بھی ان کی اِمامت جائز نہیں، اور ان کی اقتداء میں نماز مکروہِ تحریمی (یعنی عملاً حرام) ہے۔ اور جو حافظ صرف رمضان المبارک میں داڑھی رکھ لیتے ہیں اور بعد میں صاف کرادیتے ہیں ان کا بھی یہی حکم ہے۔ ایسے شخص کو فرض نماز اور تراویح میں اِمام بنانے والے بھی فاسق اور گنہگار ہیں۔

ج:۴...... اس سوال کا جواب سمجھنے کے لئے یہ اُصول ذہن نشین کرلینا ضروری ہے کہ اسلام کے کسی شعار کا مذاق اُڑانا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی سنت کی تحقیر کرنا کفر ہے، جس سے آدمی ایمان سے خارج ہوجاتا ہے، اور یہ اُوپر معلوم ہوچکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی کو اسلام کا شعار اور انبیائے کرام علیہم السلام کی متفقہ سنت فرمایا ہے، پس جو لوگ مسخِ فطرت کی بنا پر داڑھی سے نفرت کرتے ہیں، اسے حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں، ان کے اعزّہ میں سے اگر کوئی داڑھی رکھنا چاہے تو اسے روکتے ہیں یا اس پر طعنہ زنی کرتے ہیں، اور جو لوگ دُولہا کے داڑھی منڈائے بغیر اسے رشتہ دینے کے لئے تیار نہیں ہوتے، ایسے لوگوں کو اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہئے، ان کو لازم ہے کہ توبہ کریں اور اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کریں۔ حکیم الاُمت مولانا اشرف علی تھانویؒ ”اصلاح الرسوم“ ص:۱۵ پر لکھتے ہیں:

''من جملہ ان رُسوم کے داڑھی منڈانا یا کٹانا، اس طرح ہے کہ ایک مشت سے کم رہ جائے، یا مونچھیں بڑھانا، جو اس زمانے میں اکثر نوجوانوں کے خیال میں خوش وضعی سمجھی جاتی ہے، حدیث میں ہے کہ: ''بڑھاؤ داڑھی کو اور کتراؤ مونچھوں کو'' روایت کیا ہے اس کو بخاری و مسلم نے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صیغۂ اَمر سے دونوں حکم فرمائے ہیں، اور اَمر حقیقتاً وجوب کے لئے ہوتا ہے، پس معلوم ہوا کہ یہ دونوں حکم واجب ہیں اور واجب کا ترک کرنا حرام ہے، پس داڑھی کا کٹانا اور مونچھیں بڑھانا دونوں فعل حرام ہیں، اس سے زیادہ دُوسری حدیث میں مذکور ہے۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: ''جو شخص اپنی لبیں نہ لے وہ ہمارے گروہ سے نہیں۔'' روایت کیا اس کو احمد اور ترمذی اور نسائی نے۔

جب اس کا گناہ ہونا ثابت ہوگیا تو جو لوگ اس پر اصرار کرتے ہیں اور اس کو پسند کرتے ہیں، اور داڑھی بڑھانے کو عیب جانتے ہیں، بلکہ داڑھی پر ہنستے ہیں اور ان کی ہجو کرتے ہیں، ان سب مجموعہ اُمور سے ایمان کا سالم رہنا از بس دُشوار ہے۔ ان لوگوں کو واجب ہے کہ اپنی اس حرکت سے توبہ کریں اور ایمان اور نکاح کی تجدید کریں اور اپنی صورت موافق حکم اللہ اور رسول کے بناویں۔''

ج:۵...... جو حضرات سفرِ حج کے دوران یا حج سے واپس آکر داڑھی منڈاتے ہیں یا کتراتے ہیں، ان کی حالت عام لوگوں سے زیادہ قابلِ رحم ہے، اس لئے کہ وہ خدا کے گھر میں بھی کبیرہ گناہ سے باز نہیں آتے، حالانکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہی حج مقبول ہوتا ہے جو گناہوں سے پاک ہو۔ اور بعض اکابر نے حجِ مقبول کی علامت یہ لکھی ہے کہ حج سے آدمی کی زندگی میں دِینی انقلاب آجائے یعنی وہ حج کے بعد طاعات کی پابندی اور گناہوں سے

بچنے کا اہتمام کرنے لگے۔

جس شخص کی زندگی میں حج سے کوئی تغیر نہیں آیا، اگر پہلے فرائض کا تارک تھا تو اَب بھی ہے، اور اگر پہلے کبیرہ گناہوں میں مبتلا تھا تو حج کے بعد بھی بدستور گناہوں میں ملوّث ہے، ایسے شخص کا حج درحقیقت حج نہیں محض سیر و تفریح اور چلت پھرت ہے، گو فقہی طور پر اس کا فرض ادا ہوجائے گا، لیکن حج کے ثواب اور برکات اور ثمرات سے وہ محروم رہے گا۔ کتنی حسرت و افسوس کا مقام ہے کہ آدمی ہزاروں روپے کے مصارف بھی اُٹھائے اور سفر کی مشقتیں بھی برداشت کرے، اس کے باوجود اسے گناہوں سے توبہ کی توفیق نہ ہو، اور جیسا گیا تھا ویسا ہی خالی ہاتھ واپس آجائے۔ اگر کوئی شخص سفرِ حج کے دوران زنا اور چوری کا ارتکاب کرے اور اسے اپنے اس فعل پر ندامت بھی نہ ہو اور نہ اس سے توبہ کرے تو ہر شخص سوچ سکتا ہے کہ اس کا حج کیسا ہوگا؟ داڑھی منڈانے کا کبیرہ گناہ ایک اعتبار سے چوری اور بدکاری سے بھی بدتر ہے کہ وہ وقتی گناہ ہیں، لیکن داڑھی منڈانے کا گناہ چوبیس گھنٹے کا گناہ ہے، آدمی داڑھی منڈاکر نماز پڑھتا ہے، روزہ رکھتا ہے، حج کا اِحرام باندھے ہوئے ہے، لیکن اس کی منڈی ہوئی داڑھی عین نماز، روزہ اور حج کے دوران بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے اس پر لعنت بھیج رہی ہے، اور وہ عین عبادت کے دوران بھی حرام کا مرتکب ہے۔ حضرت شیخ قطب العالم مولانا محمد زکریا کاندھلوی ثم مدنی نوّر اللہ مرقدہٗ اپنے رسالے ''داڑھی کا وجوب'' میں تحریر فرماتے ہیں:

> ''مجھے ایسے لوگوں کو (جو داڑھی منڈاتے ہیں) دیکھ کر یہ خیال ہوتا تھا کہ موت کا کوئی وقت مقرّر نہیں، اور اس حالت میں (جب داڑھی منڈی ہوئی ہو) اگر موت واقع ہوئی تو قبر میں سب سے پہلے سیّد الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کی زیارت ہوگی تو کس منہ سے چہرۂ انور کا سامنا کریں گے؟
>
> اس کے ساتھ ہی بار بار یہ خیال آتا تھا کہ گناہِ کبیرہ: زنا، لواطت، شراب نوشی، سودخوری وغیرہ تو بہت ہیں، مگر وہ سب وقتی

ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ”لا یزنی الزانی وھو مؤمن .... الخ“ یعنی جب زنا کار زنا کرتا ہے تو وہ اس وقت مؤمن نہیں ہوتا۔

مطلب اس حدیث کا مشائخ نے یہ لکھا ہے کہ زنا کے وقت ایمان کا نور اس سے جدا ہو جاتا ہے، لیکن زنا کے بعد وہ نورِ ایمانی مسلمان کے پاس واپس آ جاتا ہے۔ مگر قطعِ لحیہ (داڑھی منڈانا اور کترانا) ایسا گناہ ہے جو ہر وقت اس کے ساتھ رہتا ہے، نماز پڑھتا ہے تو بھی یہ گناہ ساتھ ہے، روزے کی حالت میں، حج کی حالت میں، غرض ہر عبادت کے وقت یہ گناہ اس کے ساتھ لگا رہتا ہے۔“

(داڑھی کا وجوب ص:۲)

پس جو حضرات حج و زیارت کے لئے تشریف لے جاتے ہیں ان کا فرض ہے کہ وہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بارگاہ میں حاضر ہونے سے پہلے اپنی مسخ شدہ شکل کو دُرست کریں اور اس گناہ سے سچی توبہ کریں، اور آئندہ ہمیشہ کے لئے اس فعلِ حرام سے بچنے کا عزم کریں، ورنہ خدانخواستہ ایسا نہ ہو کہ شیخ سعدیؒ کے اس شعر کے مصداق بن جائیں:

خرِ عیسیٰ اگر بہ مکہ رود
چو بیاید ہنوز خر باشد

ترجمہ:......”عیسیٰ کا گدھا اگر مکے بھی چلا جائے، جب واپس آئے گا تب بھی گدھا ہی رہے گا۔“

انہیں یہ بھی سوچنا چاہئے کہ وہ روضۂ اطہر پر سلام پیش کرنے کے لئے کس منہ سے حاضر ہوں گے؟ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی بگڑی ہوئی شکل دیکھ کر کتنی اذیت ہوتی ہوگی...؟

ج:۶......ان حضرات کا جذبہ بظاہر بہت اچھا ہے اور اس کا منشا داڑھی کی حرمت و عظمت ہے۔ لیکن اگر ذرا غور و تأمل سے کام لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ خیال بھی شیطان کی ایک

فہرست

چال ہے، جس کے ذریعے شیطان نے بہت سے لوگوں کو دھوکا دے کر اس فعلِ حرام میں مبتلا کردیا ہے۔ اس کو ایک مثال سے سمجھئے۔ ایک مسلمان دُوسروں سے دغا فریب کرتا ہے، جس کی وجہ سے پوری اسلامی برادری بدنام ہوتی ہے، اب اگر شیطان اسے یہ پٹی پڑھائے کہ: ''تمہاری وجہ سے اسلام اور مسلمان بدنام ہو رہے ہیں، اسلام کی حرمت کا تقاضا یہ ہے کہ تم ...نعوذ باللہ... اسلام کو چھوڑ کر سکھ بن جاؤ'' تو کیا اس وسوسے کی وجہ سے اس کو اسلام چھوڑ دینا چاہئے؟ نہیں! بلکہ اگر اس کے دِل میں اسلام کی واقعی حرمت و عظمت ہے تو وہ اسلام کو نہیں چھوڑے گا بلکہ ان بُرائیوں سے کنارہ کشی کرے گا جو اسلام اور مسلمانوں کی بدنامی کا موجب ہیں۔ ٹھیک اسی طرح اگر شیطان یہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ: ''اگر تم داڑھی رکھ کر بُرے کام کروگے تو داڑھی والے بدنام ہوں گے اور یہ چیز داڑھی کی حرمت کے خلاف ہے'' تو اس کی وجہ سے داڑھی کو خیرباد نہیں کہا جائے گا، بلکہ ہمت سے کام لے کر خود ان بُرے افعال سے بچنے کی کوشش کی جائے گی جو داڑھی کی حرمت کے منافی ہیں اور جن سے داڑھی والوں کی بدنامی ہوتی ہے۔

ان حضرات نے آخر یہ کیوں فرض کرلیا ہے کہ ہم داڑھی رکھ کر اپنے بُرے اعمال نہیں چھوڑیں گے؟ اگر ان کے دِل میں واقعی اس شعارِ اسلام کی حرمت ہے تو عقل اور دِین کا تقاضا یہ ہے کہ وہ داڑھی رکھیں، اور یہ عزم کریں کہ اِن شاء اللہ اس کے بعد کوئی کبیرہ گناہ ان سے سرزد نہیں ہوگا، اور دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس شعارِ اسلام کی حرمت کی لاج رکھنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ بہرحال اس موہوم اندیشے کی بنا پر کہ کہیں ہم داڑھی رکھ کر اس کی حرمت کے قائم رکھنے میں کامیاب نہ ہوں، اس عظیم الشان شعارِ اسلام سے محروم ہوجانا کسی طرح بھی صحیح نہیں ہے، اس لئے تمام مسلمانوں کو لازم ہے کہ شعارِ اسلام کو خود بھی اپنائیں اور معاشرے میں اس کو زندہ کرنے کی پوری کوشش کریں تاکہ قیامت کے دن مسلمانوں کی شکل و صورت میں ان کا حشر ہو، اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور حق تعالیٰ شانہٗ کی رحمت کا مورد بن سکیں۔

''عن أبی هریرة رضی الله عنه أن رسول الله

فہرست

صلی اللہ علیہ وسلم قال: کل أمتی یدخلون الجنّة اِلَّا من أبیٰ، قالوا: ومن یأبی؟ قال: من أطاعنی دخل الجنّة، ومن عصانی فقد أبیٰ۔“ (صحیح بخاری ج:۲ ص:۱۰۸۱)

ترجمہ:...... ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اُمت کے سارے لوگ جنت میں جائیں گے، مگر جس نے انکار کردیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا کہ: انکار کون کرتا ہے؟ فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا، اور جس نے میری حکم عدولی کی، اس نے انکار کردیا۔“

داڑھی منڈانے والے کے فتوے کی شرعی حیثیت

س...... آج کل ٹی وی پر ماڈرن قسم کے مولوی فتوے دیتے ہیں، یعنی ایسے مولوی جو کلین شیو کرکے اور پینٹ پہن کے ٹی وی پر آتے ہیں اور لوگوں کے مسائل کے جوابات دیتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ایسے لوگوں کے فتوے پر عمل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

ج...... داڑھی منڈانے والا کھلا فاسق ہے، اور فاسق کی خبر دُنیوی معاملات میں بھی قابلِ اعتماد نہیں، دِینی اُمور میں کیونکر ہوگی...؟

قبضے سے کم داڑھی رکھنے کے باطل استدلال کا جواب

س۱:...... عام طور پر علمائے کرام کی تحریروں میں پڑھا ہے کہ اسلام نے داڑھی بڑھانے اور مونچھیں کترانے کا حکم دیا ہے، نیز یہ کہ اسلام میں داڑھی تسلیم کی جائے گی تو اس کی حدکم ازکم یک مشت ہوگی، اس حد سے کم مقدار کی داڑھی نہ سنت کے مطابق ہے اور نہ ہی شریعت میں معتبر۔ مجھے صرف یہ معلوم کرنا ہے کہ اگر اسلام نے داڑھی بڑھانے کا حکم دیا ہے جو کہ ضد ہے کم کرنے کی تو حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما نے قبضے سے زائد داڑھی کیوں ترشوادی

تھی؟ کیا بڑھانا اور ترشوانا ایک دُوسرے کی ضد نہیں؟

ج:۱...... داڑھی بڑھانے کی حدیث حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اور انہی سے قبضے سے زائد کے تراشنے کا عمل مروی ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ داڑھی بڑھانے کے وجوب کی حد قبضہ ہے، اس سے زیادہ واجب نہیں۔

س:۲...... پاکستان سے ایک عالمِ دِین نے داڑھی کے متعلق لکھا ہے جس کا خلاصہ یوں ہے کہ داڑھی کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی مقدار مقرّر نہیں کی، صرف یہ ہدایت فرمائی ہے کہ رکھی جائے، البتہ داڑھی رکھنے میں فاسقین کی صفت سے پرہیز کریں اور اتنی داڑھی رکھ لیں جس پر عرفِ عام میں داڑھی رکھنے کا اطلاق ہوتا ہے، دیکھنے میں ایسا بھی نہ لگے کہ جیسے چند یوم سے داڑھی نہیں مونڈی اور دیکھنے والا یہ دھوکا نہ کھائے، تو شارع کا منشا پورا ہوجاتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی میں آپ سے یہ پوچھنے کی جسارت کرتا ہوں کہ کیا داڑھی رکھنے یعنی اس کی مقدار میں اختلاف ہے یا نہیں؟ معلوم ہوا ہے کہ بعض کے نزدیک داڑھی بڑھانا یعنی اسے اپنے حال پر چھوڑ دینا ہی عین سنت ہے، اور بعض کے نزدیک مٹھی بھر داڑھی رکھنا ہی مسنون ہے اور اپنے حال پر چھوڑنا مکروہ ہے، اور بعض کے نزدیک کوئی خاص حد مقرّر نہیں، بس جو داڑھی عرفِ عام میں داڑھی ہو وہ رکھنا مشروع ہے، وضاحت طلب ہے۔

ج:۲...... ایک قبضہ تک بڑھانے کے وجوب پر تو اِجماع ہے، اس سے کم کرنا کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں، البتہ قبضے سے زیادہ میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک زائد کا کاٹنا مطلقاً ضروری یا مباح ہے۔ بعض کے نزدیک حج وعمرے کا اِحرام کھولتے ہوئے حلق وقصر کے بعد قبضے سے زائد کا تراش دینا مستحب ہے، عام حالات میں مستحب نہیں۔ بعض کے نزدیک اگر داڑھی کے بال اتنے بڑھ جائیں کہ بدنما نظر آنے لگیں تو ان کو تراش دینا ضروری ہے، الغرض اختلاف جو کچھ ہے قبضے سے زائد میں ہے۔

ان عالمِ دِین کا یہ کہنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی کی کوئی حد مقرّر نہیں فرمائی، غلط ہے، اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی بڑھانے کا حکم فرمایا ہے، کاٹنے کا حکم نہیں فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی

داڑھیاں قبضے سے زائد ہوتی تھیں، البتہ بعض صحابہ مثلاً حضرت ابنِ عمر، حضرت عمر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے قبضے سے زائد کو تراشنے کا عمل منقول ہے، اور ترمذی کی روایت میں، جس کو ضعیف قرار دیا گیا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حج وعمرے کے موقع پر قبضے سے زائد کا تراشنا نقل کیا گیا ہے، پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عملی بیان سے معلوم ہوجاتا ہے کہ داڑھی کی کم سے کم حد ایک قبضہ ہے، ایک قبضے سے کم کا تراشنا جائز نہیں، کیونکہ اگر جائز ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوری عمر میں کم سے کم ایک مرتبہ تو بیانِ جواز کے لئے اس کو کرکے ضرور دِکھاتے، اور کسی نہ کسی صحابی سے بھی یہ عمل ضرور منقول ہوتا، پس فاسقین کی جس وضع کی مخالفت کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے وہ وضع یہی ہے کہ قبضے سے کم تراشی جائے۔

س:۳۰...... مذہبی کتب میں اور علمائے کرام کی تحریروں میں یہ بات موجود ہے کہ ایک مٹھی سے کم کو کسی نے جائز نہیں کہا اور اس پر اِجماع ہے، لیکن علامہ عینیؒ "عمدۃ القاری" کتاب اللباس، باب تقلیم الاظفار میں توفیر لحیہ کی حدیث کی شرح کرتے ہوئے اِمام طبریؒ کے حوالے سے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کی دلیل ثابت ہے کہ (داڑھی بڑھانے کے متعلق) حدیث کا حکم عام نہیں بلکہ اس میں تخصیص ہے، اور داڑھی کا اپنے حال پر چھوڑ دینا ممنوع اور اس کا ترشوانا واجب ہے، البتہ سلف میں اس کی مقدار اور حد کے معاملے میں اختلاف ہے، بعض نے کہا اس کی حد لمبائی میں ایک مٹھی سے بڑھ جائے اور چوڑائی میں بھی پھیل جانے کی وجہ سے بُری معلوم ہو..... بعض اصحاب اس بات کے قائل ہیں کہ لمبائی اور چوڑائی میں کم کرائے بشرطیکہ بہت چھوٹی نہ ہوجائے۔ اسی کے بعد فرماتے ہیں: اس کا مطلب میرے نزدیک یہ ہے کہ داڑھی کا ترشوانا اس حد تک جائز ہے کہ وہ عرفِ عام سے خارج نہ ہوجائے۔

ج:۳۰...... جن مذہبی کتابوں میں یہ نقل کیا ہے کہ ایک قبضے سے کم کرنے کو کسی نے بھی مباح نہیں کہا اور یہ اس پر اِجماع ہے، یہ نقل بالکل صحیح ہے۔ چنانچہ ائمہ فقہاء کے جو مذاہب مدوّن ہیں، یا جن کے اقوال کتابوں میں نقل کئے گئے ہیں، ان سب سے یہی معلوم ہوتا ہے

فہرست

کہ داڑھی کا قبضے سے کم کرنا حرام ہے۔ جہاں تک علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کا تعلق ہے، علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے اِمام طبریؒ کے کلام کی تلخیص کی ہے، اور آپ نے علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کا خلاصہ نقل کردیا ہے۔ بہرحال اس میں دو باتیں قابلِ توجہ ہیں۔

اوّل یہ کہ آپ کی نقل کردہ عبارت میں جو دو قول نقل کئے گئے ہیں، ان پر ظاہری نظر ڈالنے سے یہ شبہ ہوتا ہے (اور یہی شبہ آپ کے سوال کا منشا ہے) کہ پہلا فریق تو داڑھی کی حد ایک قبضہ مقرّر کرتا ہے اور زائد کو کاٹنے کا حکم دیتا ہے، اور دُوسرا فریق قبضے سے کم کو بھی کاٹنے کی اجازت دیتا ہے، ''بشرطیکہ بہت چھوٹی نہ ہوجائے'' مگر عبارت کا مطلب صریحاً غلط ہے۔ جیسا کہ میں اُوپر بتاچکا ہوں سلف میں سے کسی سے بھی قبضے سے کم داڑھی کاٹنے کی اجازت منقول نہیں، علامہ عینیؒ نے جو اِختلاف نقل کیا ہے وہ مافوق القبضہ میں ہے، اور ان کا مطلب یہ ہے کہ بعض سلف نے تو کاٹنے کی صاف صاف حد مقرّر کردی، قبضے سے زائد کو کاٹ دیا جائے، گویا ان حضرات کے نزدیک داڑھی بس ایک قبضے تک رکھی جائے، زیادہ نہیں۔ اس کے برعکس بعض اس کی تعیین نہیں کرتے کہ داڑھی بس ایک ہی قبضہ رکھی جائے، وہ قبضے سے زیادہ رکھنے کے قائل ہیں، البتہ طول و عرض سے معمولی تراشنے کی اجازت دیتے ہیں، بشرطیکہ یہ تراش خراش ایسی نمایاں نہ ہو کہ جس سے داڑھی چھوٹی نظر آنے لگے۔ پس سلف کا یہ اختلاف بھی قبضے سے زائد کے تراشنے نہ تراشنے میں ہے، قبضے سے کم میں نہیں۔

دُوسری قابلِ توجہ بات علامہ عینیؒ کا یہ قول ہے، جس کا ترجمہ آپ نے یہ نقل کیا ہے کہ: ''اس کا مطلب میرے نزدیک یہ ہے کہ داڑھی کا ترشوانا اس حد تک جائز ہے کہ وہ عرفِ عام سے خارج نہ ہوجائے۔'' دیکھنا یہ ہے کہ یہ ''عرف الناس'' جس کو آپ نے ''عرفِ عام'' سے تعبیر فرمایا ہے کہ اس سے کن لوگوں کا عرف مراد ہے؟ آیا ایسے معاشرے کا عرف جو صحیح اسلامی معاشرے کی عکاسی کرتا ہو؟ یا ایسے معاشرے کا عرف جس پر فسق و فجور اور ہوائے نفس کا غلبہ ہو؟ غالباً سوال لکھتے وقت آنجناب کے ذہن میں عرفِ عام کی یہی دُوسری صورت ہوگی، لیکن اگر آپ ذرا سی توجہ سے کام لیتے تو واضح ہوجاتا کہ یہاں علامہ عینیؒ، سلف کے مسلک میں گفتگو کر رہے ہیں اور ''سلف صالحین'' کا لفظ عموماً صحابہ و تابعین

رضی اللہ عنہم کے لئے استعمال ہوتا ہے، اس لئے اس عبارت میں انہی کا عرفِ عام مراد ہے، انہی کا عرف صحیح اسلامی معاشرے کی نمائندگی کرتا ہے، اور انہی کے عرف کو بطورِ سند اور دلیل پیش کیا جاسکتا ہے اور کیا جاتا ہے۔ اب دیکھئے کہ بات کیا نکلی؟ بات یہ نکلی کہ صحابہؓ و تابعینؒ کے دور میں عام طور سے جتنی داڑھی رکھنے کا رواج تھا، اس سے کم کرنا سلف کی اس دُوسری جماعت کے نزدیک جائز نہیں۔ اب میں پوچھتا ہوں کہ صحابہؓ و تابعینؒ کا عرفِ عام تو الگ رہا! کیا کسی ایک صحابی یا تابعی سے بھی ایک مشت سے کم داڑھی رکھنا ثابت ہے؟ اگر نہیں، تو علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے ایک قبضے سے کم داڑھی رکھنے کا جواز کیسے نکل آیا؟ بہرحال علامہ عینیؒ کی عبارت میں نہ تو قبضے سے کم تراشنا مراد ہے اور نہ لوگوں کے ''عرفِ عام'' سے بگڑے ہوئے معاشرے کا عرفِ عام مراد ہے۔

داڑھی کے ایک قبضہ ہونے سے کیا مراد ہے؟

س......داڑھی ایک قبضہ ہونی چاہئے، یہ قبضہ کہاں سے شروع ہوتا ہے؟ آیا لبوں کے نیچے سے یا ٹھوڑی کے نیچے سے قبضہ ڈالنا چاہئے، پھر جہاں تک چار اُنگلیوں کا گھیر آجائے۔

ج......ٹھوڑی کے نیچے سے، یعنی بال ہر طرف سے ایک قبضہ ہونے چاہئیں۔

بڑی مونچھوں کا حکم

س......ایک شخص کی مونچھیں اتنی بڑی ہیں کہ پانی وغیرہ پیتے وقت مونچھیں اس پانی وغیرہ کے ساتھ لگ جاتی ہیں، تو ایسی مونچھوں اور اس پانی وغیرہ کا کیا حکم ہے؟

ج......اتنی بڑی مونچھیں رکھنا شرعاً گناہ ہے، حدیث میں آتا ہے:

''عن زید بن أرقم رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: من لم یأخذ من شاربہ فلیس منّا۔'' (مشکوٰۃ ص:۳۸۱)

ترجمہ:......''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: جو شخص مونچھیں نہیں تراشتا وہ ہم میں سے نہیں۔''

داڑھی تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے اور فطرتِ صحیحہ کے عین مطابق ہے

س...... کیا داڑھی رکھنا ضروری ہے؟ اور کیوں؟

ج...... اسلام میں مردوں کو داڑھی رکھنے کا تاکیدی حکم ہے اور یہ کئی وجوہ سے ضروری ہے۔

اوّل:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی رکھنے کو ان اعمال میں سے شمار کیا ہے جو تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت ہیں، پس جس چیز کی پابندی حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آنحضرت خاتم النبیّین صلی اللہ علیہ وسلم تک خدا کے سارے نبیوں نے کی ہو، ایک مسلمان کے لئے اس کی پیروی جس درجہ ضروری ہوسکتی ہے وہ آپ خود ہی اندازہ کرسکتے ہیں۔

دوم:...... پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی بڑھانے اور لبیں تراشنے کو فطرت فرمایا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ داڑھی تراشنا خلافِ فطرت عمل ہے، ایک مسلمان کے لئے فطرتِ صحیحہ کے مطابق عمل کرنا اور خلافِ فطرت سے گریز کرنا جس قدر ضروری ہوسکتا ہے، وہ واضح ہے۔

سوم:...... یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت کو اس کا تاکیدی حکم فرمایا ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تاکیدی اَحکام کا ضروری ہونا سب کو معلوم ہے۔

چہارم:...... یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم فرماتے ہوئے یہ تاکید فرمائی ہے کہ: ”مشرکوں کی مخالفت کرو“ اور ایک دُوسری حدیث میں فرمایا کہ: ”مجوسیوں کی مخالفت کرو“ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی داڑھی تراشنا بددِین قوموں کا شعار تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو ان گمراہ قوموں کی خلافِ فطرت تقلید کرنے سے منع فرمایا۔ ایک حدیث میں ہے کہ: ”جو شخص کسی قوم کی مشابہت کرے گا، وہ انہیں میں سے شمار ہوگا۔“ سیرت کی کتابوں میں یہ واقعہ مذکور ہے کہ شاہِ ایران کے سفیر بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے تو ان کی داڑھیاں منڈی ہوئی

تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مسخ شدہ شکل دیکھ کر اظہارِ نفرت کے طور پر فرمایا: ''یہ کیا شکل بنا رکھی ہے؟'' انہوں نے عرض کیا کہ: ''ہمیں ہمارے خدا (شاہِ ایران) نے اس کا حکم کیا ہے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لیکن میرے ربّ نے مجھے داڑھی رکھنے کا حکم دیا ہے'' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے گفتگو کرنے سے انکار کر دیا۔

پنجم:...... چونکہ داڑھی رکھنا انبیاء علیہم السلام کی سنت اور صحیح فطرتِ انسانی ہے، اس لئے یہ مردانہ چہرے کی زینت ہے، اور داڑھی تراشنا گویا مردانہ حسن و جمال کو مٹی میں ملانا ہے، شاید اس پر یہ کہا جائے کہ آج کل تو رِیش تراشی (داڑھی منڈانے) کو موجبِ زینت سمجھا جاتا ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ اگر کسی معاشرے میں بُری اور گندی رسم کا رواج ہو جائے تو عام لوگ محض تقلیداً اس پر عمل کئے جاتے ہیں اور اس کی قباحت کی طرف نظر نہیں جاتی، ورنہ اس کا تجربہ ہر شخص کر سکتا ہے کہ وہ رِیش تراشیدہ چہرے کو آئینے میں دیکھ لے اور پھر داڑھی رکھ کر بھی آئینہ دیکھ لے، خود اس کا وجدان فیصلہ کرے گا کہ داڑھی مونڈنے سے اس کی شکل مسخ ہو کر رہ جاتی ہے۔

ششم:...... اہلِ تجربہ کا کہنا ہے کہ مردوں کے داڑھی کے بال اور عورتوں کے سر کے بال منہ کی فاضل رطوبتوں کو جذب کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ جس کی داڑھی گھنی اور بھری ہوئی ہو، اس کے مسوڑھے اور دانت مضبوط ہوں گے، بہ نسبت اس شخص کے جس کی داڑھی ہلکی ہو، اور یہی وجہ ہے کہ مغرب میں چونکہ مرد داڑھی صاف رکھتے ہیں اور ان کی عورتیں سر کے بال کٹواتی ہیں اس لئے وہ مسوڑھوں اور دانتوں کی بیماریوں میں عام طور پر مبتلا ہیں، وہ اچھے سے اچھے ٹوتھ پیسٹ استعمال کرتے ہیں مگر گندہ دہنی کا مرض نہیں جاتا۔

صدرِ مملکت کو وفد نے داڑھی رکھنی کی دعوت کیوں دی؟

س...... ''اقرأ'' کے اسلامی صفحے کے ایک مضمون میں پڑھا کہ علمائے کرام کا ایک وفد صدرِ پاکستان سے ملا اور اس وفد نے صدرِ پاکستان کو ایک اسلامی شعار داڑھی رکھنے کی تلقین کی۔ اس سلسلے میں درج ذیل اشکالات ذہن میں آتے ہیں، براہِ کرم جواب مرحمت فرمائیں۔

س:۱...... کیا داڑھی ایسا ہی اہم اسلامی شعار ہے کہ اس کے لئے اتنے مصارف اُٹھا کر صدر سے ملاقات کی جائے اور انہیں اس کی دعوت دی جائے؟

س:۲...... میں نے تو سنا ہے کہ داڑھی رکھنا محض سنت ہے، اس کو رکھیں تو ثواب ہوگا، اور نہ رکھیں تو کوئی گناہ نہیں، کیا یہ دُرست ہے؟

س:۳...... مندرجہ بالا معلومات کے مطابق اس کام کے لئے ہزاروں روپے کا خرچ اِسراف نہیں؟

س:۴...... پھر یہ بھی ممکن ہے کہ داڑھی نہ رکھنے کی صورت میں وہ ہر ایک سے ہر ایک بات کرسکتا ہے، اور اس سے مخاطب پر اثر بھی ہوگا، مگر داڑھی رکھنے کی صورت میں تو وہ سکہ بند مذہبی گروہ کا فرد ہوگا جس سے یقیناً اس کی بات کا وہ مقام نہیں رہے گا، کیا اس غرض سے اگر کوئی شخص داڑھی نہ رکھے تو آنجناب کے خیال میں اس کو اجازت ہونی چاہئے؟ ازراہِ کرم میرے ان سوالات کا جواب دے کر مجھے اور میرے جیسے دُوسرے مسلمانوں کے خدشات دُور فرمائیں، اس لئے کہ اگر واقعی یہ ایسا ہی اہم اسلامی شعار ہے تو اس سے کسی مسلمان کو محروم نہیں ہونا چاہئے۔

ج:۱...... داڑھی کے اہم ترین اسلامی شعار ہونے میں تو شبہ نہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مسلمانوں کا امتیازی نشان قرار دیا ہے، چنانچہ ارشاد ہے: ''اپنی وضع قطع میں مشرکوں کی مخالفت کرو، داڑھی بڑھاؤ اور مونچھیں کتراؤ'' (بخاری) اگر فوج کا کمانڈر انچیف کسی خاص وردی کو اپنی فوج کا امتیازی نشان قرار دے تو فوج کے کسی سپاہی کے لئے اس کی مخالفت کی گنجائش نہیں رہ جاتی۔ اب سوچئے کہ جس چیز کو اُمت کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کا امتیازی نشان قرار دیا ہو، اس کی مخالفت کسی اُمتی کے لئے کب روا ہوسکتی ہے؟ اور جو اس بات کے جاننے کے باوجود اپنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت کرتا ہے وہ ''اُمتی'' کہلانے کا کیا منہ رکھتا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس فعلِ بد (داڑھی منڈانے) سے ایسی نفرت تھی کہ جب کسریٰ شاہِ ایران کے سفیر بارگاہِ عالی میں حاضر ہوئے تو ان کی داڑھیاں منڈی ہوئی اور مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان

کی شکل و وضع سے کراہت آئی اور نہایت ناگوار لہجے میں فرمایا: ”تمہاری ہلاکت ہو! تمہیں ایسی بھونڈی اور مکروہ شکل بنانے کا کس نے کہا ہے؟“ انہوں نے کہا کہ: ”ہمیں ہمارے رَبّ یعنی کسریٰ نے اس کا حکم دیا ہے“ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”لیکن میرے رَبّ نے تو مجھے داڑھی بڑھانے اور مونچھیں کتروانے کا حکم فرمایا ہے۔“

(البدایہ والنہایہ ج:۴ ص:۲۶۹، حیاۃ الصحابہ ج:۱ ص:۱۱۵)

اس سے معلوم ہوا کہ داڑھی کٹانا مجوسیوں کے رَبّ کا حکم ہے، اور داڑھی بڑھانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رَبّ کا حکم ہے۔ غور فرمایئے جہاں مجوسیوں کے رَبّ کا حکم ایک طرف ہو اور دُوسری طرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رَبّ کا حکم ہو، ایک مسلمان کو کس کے حکم کی تعمیل کرنی چاہئے؟

ج:۲...... یہ آپ کو کسی نے غلط بتایا ہے کہ داڑھی رکھنا محض سنت اور کارِ ثواب ہے اور نہ رکھنے کا کوئی گناہ نہیں، تمام فقہائے اُمت کے نزدیک ایک مشت داڑھی بڑھانا واجب ہے، جیسا کہ وتر کی نماز واجب ہے، اور داڑھی منڈانا اور ایک مشت سے کم کرنا بالاِجماع حرام اور گناہِ کبیرہ ہے۔

ج:۳...... مسلمانوں کی کسی مقتدر اور لائقِ احترام شخصیت کو (جیسا کہ صدرِ محترم ہیں) کسی اَمرِ واجب کی دعوت دینا اور اس پر خرچ کرنا قطعاً اِسراف اور فضول خرچی نہیں۔ تبلیغی جماعت کے سابق اِمام حضرت مولانا محمد یوسف دہلویؒ کے بارے میں یہ بات سنی ہے کہ کسی شخص نے ان سے عرض کیا کہ آپ اتنے مصارف اُٹھا کر جماعتیں امریکہ بھیجتے ہیں، کیا یہ اِسراف نہیں؟ جواب میں انہوں نے فرمایا کہ: ”اگر میں ساری دُنیا کے خزانے خرچ کر کے امریکہ والوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سنت سکھانے میں کامیاب ہوجاؤں تو میں سمجھوں گا کہ یہ سودا سستا ہے۔“ اسی طرح اگر کوئی بندۂ خدا یہ جذبہ رکھتا ہے کہ ہمارے اعلیٰ حکام کے چہرے پر اسلام اور سنت کا نور ہو، اور وہ اس کے لئے ہزاروں نہیں لاکھوں روپے خرچ کر دیتا ہے تو اِن شاء اللہ اس کا یہ خرچ قیامت کے دن ”اِنفاق فی سبیل اللہ“ کی مد میں شمار ہوگا، اِن شاء اللہ! ثم اِن شاء اللہ!

فہرست

ج:۴:......آپ کا چوتھا سوال تو بالکل ہی مہمل اور احساسِ کمتری کا شکار ہے، کاش! آپ کو حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد یاد ہوتا: ''نحن قوم أعزّنا الله بالاسلام'' یعنی ''ہم وہ قوم ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعے عزّت دی۔''

مسلمانوں کی ذِلت و پسماندگی کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ شیطان نے ان کے کان میں پھونک دیا ہے کہ اگر تم نے اسلام کے فلاں مسئلے پر عمل کیا تو فلاں مصلحت فوت ہوجائے گی، اس ترقی یافتہ دور میں لوگ تمہیں کیا کہیں گے؟ حالانکہ مسلمان کی عزّت اسلام کے اَحکام پر عمل کرنے میں ہے، اور اسلام کے اَحکام کو چھوڑنے میں ان کی ذِلت و رُسوائی کا راز مضمر ہے۔ قرآنِ کریم میں ہے: ''اور عزّت اللہ کے لئے ہے اور اس کے رسول کے لئے اور اہلِ ایمان کے لئے، لیکن منافق اس بات کو نہیں جانتے۔'' مسلمانوں کا جو حاکم خدا اور رسول کے اَحکام کا پابند ہو، غیرمسلم بھی اسے عزّت و احترام سے دیکھتے ہیں، اور وہ پوری خود اعتمادی کے ساتھ گفتگو کرسکتا ہے، پھر تائیدِ غیبی اور نصرتِ خداوندی اس کی پشت پناہ ہوتی ہے۔ بعض بڑے بڑے عیسائی اور سکھ اعلیٰ ترین عہدوں پر فائز ہوتے ہوئے بھی داڑھی رکھتے ہیں، جس کا اچھا اثر ہوتا ہے۔

داڑھی منڈوانے کو حرام کہنا کیسا ہے؟

س......ایک حالیہ اشاعت میں ''مسلمانوں کا امتیازی نشان'' کے عنوان سے ایک سائل کے داڑھی سے متعلق سوالات کے جواب دیئے گئے تھے، اس سلسلے میں کچھ سوالات میرے ذہن میں ہیں، جن کے جوابات دے کر شکریہ کا موقع دیں۔ بہتر یہ ہوگا کہ اس کا جواب اخبار میں دیں تاکہ جن لوگوں نے یہ مضمون پڑھا ہو وہ مزید مطمئن ہوسکیں۔

قرآن میں واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ حلال و حرام کرنے کا اختیار صرف خدا کو ہے، اس کے علاوہ جس نے بھی کسی حلال کو حرام یا حرام کو حلال کیا اس نے اللہ پر جھوٹ گھڑا (النحل:۱۱۶، المائدۃ:۸۷ وغیرہ)۔ اس کی تائید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ہوتی ہے کہ اللہ نے اپنی کتاب میں جس چیز کو حلال ٹھہرایا وہ حلال ہے اور جو حرام ٹھہرایا وہ حرام ہے،

اور جن چیزوں کے بارے میں سکوت فرمایا وہ معاف ہیں، لہٰذا اللہ کی اس فیاضی کو قبول کرو کیونکہ اللہ سے بھول چوک کا صدور نہیں ہوتا، پھر آپ نے سورۂ مریم کی آیت تلاوت فرمائی (ترجمہ: اور تمہارا ربّ بھولنے والا نہیں ہے)۔ کسی چیز کو حرام وحلال قرار دینے میں فقہائے اُمت کا رویہ جو تھا اس کے متعلق اِمام شافعیؒ "کتاب الاُم" میں قاضی ابویوسفؒ سے روایت کرتے ہیں:

"میں نے بہت سے اہلِ علم مشائخ کو دیکھا ہے کہ وہ فتویٰ دینا پسند نہیں کرتے اور کسی چیز کو حلال وحرام کہنے کے بجائے کتاب اللہ میں جو کچھ ہے اس کو بلاتفسیر بیان کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ ابنِ سائبؒ جو ممتاز تابعی ہیں، کہتے ہیں کہ: اس بات سے بچو کہ تمہارا حال اس شخص کا سا ہوجائے جو کہتا ہے کہ اللہ نے فلاں چیز حلال کی ہے، یا اسے پسند ہے، اور اللہ قیامت کے دن فرمائے گا: نہ میں نے اس کو حلال کیا تھا اور نہ مجھے پسند تھی۔ اسی طرح تمہارا حال اس شخص کا سا بھی نہ ہوجائے جو کہتا ہے کہ فلاں چیز اللہ نے حرام کردی ہے، لیکن قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو جھوٹا ہے، میں نے نہ اسے حرام کیا تھا اور نہ اس سے روکا تھا۔ ابراہیم نخعیؒ سے جو کہ کوفہ کے ممتاز فقہاء تابعین میں سے ہیں، منقول ہے کہ: جب ان کے اصحاب فتویٰ دیتے تو "یہ مکروہ ہے" یا "اس میں کوئی حرج نہیں" کے الفاظ استعمال کرتے، کیونکہ کسی چیز پر حلت وحرمت کا حکم لگانے سے زیادہ غیرذمہ دارانہ بات اور کیا ہوسکتی ہے؟" (بحوالہ اسلام میں حلال وحرام، یوسف القرضاوی)

علامہ ابنِ تیمیہؒ سے منقول ہے کہ سلف صالحین حرام کا اطلاق اسی چیز پر کرتے تھے جس کی حرمت قطعی طور پر ثابت ہوتی۔ اِمام احمد بن حنبلؒ سوالوں کے جواب میں فرماتے:

"میں اسے مکروہ خیال کرتا ہوں، اچھا نہیں سمجھتا، یا یہ پسندیدہ نہیں ہے۔" (بحوالہ ایضاً)

مندرجہ بالا اللہ کے حکم، حدیث اور فقہاء کے طرزِ عمل سے واضح ہے کہ وہ کسی چیز کو حلال یا حرام قرار نہیں دیتے تھے جب تک کہ وہ واضح نہ ہو، کیونکہ حلال وحرام کرنے کا اختیار صرف اور صرف خدا کو ہے، پھر کس طرح فقہاء کا قول کسی چیز کے حرام وحلال میں سند ہو؟ وہ کسی چیز کو مکروہ کہہ سکتے ہیں، کراہت کا اظہار کرسکتے ہیں، ناجائز کہہ سکتے ہیں، حلال و

حرام کا فتویٰ تو نہیں لگا سکتے؟

ایک اور حدیث ہے حضرت جابرؓ کہتے ہیں: رسول اللہ نے اُنگلیوں کو چاٹنے اور رکابی کو صاف کرنے کا حکم دیا ہے، اور فرمایا: تم نہیں جانتے کہ کس اُنگلی یا نوالے میں برکت ہے۔ تو کیا کھانے کے بعد اُنگلی کو نہ چاٹنے والا اور رکابی کو نہ صاف کرنے والا حرام کا مرتکب ہے؟ کیونکہ یہاں تو صریحاً حکم ہے۔ اسی طرح کی اور حدیث پیش کی جاسکتی ہیں، لیکن ان میں سے کسی کے متعلق حرام کا فتویٰ نہیں لگایا جاسکتا، جس طرح شدّت سے داڑھی کے ایک مشت سے کم ہونے پر لگایا جاتا ہے (حالانکہ نہ ہی خدا نے اور نہ ہی خدا کے رسول نے یہ مقدار مقرّر کی ہے)۔

ج…… فقہائے اُمت کے نزدیک ایک مشت کی مقدار داڑھی رکھنا واجب ہے اور منڈوانا یا ایک مشت سے کم کٹانا حرام ہے۔ شیخ ابنِ ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"…. وأما الأخذ منها وهی دون ذٰلک کما یفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم یبحه أحدٌ."

اس سے دو سطر قبل ہے:

"…. یحمل الاعفا علٰی اعفائها من أن یأخذ غالبها أو کلها کما هو فعل المجوس الأعاجم من حلق لحاهم کما یشاهد فی الهنود ….." (فتح القدیر ج:۲ ص:۷۷)

ترجمہ:…… "اور داڑھی کا کترانا جبکہ وہ ایک مشت سے کم ہو، جیسا کہ بعض مغربی لوگ اور ہیجڑے قسم کے مرد کرتے ہیں، سو اس کو کسی نے بھی حلال اور مباح نہیں لکھا…. اور پوری داڑھی صاف کردینا ہندوستان کے یہودیوں اور عجم کے مجوسیوں کا کام ہے۔"

یہی مضمون شامی طبعِ جدید ج:۲ ص:۴۱۸، البحر الرائق ج:۲ ص:۳۰۲ اور شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کی فارسی شرح مشکوٰۃ ج:۱ ص:۲۲۸ میں بھی ہے۔ فقہائے اُمت کے اس اِجماع اور متفقہ فیصلے کے بعد یہ سمجھنا کچھ مشکل نہیں کہ داڑھی رکھنے کا حکم کس

درجے کا ہے؟ اور اس کے کٹانے یا منڈانے کی ممانعت کس درجے کی ہے؟ بلاشبہ کسی چیز کو حرام کہنے میں بڑی احتیاط سے کام لینا چاہئے، لیکن جو چیزیں بالاجماع حرام ہوں ان کو جائز کہنے میں بھی کچھ کم احتیاط کی ضرورت نہیں۔ کسی حلال کو حرام کہنا بُری بات ہے تو اِجماعی حرام کو حلال کرنے کی کوشش بھی کچھ اچھی بات نہیں۔

یہ تو آپ نے بالکل صحیح فرمایا کہ حلال و حرام کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے، اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی چیز کو حرام کرنے اور حرام کو حلال کرنے کا حق کسی کو حاصل نہیں۔ آپ کا یہ ارشاد بھی بجا ہے کہ سلف صالحین فتویٰ دینے میں بڑی احتیاط فرماتے تھے، اور کرنی بھی چاہئے، اور آپ کا یہ کہنا بھی صحیح ہے کہ ہر حکم ایک درجے کا نہیں ہوتا، حکم کبھی استحباب کے درجے میں بھی ہوتا ہے، بلکہ کبھی جواز کے درجے میں بھی، جیسا کہ فرمایا ہے: ''وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا'' اس آیتِ کریمہ میں شکار کرنے کا حکم محض جواز کے درجے میں ہے۔ اسی طرح کسی چیز کی ممانعت کبھی تحریم کے لئے ہوتی ہے، کبھی کراہتِ تحریمی کے طور پر، کبھی کراہتِ تنزیہی کے طور پر اور کبھی محض ارشادی ہوتی ہے۔

اس اَمر کا تعین کرنا کہ کون سا حکم کس درجے کا ہے؟ اور کون سی ممانعت کس درجے کی ہے؟ یہ حضراتِ فقہائے اُمت کا کام ہے، میرا اور آپ کا کام نہیں، اور یہ چیز چونکہ اِجتہاد سے تعلق رکھتی ہے اس لئے بعض اُمور میں حضراتِ فقہائے اُمت کے درمیان اختلاف بھی پیدا ہوجاتا ہے کہ ایک اِمام ایک چیز کو جائز کہتا ہے تو دُوسرا ناجائز، ایک واجب کہتا ہے تو دُوسرا سنت، لیکن داڑھی کے مسئلے میں فقہائے اُمت کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔

مونچھیں قینچی سے کاٹنا سنت اور اُسترے سے صاف کرنا جائز ہے

س…… داڑھی کے متعلق شرعی اَحکامات کیا ہیں؟ غالباً یہ سنت ہے، اصل مسئلہ داڑھی کی نوعیت اور وضع قطع کا ہے۔ عام مشاہدے میں تو طرز طرز، وضع وضع کی داڑھیاں دیکھنے میں آتی ہیں، بعض حضرات بہت گھنی سر سیّد نما رکھتے ہیں، بعض صرف ٹھوڑی پر رکھتے ہیں، اور دائیں بائیں رُخساروں کے بال ترشوا دیتے ہیں، عرب ممالک میں اس کا عام رواج ہے۔

بعض داڑھی کے ساتھ ساتھ مونچھیں بھی رکھتے ہیں، بعض اُسترے سے مونچھیں منڈوا دیتے ہیں، مہربانی فرماکر وضاحت کریں کہ حنفی عقیدے کے مطابق اصل اَحکامات کیا ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس بارے میں کچھ حدود اور قیود ہوں گی، اور باقی انفرادی اختیار کو دخل ہوگا۔ اگر ایسا ہے تو وہ کیا حدود ہیں جن کی پابندی لازمی ہے؟ ٹھوڑی پر اور دائیں بائیں رُخساروں پر کتنے بال ہونے چاہئیں؟ سائز میں کتنی لمبی ہوں؟ مونچھیں رکھنا، ترشوانا یا اُسترے سے منڈوانا کون سا صحیح طریقہ ہے؟ کیا گردن کی نچلی طرف نرخرے کے نیچے سے بال صاف کراسکتے ہیں، وضاحت فرمائیں۔

ج…… حدیثِ پاک میں داڑھی بڑھانے اور مونچھوں کو صاف کرانے کا حکم ہے۔ حنفی مذہب میں داڑھی بڑھانے کی کم از کم حد یہ ہے کہ داڑھی مٹھی میں پکڑ کر جو زائد ہو اس کو کاٹ سکتے ہیں، اس سے زیادہ کاٹنا جائز نہیں، گویا داڑھی کم از کم ایک مٹھی ہونی چاہئے۔

مونچھوں کا حکم یہ ہے کہ قینچی سے باریک کترانا تو سنت ہے، اور اُسترے سے صاف کرانا بعض کے نزدیک دُرست ہے، اور بعض کے نزدیک مکروہ ہے، اور لبوں کے برابر سے مونچھیں کاٹ دی جائیں تب بھی جائز ہے۔

مونچھوں کا سکھوں کی طرح بڑھانا حرام ہے، اور تراشنا ضروری ہے، تراشنے کی دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ پوری مونچھوں کو صاف کردیا جائے، اور دُوسری بات یہ ہے کہ لب کے پاس سے اتنا تراش دیا جائے کہ لب کی سرخی ظاہر ہوجائے۔

داڑھی منڈانے کا گناہ ایسا ہے کہ ہر حال میں آدمی کے ساتھ رہتا ہے

س…… کچھ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ بغیر داڑھی کے کوئی شخص مسجد میں اَذان نہیں دے سکتا اور نہ ہی وہ اِمامت کرسکتا ہے، اور کچھ لوگ اس بات کے حق میں نہیں۔ زیادہ تر کوشش کرکے نماز باجماعت پڑھتا ہوں، اس لئے میں نے رمضان میں جب موقع ملا اَذانیں بھی دِیں، لیکن چار روز پہلے میں مغرب کی اَذان دینے والا تھا کہ کچھ لوگوں نے مجھے اس وجہ سے اَذان نہیں دینے دی کہ میری داڑھی نہیں ہے۔ اب اہم مسئلہ یہ ہے کہ کیا کوئی بغیر داڑھی کے اَذان دے

سکتا ہے یا کہ نہیں؟ اور ہمارے مذہب اسلام میں جو کہ ایک مکمل دِین ہے اس بارے میں کیا کہا گیا ہے؟ اور داڑھی کی ہمارے مذہب میں کیا اہمیت ہے؟ کیا داڑھی ہر مسلمان پر فرض ہے؟ کیا داڑھی کے بغیر کوئی عبادت قبول نہیں ہوگی؟ اور داڑھی کتنی بڑی ہونی چاہئے؟

ج…… داڑھی رکھنا ہر مسلمان پر واجب ہے اور اس کا منڈانا اور کترانا (جب ایک مشت سے کم ہو) حرام ہے، اور ایسا کرنے والا فاسق اور گنہگار ہے۔ فاسق کی اَذان و اِمامت مکروہِ تحریمی ہے۔ داڑھی کی شرعی مقدار واجب ایک مشت ہے۔ رہا یہ کہ اس کی عبادت قبول ہوتی ہے یا نہیں؟ اس کا علم تو اللہ تعالیٰ ہی کو ہے، مگر اتنی بات تو بالکل ظاہر ہے کہ جو شخص عین عبادت کی حالت میں بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر رہا ہو، اس کا قبولیت کی توقع رکھنا کیسا ہے؟ داڑھی منڈانے کا گناہ ایسا ہے کہ سوتے جاگتے ہر حال میں آدمی کے ساتھ رہتا ہے۔

شادی کرنا زیادہ اہم ہے یا داڑھی رکھنا

س…… میں ایک غیرشادی شدہ نوجوان ہوں، اب میری شادی کا پروگرام طے ہو رہا ہے، دو جگہوں پر صرف داڑھی کی وجہ سے انکار کیا گیا اور تیسری جگہ بھی یہی شرط رکھی گئی ہے۔ اس طرح میرے لئے ایک پیچیدگی پیدا ہوگئی ہے، کیونکہ مجرّد کی حیثیت سے میں ہمیشہ زندگی بسر نہیں کرسکتا اور گناہ کا ارتکاب ممکن ہے۔ عالی جناب سے گزارش ہے تحریر فرمائیں کہ داڑھی اور شادی کرنے کی دِینِ اسلام میں کیا فضیلت ہے؟ دونوں میں کون سا عمل زیادہ اہم سمجھا جائے گا؟ از راہِ کرم اس سلسلے میں میری حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے مجھے مفید مشورہ دے دیا جائے۔ نیز میرے والدین کا مشورہ یہ ہے کہ شادی کرنے کے بعد آپ داڑھی پھر رکھ سکتے ہیں، مگر شادی آج کے دور میں ناممکن تو نہیں مگر مشکل ضرور ہے، کیونکہ شادی کا تعلق عمر سے ہے۔

ج…… داڑھی اور شادی دونوں کی اہمیت اپنی جگہ ہے، داڑھی تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی متفقہ سنت، مردانہ فطرت اور شعارِ اسلام ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی رکھنے کا بار بار حکم فرمایا ہے اور اسے صاف کرانے پر غیظ و غضب کا اظہار فرمایا ہے۔ یہی وجہ

فہرست

ہے کہ داڑھی رکھنا بالاتفاق واجب ہے، اور منڈانا یا ایک مشت سے کم ہونے کی صورت میں کترانا بالاتفاق حرام اور گناہِ کبیرہ ہے۔ جو لوگ داڑھی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے شادی کے لئے داڑھی صاف کرانے کی شرط لگاتے ہیں، وہ ایک سنتِ نبوی اور شعارِ اسلام کی توہین کرنے کی وجہ سے ایمان سے خارج ہیں۔ آپ کو شادی کے لئے داڑھی صاف کرانے کی فکر نہیں کرنی چاہئے بلکہ ان لوگوں کو تجدیدِ ایمان کی فکر کرنی چاہئے۔

حجام کے لئے شیو بنانا اور غیرشرعی بال بنانا

س…… میں پانچوں وقت نماز پڑھتا ہوں، ایک دن ظہر کی نماز پڑھ کر وضو کرکے سوگیا، خواب میں دیکھ رہا ہوں کہ کوئی مجھے کہہ رہا ہے کہ: ''ظالم! تم قیامت کے دن خدا کو کیا جواب دوگے؟ کہ تم پیارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کاٹتے ہو (یعنی شیو بنانا)۔'' میں حجام کا کام کرتا ہوں، آپ مہربانی فرماکر جواب دیں کہ میں کیا کروں؟ کیا اس کام کو چھوڑ دُوں؟

ج…… آپ کا خواب بہت مبارک ہے، داڑھی مونڈنا حرام ہے اور حرام پیشے کو اختیار کرنا کسی مسلمان کے شایانِ شان نہیں۔ آپ بال اُتارنے کا کام ضرور کرتے رہیں، مگر داڑھی مونڈنے اور غیرشرعی بال بنانے سے انکار کردیا کریں۔

کیا داڑھی کا مذاق اُڑانے والا مرتد ہوجاتا ہے جبکہ داڑھی سنت ہے؟

س…… مؤرخہ ۱۹؍دسمبر ۱۹۸۶ء کے روزنامہ ''جنگ'' (بروز جمعہ) میں آپ نے اپنے کالم ''آپ کے مسائل'' میں محترم سیّد امتیاز علی شاہ صاحب کے ایک سوال کا جواب دیا ہے جو انہوں نے داڑھی کا مذاق اُڑانے والے کے بارے میں کیا تھا۔ آپ کے جواب سے ایسا مترشح ہوتا ہے کہ داڑھی کا مذاق اُڑانے والا مرتد ہوجاتا ہے اور اسلام سے خارج ہوجاتا ہے، جبکہ داڑھی رکھنا سنت ہے اور سنت کا مذاق اُڑانے یا انکار کرنے والا اسلام سے خارج یا مرتد نہیں ہوتا، مگر گناہگار ہوجاتا ہے۔ جبکہ فرض کا انکار کرنے والا مرتد اور خارج از اسلام ہوجاتا ہے۔ اس سے میرا منشا یہ ہرگز نہیں کہ داڑھی کا انکار یا مذاق کیا جائے (نعوذ باللہ) یہ سخت گناہ کا کام ہے، بلکہ مقصود یہ ہے کہ شریعت کی روشنی میں صحیح فتویٰ جاری کیا جائے۔

ج……داڑھی رکھنا صرف سنت نہیں بلکہ واجب ہے، اور اس کا منڈانا یا تراشنا حرام اور گناہِ کبیرہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دِین کی کسی بات پر عمل نہ کرنا تو گناہ ہے، لیکن دِین کی کسی بات کا یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی سنت کا مذاق اُڑانا صرف گناہ نہیں بلکہ کفر و اِرتداد ہے، اور اس سے آدمی واقعتاً دائرۂ اسلام سے نکل جاتا ہے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی سنت کا مذاق اُڑانا یا اس کو بُرا سمجھنا اور نفرت کی نگاہ سے دیکھنا دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین و تنقیص اور آپ کا مذاق اُڑانا ہے۔ کیا کوئی ...نعوذ باللہ... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین و تنقیص کرنے اور آپ کا مذاق اُڑانے کے بعد بھی مسلمان رہ سکتا ہے؟ کیا جس شخص کے دِل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو، وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی مبارک سنت کا مذاق اُڑانے کی جرأت کرسکتا ہے؟ اور کوئی بدبخت اس کی جرأت کر ہی بیٹھے تو اس کا ایمان باقی رہ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں! کبھی نہیں...! ایمان تو ماننے اور تسلیم کرنے کا نام ہے، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی چھوٹی سے چھوٹی سنت کا بھی مذاق اُڑائے یا اسے نفرت کی نگاہ سے دیکھے، کیا اس نے ایمان و تسلیم کا مظاہرہ کیا یا شیطان کی طرح کبر و نخوت اور کفر و عناد کا...؟ یہ نکتہ قرآنِ کریم، احادیث شریف اور اکابرِ اُمت کے ارشادات سے بالکل واضح ہے کہ کسی سنت کا مذاق اُڑانے والا مسلمان نہیں، کافر و مرتد ہے۔ آنجناب نے جو فرمایا کہ سنت کا مذاق اُڑانے سے آدمی صرف گنہگار رہتا ہے اور فرض کا مذاق اُڑانے سے کافر و مرتد ہوجاتا ہے، یہ اُصول صحیح نہیں۔ صحیح یہ ہے کہ دِین کی کسی بات کا مذاق اُڑانا کفر و ارتداد ہے۔

داڑھی: مسلمانوں کے تشخص کا اظہار

س……جمعہ کی اشاعت میں ایک مضمون نظر سے گزرا، مضمون نگار اپنے اس مضمون میں نہ صرف بہت زیادہ انتہاپسندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں بلکہ وہ ایک ایسی الزام تراشی کے مرتکب ہوئے ہیں جس کا تصوّر بھی کوئی مسلمان نہیں کرسکتا۔ صاحبِ مضمون نے اپنے مضمون میں یہ لکھا ہے کہ: ''اللہ تعالیٰ نے انسان کو مرد اور عورت کے جوڑے سے پیدا

۱۰۵
فہرست

کیا ہے، دونوں کی نفسیات، جذبات اور چہروں میں نمایاں فرق رکھا ہے، مرد کے چہرے پر عورت کے چہرے کے برعکس مردانہ وجاہت کے لئے داڑھی تخلیق فرمائی ہے، بلکہ سجائی ہے، مگر افسوس کہ آج ایمان کے دعوے داروں نے اللہ تعالیٰ کی اس بہترین تخلیق کا انکار کیا، بلکہ دُشمنی کی، فطرتِ انسانی کو رَدّ کردیا، اسے اپنے چہروں سے کاٹ کر پھینک دیا، اس بات کی پہچان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز بے کار پیدا نہیں کی ہے، مگر بس ایک چیز بے کار پیدا کی ہے اور وہ مرد کے چہرے پر داڑھی (معاذ اللہ)۔'' میں سمجھتا ہوں کہ دُنیا کا کوئی بھی مسلمان اس بات پر ایمان نہیں رکھتا کہ اللہ تعالیٰ نے داڑھی بے کار پیدا کی ہے، یہ ڈاکٹر صاحب کی الزام تراشی ہے جو وہ تمام مسلمانوں پر کر رہے ہیں۔ اس سے آگے چل کر موصوف نے صحیح مسلم اور مشکوٰۃ کی احادیث بیان کرنے کے بعد حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت بھی بیان کی ہے کہ: ''اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ان مردوں پر لعنت ہو جو عورتوں کی مشابہت کریں، اور ان عورتوں پر لعنت ہو جو مردوں کی مشابہت کریں۔'' اس کے بعد انہوں نے لکھا ہے کہ: ''داڑھی نہ رکھنے والوں کو عیسائیوں کے چہرے سے محبت، ہندوؤں کے چہروں سے محبت، مرد ہوکر زَنانے چہروں سے محبت اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور سے نفرت (معاذ اللہ)، تمام انبیاء کے چہروں سے نفرت، صحابہ رضی اللہ عنہم کے چہروں سے نفرت (معاذ اللہ) یہ ہے ایمان، یہ ہے اطاعت وفرماں برداریٔ رسولؐ۔'' مندرجہ بالا تحریر میں تو مضمون نگار نے ایک ایسی بات کی ہے، ایک ایسا الزام لگایا ہے جس کا تصوّر کسی ایسے مسلمان سے بھی نہیں کیا جاسکتا جو صرف اپنے نام کا مسلمان ہو، اور اس نے آج تک کوئی عمل بھی مسلمانوں جیسا نہ کیا ہو، لیکن پھر بھی اس کے دِل میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ سے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے چہرۂ مبارک سے اتنی شدید گہری محبت ہوتی ہے کہ جس کا تصوّر بھی شاید نہیں کرسکتے۔ ایک مسلمان اپنے دِل میں انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نفرت کا تصوّر تو ذہن میں لا ہی نہیں سکتا۔ تاریخ ایسی مثالوں سے بھری پڑی ہے کہ ناموسِ رسالت پر جان دینے والے، صحابہ کرامؓ کی محبت میں اپنا سر تک کٹا دینے والے عامی مسلمان تھے۔ آخر میں، میں

صاحبِ مضمون سے درخواست کروں گا کہ خدارا! آخرت کی جوابدہی کو پیشِ نظر رکھیں اور عام مسلمانوں پر ان باتوں کا الزام نہ لگائیں جس کا تصوّر بھی وہ نہیں کرسکتے۔ ہمارے معاشرے میں جو میں کہوں گا کہ نوّے فیصد غیراسلامی معاشرہ ہے، بے انتہا سنتوں کو چھوڑ دیا گیا ہے، لیکن ان سنتوں پر عمل نہ کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ معاذاللہ عام مسلمان یہ گناہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نفرت یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے نفرت کی بنیاد پر کر رہا ہے، بلکہ یہ گناہ وہ یقیناً گناہ کا احساس رکھتے ہوئے معاشرے کی خرابی کی بنا پر کر رہا ہے، بلکہ میں تو یہ کہوں گے کہ یہ گناہ اس سے غیرشعوری طور پر سرزد ہو رہا ہے۔ جب دُوسرے گناہوں میں ملوّث ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نفرت کر رہا ہے تو داڑھی نہ رکھنے کا یہ مطلب کہاں سے ہے کہ اسے معاذاللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نفرت ہے؟ خدا کے واسطے! ایسی تحریروں سے اجتناب کریں جس میں الزام تراشی کے سوا کچھ نہ ہو، ایسے الفاظ کے استعمال سے پرہیز کریں جس سے لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توہین کا مطلب نکالیں، ایسی ہی تحریروں سے لوگ فائدہ اُٹھاتے ہیں اور الزام تراشی کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے۔

ج…… آپ کا یہ کہنا صحیح ہے کہ گناہگار سے گناہگار مسلمان بھی اللہ تعالیٰ سے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت رکھتا ہے، لیکن محبت دِل میں چھپی ہوئی چیز ہے، اور اس کا اظہار آدمی کی حرکات سے ہوتا ہے۔ جن لوگوں کو معلوم ہے کہ داڑھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بڑھانے کا حکم فرمایا ہے اور اس کے تراشنے پر یہاں تک غیظ و غضب کا اظہار فرمایا ہے کہ ایسے لوگوں کو اپنی مجلس سے اُٹھ جانے کا حکم فرمایا، اور یہ کہ میں تم سے بات نہیں کروں گا۔ (تاریخ ابنِ کثیرؒ ج:۴ ص:۲۶۹) اس بنا پر تمام فقہائے اُمت نے داڑھی منڈوانے کو حرام اور گناہِ کبیرہ قرار دیا ہے۔ جو مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس تاکیدی حکم کے خلاف نصاریٰ اور مجوسیوں کی مشابہت کرتا ہے، اس کے بارے میں کیا رائے قائم کی

فہرست

جائے؟ داڑھی منڈوانا عورتوں کے ساتھ مشابہت ہے، اور عورتوں کی مشابہت کرنے والوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے، کیا کوئی مسلمان جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت ہو، وہ اس ملعون کام کو کرے گا؟ یہ تو آپ نے صحیح فرمایا کہ بعض مسلمان غیرشعوری طور پر معاشرے کی خرابی کی وجہ سے اس گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں، لیکن بہت سے لوگ ایسے ہیں جو داڑھی سے نفرت کرتے ہیں، اس کا مذاق اُڑاتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ: ''داڑھی منڈواؤ، ورنہ لڑکی نہیں دیں گے'' اور بہت سے والدین اپنے نوجوان لڑکوں کو اس گناہ پر مجبور کرتے ہیں، کیا ان کے بارے میں یہی کہا جائے کہ ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے؟ میں ان کے دِل میں چھپی ہوئی محبت کا انکار نہیں کرتا، لیکن ان کا طرزِ عمل محبت کی نفی کرتا ہے، بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ضد اور عناد کا مظاہرہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت نصیب فرمائے۔

کیا داڑھی نہ رکھنے اور کٹوانے والوں کی عبادت قبول ہوگی؟

س…… جو لوگ داڑھی نہیں رکھتے یا خلافِ سنت داڑھی رکھتے ہیں، کیا ان کے اعمال قبول ہوں گے یا نہیں؟

ج…… یہ تو قبول کرنے والا ہی جانتا ہے، لیکن جو شخص عین عبادت میں بھی خدا تعالیٰ کی نافرمانی کی علامت منہ پر لئے ہوئے ہو، اسے نہ اس پر ندامت ہو، نہ وہ اس سے توبہ کرے، اس کی عبادت قبول ہونی چاہئے یا نہیں؟ اس کا فتویٰ اپنی عقلِ خداداد سے پوچھئے…! مثلاً جو شخص حج کے دوران بھی اس گناہ سے توبہ نہ کرے اور نہ حج کے بعد اس سے باز آئے، کیا خیال ہے کہ اس کا حج، حجِ مبرور ہوگا…؟ جبکہ حجِ مبرور نام ہی اس حج کا ہے جو خدا تعالیٰ کی نافرمانی سے پاک ہو۔

جسمانی وضع قطع

انسانی وضع قطع اور اسلام کی تعلیم

س...... اسلام کے آفاقی نظامِ حیات میں انسان کے لئے اس کی وضع قطع اور تراش خراش و لباس وغیرہ کے بارے میں کیا اُصول اور قواعد وضوابط وضع کئے ہیں؟ یا یہ کہ ان ظاہری شکل وشباہت کو اُصول وضوابط کی بندشوں سے آزاد رکھا گیا ہے، آج حال کے مسلم سے تو ایک عام مسلمان اس ضمن میں کسی نتیجے پر پہنچے سے قاصر ہے، جبکہ علامہ اقبال جیسے فلسفی اور اہلِ علم نے مسلمانوں کی ظاہری حالت دیکھ کر فرمایا تھا:

وضع میں تم ہو نصاریٰ، تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنھیں دیکھ کے شرمائیں یہود

نیز یہ ضرور وضاحت کی جائے کہ پتلون اور ٹائی غیرمسلمانوں کے شعائر میں سے ہیں یا نہیں؟ اور جو اس پر عامل ہوں گے، وہ لوگ غیرمسلموں کی تقلید کی وعید میں آئیں گے یا نہیں؟

ج...... وضع قطع کے بارے میں یہ اُصول مقرّر کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کی وضع قطع اختیار کی جائے، اور فاسق و بدکار اور کفار کی وضع قطع سے احتراز کیا جائے، یہی شکل وصورت میں بھی، لباس کی تراش خراش میں بھی، نشست و برخاست میں بھی، کھانے پینے، ملنے برتنے اور لین دین میں بھی۔

ٹائی اور کالر دراصل عیسائیوں کا مذہبی شعار تھا، اب بظاہر کسی قوم کی خصوصیت نہیں رہی، مگر اپنی اصل کے لحاظ سے مکروہ ہے، اور پتلون شرٹ بھی انہی لوگوں کا شعار ہے، ان کو اختیار کرنے والوں کے حق میں حدیث کی وعید کا اندیشہ ہے، واللہ اعلم!

عورت کا بھنویں بنوانا شرعاً کیسا ہے؟

س...... میری ایک دوست یہ کہتی ہے کہ بھنویں بنانا گناہ کی بات نہیں ہے، کیونکہ چھوٹے بچے کے بال آٹے سے رگڑ کر اُتارے جاتے ہیں، تو بڑے ہوکر بھنوؤں کے بال اُتارنا غلط بات تو نہیں۔

ج......حدیث شریف میں تو ایسی عورتوں پر لعنت آئی ہے، پھر یہ گناہ کیوں نہ ہوگا؟

”عن ابن عمر رضی الله عنهما قال: لعن النبی صلی الله علیه وسلم الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة.“ (صحیح بخاری ج:۲ ص:۸۷۹)

ترجمہ:...... ”حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے بال جوڑنے والی اور جڑوانے والی پر اور جسم گودنے اور گودوانے والی پر۔“

عورتوں کا فیشن کے لئے بال اور بھنویں کٹوانا

س...... کیا شریعت میں جائز ہے کہ عورتیں اپنی بھنویں بنائیں اور دُوسروں کو دِکھائیں اور اصلی بھنویں منڈوا کر سرمہ یا کسی اور کالی چیز سے نقلی بنائیں یا کچھ کم وبیش بال رہنے دیں؟ آج ملک بھر میں کم از کم میرے خیال کے مطابق ۷۵ فیصد پڑھی لکھی عورتیں بال کٹوا کر گھوم رہی ہیں اور ان کے سروں پر دوپٹے نہیں ہوتے، اگر کسی کے پاس دوپٹہ ہو بھی تو گلے میں رَسّی کی مانند ڈالا ہوتا ہے، اور اگر ان سے کہیں کہ یہ اسلام میں جائز نہیں، تو جواب ملتا ہے کہ: ”اب ترقی کا دور ہے، اس میں سب کچھ جائز ہے، اور پھر مرد بھی تو بال کٹواتے ہیں، اور ہم مردوں کے شانہ بشانہ چل رہی ہیں اور مغربی لوگ بھی تو بال کٹواتے ہیں، جو ہم سے زیادہ ترقی کر چکے ہیں۔“

ج...... اس مسئلے کا حل واضح ہے کہ ایسی عورتوں کو نہ خدا اور رسولؐ کی ضرورت ہے، نہ دِینِ اسلام کی، ان کو ”ترقی“ کی ضرورت ہے، لیکن مرنے کے بعد اس کی حقیقت معلوم ہوگی۔

جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہو اس کو ہر کام میں اللہ و رسولؐ کے حکم کو دیکھنا لازم ہے۔

کیا عورت چہرے اور بازوؤں کے بال صاف کرسکتی ہے؟ نیز بھنوؤں کا حکم

س...... میرے چہرے اور بازوؤں پر کافی گھنے بال ہیں، کیا میں ان بالوں کو صاف کرسکتی ہوں، اس میں کوئی گناہ تو نہیں ہے؟

ج...... صاف کرسکتی ہیں۔

س...... میری بھنویں آپس میں ملی ہوئی ہیں، بھنویں تو نہیں بناتی ہوں مگر بھنویں الگ کرنے کے لئے درمیان میں سے بال صاف کردیتی ہیں، کیا میرا یہ عمل دُرست ہے؟

ج...... یہ عمل دُرست نہیں۔

س...... اکثر جب بال بڑھ جاتے ہیں تو ان کی دو نوکیں نکل آتی ہیں، جن کی وجہ سے بال جھڑنے لگتے ہیں، ایسی صورت میں بالوں کی نوکیں کاٹنا کیا گناہ ہے؟

ج...... اس صورت میں نوکیں کاٹنے کی اجازت ہے۔

عورت کو پلکیں بنوانا کیسا ہے؟

س...... لڑکیاں جو آج کل پلکیں بناتی ہیں کیا یہ جائز ہے؟ اور میں نے ایک کتاب میں پڑھا تھا کہ عورت کو جسم کے ساتھ لوہا لگانا حرام ہے، کیا یہ دُرست ہے؟

ج...... پلکیں بنانے کا فعل جائز نہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر لعنت فرمائی ہے، بنانے والی پر بھی اور بنوانے والی پر بھی۔

”عن أبی ریحانة قال: نهٰی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن عشر عن الوشر والوشم والنتف .... رواه أبو داوٗد والنسائی.“ (مشکوٰۃ ص:۳۷۶)

ترجمہ:...... ”حضرت ابوریحانہ رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس چیزوں سے منع فرمایا ہے، بالوں کے ساتھ بال جوڑنے سے، جسم پر گدوانے سے اور بال نوچنے سے ....الخ۔‘‘

چہرے اور بازوؤں کے بال کاٹنا عورت کے لئے کیسا ہے؟

س...... کیا خواتین کے لئے چہرے، بازوؤں اور بھنوؤں کے درمیان کا رُواں صاف کرنا گناہ ہے؟ جواب مدلل دیجئے گا۔

ج...... محض زیبائش کے لئے تو فطری بناوٹ کو بدلنا جائز نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بال نوچنے اور نچوانے والیوں پر لعنت فرمائی ہے (مشکوٰۃ شریف ص:۳۸۱) البتہ اگر عورت کے چہرے پر غیر معتاد بال اُگ آئیں تو ان کے صاف کرنے کی فقہاء نے اجازت لکھی ہے، اسی طرح جن بالوں سے شوہر کو نفرت ہو ان کے صاف کرنے کی بھی اجازت دی ہے،(رد المحتار، کتاب الحظر والاباحۃ) (مگر اس سے سر کے بال کٹوانے کی اجازت نہ سمجھ لی جائے)۔

س...... کیا بڑھتے ہوئے ناخن مکروہ ہوتے ہیں؟

ج...... جی ہاں! سخت مکروہ۔

عورت کو سر کے بالوں کی دو چوٹیاں بنانا کیسا ہے؟

س...... مسئلہ یوں ہے کہ میں کالج کی طالبہ ہوں اور اکثر دو چوٹی باندھ لیتی ہوں، لیکن ایک دن میری سہیلی نے مجھے بتایا کہ دو چوٹی کا باندھنا سخت گناہ ہے، اور مجھے قبر کے مُردے کا حال بتایا کہ جس کے پیروں کے انگوٹھے میں بال بندھ گئے تھے۔ میں نے تصدیق کے لئے اپنی خالہ سے پوچھا، تو انہوں نے بھی مجھے یہی کہا کہ یہ گناہ ہے، اور مزید یہ بھی بتایا کہ میک اَپ کرنا، ٹائیٹ کپڑے اور فیشن ایبل کپڑے پہننا بھی گناہ ہے، اور ساتھ میں وہی واقعہ جو کہ میری سہیلی نے سنایا تھا، سنایا۔ اس دن سے آج تک میں نے دو چوٹی نہیں باندھی، لیکن میری دُوسری سہیلی کا کہنا ہے کہ یہ سب وہم پرستی کی باتیں ہیں، وہ اصرار بھی کرتی ہے کہ میں

دو چوٹی باندھوں۔ برائے مہربانی مجھے اسی ہفتے کے صفحے میں جواب دے کر اس پریشانی سے نجات دِلائیں، میں آپ کی بہت مشکور رہوں گی۔

ج…… اس مسئلے میں ایک اُصولی قاعدہ سمجھ لینا چاہئے کہ مسلمان کو ایسی وضع قطع اور لباس کی ایسی تراش خراش کرنے کی اجازت نہیں جس میں کافروں یا فاسقوں اور بدکاروں کی مشابہت پائی جائے۔ اگر کوئی شخص (خواہ مؤمن مرد ہو یا عورت) ایسا کرے گا تو اس کو کافروں کی شکل وصورت محبوب ہے، اور یہ بات اللہ تعالیٰ کی ناراضی کی موجب ہے۔ دو چوٹیوں کا فیشن بھی غلط ہے۔

بیوٹی پارلرز کی شرعی حیثیت

س:۱…… ہمارے شہر کراچی میں بیوٹی پارلرز کی بہتات ہے، اسلام میں ان بیوٹی پارلرز کے بارے میں کیا اَحکام ہیں؟ شہر کے مصروف کاروباری مراکز میں مرد کاروباری حضرات کے ساتھ بیوٹی پارلرز کی دُکانیں کھلی ہوئی ہیں۔ برائے مہربانی شرع کے لحاظ سے ان بیوٹی پارلرز کے لئے کیا حکم ہے، تحریر کریں؟ کیا مرد اور عورت ساتھ ساتھ کاروبار کرسکتے ہیں؟

س:۲…… کیا خواتین کا بیوٹی پارلرز کا کام سیکھنا اور اس کو بطورِ پیشہ اپنانا اسلام میں جائز ہے؟

س:۳…… بیوٹی پارلرز میں جس انداز سے خواتین کا بناؤ سنگھار کیا جاتا ہے، کیا وہ اسلام میں جائز ہے؟ کیونکہ بیوٹی پارلرز سے واپس آنے کے بعد عورت اور مرد میں فرق معلوم کرنا مشکل ہوجاتا ہے۔ ہمارے بیوٹی پارلرز میں خواتین کے بال جس انداز سے کاٹے جاتے ہیں، کیا وہ شرع کے لحاظ سے جائز ہیں؟

س:۴…… بعض بیوٹی پارلرز کی آڑ میں لڑکیاں سپلائی کرنے کا کاروبار بھی ہوتا ہے، شرع کے لحاظ سے ایسے کاروبار کے لئے کیا حکم ہے، جس سے ملک میں فحاشی پھیلنے لگے؟

ج…… خواتین کو آرائش وزیبائش کی تو اِجازت ہے، بشرطیکہ حدود کے اندر ہو، لیکن موجودہ دور میں بیوٹی پارلرز کا جو "پیشہ" کیا جاتا ہے اس میں چند در چند قباحتیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے یہ پیشہ حرام ہے اور وہ قباحتیں مختصراً یہ ہیں:

اوّل:...... بعض جگہ مرد اس کام کو کرتے ہیں اور یہ خالصتاً بے حیائی ہے۔

دوم:...... ایسی خواتین بازاروں میں حسن کی نمائش کرتی پھرتی ہیں، یہ بھی بے حیائی ہے۔

سوم:...... جیسا کہ آپ نے نمبر۳ میں لکھا ہے، بیوٹی پارلر سے واپس آنے کے بعد مرد و عورت اور لڑکے اور لڑکی میں امتیاز مشکل ہوتا ہے، حالانکہ مرد کا عورتوں اور عورت کا مردوں کی مشابہت کرنا موجبِ لعنت ہے۔

چہارم:...... جیسا کہ آپ نے نمبر۴ میں لکھا یہ ''مراکزِ حسن'' فحاشی کے خفیہ اڈّے بھی ہیں۔

پنجم:...... عام تجربہ یہ ہے کہ ایسے کاروبار کرنے والوں کو (خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں) دِین و ایمان سے کوئی واسطہ نہیں رہ جاتا ہے، اس لئے یہ ظاہری زیبائش باطنی بگاڑ کا ذریعہ بھی ہے۔

عورتوں کا بال کاٹنا شرعاً کیسا ہے؟

س...... کیا کٹے ہوئے بالوں اور باریک دوپٹوں جیسے کہ آج کل چل رہے ہیں، جارجیٹ وغیرہ کے دوپٹے، ان میں نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟ کٹے ہوئے بالوں کا بھی بتائیں کیونکہ آج کل زیادہ تر لڑکیوں کے بال کٹے ہوئے ہوتے ہیں، اور وہ نماز بھی پڑھتی ہیں۔

ج...... عورتوں کو سر کے بال کاٹنا جائز نہیں، بال کاٹنے کا گناہ الگ ہوگا مگر نماز ہوجائے گی۔ سر کا دوپٹہ اگر ایسا باریک ہے کہ اندر سے بدن نظر آتا ہے تو اس سے نماز نہیں ہوگی۔

بغیر عذر عورت کو سر کے بال کاٹنا مکروہ ہے

س...... میرے سر کے بالوں کے سرے پھٹ جاتے ہیں جس سے بال بڑھنا بھی رُک جاتے ہیں اور بال بدنما بھی معلوم ہوتے ہیں، جس کے لئے بالوں کو ان کے سروں پر سے تراشنا پڑتا ہے تاکہ تمام لٹیں برابر رہیں اور پھٹے ہوئے سرے بھی ختم ہوجائیں، کیا بالوں کی حفاظت کے نظریئے سے ان کو کبھی کبھار ہلکا سا تراش لینا جائز ہے؟

ج...... بغیر عذر کے عورت کو سر کے بال کاٹنا مکروہ ہے۔ آپ نے جو عذر لکھا ہے، یہ کافی ہے یا نہیں؟ مجھے اس میں تردّد ہے۔ دیگر اہلِ علم سے دریافت کرلیا جائے۔

خواتین کا نائن سے بال کٹوانا

س...... اکثر کہا جاتا ہے کہ اسلام میں خواتین کا بال کٹوانا جائز نہیں، کیا خواتین کا نائن سے بال کٹوانا جائز ہے؟

ج...... خواتین کو سر کے بال کٹانا مطلقاً ناجائز ہے، خواہ عورت ہی سے کٹائیں، اور اگر کسی نامحرَم سے کٹائیں گی تو دُہرا جرم ہوگا۔

عورتوں کو بال چھوٹے کروانا موجبِ لعنت ہے

س...... آج کل جو عورتیں اپنے سر کے بال فیشن کے طور پر چھوٹے کرواتی یا لڑکوں کی طرح بہت چھوٹے رکھتی ہیں، ان کے لئے اسلام میں کیا حکم عائد ہوتا ہے؟

ج...... حدیث میں ہے: ''اللہ تعالیٰ کی لعنت ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت کرتے ہیں، اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت کرتی ہیں۔'' (مشکوٰۃ شریف ص:۳۸۰، بحوالہ بخاری) یہ حدیث آپ کے سوال کا جواب ہے۔

> ''عن ابن عباس رضی اللہ عنهما قال: قال النبی صلی اللہ علیه وسلم: لعن اللہ المتشبهین من الرجال بالنساء، والمتشبهات من النساء بالرجال.'' (مشکوٰۃ ص:۳۸۰)
>
> ترجمہ:...... ''حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے عورتوں کی مشابہت کرنے والے مردوں پر، اور مردوں کی مشابہت کرنے والی عورتوں پر۔''

عورت کو آڑی مانگ نکالنا

س...... میں نے اکثر بڑی بوڑھی خواتین سے سن رکھا ہے کہ لڑکیوں یا عورتوں کو آڑی مانگ

نکالنا اسلام کی رُو سے جائز نہیں۔ وہ اس لئے کہ جب عورت کا انتقال ہوتا ہے تو اس کے بالوں کی بیچ سے مانگ نکالی جاتی ہے، اور آڑی مانگ نکال نکال کر عادت ہوجاتی ہے اور پھر بیچ کی مانگ نکالنے میں مشکل ہوتی ہے۔ آپ فرمائیے قرآن وحدیث کی روشنی میں کیا یہ بات دُرست ہے؟

ج…… ٹیڑھی مانگ نکالنا اسلام کی تعلیم کے خلاف ہے، مسلمانوں میں اس کا رواج گمراہ قوموں کی تقلید سے ہوا ہے، اس لئے یہ واجب الترک ہے۔

کیا عورتوں کو زیبائش کی اجازت ہے؟

س…… آج کل کاسمیٹک (میک اَپ) پاکستان میں عام ہے اور اس سلسلے میں ہم یورپ سے مقابلہ کرنے کی سعی کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ کروڑوں روپے ہم ان اشیاء کے لئے زرِ مبادلہ کی صورت میں خرچ کرتے ہیں۔ اور اب حال یہ ہے کہ گھریلو بجٹ میں ایک کثیر رقم صرف میک اَپ کے لوازمات کے لئے رکھتے ہیں۔ یہ سب اشیاء یورپین ملکوں سے آتی ہیں، اس میں روغن، چکنائی کا عنصر لازمی جزو ہے، جبکہ یہ ممالک ''سوَر'' کا استعمال آزادانہ کرتے ہیں اور اس میں ہر چیز کو عام اور مخصوص طریقے پر استعمال کرتے ہیں۔ ہمارے پاکستانی بھائی بہن یورپ کی بنی ہوئی اشیاء خصوصاً ''میک اَپ'' بڑے فخر سے استعمال کرتے ہیں، بلکہ اگر یہ کہوں کہ اس کے لئے باقاعدہ ٹائم ٹیبل کے ساتھ ماہرین کی خدمات، جب تک اہلِ خانہ خود اس میں ماہر نہ ہوجائیں، حاصل کرتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ہم لوگ اس احساسِ کمتری میں کیوں مبتلا ہیں؟ اسلام نے خوش پوشی کی تعلیم دی ہے، عورتوں کے لئے بناؤ سنگھار کے لئے ایک خصوصی حد مقرّر کی ہے، خوشبویات مسلمانوں کے لباس کا ایک حصہ ہیں، پھر ایسا کیوں ہے؟ یہ وبا کہاں سے پھوٹتی ہے؟ اور پاکستان میں اس کا منبع یا مارکیٹ کہاں ہے؟ اور پھر ان کے اشتہارات ٹی وی، ریڈیو، سینما گھر پر کیوں ہوتے ہیں؟ اربابِ حکومت اس کا نوٹس کیوں نہیں لیتے؟ ایک طرف اسلامی نظام لانے کی بات ہورہی ہے، دُوسری طرف غیرملکی اشتہارات کی بھرمار ہے۔ اہلِ علم، اہلِ عقل اور دُوسرے اکابرینِ

فہرست

ملت اس پر لکھیں، بات کریں، سمجھیں سمجھائیں اور ہر کوشش کریں، یہ ایک اپیل ہے، خدا کامیاب فرمائے۔

ج......آپ کے جذبات لائقِ قدر ہیں۔ عورتوں کو زیب و زینت کی اجازت ہے مگر اس کا بھی کوئی سلیقہ ہونا چاہئے، مگر ہمارے یہاں زیبائش و آرائش میں جو غلوّ کیا جاتا ہے، یہ لائقِ اصلاح ہے۔ ایک غریب خاندان، غریب معاشرے اور غریب ملک کے لئے یہ چونچلے کسی طرح بھی زیب نہیں دیتے، جتنا زرِ مبادلہ ان لغویات پر صَرف کیا جاتا ہے اس کو ملک کی فلاح و بہبود اور ترقی پر خرچ کیا جاسکتا ہے، لیکن مشکل یہ ہے کہ مسلمانوں میں دِین تو کمزور ہوا ہی تھا، عقل و تدبیر کی کمزوری بھی بہت بڑھ گئی ہے، اجتماعی سوچ تو بالکل ہی مفقود ہوگئی، یہی وجہ ہے کہ ہر جگہ مار کھاتے ہیں۔

لڑکیوں کے بڑے ناخن

س......لڑکیوں کو ناخن لمبے کرنا جائز ہے یا نہیں؟

ج......شرعی حکم یہ ہے کہ ہر ہفتے، نہیں تو پندرھویں دن ناخن اُتار دے، اگر چالیس روز گزر گئے اور ناخن نہیں اُتارے تو گناہ ہوا۔ یہ ہی حکم ان بالوں کا ہے جن کو صاف کیا جاتا ہے، اس حکم میں مرد اور عورت دونوں برابر ہیں۔

عورتوں کے لئے بلیچ کریم کا استعمال جائز ہے

س......سوال یہ ہے کہ عورتوں کے منہ پر کالے بال ہوتے ہیں، جس سے منہ کالا لگتا ہے، اور ایسا لگتا ہے جیسے مونچھیں نکلی ہوئی ہوں، اس کے لئے ایک کریم آتی ہے جس کو لگانے سے بال جلد کی رنگت جیسے ہوجاتے ہیں اور لگتا نہیں ہے کہ چہرے پر بال ہوں۔ اس کو ''بلیچ'' کرنا کہتے ہیں، تو کیا اس طرح بال کے رنگ کو بدلنے سے گناہ ہوتا ہے؟ اگر چہرہ سفید ہو اور بال کالے ہوں تو چہرہ بُرا لگتا ہے، اس لئے لڑکیاں اور عورتیں بلیچ کرتی ہیں، تو کیا یہ کرنا گناہ ہے؟

ج......عورتوں کے لئے چہرے کے بال نوچ کر صاف کرنا یا ان کی حیثیت تبدیل کرنا جائز ہے۔

بال صفا پاوٴڈر مردوں کو استعمال کرنا

س…… غیرضروری بالوں کو دُور کرنے والا پاوٴڈر جو ہے، آیا یہ صرف خواتین استعمال کریں یا کہ اس کو مرد حضرات بھی زیرِ استعمال لاسکتے ہیں؟

ج…… مردوں کے لئے اس کا استعمال مکروہ اور نامناسب ہے۔

بغل اور دُوسرے زائد بال کتنے عرصے بعد صاف کریں؟

س…… مولانا صاحب! بغل اور دُوسرے غیرضروری بال کتنے عرصے بعد صاف کرنے چاہئیں؟ نیز مرد حضرات کے لئے بال صفا پاوٴڈر اور خواتین کے لئے بلیڈ کا استعمال کیسا ہے؟

ج…… غیرضروری بال ہر ہفتے صاف کرنا سنت ہے، چالیس دن تک چھوڑنا جائز ہے، اس کے بعد گناہ ہے۔ مرد حضرات بال صفا استعمال کرسکتے ہیں، اور عورتیں بلیڈ استعمال کرسکتی ہیں۔

مرد کے سر کے بال کتنے لمبے ہونے چاہئیں؟

س…… مرد کے سر کے بال کتنے لمبے ہونے چاہئیں؟ زلفوں کے نام پر عورتوں کی طرح لمبے لمبے بال رکھنے کی اجازت ہے یا نہیں؟

ج…… آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کانوں کی لَو تک ہوتے تھے، اگر اصلاح بنوانے میں تأخیر ہوجاتی تو اس سے نیچے بھی ہوجاتے تھے، یہ مردوں کے لئے سنت ہے، لیکن اس طرح بڑھانا کہ عورتوں سے مشابہت ہوجائے، یہ جائز نہیں۔

عطر اور سرمہ لگانے کا مسنون طریقہ

س…… عطر لگانے، سرمہ لگانے کا سنت طریقہ معلوم کرنا ہے، اور روٹی کھانے کے وقت چار ٹکڑے کرکے کھانا چاہئے یا بغیر ٹکڑے کئے ہوئے کھانا چاہئے؟ نیز یہ کہ کون سی ایسی کتاب ہے جس میں مکمل سنتیں درج ہیں؟

ج…… عطر لگانے کا کوئی خاص طریقہ مسنون نہیں، البتہ دائیں جانب سے ابتدا کرنا سنت

ہے۔سرمہ لگانے میں معمول مبارک یہ تھا کہ دائیں آنکھ میں ایک سلائی، پھر بائیں میں، پھر دائیں میں، اس طرح دائیں آنکھ سے شروع کرتے اور دائیں پر ہی ختم کرتے۔

روٹی کے چار ٹکڑے کرنے کی سنت میرے علم میں نہیں۔ ''اُسوۂ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم'' حضرت ڈاکٹر عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ کی تألیف ہے، اس کا مطالعہ مفید ہوگا۔ اسی طرح ''خصائلِ نبوی شرح شمائل ترمذی'' حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب نوّر اللہ مرقدہٗ کی تألیف ہے، اس کا مطالعہ بھی باعثِ برکت ہوگا۔

نیل پالش لگی ہونے سے غسل اور وضو نہیں ہوتا

س…… آج کل خواتین خصوصاً وہ خواتین جو اس دور میں تھوڑی سی یہ کوشش کرتی ہیں کہ دُنیا والوں کے ساتھ چل سکیں، تھوڑا بہت فیشن کرلیتی ہیں، مثلاً: نیل پالش وغیرہ لگالیتی ہیں۔ آپ سے پوچھنا یہ ہے کہ نیل پالش لگانے سے وضو ہوجاتا ہے؟ نماز اس سے ادا کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ یا وضو کے بعد نیل پالش لگاکر نماز ادا کی جاسکتی ہے؟ کیونکہ سنا یہ ہے کہ نیل پالش لگانے سے وضو نہیں ہوتا، جب وضو نہیں ہوگا تو انسان پاک کیسے ہوسکتا ہے؟ لہٰذا اس سوال کا جواب مہربانی فرماکر دیجئے کیونکہ بہت دنوں سے مجھے یہ اُلجھن رہنے لگی ہے کہ نیل پالش لگاکر نماز ادا نہیں کی جاسکتی، یا اس کی وجہ سے انسان ناپاک ہوجاتا ہے تو وہ کیا وجوہات ہیں کہ جس کی وجہ سے انسان ناپاک ہوجاتا ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں۔

ج…… وضو میں جن اعضاء کا دھونا ضروری ہے، اگر ان پر ایسی چیز لگی ہوئی ہو جو پانی کو جسم کی کھال تک پہنچنے سے روکے، تو وضو نہیں ہوتا، یہی حکم غسل کا ہے۔ نیل پالش لگی ہوئی ہو تو پانی ناخن تک نہیں پہنچ سکتا۔ اس لئے نیل پالش لگی ہوئی ہونے کی صورت میں وضو اور غسل نہیں ہوتا۔ عورتیں فیشن کے طور پر نیل پالش اور سرخی لگاتی ہیں، حالانکہ ان چیزوں سے عورت کے حسن وزیبائش میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا، بلکہ ذوقِ سلیم کو یہ چیزیں بدمذاقی معلوم ہوتی ہیں، اور جب ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا نام لینے کی توفیق بھی سلب ہوجائے تو ان کا استعمال

کسی سلیم الفطرت مسلمان کو کب گوارا ہوسکتا ہے؟ عورتوں کو زیب و زینت کی اجازت ہے مگر اس کا بھی کوئی سلیقہ ہونا چاہئے، یہ تو نہیں کہ جس چیز کا بھی فیشن چل نکلے آدمی اس کو کرنے بیٹھ جائے...!

کیا سرمہ آنکھوں کے لئے نقصان دہ ہے؟

س...... ہم نے بزرگوں سے سنا ہے کہ آنکھوں میں سرمہ لگانا سنت ہے، جبکہ ٹی وی کے ایک پروگرام میں ایک ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ: ''علمِ طب میں سرمہ لگانا نقصان دہ ہے۔'' اگر یہ واقعی سچ ہے اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بھی سرمہ لگانا اچھی بات ہے اور وہ واقعی سنت ہے، تو پھر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل کیسے نقصان دہ ہوسکتا ہے؟ برائے مہربانی اس بارے میں بھی بتائیں۔

ج...... سرمہ لگانا بلاشبہ سنت ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی نئی تحقیق تجربے کی روشنی میں غلط ہے، کاش! ڈاکٹر صاحب لوگوں کو بتائیں کہ ٹی وی کی شعاعیں آنکھوں کے لئے کس قدر نقصان دہ ہیں۔

عورتوں کا کان، ناک چھدوانا

س...... قرآن وسنت کی روشنی میں بتایئے کہ لڑکیوں کے کان، ناک چھدوانے کی رسم کہاں تک ثابت ہے؟ یا یہ محض ایک رسم ہے؟

ج...... خواتین کو بالیاں وغیرہ پہننا جائز ہے، اور اس ضرورت کے لئے کان، ناک چھدوانا بھی جائز ہے۔

کیا جوان مرد کا ختنہ کروانا ضروری ہے؟

س...... اگر کسی مسلمان بچے کا ختنہ کسی بنا پر (جو وہ خود ہی جانتے ہوں) والدین نے نہ کرایا تو کس کو گناہ ہوگا؟ ۱- ختنے کے لئے کیا کرنا پڑے گا؟ ۲- کیا وہ مسلمان ہوگا یا نہیں؟ یعنی کہ عام مسلمان کی طرح۔

ج……ختنہ کرنا صحیح قول کے مطابق سنت اور شعارِ اسلام ہے، اگر والدین نے بچپن ہی میں نہیں کرایا تو والدین کا یہ تساہل لائقِ ملامت ہے، مگر خود اس شخص پر ملامت نہیں۔ جوان ہونے کے بعد بھی اگر یہ شخص تحمل رکھتا ہے تو اس کو کرالینا چاہئے، اور اگر تحمل نہیں تو خیر معاف ہے۔ اور آج کل تو سرجری نے اتنی ترقی کرلی ہے کہ ختنے کے ناقابلِ تحمل ہونے کا سوال ہی نہیں۔ باقی ختنہ نہ ہونے کے باوجود بھی یہ شخص مسلمان ہے، جبکہ یہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اَحکام کو دِل و جان سے مانتا ہے۔

کیا بچے کے پیدائشی بال اُتارنا ضروری ہیں؟

س……سنا ہے کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے جسم کو پاک کیا جاتا ہے، اور سننے میں آیا ہے کہ اس کے بال بھی جب تک پورے سر سے صاف نہ کردیں بالوں میں غلاظت رہ جاتی ہے، جس کی وجہ سے اس کے بالوں کو ہاتھ لگانے سے ہاتھ ناپاک ہوجاتا ہے، جسے پھر دھونا ضروری ہوجاتا ہے، تو کیا یہ بات صحیح ہے؟ اور اگر کسی بچی (عورت) کے بال بچپن میں نہ صاف ہوئے ہوں اور وہ لڑکی ۵-۶ سال کی ہوجائے، یہ ایسی عمر ہے جس میں بالوں سے گنجا کرنا بُرا مانا جاتا ہے، تو پھر ایسی صورت میں کیا کرنا چاہئے؟

ج…… پیدائش کے بعد بچے کو نہلایا جاتا ہے، اس نہلانے سے اس کے بال بھی پاک ہوجاتے ہیں، البتہ پیدائشی بال اُتار دینا سنت ہے۔

جسم پر گودنا شرعاً کیسا ہے؟

س……موجودہ دور میں یہ ایک طریقہ معاشرے میں رائج ہوا ہے کہ لوگ مصنوعی مشین سے ہاتھوں پر نام لکھتے ہیں یا کسی درندے یا درخت کی تصویر بناتے ہیں، کیا اس پر کچھ گناہ بھی ملتا ہے؟ اور اس کے ساتھ وضو ہوسکتا ہے کہ نہیں؟

ج……بدن گودنے کی حدیث میں ممانعت آئی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر لعنت فرمائی ہے۔

”ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعن الواشمة والمستوشمة.“ (صحیح بخاری ج:۲ ص:۸۷۹)

ترجمہ:......''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسم گودنے والی اور جسم گدوانے والی پر لعنت فرمائی ہے۔''

عورت کو مردوں والا رُوپ بنانا

س...... ہمارے خاندان میں ایک عورت ہے، جس نے بچپن سے مردانہ چال ڈھال اختیار کی ہے، مردانہ لباس پہنتی ہے، مردوں جیسے بال رکھتی ہے، الغرض خود کو مرد کہتی ہے اور اگر خاندان کا کوئی مرد اس کو عورت کہتا ہے تو جھگڑا کرتی ہے، اس کے علاوہ یہ عورت روزے اور نماز سخت پابندی سے ادا کرتی ہے، اور خود کو لوگوں کے سامنے ایک دِین دار اور صحیح مرد پیش کرتی ہے، اور حقیقت میں وہ دِین دار بھی ہے۔ آپ مجھے بتائیں کہ کیا شریعت کی رُو سے یہ جائز ہے؟ اس عورت کی عمر اَب چالیس سال کے برابر ہوگی۔

ج...... عورت کو مرد کی اور مرد کو عورت کی مشابہت حرام ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر لعنت فرمائی ہے، حدیث میں ہے:

''عن ابن عباس رضی اللہ عنهما قال: لعن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم المتشبهین من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال.''

(صحیح بخاری ج:۲ ص:۸۷۴)

ترجمہ:......''حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے مشابہت کرنے والے مردوں پر لعنت فرمائی اور مردوں سے مشابہت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔''

بھنوؤں کے بال بڑھ جائیں تو کٹوانا جائز ہے، اُکھیڑنا جائز نہیں

س...... بھنوؤں کے بال بڑھ جانے پر یا بے زیب ہونے پر کٹوائے یا موچنے سے اُکھیڑے جاسکتے ہیں یا نہیں؟

ج…… بال بڑھ جائیں تو ان کو کٹوانا تو جائز ہے، مگر موچنے سے اُکھیڑنا دُرست نہیں۔

سیاہ خضاب اس نیت سے لگانا کہ لوگ اسے جوان سمجھیں

س…… میں نے حجۃ الاسلام اِمام محمد غزالیؒ کی تصنیف ''کیمیائے سعادت'' کے مطالعے کے دوران پڑھا ہے کہ مرد حضرات کا داڑھی کو خضاب اس نیت سے لگانا کہ لوگ انہیں جوان سمجھیں، بہت سخت گناہ ہے، اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص داڑھی کو خضاب لگاتا ہے کہ جوان نظر آئے، اس کو جنت کی خوشبو تک نصیب نہیں ہوگی۔ اور یہ بھی روایت ہے کہ پہلے پہل داڑھی میں خضاب فرعون نے لگایا تھا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے سفید بالوں کی بزرگی دی ہے یہ لوگ اسے چھپاتے ہیں۔ آپ مہربانی فرماکر تفصیل سے بیان فرمائیں قرآن وسنت کی روشنی میں، کیونکہ میرے کچھ بزرگ ایسا کرتے ہیں اور میں ان کی بزرگی کے باعث ان کو منع نہیں کرسکتا، مبادا وہ اس کو اپنی شان میں گستاخی سمجھیں۔ ویسے بھی یہ وبا عام ہوگئی ہے، میں نے یہ بھی پڑھا ہے کہ دُشمن کو مرعوب کرنے کی غرض سے داڑھی میں مہندی لگانے کی اجازت ہے، کیونکہ جنگِ اُحد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے کا حکم فرمایا تھا، مگر خضاب لگانا بہت سخت گناہ ہے۔

ج…… اِمام حجۃ الاسلام غزالیؒ نے جو مسئلہ لکھا ہے، وہ صحیح ہے، سیاہ خضاب کرنا اکثر علماء کے نزدیک ناجائز ہے اور احادیث میں اس کی ممانعت آئی ہے۔

''عن ابن عباس رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: یکون قوم فی آخر الزمان یخضبون بھٰذا السواد کحواصل الحمام لا یجدون رائحۃ الجنۃ.''
(ابوداؤد ج:۲ ص:۲۲۶)

ترجمہ:…… ''حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آخری زمانے میں لوگ اس سیاہی سے خضاب لگائیں گے، ان کی مثال کبوتر کے پوٹے کی طرح ہے، وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پائیں گے۔''

سر کے بال گوندھنے کا شرعی ثبوت

س…… ۲۵/جولائی تا ۳۱/جولائی کے اخبارِ جہاں ”کتاب وسنت کی روشنی میں“، ”عورت کے کھلے سر کے بال“ پڑھا، اس دن سے ہم عجیب شش و پنج میں مبتلا ہیں، کیونکہ ہم تو بچپن سے یہ سنتے آرہے ہیں کہ بال باندھ کر رکھنا چاہئیں اور ۸/تاریخ کے ”آپ کے مسائل اور ان کا حل“ میں بھی آپ نے عالیہ امیر کے سوال کے جواب میں صرف یہ لکھا ہے کہ دو چوٹیوں کا فیشن بُرا ہے، آپ نے یہ نہیں لکھا کہ چوٹی باندھنا ہی بُرا ہے، کیونکہ اس مراسلے سے تو ہم یہ بھی مطلب اخذ کرسکتے ہیں کہ چوٹی باندھنا ہی بُرا ہے، وہ کچھ یوں تھا:

”جو احادیث شریف ذیل میں تحریر کر رہی ہوں، ان کی رُو سے عورت کو چٹیا، گت، جوڑا یا چونڈا رکھنے کی شرعاً اجازت نہیں۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بالوں کو جوڑنے والے اور جوڑنے والی پر لعنت کی ہے۔ احادیث شریف یہ ہیں: نمبر۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷ (منقول از جلد سوم صحیح بخاری شریف)۔

آج کل بالوں کا جو فیشن ہے، کیا وہ شرعی حیثیت رکھتا ہے؟ ان احادیث شریف کی رُو سے عورت کے بال کھلے ہوئے، کمر اور شانوں پر پڑے ہونے چاہئیں۔ حافظ صاحب یہ مسئلہ بہت اہم ہے، آپ وضاحت کرکے شکوک رفع کریں۔“ حافظ صاحب کا جواب یہ تھا: ”آپ نے کافی وضاحت کردی ہے، اب ہماری وضاحت کی ضرورت نہیں۔“

اب ہماری گزارش یہ ہے کہ آپ ذرا وضاحت سے جواب دیں کیونکہ اس جواب سے ہماری تشفی نہیں ہوئی ہے۔ ویسے ہم نے اس پر عمل شروع کردیا ہے، مگر پھر بھی ہمارے گھروں میں زیادہ تر خواتین بال باندھ کر ہی رکھتی ہیں تو یہ بال باندھنے کا فیشن کہاں سے مسلمانوں میں آگیا؟ کیونکہ اس لحاظ سے تو ہم ایک طرح سے گناہ میں مبتلا ہیں، کیونکہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے ایسے لوگوں پر۔ آپ ہماری رہنمائی فرمائیں اور مسلمان خواتین کو سیدھا راستہ دِکھائیں۔

ج…… عورتوں کے سر کے بال گوندھنا نہ صرف جائز بلکہ اُمہات المؤمنین اور صحابیات رضی

اللہ عنہن کی سنت ہے۔ صحیح مسلم (ج:۱ ص:۱۴۹) میں اُمّ المؤمنین اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے:

''عن أمّ سلَمة رضی الله عنها قالت: يا رسول الله! انی امرأة أشد ضفر رأسی أفأنقضه لغسل الجنابة؟ قال: لا! انما يكفيک ان تحثی علٰی رأسک ثلاث حثيات ثم تفيضين عليک الماء فتطهرين.'' (صحیح مسلم ج:۱ ص:۱۴۹)

ترجمہ:...... ''حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ: میں سر کے بال گوندھتی ہوں، کیا غسلِ جنابت کے لئے مجھے سر کے بال کھولنے چاہئیں؟ فرمایا: نہیں! بس اتنا ہی کافی ہے کہ سر پر تین چلو پانی ڈال لیا کرو (جن سے بالوں کی جڑیں بھیگ جائیں)، پھر پورے بدن پر پانی بہالیا کرو۔''

صحیح بخاری اور دیگر کتبِ حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم فرمایا تھا: سر کے بال کھول لو اور کنگھی کرلو۔

''عن عبيد بن عمير قال: بلغ عائشة أن عبدالله بن عمر يأمر النساء اذا اغتسلن أن ينقضن رؤسهن، فقالت: يا عجبًا لابن عمر! هٰذا يأمر النساء اذا اغتسلن.'' (صحیح مسلم ج:۱ ص:۱۵۰)

ترجمہ:...... ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ انہیں یہ خبر پہنچی کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عورتوں کو حکم دیتے ہیں کہ وہ غسل کے لئے اپنے گندھے ہوئے بال کھول لیا کریں، اس پر اعتراض کرتے ہوئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ابنِ

عمر پر تعجب ہے! وہ عورتوں کو غسل کے لئے بال کھولنے کا حکم دیتے ہیں، یہی کیوں نہیں کہہ دیتے کہ وہ سر کے بال مونڈ لیں۔“

ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اُمہات المؤمنینؓ اور صحابیاتؓ کے سر گندھے ہوئے ہوتے تھے۔ ”اخبارِ جہاں“ کی مراسلہ نگار نے جن احادیث کا حوالہ دیا ہے، ان کا زیرِ بحث مسئلے سے کوئی تعلق نہیں، وہ ایک دُوسرے مسئلے سے متعلق ہیں، جاہلیت کے زمانے میں دستور تھا کہ جن عورتوں کے سر کے بال کم ہوتے وہ اُوپر سے بال جوڑ لیتی تھیں، تاکہ ان کے بال زیادہ ہوجائیں اور بعض عورتیں بال جوڑنے کے اس فن میں مہارت رکھتی تھیں، ایسی عورتوں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے جو سر کے بال زیادہ کرنے کے لئے اوپرے بال جڑوائیں یا جوڑیں۔

کیا نومسلم کا ختنہ ضروری ہے؟

س…… ایک آدمی جس کی عمر تقریباً ۵۰ سال ہے، پہلے وہ عیسائی تھا، اب وہ اللہ کے فضل و کرم سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگیا ہے، چونکہ وہ پہلے غیر مسلم تھا اس نے ختنہ نہیں کروایا، اب وہ مسلمان ہے، اب اس کے لئے ختنہ کروانا ضروری ہے یا کہ نہیں؟

ج…… ختنے کا حکم تو بڑی عمر کے شخص کے لئے بھی ہے، شرط یہ ہے کہ وہ اس کا متحمل ہو، اگر اس کا متحمل نہ ہو تو چھوڑ دیا جائے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ختنے کا حکم کب ہوا؟

س…… مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ کی ایک کتاب کا مطالعہ کرنے کا اتفاق ہوا، مولاناؒ نے لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ختنہ ننانوے سال کی عمر میں ہوئی، تو پھر انہوں نے اپنی اولاد کو اس امر کا حکم فرمایا۔ آیا اس سے پہلے یہ حکم تھا کہ نہیں؟ بہرحال اب آپ برائے مہربانی ذرا وضاحت سے اس مسئلے کو بیان فرمائیں۔

ج…… جب سب سے پہلے یہ حکم حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہوا، تو ظاہر ہے کہ اس سے پہلے حکم نہیں ہوگا، آپ کو اس میں کیا اِشکال ہے…؟

فہرست

لباس

لباس کے شرعی اَحکام

س…… مردوں اور عورتوں کے لئے بالوں کی تراش خراش میں کوئی پابندی ہے؟ اسی طرح ان کے لباس کے متعلق کیا کوئی خصوصی ہدایات شریعت نے دی ہیں؟

ج…… سر کے بالوں کے لئے کسی خاص وضع یا تراش کی پابندی شریعت نے نہیں لگائی، البتہ کچھ حدود ایسی ضرور مقرّر کی ہیں کہ ان کے خلاف کرنا ممنوع ہے، ان حدود میں رہتے ہوئے آدمی جو وضع چاہے اختیار کرسکتا ہے، وہ حدود یہ ہیں:

۱- اگر بال منڈوائیں تو پورے سر کے منڈوائیں کچھ حصے کے منڈوانا اور کچھ کے نہ منڈوانا ممنوع ہے۔

۲- بالوں کی وضع میں کافروں اور فاسقوں کی نقالی اور مشابہت اختیار نہ کی جائے۔

۳- مرد، عورتوں کی وضع کے اور عورتیں مردوں کی وضع کے بال نہ رکھیں۔

۴- بال بڑے رکھے ہوں تو ان کو صاف ستھرا رکھیں، تیل لگایا کریں اور حسبِ ضرورت کنگھا بھی کیا کریں، بال بکھرے ہوئے نہ ہوں، مگر بالوں کو ایسا مشغلہ بھی نہ بنائیں کہ وہ تکلف اور تصنع میں داخل ہوجائے۔

۵- ننگے سر نہ پھریں۔

۶- سفید بالوں پر سیاہ خضاب کرنا ممنوع ہے، کسی اور رنگ کا خضاب کرسکتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عام معمول بال رکھنے کا تھا، کبھی کانوں کے نصف تک ہوتے تھے، کبھی کانوں کی لَو تک، اور کبھی کاندھوں تک۔

لباس کے متعلق بھی اُصول تو وہی ہے جو بالوں کے بارے میں بیان ہوا کہ کسی خاص تراش یا وضع کی پابندی شریعت نے نہیں لگائی، البتہ کچھ حدود اس کی بھی مقرّر کی ہیں، ان سے تجاوز نہ ہونا چاہئے، وہ حدود یہ ہیں:

۱- مرد شلوار، تہبند اور پائجامہ وغیرہ اتنا نیچا نہ پہنیں کہ ٹخنے یا ٹخنوں کا کچھ حصہ اس میں چھپ جائے۔

۲- لباس اتنا چھوٹا، باریک یا چست نہ ہو کہ وہ اعضاء ظاہر ہوجائیں جن کا چھپانا واجب ہے۔

۳- لباس میں کافروں اور فاسقوں کی نقالی اور مشابہت اختیار نہ کریں۔

۴- مرد زنانہ لباس اور عورتیں مردانہ لباس نہ پہنیں۔

۵- اپنی مالی استطاعت سے زیادہ قیمت کے لباس کا اہتمام نہ کریں۔

۶- مال دار شخص اتنا گھٹیا لباس نہ پہنے کہ دیکھنے والے اسے مفلس سمجھیں۔

۷- فخر ونمائش اور تکلف سے اجتناب کریں۔

۸- لباس صاف ستھرا ہونا چاہئے، مردوں کے لئے سفید لباس زیادہ پسند کیا گیا ہے۔

۹- مردوں کو اصلی ریشم کا لباس پہننا حرام ہے۔

۱۰- خالص سرخ لباس پہننا مردوں کے لئے مکروہ ہے، کسی اور رنگ کی آمیزش ہو، یا دھاری دار ہو تو مضائقہ نہیں، واللہ اعلم!

پگڑی کی شرعی حیثیت اور اس کی لمبائی اور رنگ

س…… ایک شخص سنت کی وجہ سے پگڑی باندھتا ہے، مگر گھر والے اور دوست سب بُرا منائیں اور تنگ کریں تو وہ کیا کرے؟ نیز یہ بھی بتائیں کہ اس کی موجودہ پیمائش کیا ہے؟

ج…… پگڑی باندھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، اس کو بُرا سمجھنا بہت ہی غلط بات ہے، باندھے تو ثواب ہے، نہ باندھے تو گناہ نہیں۔ کہا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دستار مبارک دو طرح کی تھیں، ایک چھوٹی اور ایک بڑی۔ چھوٹی تقریباً تین گز کی

فہرست

اور بڑی تقریباً پانچ گز کی۔ لیکن کسی روایت میں دستار کی لمبائی منقول نہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفید لباس کو پسند فرماتے تھے، اس لئے سفید عمامہ بھی پسندیدہ ہے، اور سفر کے دوران سیاہ عمامہ بھی استعمال فرمایا۔

عمامہ سنتِ نبوی اور اس کی ترغیب

س...... دِل چاہتا ہے کہ دِینی مدارس میں ہر طالبِ علم پر یہ پابندی ہو کہ سر پر عمامہ باندھنا ان کے لئے لازمی ہو۔ آقائے دو عالم سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارک ہے اور دِینی مدارس کے طالبِ علم بھی اس کی پابندی کرسکتے ہیں۔ نظروں کے لئے بہت ہی خوشگوار منظر ہوگا کہ ہر جماعت میں، ہر درس میں بیٹھے ہوئے، ہر طالبِ علم کے سر پر تاج مبارک رکھا ہوا ہو، نماز میں بھی سیکڑوں حضرات مولا کے حضور اس تاج کے ساتھ کھڑے ہوں۔ اُمید ہے کہ جب یہ طالبِ علم اپنے کسی کام سے بازاروں میں سر پر یہ تاج مبارک رکھے ہوئے اِدھر اُدھر جائیں گے تو آقائے دو عالم سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ کے صدقے رَبِّ کریم کی ہزاروں رحمتیں شہر کی گلی گلی برسیں گی۔ رَبِّ کریم کو تو اپنے حبیب کی ہر ادا پر پیار آتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بعید نہیں کہ ایک سنت کے صدقے ہماری ہدایت و نجات کا فیصلہ فرمادیں۔

ج...... ماشاء اللہ! بہت مبارک تحریک ہے، مدارسِ عربیہ کے طلبہ کو اس کی پُرزور ترغیب دی جانی چاہئے اور صرف طلبہ ہی نہیں بلکہ تمام مسلمانوں کو بھی چاہئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سنت مبارکہ کو زندہ کریں اور عمامہ سنت کی نیت سے سر پر باندھا کریں۔

ٹوپی پہننا اور عمامہ باندھنا

س...... کیا ٹوپی پہننا اور پگڑی پہننا سنت ہے؟

ج...... ٹوپی اور دستار دونوں سنت ہیں۔

مردوں کا سر پر ٹوپی رکھنا

س...... عورتوں کو سر پر دوپٹہ رکھنے کی تاکید ہے، تو کیا مردوں کو نماز کے علاوہ بھی سر پر ٹوپی

رکھنا ضروری ہے؟ اس کا جواب بھی تفصیل سے عنایت فرمائیں۔

ج……گھر اگر آدمی ننگے سر رہے تو کوئی حرج نہیں، لیکن مردوں کا کھلے سر بازاروں میں پھرنا خلافِ ادب ہے، اور فقہاء ایسے لوگوں کی شہادت قبول نہیں فرماتے۔ آج کل جو مردوں کے ننگے سر بازاروں اور دفتروں میں جانے کا رواج چل نکلا ہے، یہ فرنگی تقلید ہے، اچھے اچھے دِین دار لوگ بھی ننگے سر رہنے کے عادی ہوگئے ہیں، اِنَّا لِلهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔

عورتوں کو مختلف رنگوں کے کپڑے پہننا جائز ہے

س…… ہمارے بزرگ چند رنگوں کے کپڑے، چوڑیاں (مثلاً: کالے، نیلے رنگ) پہننے سے منع کرتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ فلاں رنگ کے کپڑے پہننے سے مصیبت آجاتی ہے، یہ کہاں تک دُرست ہے؟

ج……مختلف رنگ کی چوڑیاں اور کپڑے پہننا جائز ہے، اور یہ خیال کہ فلاں رنگ سے مصیبت آئے گی محض توہم پرستی ہے، رنگوں سے کچھ نہیں ہوتا، اعمال سے انسان اللہ کی نظر میں مقبول یا مردود ہوتا ہے، اور اس کے بُرے اعمال سے مصیبتیں نازل ہوتی ہیں۔

عورتوں کی شلوار ٹخنوں سے نیچے تک ہونی چاہئے

س……آپ نے فرمایا تھا کہ: ٹخنوں تک شلوار ہونی چاہئے، تو یہ حکم عورتوں کے لئے بھی ہے یا صرف مردوں کے لئے مخصوص ہے؟ اور ہر وقت یا صرف نماز تک کے لئے ہے؟

ج……نہیں! یہ مردوں کا حکم ہے۔ عورتوں کی شلوار ٹخنوں سے نیچے تک ہونی چاہئے۔

شلوار، پائجامہ اور تہبند ٹخنوں سے نیچے لٹکانا گناہ کیوں؟

س……ایک مولانا نے اِزار کو ٹخنوں سے نیچے لٹکنے کو ذُنوبِ کبائر میں شمار فرمایا ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ اس پر کافی احادیث دال ہیں اور ان احادیث کے بعد ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث جو بخاری شریف میں ہی ہے، اس سے بھی معلوم ہوا کہ یہ بوجہ خیلاء حرام ہے، ویسے مکروہ بدوں قصد معاف ہے۔ فتاویٰ عزیزی میں ہے کہ یہ مکروہ ہے کہ مرد پائجامہ اور لنگی اور اِزار ٹخنے کے نیچے تک پہنچے۔

فہرست

ج……شلوار، پائجامہ یا تہبند ٹخنوں سے نیچے لٹکانا گناہِ کبیرہ ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں دو اَمر تحقیق طلب ہیں، اوّل یہ کہ کبیرہ گناہ کسے کہتے ہیں؟ دوم یہ کہ زیرِ بحث فعل گناہِ کبیرہ کے ضمن میں آتا ہے یا نہیں؟

اَمرِ اوّل:……مجمع البحار (ج:۴ ص:۳۵۸ طبع جدید حیدرآباد دکن) میں ''نہایہ'' سے گناہِ کبیرہ کی یہ تعریف نقل کی ہے:

''وہ فعل جس کی وجہ سے حد واجب ہوتی ہو، یا جس پر شارع نے خصوصی طور پر وعید سنائی ہو، اور اس میں شک نہیں کہ شرک کے بعد کبیرہ گناہ باعتبار حد کے یا اس وعید کے جو شارع نے ان پر فرمائی ہے، شدّت وضعف میں مختلف ہیں۔''

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جس فعل کا خصوصی طور پر نام لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی دُنیوی سزا یا اُخروی وعید سنائی ہو، مثلاً: فلاں شخص ملعون ہے، یا فلاں شخص پر نظرِ رحمت نہیں ہوگی، یا فلاں شخص جہنم کا مستحق ہے۔ ایسے تمام افعال گناہِ کبیرہ کہلاتے ہیں، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جس طرح نیکی کے درجات مختلف ہیں، اسی طرح کبیرہ گناہوں کے درجات بھی مختلف ہیں، بعض گناہ، کبیرہ گناہوں میں بڑے شمار ہوتے ہیں اور بعض ان سے کم درجے کے۔

امرِ دوم:……کبیرہ گناہ کی تعریف معلوم ہوجانے کے بعد اب یہ دیکھنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شلوار، پائجامہ یا چادر کو ٹخنوں سے نیچے کرنے کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا ہے؟ اس سلسلے میں چند احادیث نقل کرتا ہوں۔

۱:…… ''عن أبی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: لا ینظر اللہ یوم القیامۃ الٰی من جر ازارہ بطرًا. متفق علیہ.'' (مشکوٰۃ ص:۳۷۳)

ترجمہ:……''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن

اس شخص کی طرف نظر بھی نہیں فرمائیں گے جو از راہِ تکبر اپنی چادر گھسیٹتا ہوا چلے۔“

یہی حدیث مجمع الزوائد (ج:۵ ص:۱۲۲، ۱۲۶) میں مندرجہ ذیل صحابہ کرامؓ سے بھی نقل کی گئی ہے: حضرت عائشہ، حضرت جابر، حضرت حسین بن علی، حضرت انس بن مالک، حضرت ھبیب بن مغفل، حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہم۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

”عن أنس رضی الله عنه عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: الازار الٰی نصف الساق أو الی الکعبین لا خیر فی أسفل من ذٰلک. رواه أحمد والطبرانی فی الأوسط ورجال أحمد رجال الصحیح.“

(مجمع الزوائد ج:۵ ص:۱۲۲)

ترجمہ:...... ”حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چادر آدھی پنڈلی تک ہونی چاہئے یا (زیادہ سے زیادہ) ٹخنوں تک، اور جو اس سے نیچے ہو اس میں کوئی خیر نہیں۔“

اور حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کی روایت کے یہ الفاظ ہیں:

”عن عبدالله بن مغفل رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: ازارة المؤمن الٰی نصف الساق ولیس علیه حرج فیما بینه وبین الکعبین وما أسفل من ذٰلک ففی النار.“ (مجمع الزوائد ج:۵ ص:۱۲۶)

ترجمہ:...... ”حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مؤمن کی تہبند آدھی پنڈلی تک ہوتی ہے، اور آدھی پنڈلی سے لے کر ٹخنوں تک

کے درمیان درمیان رہے تب بھی اس پر کوئی حرج نہیں، اور جو اس سے نیچے ہو وہ دوزخ میں ہے۔“

۲:...... ”عن أبی هریرة رضی الله عنه أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: لا ینظر الله یوم القیامة الٰی من جر ازارهٗ بطرًا.“ (صحیح بخاری ج:۲ ص:۸۶۱)

ترجمہ:...... ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس شخص کی طرف نظر بھی نہیں فرمائیں گے جو ازراہ تکبر اپنی چادر گھسیٹتا ہوا چلے۔“ (صحیح بخاری و مسلم، مشکوٰۃ ص:۳۷۳)

۳:...... ”عن عبدالله بن عمر رضی الله عنهما أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: ان الذی یجر ثیابه من الخیلاء لا ینظر الله الیه یوم القیامة.“ (مسلم ج:۲ ص:۱۹۴)

ترجمہ:...... ”حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص از راہِ تکبر اپنے کپڑے کو کھینچتا ہوا چلے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر نہیں فرمائیں گے۔“ (حوالہ بالا)

۴:...... ”عن أبی سعید الخدری رضی الله عنه قال: سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: ازارة المؤمن الٰی انصاف ساقیه، لا جناح علیه فیما بینه وبین الکعبین، وما أسفل من ذٰلک ففی النار، قال ذٰلک ثلاث مرات، ولا ینظر الله یوم القیامة الٰی من جر ازاره بطرًا. رواه ابوداؤد وابن ماجة.“ (مشکوٰۃ ص:۳۷۴)

ترجمہ:...... ”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا ہے کہ: مؤمن کی لنگی آدھی پنڈلیوں تک ہوتی ہے، اور آدھی پنڈلی سے ٹخنوں تک کے درمیان رہے تو اس پر کوئی گناہ نہیں، اور جو اس سے نیچے ہو وہ دوزخ میں ہے- یہ بات تین بار فرمائی -اور اللہ تعالیٰ نظر نہیں فرمائیں گے قیامت کے دن اس شخص کی طرف جو اَز راہِ تکبر اپنی چادر گھسیٹ کر چلتا ہو۔“

(مؤطا اِمام مالک ص:۳۶۷، ابوداوٗد، ابنِ ماجہ، مشکوٰۃ ص:۳۷۴)

۵:......”عن ابن مسعود رضی الله عنه قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: من اسبل ازاره فی صلاته خیلاء فلیس من الله جل ذکره فی حل وحرام.“ (ابوداوٗد ج:۱ ص:۹۳)

ترجمہ:......”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا ہے کہ: جو شخص اَز راہِ تکبر نماز میں اپنی چادر ٹخنوں سے نیچے رکھے، اسے اللہ تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں، نہ حلال میں، نہ حرام میں۔“ (ابوداوٗد ج:۱ ص:۹۳)

۶:......”عن عطاء بن یسار عن بعض أصحاب النبی صلی الله علیه وسلم قال: بینما رجل یصلی وهو مسبل ازاره قال له رسول الله صلی الله علیه وسلم: اذهب فتوضأ، قال: فذهب فتوضأ ثم جاء، فقال له رسول الله صلی الله علیه وسلم: اذهب فتوضأ، ثم جاء، فقال: یا رسول الله! امرتُه یتوضأ ثم سکت عنه، فقال: انه کان یصلی وهو مسبل ازاره وان الله تبارک وتعالیٰ لا یقبل

صلوة عبد مسبل ازاره.“ (مجمع الزوائد ج:۵ ص:۱۲۵)

ترجمہ:...... ”حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ: ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا اور اس کی چادر ٹخنوں سے نیچے تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: جاؤ وضو کر کے آؤ! وہ وضو کر کے آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: جاؤ وضو کر کے آؤ! وہ پھر وضو کر کے آیا، کسی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ نے اس کو وضو کرنے کا کیوں حکم فرمایا؟ فرمایا: یہ شخص اپنی چادر ٹخنوں سے نیچے کئے نماز پڑھ رہا تھا، اور اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی نماز قبول نہیں فرماتے جس کی چادر ٹخنوں سے نیچے ہو۔“

۷:...... ”عن ابن عباس رضی الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كل شيء جاوز الكعبين من الازار فى النار.“ (مجمع الزوائد ج:۵ ص:۱۲۴)

ترجمہ:...... ”حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر وہ اِزار جو ٹخنوں سے تجاوز کر جائے وہ دوزخ میں ہے۔“

۸:...... ”عن أبى ذر رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: ثلاثة لا يكلمهم الله يوم القيامة ولا ينظر اليهم ولا يزكيهم ولهم عذاب اليم، قال أبو ذر: خابوا وخسروا، من هم يا رسول الله؟ قال: المسبل والمنان والمنفق سلعته بالحلف الكاذب. رواه مسلم.“ (مشکوٰة ص:۲۴۴)

ترجمہ:...... ”حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین آدمی ایسے ہیں

کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان سے کلام نہیں کریں گے، نہ ان کی طرف نظر فرمائیں گے، نہ ان کو پاک کریں گے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ ایک وہ شخص جس کی چادر ٹخنوں سے نیچے ہو، دُوسرا وہ شخص جو صدقہ دے کر احسان دھرے، تیسرا وہ شخص جو جھوٹی قسم کے ذریعہ اپنے مال کی نکاسی کرے۔“ (صحیح مسلم، مشکوٰۃ ص:۲۴۳)

ان احادیث میں ایسے شخص کے لئے جو اپنا پاجامہ، شلوار، تہبند ٹخنوں سے نیچے رکھتا ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مندرجہ ذیل وعیدیں فرمائی ہیں:

۱:...... وہ دوزخ کا مستحق ہے۔

۲:...... اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر نہیں فرمائیں گے، نہ اس سے کلام فرمائیں گے، نہ اس کو پاک کریں گے۔

۳:...... وہ دردناک عذاب کا مستحق ہے۔

۴:...... اس کا شمار جھوٹ بولنے والوں اور احسان دھرنے والوں کی صف میں فرمایا۔

۵:...... اسے اللہ تعالیٰ کے حلال و حرام سے کوئی واسطہ نہیں۔

۶:...... اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔

ان تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں یہ معمولی گناہ نہیں، بلکہ اس کا شمار کبیرہ گناہوں میں ہوتا ہے۔ رہا یہ شبہ کہ حدیث میں وعید مطلق نہیں بلکہ اس شخص کے لئے ہے جو اَز راہِ تکبر اپنا پاجامہ یا تہبند ٹخنوں سے نیچے رکھتا ہو، چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جب عرض کیا کہ: ”کبھی کبھی میری چادر نیچے ڈھلک جاتی ہے“ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا کہ: ”تمہارا شمار ان لوگوں میں نہیں!“

اس شبہ کا حل یہ ہے کہ ایک ہے بلاقصد چادر یا پاجامہ کا ٹخنوں سے نیچے ڈھلک جانا، اس کا منشا تو تکبر نہیں، اس لئے ایسا شخص ان وعیدوں کا بھی مستحق نہیں۔ اور ایک ہے اپنے قصد و اِختیار اور اِرادے سے ایسا کرنا، اس کا منشاء تکبر ہے، اس لئے ایسا شخص اپنے تکبر کی وجہ سے ان وعیدوں کا مستحق ہے۔ یہاں سے یہ شبہ بھی حل ہوجاتا ہے کہ ٹخنوں سے

نیچے شلوار یا پاجامہ رکھنا تو بظاہر معمولی سی بات معلوم ہوتی ہے، شارع حکیم نے ایسی معمولی باتوں پر اتنی بڑی وعیدیں کیوں فرمائی ہیں؟ جواب یہ ہے کہ شارع کی نظر اس ظاہری فعل پر نہیں، بلکہ اس کے منشا پر ہے اور وہ ہے رذیلہ تکبر، جس کی وجہ سے یہ ظاہری فعل سرزد ہوتا ہے، تو چونکہ اس کا منشا تکبر ہے اور تکبر اِبلیس کی صفت ہے اس لئے اس کے گناہِ کبیرہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

ہمارے زمانے میں جو لوگ شلوار، پاجامہ، تہبند ٹخنوں سے نیچے رکھنے کے عادی ہیں، وہ اس فعل کو موجبِ افتخار سمجھتے ہیں اور ٹخنوں سے اُونچا رکھنے میں خفت اور سبکی محسوس کرتی ہیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت -نصف پنڈلی تک لنگی پہننے- کو نہایت حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں، اب فرمایا جائے کہ اس کا منشا تکبر کے سوا کیا ہے؟ بلکہ سنتِ نبوی کو حقارت کی نظر سے دیکھنے میں تو گناہ سے بڑھ کر سلبِ ایمان کا اندیشہ ہے۔ اس لئے میری رائے اب بھی یہی ہے کہ شلوار پاجامہ، تہبند قصداً ٹخنوں سے نیچے رکھنا، اس کو موجبِ فخر سمجھنا اور اس کے خلاف کرنے کو عار اور ذِلت سمجھنا گناہِ کبیرہ ہے، ہاں! کبھی بلاقصد ایسا ہوجائے تو گناہ نہیں۔ حضرات فقہاء بسااوقات حرام پر بھی مکروہ کا اطلاق کرتے ہیں، جیسا کہ علامہ شامی رحمہ اللہ نے لکھا ہے (ج:۱ ص:۱۳۱)، اس لئے فتاویٰ عزیزی میں اگر اس کو مکروہ لکھا ہے تو اس کو بھی اسی پر محمول کیا جائے گا۔

اور اگر بالفرض اس کو صغیرہ بھی فرض کرلیا جائے تب بھی گناہِ صغیرہ اصرار کے بعد کبیرہ بن جاتا ہے، چنانچہ مشہور مقولہ ہے: ”لا صغیرة مع الاصرار، ولا کبیرة مع الاستغفار“ یعنی گناہ پر اِصرار کرنے کی وجہ سے صغیرہ گناہ، کبیرہ بن جاتا ہے، اور اِستغفار کے بعد کبیرہ گناہ بھی صغیرہ بن جاتا ہے۔

جو لوگ شلوار، پاجامہ وغیرہ ٹخنوں سے نیچے پہنتے ہیں، ان کا اس گناہ پر اِصرار تو واضح ہے، اس لئے اِصرار کے بعد یہ گناہ یقیناً گناہِ کبیرہ ہے۔

اس بحث کو لکھ چکا تھا کہ شیخ ابنِ حجر مکی رحمہ اللہ کی کتاب ”الزواجر عن اقتراف الکبائر“ کو دیکھا، اس سے راقم الحروف کی رائے کی تائید ہوئی، اس لئے مناسب معلوم ہوا

فہرست

کہ تکمیلِ فائدہ کے لئے شیخ رحمہ اللہ کی عبارت کا ترجمہ یہاں نقل کردیا جائے، وہ لکھتے ہیں:

''ایک سونواں کبیرہ گناہ: چادر یا کپڑے یا آستین یا شملے کا اَزراہِ تکبر لمبا کرنا۔

ایک سودسواں کبیرہ گناہ: اِترا کر چلنا۔

۱:...... اِمام بخاریؒ اور دیگر حضرات کی روایت ہے کہ: جو اِزار ٹخنوں سے نیچے ہو، وہ دوزخ میں ہے۔

۲:......نسائی کی روایت میں ہے: مؤمن کی اِزار موٹی پنڈلی تک ہوتی ہے، پھر آدھی پنڈلی تک، پھر ٹخنوں تک، اور جو ٹخنوں سے نیچے ہو، وہ دوزخ میں ہے۔

۳:......صحیحین وغیرہ میں ہے: اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نظر نہیں فرمائیں گے جو اَزراہِ تکبر اپنے کپڑے کو گھسیٹتا ہوا چلے۔

۴:......نیز: اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نظر نہیں فرمائیں گے جو اِتراتے ہوئے اپنی اِزار کو گھسیٹتا ہے۔

۵:......نیز: جو شخص اپنے کپڑے کو اَزراہِ تکبر گھسیٹ کر چلے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر نہیں فرمائیں گے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میری چادر نیچے ڈھلک جاتی ہے، اِلَّا یہ کہ میں اس کی نگہداشت رکھوں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: تم ان لوگوں میں سے نہیں جو یہ کام اَزراہِ تکبر کرتے ہیں۔

۶:......صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: میں نے اپنے ان کانوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص اپنی چادر گھسیٹ کر چلے وہ اس کے ساتھ تکبر کے سوا کسی چیز کا ارادہ نہ کرتا ہو، تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن

اس کی طرف نظر نہیں فرمائیں گے۔

۷:...... اِمام ابوداوٴد، حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِزار کے بارے میں جو کچھ فرمایا وہی قمیص میں بھی ہے۔

۸:...... اِمام مالک، ابوداوٴد، نسائی، ابنِ ماجہ اور ابنِ حبان نے (اپنی صحیح میں) علاء بن عبدالرحمٰن کی روایت ان کے والد سے نقل کی ہے کہ: میں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے تہبند کے بارے میں پوچھا (کہ کہاں تک ہونی چاہئے؟) تو فرمایا: تم نے ایک باخبر آدمی سے سوال کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: موٴمن کی اِزار آدھی پنڈلی تک ہونی چاہئے، آدھی پنڈلی سے لے کر ٹخنوں تک کے درمیان رہے تو اس پر کوئی حرج نہیں، یا فرمایا کوئی گناہ نہیں، اور جو اس سے نیچے ہو وہ دوزخ میں ہے، اور جو شخص اپنی چادر گھسیٹ کر چلتا ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر نہیں فرمائیں گے۔

۹:...... اِمام احمد رحمہ اللہ نے -ایسی سند سے جس کے راوی ثقہ ہیں- ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ: میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میری چادر کھڑ کھڑا رہی تھی، (جیسا کہ نیا کپڑا کھڑ کھڑایا کرتا ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کون ہے؟ میں نے عرض کیا: عبداللہ بن عمر، فرمایا: اگر تو عبداللہ (اللہ کا بندہ) ہے تو اپنی تہبند اُونچی رکھ۔ بس میں نے آدھی پنڈلی تک تہبند اُونچی کرلی۔ راوی کہتے ہیں کہ: پھر مرتے دَم تک وہ اسی ہیئت میں لنگی باندھتے رہے۔

۱۰:...... اِمام مسلم، ابوداوٴد، نسائی، ترمذی، ابنِ ماجہ کی

روایت ہے کہ: تین آدمی ایسے ہیں جن سے قیامت کے دن نہ اللہ تعالیٰ کلام فرمائیں گے، نہ ان کی طرف نظر فرمائیں گے، نہ انہیں پاک ہی کریں گے، اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ یہ بات (جو قرآنِ کریم کی آیت کا اقتباس ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار دُہرائی۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یہ لوگ تو بڑے ہی نامراد اور خسارہ اُٹھانے والے ہوئے، یا رسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: ٹخنوں سے نیچے تہبند لٹکانے والا، صدقہ دے کر احسان کرنے والا، اور جھوٹی قسم کھا کر سودا بیچنے والا۔

۱۱:...... اِمام ابوداؤد، نسائی اور ابنِ ماجہ نے -ایسے راویوں سے جن کی جمہور نے توثیق کی ہے- روایت کی ہے کہ: کپڑے کا (ضرورت سے زائد) لٹکانا لنگی میں بھی ہوتا ہے، قمیص میں بھی اور عمامہ میں بھی، جو شخص کسی چیز کو اَز راہِ تکبر گھسیٹتا ہوا چلے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر نہیں فرمائیں گے۔

۱۲:...... اور ایک روایت میں ہے کہ: چادر کو ٹخنوں سے نیچے کرنے سے اِحتراز کرو کہ یہ فعل تکبر میں شمار ہوتا ہے، اور اللہ تعالیٰ اس کو پسند نہیں فرماتے ہیں۔

۱۳:...... طبرانی کی معجم اوسط میں ہے: اے مسلمانوں کی جماعت! اللہ تعالیٰ سے ڈرو، رشتوں کو ملاؤ، کیونکہ صلہ رحمی سے بڑھ کر کسی چیز کا ثواب جلدی نہیں ملتا۔ اور ظلم وتعدی سے اِحتراز کرو، کیونکہ ظلم کی سزا سے جلدی کسی چیز کی سزا نہیں ملتی، اور والدین کی نافرمانی سے احتراز کرو، کیونکہ جنت کی خوشبو ایک ہزار برس کی مسافت سے آئے گی، مگر اللہ کی قسم! والدین کا نافرمان اس کو نہیں پائے گا، نہ قطع رحمی کرنے والا، نہ بڈھا زناکار اور نہ از راہِ تکبر اپنی چادر گھسیٹنے والا،

کبریائی صرف اللہ ربّ العالمین کے لئے ہے، الحدیث۔

نیز طبرانی کی روایت میں ہے: جو شخص اپنا کپڑا گھسیٹ کر چلے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر نہیں فرمائیں گے، خواہ وہ (بزعمِ خود) اللہ کے نزدیک کتنا ہی عزیز ہو۔ بیہقی کی روایت میں ہے: جبرئیلؑ میرے پاس آئے اور کہا کہ: یہ نصف شعبان ہے اور اس رات میں اللہ تعالیٰ، بنوکلب کی بکریوں کی تعداد کے بقدر لوگوں کو آزاد فرماتے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ اس رات میں نظر نہیں فرماتے مشرک کی طرف، نہ جادُوگر کی طرف، نہ قطع رحمی کرنے والے کی طرف، نہ لنگی ٹخنوں سے نیچے رکھنے والے کی طرف، نہ والدین کے نافرمان کی طرف، نہ شراب کے عادی کی طرف۔

۱۵:...... اِمام بزار رحمہ اللہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ: ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ قریش کا ایک آدمی حلے میں مٹکتا ہوا آیا، جب اُٹھ کر گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بریدہ! یہ ایسا شخص ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے لئے کوئی وزن قائم نہیں کریں گے۔ اِترا کر چلنے کی بقیہ احادیث کتاب کے اوائل میں تکبر کی بحث میں گزر چکی ہیں۔

تنبیہ:...... ان دونوں چیزوں کا کبائر میں شمار کرنا ایسی چیز ہے جس کی ان احادیث میں تصریح کی گئی ہے، کیونکہ ان دونوں افعال پر شدید وعید فرمائی گئی ہے، اور شیخین (رافعی ونووی رحمہما اللہ) کا صاحب "عدہ" کے اس قول کو مسلم رکھنا کہ: "اِترا کر چلنا صغائر میں سے ہے" اس کو اس صورت پر محمول کرنا متعین ہے جبکہ اس نے تکبر کا قصد نہ کیا ہو جو اس کے ساتھ مل جاتا ہے، جیسے مخلوق کو حقیر

سمجھنا، ورنہ یہ فعل گناہِ کبیرہ ہے کیونکہ تکبر گناہِ کبیرہ ہے، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ اور ہمارے ائمہ کی ایک جماعت نے شیخین (رافعیؒ و نوویؒ) پر اعتراض کیا ہے کہ ان کا صاحب ''عدہ'' کے قول کو مسلم رکھنا محلِ نظر ہے جبکہ یہ فعل اَز راہِ فخر و تکبر بالقصد ہو، حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور نہ چل زمین میں اِترا کر، تو پھاڑ نہیں سکتا زمین کو اور نہ پہنچ سکتا ہے پہاڑوں کو لمبائی میں، یہ ساری باتیں ان کی بُرائی تیرے رَبّ کے نزدیک ناپسندیدہ ہے۔'' اور صحیح مسلم میں ہے: ''جنت میں داخل نہ ہوگا وہ شخص جس کے دِل میں ذَرّہ برابر بھی تکبر ہو۔'' اور صحیحین میں ہے: ''کیا تم کو دوزخی لوگ نہ بتاؤں؟ ہر تندخو، سخت مزاج، متکبر۔'' اور صحیحین ہی میں ہے: ''نظر نہیں فرمائیں گے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایسے شخص کی طرف جو کھینچے اپنا کپڑا اِتراتے ہوئے۔'' نیز صحیحین میں ہے: ''دریں اثناء کہ ایک شخص حلہ پہنے ہوئے جارہا تھا، اس کو اپنی حالت پسند آرہی تھی، سر میں کنگھی کی ہوئی تھی، رفتار میں اِتراہٹ تھی کہ اچانک اللہ تعالیٰ نے اسے دَھنسادیا، پس وہ قیامت تک زمین میں دھنستا جائے گا۔''

شیخ ابنِ حجرؒ کی اس تقریر سے معلوم ہوا کہ اِترا کر چلنے کے گناہِ کبیرہ ہونے میں تو بعض حضرات نے اختلاف کیا ہے، مگر پاجامہ ٹخنوں سے نیچے رکھنے کے گناہِ کبیرہ ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں، ھٰذا ما عندی، واللہ اعلم بالصَّواب!

لباس میں تین چیزیں حرام ہیں

س...... مردوں اور عورتوں کو لباس پہننے میں کیا احتیاط کرنی چاہئے؟

ج...... لباس میں تین چیزیں حرام ہیں:

ا:...... مردوں کو عورتوں، اور عورتوں کو مردوں کی وضع کا لباس پہننا۔

فہرست

۲:......وضع قطع اور لباس کی تراش خراش میں فاسقوں اور بدکاروں کی مشابہت کرنا۔

۳:......فخر و مباہات کے انداز کا لباس پہننا۔

اب یہ خود ہی دیکھ لیجئے کہ آپ کے لباس میں ان باتوں کا خیال رکھا جاتا ہے یا نہیں...؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کرتے پر چاند ستارہ نہیں بنوایا

س......پچھلے ہفتے میں ایک ٹیلر کی دُکان پر گیا، وہاں ایک مولوی صاحب اپنا کرتہ سلوانے آئے ہوئے تھے، جب درزی نے ان کا ناپ وغیرہ لے لیا تو مولوی صاحب درزی کو کہنے لگے کہ: ''کرتے کے پیچھے چاند تارہ اس سوئی دھاگے سے بنانا جو دھاگہ تم کرتے پر استعمال کروگے'' جب وہ چلے گئے تو میں نے درزی سے پوچھا کہ یہ چاند تارے کا کیا چکر ہے؟ یہ مولوی صاحب کیوں بنواتے ہیں؟ تو وہ بولا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے کرتے کے پیچھے چاند تارا بنواتے تھے، اس لئے یہ چاند تارا بنواتے ہیں۔ اگر یہ بات دُرست ہے تو کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نقل کرنا یا ان کی برابری کرنا اسلام میں جائز ہے؟ مہربانی فرماکر وضاحت سے جواب دیں، شکریہ۔

ج...... مجھے کسی حدیث میں یہ نہیں ملا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرتے کے پیچھے چاند تارا بنواتے تھے، اس لئے یہ قصہ غلط ہے۔

ساڑھی پہننا شرعاً کیسا ہے؟

س......ساڑھی پہننا جائز ہے یا نہیں؟

ج......اگر ساڑھی اس طرح سے پہنی جائے کہ اس سے پورا جسم چھپ جائے تو کوئی حرج نہیں، لیکن آج کل ہزار میں سے بمشکل ایک عورت ہی اس طرح پورا جسم ڈھانپ کر ساڑھی پہنتی ہے، چونکہ ساڑھی پہن کر شرعی پردہ نہیں ہوسکتا، اس لئے صرف ساڑھی پہن کر عورت کے لئے باہر نکلنا جائز نہیں۔

لنڈے کے کپڑے استعمال کرنا

س......محترم! میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ لنڈا کے کپڑے پہننا جائز ہے یا نہیں؟

ج......ان کو پاک کرلیا جائے اور ان کی غیراسلامی وضع بدل لی جائے تو پہن سکتے ہیں۔

مصنوعی ریشم پہننا

س...... بخاری و مسلم میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ ایک حدیث نظر سے گزری (جو ایک ماہنامے میں چھپی تھی)، اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چند چیزوں سے منع فرمایا ہے، جن میں ایک یہ بھی ہے کہ: ”سوت اور ریشم کی ملاوٹ سے تیار کردہ کپڑا پہننا۔“ اس سے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آج کل بازاروں میں ریشم (سلک) کے کئی اقسام کے کپڑے دستیاب ہیں، دُکان داروں کا کہنا ہے کہ یہ خالص ریشم نہیں ہے، بلکہ ریشم اور ملکوت سے ملا جلا کپڑا ہے۔ تو کیا اس صورت میں یہ حرام ہوا؟ پھر راؤ سلک کے نام سے بھی ایک کپڑا پہنا جاتا ہے یہ کس زُمرے میں آئے گا؟

ج......مصنوعی ریشے کے جو کپڑے تیار ہوتے ہیں، یہ ریشم نہیں، اس لئے اس کا پہننا اور استعمال کرنا جائز ہے، البتہ اگر اصل ریشم کا کپڑا ہو تو اس کو پہننا دُرست نہیں۔

اسکول، کالج میں انگریزی یونیفارم کی پابندی

س......میں ایک مقامی کالج کا طالبِ علم ہوں، ہمارے کالج میں حاضری کے لئے انگریزی وضع کے یونیفارم کی پابندی ہے، جس میں پینٹ اور شرٹ لازمی ہے، کوئی طالبِ علم یہ نہ پہنے تو اسے کلاس سے نکال دیا جاتا ہے، حالانکہ بہت سے کالجوں میں یہ پابندی نہیں ہے۔ پاکستان ایک اسلامی ملک ہے اور ہمارے صدر جنرل محمد ضیاء الحق صاحب اسلامی نظام کے نفاذ کا اعلان فرمارہے ہیں۔ پینٹ اور شرٹ انگریزی وضع کا لباس ہے، اگر ہمارے پرنسپل صاحب اس کے بجائے قومی لباس کی پابندی لگائیں تو یہ اسلامی نفاذ کے لئے معاون ہوگا، انگریزی لباس کی قید لگانا کہاں تک صحیح ہے؟

ج......آدمی کے دِل میں جس کی عظمت ہوتی ہے اس کی وضع قطع کو اپناتا ہے، قومی لباس یا

اسلامی لباس کے بجائے انگریزی لباس اور وضع قطع کی پابندی یہود و نصاریٰ کی اندھی تقلید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت دِل میں نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ اس کا صحیح علاج تو یہ ہے کہ نوجوان طلبہ میں اسلامی جذبہ بیدار ہو اور وہ قومی لباس کو یونیفارم قرار دینے کا مطالبہ کریں۔

عورت کا باریک کپڑا استعمال کرنا

س…… کیا اسلام میں باریک کپڑے کا لباس پہننے کی اجازت ہے؟ آج کل یہ رواج عام ہوتا جارہا ہے اور اس بات کو بُرا نہیں سمجھا جاتا۔ میرا خیال ہے کہ یہ بالکل غلط اور اسلام کے اُصولوں کے خلاف بات ہے، مگر مجھ سے کوئی متفق نہیں، کیا میری رائے غلط ہے؟ برائے مہربانی آپ اس بارے میں صحیح معلومات فراہم کریں تاکہ ہم سب کی اصلاح ہو، میں چاہتی ہوں کہ اس مسئلے پر زیادہ سے زیادہ توجہ دی جائے؟

ج…… عورتوں کو ایسا باریک کپڑا پہننا جائز نہیں جس میں سے اندر کا بدن نظر آتا ہو۔ حدیث شریف میں ایسی عورتوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ وہ جنت کی خوشبو سے بھی محروم رہیں گی۔ سر کا ایسا باریک کپڑا جس کے اندر سے بال نظر آتے ہوں، اگر پہن کر نماز پڑھے گی تو نماز بھی نہیں ہوگی۔

عورت کو سفید کپڑے استعمال کرنا

س…… بعض لوگوں نے یہ مشہور کیا ہے کہ اگر عورت سفید کپڑے پر رنگین دھاگے سے کشیدہ کاری کرلے تو عورت وہ سفید کپڑا پہن سکتی ہے۔ سفید کپڑے پہننا جائز ہے کہ نہیں؟

ج…… مردوں کی وضع قطع اور لباس بنانے والی عورتوں پر، اور عورتوں کی وضع قطع اور لباس بنانے والے مردوں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعی لعنت فرمائی ہے، مگر سفید رنگ کا کپڑا مردوں کے ساتھ خاص نہیں ہے، لہٰذا اگر مکمل سفید کپڑا یا سفید کپڑے پر رنگین کشیدہ کاری والا کپڑا عورتیں پہن لیں تو اس میں کوئی ممانعت نہیں ہے، بشرطیکہ اس کپڑے کی تراش خراش مردوں کی طرح نہ ہو۔ الغرض! عورتوں کو ایسا کپڑا پہننا چاہئے جس میں مردوں

کی مشابہت قطعی طور پر نہ پائی جائے۔

موجودہ زمانہ اور خواتین کا لباس

س……آج کل لڑکیوں کے نت نئے ملبوسات چل رہے ہیں، ہماری بزرگ خواتین ان لباسوں کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتی ہیں اور صرف روایتی ملبوسات مثلاً: شلوار قمیص اور غرارہ وغیرہ پہننے کی اجازت دیتی ہیں۔ کیا فیشن اور دورِ جدید کے تقاضوں کے مطابق لباس پہننا جائز ہے؟ میرا مطلب ہے کہ ایسا لباس جو فیشن میں بھی شامل ہو اور اس سے کسی اسلامی حکم کی خلاف ورزی بھی نہ ہوتی ہو، مثلاً: میکسی، فلیپر، شرٹ وغیرہ اسلام نے لباس کے معاملے میں صرف تن ڈھانکنے کی تنبیہ کی ہے، کوئی لباس مخصوص نہیں کیا، جوں جوں زمانہ گزرتا جارہا ہے اس کی قطع و برید بھی تبدیل ہوتی جارہی ہے، لہٰذا دیگر تغیر پذیر چیزوں کو اپنانے کے ساتھ ساتھ اگر لباس کی تبدیلیوں کو اپنایا جائے تو اس میں کیا قباحت ہے؟

ج……لباس جس وضع کا بھی پہنا جائے، جائز ہے، بشرطیکہ اس میں مندرجہ ذیل اُمور سے احتراز کیا جائے:

الف:……اس میں اِسراف و تبذیر نہ ہو۔

ب:……فخر و تکبر اور دِکھلاوا مقصود نہ ہو۔

ج:……اس میں کافروں اور فاسقوں کی مشابہت نہ کی جائے۔

د:……مردوں کا لباس عورتوں کے، اور عورتوں کا مردوں کے مشابہ نہ ہو۔

ہ:……لباس ایسا تنگ اور اتنا باریک نہ ہو کہ اس سے بدن یا بدن کی بناوٹ نمایاں ہوتی ہو۔

کالروالی قمیص

س……کالروالی قمیص پہننا گناہ ہے؟ لباس کے بارے میں کچھ روشنی ڈالیں۔

ج……کالر لگانا انگریزوں کا شعار ہے، مسلمانوں کو اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔ کرتہ سنت ہے، لباس کے مسائل کسی کتاب میں دیکھ لیں۔ مختصراً یہ کہ: ۱-لباس میں نمود و نمائش اور

فضول خرچی نہ ہو، ۲- کافروں اور فاسقوں کی مشابہت نہ ہو، ۳- مردوں کا لباس عورتوں کے، اور عورتوں کا مردوں کے مشابہ نہ ہو۔

گلے میں ٹائی لٹکانے کی شرعی حیثیت

س…… ہمارے مذہب اسلام میں ٹائی باندھنا کیسا ہے؟ کیا ہمارا مذہب اسلام ٹائی باندھنے کی اجازت دیتا ہے یا نہیں؟ میں نے سنا ہے کہ عیسائی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سولی کی مناسبت سے ٹائی پہنتے ہیں، لیکن ہمارے بہت سے دانشور بھی گلے میں ٹائی لٹکائے پھرتے ہیں، قومی لباس کو چھوڑ کر وہ یورپی لباس اپناتے ہیں، آخر یہ کیوں؟

ج…… میں نے کسی کتاب میں پڑھا ہے کہ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کا جب پہلا ایڈیشن شائع ہوا تو اس میں ٹائی کے متعلق بتایا گیا تھا کہ اس سے مراد وہ نشان ہے جو صلیبِ مقدس کی علامت کے طور پر عیسائی گلے میں ڈالتے ہیں، لیکن بعد کے ایڈیشنوں میں اس کو بدل دیا گیا۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح ہندو مذہب کا شعار ''زنار'' ہے، اسی طرح ٹائی عیسائیوں کا مذہبی شعار ہے، اور کسی قوم کے مذہبی شعار کو اپنانا نہ صرف ناجائز ہے بلکہ اسلامی غیرت وحمیت کے بھی خلاف ہے۔

مردوں اور عورتوں کے لئے سونا پہننے کا حکم

س…… کیا مردوں اور عورتوں دونوں کو سونا پہننا یعنی انگوٹھی اور زیور بنا کر گلے میں پہننا حرام ہے؟

ج…… ائمہ اَربعہ کا اجماع ہے کہ سونا پہننا مردوں کو حرام ہے اور عورتوں کے لئے حلال ہے، بہت سے اکابر نے اس پر اجماع نقل کیا ہے، یہ احادیث جن میں عورتوں کے لئے سونے کی ممانعت معلوم ہوتی ہے، اہلِ علم نے ان کی متعدّد توجیہات کی ہیں۔

اوّل:…… ممانعت کی احادیث منسوخ ہیں۔

دوم:…… ممانعت ان عورتوں کے بارے میں ہے جو اِظہارِ زینت کرتی ہیں۔

سوم:…… یہ وعید ان عورتوں کے حق میں ہے جو زیور کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتیں۔

چہارم:......جن زیورات کے پہننے سے فخر وغرور پیدا ہو، ان کی ممانعت فخر وتکبر کی وجہ سے ہے، اس وجہ سے نہیں کہ سونا عورتوں کے لئے حرام ہے۔

الغرض فقہائے اُمت اور محدثین جو ان احادیث کو روایت کرتے ہیں وہی ان کے معنی ومفہوم کو بھی سمجھتے ہیں، جب تمام اہلِ علم کا اس پر اتفاق ہے کہ سونا اور ریشم عورتوں کے لئے حلال ہیں تو ان احادیث کو یا تو منسوخ قرار دیا جائے گا یا ان کی مناسب توجیہ کی جائے گی۔

مرد کے لئے سونے کی انگوٹھی کا استعمال

س......مرد کے لئے سونے کی انگوٹھی کا پہننا حرام اور کبیرہ گناہ کن وجوہات کی بنا پر قرار دیا گیا ہے؟ بہت سے مسلمان شادی، منگنی کی رسم میں دُولہا کو لازمی سونے کی انگوٹھی پہناتے ہیں۔ اور اس کی پوری تفصیل بیان کی جائے۔

ج......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کے مردوں کے لئے سونے اور ریشم کو حرام فرمایا ہے، اس کی وجوہات تو حضرات علمائے کرام بہت بیان فرماتے ہیں، مگر میرے اور آپ کے لئے تو یہی وجہ کافی ہے کہ خدا اور رسول نے فلاں چیز کو حرام فرمایا ہے، اور ان کا ہر حکم بے شمار حکمتوں پر مبنی ہے۔ جو لوگ شادی، منگنی کے موقع پر دُولہا کو سونے کی انگوٹھی پہناتے ہیں وہ فعلِ حرام کے مرتکب اور گناہگار ہیں۔ کسی کی بدعملی سے مسئلہ تو نہیں بدل جاتا۔

س......انگوٹھی میں نگ لگوانا کیسا ہے؟

ج......جائز ہے۔

کبھی کام آنے کی نیت سے سونے کی انگوٹھی پہننا

س......یہاں ہمارے ہاں ایک آدمی کہہ رہا ہے کہ سونے کی انگوٹھی اس لئے مرد کے لئے جائز ہے کہ ضرورت کے وقت کام آتی ہے، اگر آدمی لاوارث کہیں فوت ہو جائے تو اس کے کفن دفن کا انتظام اسی انگوٹھی کو فروخت کر کے کر دیا جائے۔ اس بارے میں وضاحت کیجئے۔

ج......اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تو سونے کو حرام قرار دیا ہے۔ کیا یہ مصلحت جو یہ

صاحب بیان کر رہے ہیں اللہ و رسول کے علم میں نہیں تھی؟ نعوذ باللہ! اور پھر آپ نے ایسے کتنے لاوارث مرتے دیکھے ہیں جن کے گور و کفن کا انتظام بغیر سونے کی انگوٹھی کے نہیں ہوسکا...؟

گھڑی کی چین اور انگوٹھی پہننا

س...... اسلام میں مردوں کو سونا پہننا حرام ہے، کیا چاندی پہننا سنت ہے؟ اگر ہے تو کتنے گرام چاندی پہننی چاہئے؟ گھڑی کیونکہ گلٹ کی ہوتی ہے، کیا گلٹ بھی حرام ہے؟

ج...... مردوں کو ساڑھے تین ماشے تک کی انگوٹھی پہننے کی اجازت ہے۔ گھڑی کی چین گلٹ کی جائز ہے۔

دانت پر سونے، چاندی کا خول لگوانا

س...... اگر نصف دانت ٹوٹ جائے تو اس پر چاندی یا سونے کا خول لگانا جائز ہے یا نہیں؟

ج...... سونے چاندی کا خول لگانا جائز ہے۔

عورتوں کو سونے، چاندی کے علاوہ کسی اور دھات کی انگوٹھی پہننا

س...... کیا عورتوں کی انگوٹھی کے بارے میں کوئی خاص حکم ہے؟

ج...... عورتوں کو سونے چاندی کے علاوہ کسی اور دھات کی انگوٹھی پہننا دُرست نہیں۔

مرد کو گلے میں لاکٹ یا زنجیر پہننا

س...... کیا مرد گلے میں چاندی کی زنجیر بنوا کر پہن سکتا ہے؟ اگر پہن سکتا ہے تو اس کا وزن کتنا ہونا چاہئے؟ بازار میں کسی دھات پر آیت الکرسی لکھی ہوتی ہے اور وہ لاکٹ اس زنجیر میں پہن سکتا ہے کہ نہیں؟

ج...... مرد کو چاندی کی انگوٹھی کی اجازت ہے، جبکہ اس کا وزن ساڑھے تین ماشہ سے کم ہو، انگوٹھی کے علاوہ سونے چاندی کا کوئی اور زیور پہننا مرد کو جائز نہیں۔

شرفاء کی بیٹیوں کا نتھ پہننا کیسا ہے؟

س...... کیا شرفاء کی بیٹیوں کا نتھ پہننا جائز نہیں ہے؟ میں نے سنا ہے کہ صرف طوائف اپنی

بیٹیوں کو نتھ پہناتی ہیں۔

ج…… یوں تو خواتین کو ناک کے زیور کی بھی اجازت ہے، مگر شریف عورتوں کو بازاری عورتوں کی مشابہت سے پرہیز لازم ہے۔

نیکر پہن کر کھیلنا سخت گناہ ہے

س……ٹینس، ہاکی، فٹ بال، تیراکی، اسکوائش، باکسنگ، ٹیبل ٹینس وغیرہ ان تمام کھیلوں میں کھلاڑی نیکر یا چڈی (جو ناف سے لے کر ران کے بالائی حصے تک ہوتی ہے) پہن کر کھیلتے ہیں، جبکہ ناف سے لے کر گھٹنے کا حصہ ستر ہے، اس کا دیکھنا مردوں کو بھی جائز نہیں، نہ لوگوں کے سامنے اس کا کھولنا ہی جائز ہے۔ آپ یہ بتائیں کہ کیا کھلاڑی اور تماشائی دونوں گناہگار ہیں؟

ج…… کھلاڑی اور تماشائی دونوں سخت گناہگار ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر دیکھنے اور دِکھانے والے دونوں پر لعنت فرمائی ہے: ”لعن الله الناظر و المنظور اليه.“

سیاہ رنگ کی چپل یا جوتا پہننا

س…… کچھ لوگوں سے سنا ہے کہ پاؤں میں سیاہ رنگ کی جوتی یا کسی قسم کی کوئی چپل وغیرہ پہننا اسلام کی رُو سے حرام ہے، اور اس کے لئے جواز یہ پیش کیا جاتا ہے کہ چونکہ خانہ کعبہ کے غلاف کا رنگ سیاہ ہے، اس لئے سیاہ رنگ پیر میں پہننا گناہ ہے۔

ج……سیاہ رنگ کا جوتا پہننا جائز ہے، اس کو حرام کہنا بالکل غلط ہے۔

پرفیوم کا استعمال

س…… کیا باہر ممالک کے اسپرے پرفیومز لگانا جائز ہے؟ نیز یہ بھی بتائیے کہ کس قسم کے پرفیومز لگانا چاہئے؟

ج……آپ کا سوال غلط ہے، آپ کو ناجائز کا شبہ جس وجہ سے ہوا، اس کو ظاہر کرنا چاہئے تھا۔ اب دُنیا بھر کی مصنوعات کے بارے میں مجھے کیا خبر ہے کہ کس میں کیا کیا چیزیں ڈالی جاتی ہیں…؟ اگر اس پرفیوم میں کوئی نجس چیز ہے تو اس کا استعمال جائز نہیں، اگر کوئی نجس چیز نہیں تو استعمال جائز ہوگا۔

عورت ہتھیلی پر کس طریقے سے مہندی لگا سکتی ہے؟

س...... مجھے اپنی دوست نے کہا تھا کہ مہندی صرف ہتھیلی پر لگانا چاہئے، ہتھیلی کے نیچے یا ہتھیلی کے پیچھے نہیں لگانا چاہئے کیونکہ اس طرح ہندو لگاتے ہیں۔ براہِ کرم اس مسئلے پر روشنی ڈال کر شکریہ کا موقع دیں۔

ج...... اس میں ہندوؤں کی مشابہت نہیں، اس لئے جائز ہے۔

انگوٹھی پر اللہ تعالیٰ کی صفات کندہ کروانا

س...... انگوٹھی پر خدائے عزوجل کے کسی صفاتی نام کو ترشوا کر پہننا جائز ہے کہ نہیں؟

ج...... جائز ہے، بشرطیکہ بے ادبی نہ ہو، اور اس کو پہن کر بیت الخلا میں جانا جائز نہیں۔

سونے چاندی کا تعویذ بچوں اور بچیوں کو استعمال کرنا

س...... بچوں کے لئے تعویذ لیا جاتا ہے، اس کو سونے چاندی کے تعویذ میں ڈال کر بچوں اور بچیوں کو پہننا جائز ہے یا نہیں؟

ج...... یہاں دو مسئلے سمجھ لیجئے، ایک یہ کہ سونے چاندی کو بطور زیور کے پہننا عورتوں کے لئے جائز ہے، مردوں کے لئے حرام (البتہ مرد ساڑھے تین ماشے سے کم وزن کی چاندی کی انگوٹھی پہن سکتے ہیں)، لیکن سونے چاندی کو برتن کی حیثیت سے استعمال کرنا نہ مردوں کو حلال ہے، نہ عورتوں کو۔ مثلاً: چاندی کا چمچہ یا سلائی استعمال کرنا۔ تعویذ کے لئے جو سونا چاندی استعمال کی جائے گی اس کا حکم زیور کا نہیں، بلکہ استعمال کے برتن کا ہے، اس لئے یہ نہ مردوں کے لئے جائز ہے اور نہ عورتوں کے لئے۔

دُوسری بات یہ ہے کہ جو چیزیں بڑوں کے لئے حلال نہیں، اس کا چھوٹے بچوں کو استعمال کرانا بھی جائز نہیں، اس لئے بچوں اور بچیوں کو سونے چاندی کے تعویذ کا استعمال کرانا جائز نہیں ہوگا۔

سوَر کے بالوں والے برش سے شیو بنانا

س...... میں بہت عرصے سے شیو یعنی داڑھی بنانے کے لئے چین کا بنا ہوا صابن لگانے کا برش استعمال کر رہا ہوں، وہ خراب ہوا تو اَب نیا لایا ہوں، اس میں، میں نے اس بار پڑھا کہ

وہ سوَر کے بالوں کا بنا ہوا ہے، میں ہی نہیں تمام حجام وغیرہ بھی یہی برش استعمال کرتے ہیں، اور حجام حضرات سے عالمِ دِین بھی خط وغیرہ بنواتے ہیں، تو حجام وہی برش استعمال کرتا ہے، تو کیا سوَر کے بالوں کا برش استعمال کرنا صحیح ہے؟ اگر صحیح نہیں تو حکومت ایسے برش منگوانے کی اجازت کیوں دیتی ہے؟ حکومت کو چاہئے کہ وہ ان برشوں کی پاکستان میں درآمد بند کردے۔

ج...... داڑھی منڈانے اور سوَر کے بال استعمال کرنے میں کیا فرق ہے...؟ دونوں حرام ہیں اور دونوں گناہِ کبیرہ ہیں۔ ایسے ناپاک برش خریدنا بھی جائز نہیں، حکومت کو ان برشوں کی درآمد پر پابندی لگانی چاہئے، مگر شاید حکومت کے لئے حلال و حرام اور پاک و ناپاک کا تصوّر ہی ناقابلِ فہم ہے...!

مردوں کے لئے مہندی لگانا شرعاً کیسا ہے؟

س...... کیا اسلام میں مردوں کو مہندی لگانا جائز ہے؟ اور کیا اس سے نماز ہوجاتی ہے؟

ج...... مرد، سر اور داڑھی کو مہندی لگاسکتے ہیں، ہاتھوں میں مہندی لگانا عورتوں کے لئے دُرست ہے، مردوں کے لئے نہیں۔ نماز ہوجاتی ہے۔

مصنوعی دانت لگوانا

س...... آپ مہربانی فرماکر مصنوعی دانتوں کے بارے میں شرعی نقطۂ نظر سے وضاحت کریں کہ آیا مصنوعی دانت لگوانا جائز ہے یا نہیں؟ اور نماز کی حالت میں مصنوعی دانتوں کے لئے کیا حکم ہے؟ کیا بمع دانتوں کے پڑھ سکتے ہیں یا انہیں الگ کرنا پڑے گا؟

ج...... مصنوعی دانت جو مصالحے کے بنے ہوئے ہوتے ہیں، لگوانا جائز ہے، اور نماز میں ان کے اُتارنے کی ضرورت نہیں۔

عمامہ یا ٹوپی نہ پہننے والا کیا گناہگار ہوگا؟

س...... کیا عمامہ یا ٹوپی نہ پہننا گناہ ہے؟ کیا اس کا گناہ بھی داڑھی منڈانے جیسا ہے یا اس سے کم؟

ج...... سر ننگا رکھنا خلافِ ادب ہے، جبکہ داڑھی منڈوانا حرام ہے۔

فہرست

کھانے پینے کے بارے میں شرعی اَحکام

بائیں ہاتھ سے کھانا

س...... میں بائیں ہاتھ سے تمام کام کرتی ہوں، مثلاً: لکھتی ہوں، اور بائیں ہاتھ سے کھاتی ہوں، تو آپ یہ فرمائیں کہ طہارت بائیں ہاتھ سے کی جاتی ہے تو مجھے کس ہاتھ سے طہارت کرنی چاہئے؟ اب اُلٹے ہاتھ سے کھانے کی مجھے عادت پڑگئی ہے، سیدھے ہاتھ سے نہیں کھایا جاتا، آپ اس کا جواب ضرور دیں۔

ج...... آپ اس عادت کو چھوڑ دیجئے، اُلٹے ہاتھ سے کھانا پینا شیطان کا کام ہے، آپ اُلٹے ہاتھ سے ہرگز نہ کھایا کریں، آپ کوشش کریں گی تو رفتہ رفتہ سیدھے ہاتھ سے کھانے کی عادت ہوجائے گی۔ میں یہ نہیں کہوں گا کہ چونکہ آپ کھانا اُلٹے ہاتھ سے کھاتی ہیں لہٰذا اِستنجا سیدھے ہاتھ سے کیا کیجئے، بلکہ یہ کہوں گا کہ اُلٹے ہاتھ سے کھانے کی عادت ترک کیجئے۔

کرسیوں اور ٹیبل پر کھانا کھانا

س...... اسلام میں کرسیوں اور ٹیبل کے بارے میں کیا حکم ہے؟ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے میں کرسیاں اور ٹیبل تھے؟ آج کل لوگوں کے گھروں میں اور خود میرے گھر میں کرسیوں اور ٹیبل پر بیٹھ کر کھانا کھایا جاتا ہے، کیا یہ دُرست ہے؟ نیز یہ بتادیجے کہ ہمارے آقا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھانا کس چیز پر دسترخوان بچھاکر کھاتے تھے، یا نیچے دسترخوان بچھاکر؟

ج...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر دسترخوان بچھاکر کھاتے تھے، ٹیبل پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی نہیں کھایا اور یہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ میز کرسی پر کھانا انگریزوں کی ''سنت'' ہے، مسلمانوں کو یہود و نصاریٰ کی نقالی نہیں کرنی چاہئے۔

تقریبات میں جہاں بیٹھنے کی جگہ نہ ہو کھڑے ہوکر کھانا

س...... آج کل یہ رواج عام ہوتا جارہا ہے کہ دعوتوں میں کھڑے ہوکر کھانا کھلایا جاتا ہے، جسے ''بوفے'' کا نام دیا گیا ہے، اگر کوئی شخص کھڑے ہوکھانا نہ کھائے تو اسے بُرا سمجھا جاتا ہے۔ کیا کھڑے ہوکر کھانا کھانا دُرست ہے؟ واضح رہے کہ وہاں بیٹھنے کے لئے کوئی جگہ نہیں ہوتی، جواب مفصل عنایت فرمائیں۔

ج...... شرعاً کھڑے ہوکر کھانا مکروہ اور ناپسندیدہ عمل ہے۔ باقی رہا صاحب بہادروں کا ایسا نہ کرنے کو بُرا سمجھنا، تو اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے آج کے ''مہذّب'' لوگوں کو اسی طرح کھاتے دیکھا ہے، خدانخواستہ کل کلاں جانوروں کی طرح منہ سے کھانے کا رواج چل نکلا تو مجھے اندیشہ ہے کہ ہاتھوں سے کھانے کو ''غیر مہذّب'' فعل سمجھا جائے گا۔ رہا یہ کہ وہاں بیٹھنے کی جگہ نہیں ہوتی تو ایسی دعوت کا کھانا ہی کیا ضروری ہے جہاں بیٹھنے کی جگہ نہ ملے؟ اگر میزبان بیٹھنے کی جگہ مہیا کرنے سے قاصر ہے تو کھانا گھر آکر کھالیجئے...!

تقریبات میں کھانا کھانے کا سنت طریقہ

س...... ہمارے ہاں ایک دِین دار دوست کا موقف یہ ہے کہ کھانے کے بہت سارے آداب ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بیٹھ کر کھایا جائے، اجتماعی تقاریب میں جب باقی آداب کو بھی نظرانداز کیا جاتا ہے تو محض بیٹھ کر کھانے والے ادب پر اتنا زور کیوں؟ ان کا کہنا یہ ہے کہ جب تک قرآن و حدیث کے واضح دلائل نہ دِکھائے جائیں، میں مطمئن نہیں ہوں، کیونکہ بقول ان کے بعض مجالس میں انہوں نے علماء کو بھی کھڑے ہوکر کھاتے دیکھا ہے۔

ج...... کھانے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ دسترخوان بچھاکر، بیٹھ کر کھایا جائے۔ ہمارے یہاں تقریبات میں کھڑے ہوکر کھانے کا جو رواج چل نکلا ہے، یہ سنت کے خلاف مغربی اقوام کی ایجاد کردہ بدعت ہے۔ باقی آداب کو اگر ملحوظ نہیں رکھا جاتا تو اس کے یہ معنی نہیں کہ ہم اپنے تہذیبی، دِینی اور معاشرتی آثار و نشانات کو ایک ایک کرکے کھرچنا شروع کردیں، کوشش تو یہ ہونی چاہئے کہ مٹی ہوئی سنتوں کو زندہ کرنے کی تحریک چلائی جائے، نہ یہ کہ

اسلامی معاشرے کی جو بچی کھچی علامتیں نظر پڑتی ہیں ان کو مٹانے پر کمر باندھ لی جائے۔ اگر بعض علماء کسی غلط رواج کی رو میں بہہ نکلیں یا عوام کی رَوِش کے آگے گھٹنے ٹیک دیں تو ان کا فعل مجبوری پر تو محمول کیا جاسکتا ہے مگر اس کو سند اور دلیل کے طور پر پیش کرنا صحیح نہیں۔

پانچوں اُنگلیوں سے کھانا، آلتی پالتی بیٹھ کر کھانا شرعاً کیسا ہے؟

س…… کیا لیٹ کر یا بیٹھ کر ٹانگ پر ٹانگ رکھنا نحس ہے؟ رات کو جھاڑو دینا، اُونچی جگہ بیٹھ کر پیر ہلانا، پانچوں اُنگلیوں سے کھانا، کھانا کھاتے وقت آلتی پالتی مار کر بیٹھنا، اُنگلیاں چٹخانا، کیا یہ تمام فعل غلط ہیں؟ اگر غلط ہیں تو ان کی وضاحت فرمائیں۔

ج…… آلتی پالتی بیٹھ کر کھانا اور اُنگلیاں چٹخانا مکروہ ہے، باقی چیزیں مباح ہیں، یعنی جائز ہیں۔

کھڑے ہوکر کھانا خلافِ سنت ہے

س…… ہماری میمن برادری کا ایک کمیونٹی ہال ہے، جہاں شادی اور دیگر تقریبات ہوتی ہیں، آج کل شادیوں میں عام رواج کھڑے ہوکر کھانا کھلانے کا ہوتا ہے، ہماری برادری کے سرکردہ افراد اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ہم کم از کم اپنے کمیونٹی ہال میں دعوتوں کے موقع پر کھانے کا انتظام سنت کے مطابق کریں اور کھڑے ہوکر یا کرسی ٹیبل پر کھانے کا انتظام نہ کریں۔ آپ ہماری اس سلسلے میں رہبری فرمائیں کہ کھڑے ہوکر کھانا کیسا ہے؟ اور بیٹھ کر سنت کے مطابق کھانا کھلانا کیسا ہے؟

ج…… کھڑے ہوکر کھانا کھانا خلافِ سنت ہے، اور جب کوئی خلافِ سنت فعل اجتماعی طور پر کیا جائے تو اس کی قباحت اور شناعت مزید بڑھ جاتی ہے۔ آج کل کی دعوتوں میں جو کھڑے ہوکر کھانا کھلانے کا رواج ہے، وہ درحقیقت اجتماعی طور پر خلافِ سنت عمل کے مترادف ہے، اور اس خلافِ سنت عمل میں اس قسم کی دعوتوں کے منتظمین برابر کے شریک ہیں۔ لہٰذا جن لوگوں نے اپنی کمیونٹی کے ہال میں سنت کے مطابق ٹیبل کرسی کے بغیر نیچے دسترخوان پر بیٹھ کر کھانا کھلانے کا جو اہتمام کیا ہے وہ نہایت قابلِ تحسین ہے، دُوسری کمیونٹی اور دُوسرے ہال والوں کو اس کی پیروی کرتے ہوئے ”تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ“ (نیک کاموں

میں تعاون) کرنے کا ثبوت پیش کرنا چاہئے۔

کھڑے ہوکر پانی پینا شرعاً کیسا ہے؟

س…… ایک صاحب نے تاکید فرمائی کہ کھڑے ہوکر پانی نہیں پینا چاہئے، اگر غلطی سے پی بھی لیا تو قے کرلینی چاہئے، مگر اس پر عمل پیرا ہونے کے بعد جب احباب کو مشورہ دیا تو ایک عزیز نے اختلاف کیا کہ ''تعلیم الاسلام'' میں لکھا ہوا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ جہاد کی غرض سے ایک قافلے کے ساتھ سفر کر رہے تھے، تو شدّتِ گرمی اور دُھوپ کی وجہ سے سخت پیاس محسوس ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہِ رمضان المبارک میں وہیں پانی منگوایا اور کھڑے ہوکر خود بھی پیا اور ساتھیوں کو بھی پلادیا۔ واقعے کی حقیقت کیا ہے؟ اور کیا پانی کھڑے ہوکر پینا جائز ہے؟

ج…… کھڑے ہوکر پانی پینا مکروہ ہے، مگر قے کرنا ضروری نہیں، یہ بطور علاج اور اصلاح کے تجویز فرمایا تھا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کھڑے ہوکر پانی پینا اگر کہیں ثابت ہو تو کسی عذر اور ضرورت کی بنا پر ہوگا، مثلاً صحابہؓ کو سفرِ جہاد میں روزہ نہ رکھنے کی ترغیب دینا۔

کھانے کے دوران خاموشی رکھنا

س…… حدیث میں ہے کہ کھانا کھاتے وقت خاموش رہنا چاہئے، لیکن کچھ مولوی حضرات کا یہ کہنا ہے کہ کھانا کھاتے وقت آپ دِینِ اسلام کی اور اچھی باتیں کرسکتے ہیں۔ اس کے برعکس کچھ دُوسرے مولوی یہ کہتے ہیں کہ کھانے کے دوران خاموش رہنا چاہئے، اور اگر کوئی سلام کرے بھی تو اس کا جواب نہ دیں اور نہ ہی سلام کریں، اور گفتگو نہ کریں۔

ج…… ایسی کوئی حدیث میری نظر سے نہیں گزری جس میں کھانے کے دوران خاموش رہنے کا حکم فرمایا گیا ہو۔ اِمام غزالی رحمہ اللہ ''احیاء العلوم'' میں لکھتے ہیں کہ: ''کھانا کھاتے ہوئے خاموش نہیں رہنا چاہئے، کیونکہ یہ عجمیوں کا طریقہ ہے، بلکہ ان کو اچھی باتیں کرتے رہنا چاہئے اور نیک لوگوں کے حالات و حکایات بیان کرتے رہنا چاہئے۔''

کھانے میں دونوں ہاتھوں کا استعمال

س…… ہم دو دوستوں میں آپس میں تکرار ہو رہی ہے کہ گوشت کو دونوں ہاتھوں سے کھانا چاہئے کہ نہیں؟ ایک کہتا ہے کہ: ''ایک ہاتھ سے کھانا چاہئے، اور دُوسرا ہاتھ اس کے ساتھ نہیں لگانا چاہئے۔'' اور دُوسرا کہتا ہے کہ: ''دونوں ہاتھوں سے بھی کھانا جائز ہے'' اس کا مہربانی فرماکر آپ شرعی لحاظ سے جواب دیں۔

ج…… اگر ضرورت ہو تو دونوں ہاتھوں کا استعمال دُرست ہے۔

چمچے کے ساتھ کھانا

س…… بڑے لوگوں میں چمچے کے ساتھ کھانے کا رواج ہے، کیا یہ اسلام میں جائز ہے؟

ج…… ہاتھ سے کھانا سنت ہے، چمچے کے ساتھ کھانا جائز ہے۔

کھانا کھاتے وقت سلام کرنا

س…… میرے ایک دوست کا کہنا ہے کہ: ''کھانا کھاتے وقت نہ تو سلام کرنا جائز ہے اور نہ جواب دینا۔''

ج…… جو شخص کھانے میں شریک ہونا چاہتا ہے، وہ تو کھانے والوں کو سلام کرسکتا ہے، دُوسرا نہیں، اور اگر کوئی سلام کرے تو کھانے والوں کے ذمے اس کا کوئی جواب نہیں۔

سیال کھانے چمچ کے ساتھ کھانا

س…… ایسے تر کھانے (چاول، حلوہ، دلیہ، رائتہ و دیگر نیم مائع قسم کے کھانے) جو ہاتھ سے کھائے جائیں تو ایک تو ہاتھوں کے خراب ہونے کا خطرہ ہو، اور دُوسرے ان میں ہاتھوں کے ناخنوں کی گندگی شامل ہونے کا احتمال ہو (کیونکہ ہاتھ خواہ کتنے ہی اچھی طرح دھولئے گئے ہوں یا ناخن کسی بھی قدر کیوں نہ تراش لئے گئے ہوں، ان میں کچھ نہ کچھ گندگی کی موجودگی سے انکار نہیں کیا جاسکتا) مکمل پاکیزگی کے اُصول اور نظریے کو مدِنظر رکھتے ہوئے دھات کے ایسے چمچوں سے کھائے جاسکتے ہیں جن کو استعمال سے قبل گرم پانی اور صابن کی مدد سے اچھی طرح صاف کرلیا گیا ہو؟ کیا اس صورت میں چمچوں کا استعمال خلافِ سنت و

شریعت تو نہ ہوگا؟ جبکہ ہم کھانے کو ہاتھ سے کھانے والے ان اَحکامات وسنن پر خلوصِ قلب سے عمل کرتے ہوئے خشک کھانے ہاتھوں سے کھاتے ہوں۔

ج…… ہاتھوں کی گندگی کا جو فلسفہ آپ نے بیان فرمایا ہے، وہ تو لائقِ اعتبار نہیں۔ شریعت کا حکم یہ ہے کہ کھانے سے پہلے ہاتھ خوب اچھی طرح دھوئے جائیں، اس کے بعد ان اوہام و وساوس کا کوئی اعتبار نہیں کہ کچھ نہ کچھ گندگی ہاتھوں میں ضرور رہ گئی ہو، اس لئے مکمل پاکیزگی کے اُصول اور نظریے کو مدِنظر رکھتے ہوئے ہاتھ کے بجائے چمچے کے استعمال کو ترجیح دینا محض توہم پرستی ہے۔ تاہم چمچے کے ساتھ کھانا جائز ہے، خصوصاً اگر کھانا ایسا سیال ہو کہ ہاتھ سے کھانا مشکل ہو تو ایک درجے میں عذر بھی ہے، ورنہ اصل سنت یہی ہے کہ کھانا ہاتھ سے کھایا جائے۔

گوبر کی آگ پر پکا ہوا کھانا کھانا

س…… آج کل لوگوں کی کثیر تعداد گوبر کے اپلوں سے کھانا تیار کر کے کھا رہی ہے، میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کیا شرعی طور پر اپلوں کی آگ پر کھانا پکانا جائز ہے؟ اور کیا اپلوں کی آگ سے تیار کی ہوئی چیز کھانا جائز ہے؟

ج…… یہ جائز ہے۔

پلیٹ میں ہاتھ دھونا

س…… دیکھا گیا ہے کہ اکثر لوگ کھانا کھانے کے بعد جس پلیٹ میں کھاتے ہیں اسی میں ہاتھ دھوتے ہیں، شرع کی رُو سے کیا ان کا یہ فعل جائز ہے؟

ج…… ایسا کرنا تہذیب کے خلاف ہے، اگر کوئی خاص مجبوری ہو تو دُوسری بات ہے۔

برتن کو کیوں ڈھکنا چاہئے؟

س…… میں نے کچھ لوگوں سے سنا ہے کہ رات کو اگر کچن میں کوئی چیز بھی کھلی رہ جائے تو شیطان اس کو جھوٹا کر دیتا ہے، ویسے بھی سائنسی نقطۂ نظر سے ان کھلے برتنوں میں جراثیم ہوتے ہیں، اس لئے ان کو دھو کر استعمال کرنا چاہئے۔ آپ سے یہ پوچھنا ہے کہ اس کی کوئی شرعی حیثیت ہے یا محض صفائی کی خاطر ایسا کرنا چاہئے؟

فہرست

ج…… حدیث شریف میں رات کے وقت برتنوں کو ڈھکنے اور خالی برتنوں کو اُلٹا رکھنے کا حکم ہے، اس کی وجہ ایک حدیث میں یہ بیان فرمائی ہے کہ ڈھکے ہوئے برتن میں شیطان داخل نہیں ہوتا۔ ایک اور حدیث میں یہ وجہ ذکر کی گئی ہے کہ سال میں ایک رات ایسی آتی ہے جس میں وبا نازل ہوتی ہے، اور جس برتن پر ڈھکنا یا بندھن نہ ہو اس میں داخل ہو جاتی ہے۔

بے خبری میں لقمہ حرام کھالینا

س…… ایک مسلمان بے خبری میں اگر بیرونِ ملک (سوَر) خنزیر کا گوشت کھالے تو کیا حکم ہے؟ ایک دفعہ میرے ساتھ یہ واقعہ ہوا ہے کہ میں نے ایک لقمہ گوشت کھالیا، لیکن مجھے فوراً پتا چل گیا کہ یہ سوَر کا گوشت ہے، جو منہ میں نوالا تھا وہ بھی اُگل دیا، اب میرے لئے کیا حکم ہے؟

ج…… یہ تو آپ نے اچھا کیا کہ نوالا فوراً اُگل دیا، آپ کے ذمے کوئی گناہ تو نہیں، مگر بے احتیاطی سے کام لیا کہ پہلے تحقیق نہیں کی، اس لئے اِستغفار کریں۔

یتیموں کے گھر سے اگر مجبوراً کچھ کھانا پڑے تو شرعاً جائز ہے

س…… یتیم کا مال کھانا حرام ہے، لیکن مجھے مجبوراً اپنے رشتہ دار یتیم کے گھر کچھ کھانا پینا پڑ جاتا ہے، اگر نہ کھاؤں تو وہ بہت ناراض ہوتے ہیں۔ کیا مجھ پر یہ جائز ہے کہ میں اپنے رشتہ دار یتیم کے گھر کچھ کھاؤں؟ قرآن وسنت کی روشنی میں بتائیے۔

ج…… یتیموں کا مال کھانا بڑا گناہ ہے، اس سے جہاں تک ممکن ہو پرہیز کرنا چاہئے، لیکن رشتہ داری اور تعلق کی بنا پر کبھی آدمی مجبور ہو جاتا ہے، ایسی صورت میں ان کی دِلداری کے لئے آپ ان کے گھر سے کھالیا کریں، مگر اس سے زیادہ ان کو ہدیہ کے عنوان سے دے دیا کریں۔

کیا چائے حرام ہے؟

س…… مولانا صاحب! ایک صاحب نے فتویٰ دیا کہ: ''چائے پینا ناجائز ہے۔'' اوّل وہ گرم گرم ہی پی جاتی ہے جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ دوئم چائے اکثر اُلٹے ہاتھ سے پی جاتی ہے جو کہ مکروہ ہے۔ سوئم پھونک بھی ماری جاتی ہے۔

ج…… چائے کے ناجائز ہونے کا فتویٰ تو کسی بزرگ نے آج تک نہیں دیا، البتہ اُلٹے ہاتھ

سے پینا اور پھونک مارنا مکروہ ہے۔

سگریٹ، پان، نسوار اور چائے کا شرعی حکم

س……سگریٹ، پان اور نسوار وغیرہ کا نشہ کرنا اسلام میں کیسا ہے؟ یہ چیزیں مکروہ ہیں یا حرام ہیں؟ کیا چائے پینا بھی ایسے ہی ہے جیسے سگریٹ، پان یا نسوار کا نشہ کرنا؟

ج……سگریٹ، نسوار، تمباکو بلاضرورت مکروہ ہے، ضرورت کی بنا پر مباح ہے۔ چائے نشہ آور چیزوں میں شامل نہیں، کوئی نہ پیئے تو بہت اچھا ہے، پیئے تو کوئی کراہت نہیں۔

حرام کمائی والے کی دعوت قبول کرنا

س…… بینک اور سینما اور فوٹو اسٹوڈیو کے مالک یا ملازم اپنی کسی تقریب میں اپنے عزیزوں اور دوستوں کو دعوتِ طعام دیں، تو کیا اس دعوت میں شریک ہونا چاہئے یا نہیں؟

ج……جن لوگوں کی غالب کمائی حرام کی ہو، ان کا کھانا جائز نہیں۔

شراب کے بارے میں شرعی حکم

س……روزنامہ ''جنگ'' مؤرخہ ۴؍ستمبر ۱۹۸۱ء کے اسلامی صفحے میں ایک خاتون لکھتی ہیں کہ: ''شراب حرام نہیں ہے'' اس سلسلے میں انہوں نے قرآن کا حوالہ بھی دیا جو میں لفظ بہ لفظ اُتار رہا ہوں، ملاحظہ ہو: ''لوگ آپ سے شراب اور قمار کے متعلق دریافت کرتے ہیں، آپ فرمادیجئے کہ ان دونوں میں بڑی گناہ کی باتیں بھی ہیں اور لوگوں کے لئے فائدے بھی ہیں۔'' اَحکامِ شریعت کی روشنی میں جواب سے نوازیں کہ شراب حرام ہے یا نہیں؟ اور اگر حرام ہے تو اس کا انکار کرنے والا کیسا ہے؟

ج……جس مضمون کے بارے میں آپ نے سوال کیا ہے، اس میں شراب کی حرمت کا انکار نہیں کیا گیا، آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے، شراب قطعی حرام ہے۔ چنانچہ فقہِ حنفی کی مشہور کتاب ''ہدایہ'' میں شراب (خمر) کے یہ اَحکام لکھے ہیں:

ا:……شراب اپنی ذات کی وجہ سے حرام ہے، اس کی حرمت کا مدار نشے پر نہیں، بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ: ''یہ بذاتِ خود حرام نہیں بلکہ اس سے نشہ حرام ہے'' کفر ہے، کیونکہ یہ

فہرست

کتاب اللہ کا انکار ہے، کتاب اللہ نے اس کو ''رِجس'' کہا ہے، اور ''رِجس'' اس نجاست کو کہتے ہیں جو اپنی ذاتی نجاست کی وجہ سے حرام ہو۔ اور سنتِ متواترہ میں وارِد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کو حرام قرار دیا، اور اسی پر اُمت کا اِجماع ہے۔

۲:......شراب، پیشاب کی طرح نجاستِ غلیظہ ہے، کیونکہ اس کی نجاست دلائلِ قطعیہ سے ثابت ہے۔

۳:......اس کو حلال سمجھنے والا کافر ہے، کیونکہ وہ دلیلِ قطعی کا منکر ہے۔

۴:......مسلمان کے حق میں یہ بے قیمت چیز ہے، اس لئے اگر مسلمان کے پاس شراب ہو اور کوئی اس کو ضائع کردے تو اس پر کوئی ضمان نہیں۔

۵:......اس کا ایک قطرہ بھی حرام ہے اور اس پر حد جاری ہوگی۔

۶:......پینے کے علاوہ اس سے کوئی اور اِنتفاع (فائدہ اُٹھانا) بھی جائز نہیں۔

۷:......اس کو فروخت کرکے جو رقم حاصل کی جائے، وہ بھی حرام ہے۔

''ہدایہ'' کے اس حوالے سے معلوم ہوا کہ شراب (خمر) حرام ہے، اور اس کی حرمت کا منکر باجماعِ اُمت کافر ہے، کیونکہ وہ قرآنِ کریم کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور پوری اُمتِ اسلامیہ کی تکذیب کرتا ہے۔

کیا شراب کسی مریض کو دی جاسکتی ہے؟

س......کیا شراب میں شفا ہے؟ اور کیا وہ کسی ایسے مریض کو دی جاسکتی ہے جس سے اس کی زندگی بچ سکتی ہو؟

ج......شراب تو خود بیماری ہے، اس میں شفا کیا ہوگی...! جہاں تک مریض کو دینے کا تعلق ہے، اس میں شراب کی کوئی خصوصیت نہیں، بلکہ تمام ناپاک چیزوں کا ایک ہی حکم ہے، اور وہ یہ کہ اگر اس ناپاک چیز کے علاوہ اور کوئی علاج ممکن نہ ہو، اور ماہر طبیب کے نزدیک اس سے اس کی جان بچ سکتی ہو، تو ایسی اِضطراری حالت میں ناپاک چیز استعمال کی جاسکتی ہے۔

رنگ رلیوں کی چوکیداری کرنا اور شراب کی بوتل لا کر دینا

س...... میں چپراسی ہوں، اور کبھی کبھار مجھے زبردستی رات کو زیادہ دیر کے لئے رُکنے کو کہا جاتا ہے، اور رات کو شراب اور طوائفوں سے رنگ رلیاں منائی جاتی ہیں۔ مجھے چوکیداری کے فرائض زبردستی نبھانے پڑتے ہیں، بلکہ بوتل لانے کو کہا جاتا ہے کہ فلاں جگہ سے لے آؤ۔ میں قانونِ وقت اور اللہ سے ڈرتا ہوں، سخت پریشان ہوں، ملازمت کا سوال ہے، قرآن و سنت کی روشنی میں بتائیں کہ مجھے کیا کرنا چاہئے؟ اب مجبوراً میں ملازمت جاری رکھ سکتا ہوں؟ اور کیا اللہ کے نزدیک میں اس گناہ میں ان کا شریک تو نہیں؟

ج...... یہ تو ظاہر ہے کہ اس بُرائی اور بدکاری میں مدد آپ کی بھی شامل ہے، گو بامرِ مجبوری سہی۔ آپ کوئی اور ملازمت یا ذریعہ معاش تلاش کریں اور جب مل جائے تو یہ گندی نوکری چھوڑ دیں اور اللہ تعالیٰ سے اِستغفار کرتے رہیں۔

شراب کی خالی بوتل میں پانی رکھنا

س...... بہت سے حضرات جن کے گھر میں فریج ہیں، شراب کی خالی بوتلوں میں پانی بھر کر فریج میں رکھتے ہیں اور اس پانی کو پیتے ہیں، کیا وہ پانی پینا جائز ہے؟

ج...... اگر ان بوتلوں کو پاک کرلیا جاتا ہے تو ان میں پانی رکھنا جائز ہے۔ لیکن ایک درجے میں کراہت ہے، جیسے پیشاب کی بوتل کو پاک کرکے پانی کے لئے استعمال کیا جائے۔

کھانا کھانے کے بعد ہاتھ اُٹھا کر اجتماعی دُعا کرنا

س...... کھانا کھانے کے بعد اجتماعی طور پر ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرنا ثابت ہے یا نہیں؟

ج...... کھانے کے بعد دُعا کرنا ثابت ہے، البتہ اجتماعی طور پر ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرنا ثابت نہیں ہے۔ اگر مہمان صاحبِ خانہ کے لئے دُعا کردے تو مضائقہ بھی نہیں۔

حرام جانوروں کی شکلوں کے بسکٹ

س...... عرض ہے کہ مدّت سے قلبی تقاضوں سے مجبور ہوں، کمسن بچوں کو جب بھی کتے، بلی، شیر وغیرہ حرام جانوروں کی اَشکال کے بسکٹ کھاتے دیکھتی ہوں، فی الفور میں ذہنی انتشار

میں مبتلا ہوجاتی ہوں۔ ہم مسلمان ہیں، ہمارے ملک کی اساس بھی اسلامی نظریات پر ہے، ہمارے ملک میں بسکٹ فیکٹریاں باوجود مسلمان ہونے کے ایسے بسکٹ کیوں بناتی ہیں جس میں کراہت ہو؟ اس سے حلال وحرام کا تصوّر بچوں کے ذہن سے محو ہوجائے گا، ہوسکتا ہے یہ ایک چھوٹی سی بات ہو، لیکن اس کا انسداد اور تدارک ضروری ہے، تاکہ ہمارے کمسن بچوں کی تربیت اسلامی طرز پر ہوسکے۔

ج…… آپ کا خیال صحیح ہے۔ اوّل تو تصویر بنانا ہی اسلام میں جائز نہیں، پھر ایسی گندی تصویریں تو اور بھی بُری ہیں، ان پر قانوناً پابندی ہونی چاہئے۔

ہڈیاں چبانا

س…… ہڈیاں چبانا کیسا ہے؟ سنا ہے کہ گوشت کھاکر ہڈیاں نہیں چبانا چاہئیں کہ ان پر خدا جنات کی غذا پیدا کرتا ہے۔

ج…… جائز ہے، یہ تو صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ کھائی ہوئی ہڈیوں پر جنات کے لئے خوراک پیدا کردیتے ہیں، لیکن اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ ہڈیوں کا چبانا جائز نہیں، یہ نتیجہ صحیح نہیں۔

شیرخوار بچوں کو افیون کھلانا

س…… ہماری اکثر مائیں اپنے دُودھ پیتے بچوں کو رات کے وقت افیم کھلاکر سلادیتی ہیں تاکہ بچہ رات کو سوکر آرام کرے، کیا یہ جائز ہے؟

ج…… افیون کا استعمال جس طرح بڑوں کے لئے جائز نہیں، اسی طرح شیرخوار بچوں کو کھلانا بھی شرعاً حرام اور طبّی نقطۂ نظر سے بے حد مضرِ صحت ہے۔ جو بیبیاں ایسا کرتی ہیں وہ گویا اپنے ہاتھوں بچوں کو ذبح کرتی ہیں۔ خدا ان کو عقل دے!

چوری کی بجلی سے پکا ہوا کھانا کھانا اور گرم پانی سے وضو کرنا

س…… ہم دُنیا والے دُنیا میں کئی قسموں کی چوریاں دیکھتے ہیں۔ مولانا صاحب! لوگ سمجھتے ہیں کہ بجلی کی چوری، چوری نہیں ہوتی۔ کیا چوری والی بجلی کی روشنی میں کوئی عبادت قبول ہوسکتی ہے؟ چوری کی بجلی سے چلنے والا ہیٹر پھر اس ہیٹر سے کھانا پکانا چاہے وہ کھانا حلال

دولت کا ہو، کیا وہ کھانا جائز ہے؟ ہمارے شہر کے نزدیک ایک مسجد شریف میں گیزر (پانی گرم کرنے کا آلہ) بالکل بغیر میٹر کے ڈائریکٹ لگا ہوا ہے، مسجد والے نہ اس کا الگ سے کوئی بل ہی دیتے ہیں، لوگ اس سے وضو کرکے نماز پڑھتے ہیں، کیا اس گرم پانی سے وضو ہوجاتا ہے؟ جواب ضرور دینا، مہربانی ہوگی۔

ج…… سرکاری ادارے پوری قوم کی ملکیت ہیں، اور ان کی چوری بھی اسی طرح جرم ہے جس طرح کہ کسی ایک فرد کی چوری حرام ہے، بلکہ سرکاری اداروں کی چوری کسی خاص فرد کی چوری سے بھی زیادہ سنگین ہے، کیونکہ ایک فرد سے تو آدمی معاف بھی کراسکتا ہے لیکن آٹھ کروڑ افراد میں سے کس کس آدمی سے معاف کراتا پھرے گا؟ جو لوگ بغیر میٹر کے بجلی کا استعمال کرتے ہیں وہ پوری قوم کے چور ہیں۔ مسجد کے جس گیزر کا آپ نے ذکر کیا ہے اگر محکمے نے مسجد کے لئے مفت بجلی دے رکھی ہے، تو ٹھیک، ورنہ مسجد کی انتظامیہ کمیٹی چور ہے اور اس کے گرم شدہ پانی سے وضو کرنا ناجائز ہے۔ یہی حکم ان تمام افراد اور اداروں کا ہے جو چوری کی بجلی استعمال کرتے ہیں۔

س…… اگر کسی نے ایسی چوری کی ہو اور وہ توبہ کرنا چاہے تو اس کا کیا تدارک ہوسکتا ہے؟

ج…… اس کا تدارک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے اور جتنی بجلی اس نے ناجائز استعمال کی ہے، اس کا اندازہ کرکے اس کی قیمت محکمے کو ادا کردے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ کسی شخص نے بغیر ٹکٹ کے ریل میں سفر کیا، اتنے سفر کا کرایہ اس کے ذمے واجب الادا ہے، اس کو چاہئے کہ اتنی رقم کا ٹکٹ لے کر اسے ضائع کردے۔

فریقین کی صلح کے وقت ذبح کئے گئے دُنبے کا شرعی حکم

س…… زید نے عمرو کو قتل کیا، ابھی زید مقتول کے وارثوں کے ساتھ صلح کرنے کے لئے ۲۰ یا ۳۰ آدمی اور ایک یا دو دُنبے ذبح کرنے کے لئے اپنے ساتھ لے جاتا ہے، صلح کرنے کے بعد یہی دُنبے ذبح کرتے ہیں۔ اس کا کھانا دونوں فریقوں کے لئے یا اور لوگوں کے لئے جائز ہے یا ناجائز ہے؟

۱۶۴
فہرست

ج……ناجائز ہونے کا شبہ کیوں ہوا…؟

مرد وعورت کو ایک دُوسرے کا جھوٹا کھانا پینا

س……مسئلہ یہ ہے کہ بہت عرصے سے یہ بات سنی جارہی ہے کہ صرف بہن بھائی ایک دُوسرے کا جھوٹا دُودھ پی سکتے ہیں، میاں بیوی اور کوئی غیر مرد وعورت ایک دُوسرے کا جھوٹا دُودھ نہیں پی سکتے، کیا یہ بات سچ اور حدیث ہے یا ایسی ہی کہاوت ہے؟

ج……میاں بیوی کا جھوٹا کھانا پینا جائز ہے، اور محرَم مردوں اور عورتوں کا بھی کھانا پینا جائز ہے۔ اجنبی مردوں، عورتوں کا جھوٹا کھانا پینا فتنے کے اندیشے کی بنا پر مکروہ ہے۔

بچے کا جھوٹا کھانا پینا

س……ایک دُودھ پیتے بچے کا باپ اپنے بچے کا جھوٹا کھا پی سکتا ہے یا نہیں؟

ج……شرعاً اس کے ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔

دھوبی کے گھر کا کھانا

س……میرے چند دوست دھوبی ہیں، لوگ کہتے ہیں کہ ان کے گھر کا کھانا جائز نہیں ہے، مہربانی کرکے قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیں، مہربانی ہوگی۔

ج……کیوں جائز نہیں…؟

قرعہ ڈال کر کھانا اور شرط کا کھانا پینا

س……ہم اکثر دوست قرعہ ڈالتے ہیں، جس کے نام قرعہ نکلتا ہے وہ کچھ نہ کچھ کھلاتا یا پلاتا ہے، کیا ایسا کھانا جائز ہے؟

ج……یہ جائز نہیں، جوا ہے۔

س……دو حضرات کے درمیان یہ طے ہوا کہ ہارنے والا ۱۰۰ ریال ادا کرے گا، معاملہ قرآن مجید کے ترجمے کا تھا، ایک نے کہا کہ قرآن کے ترجموں میں فرق نہیں، دُوسرے نے کہا کہ فرق ہے۔ ہارنے والے نے ۱۰۰ ریال ادا کردیئے، جس سے سب دوستوں نے بروسٹ کھائے۔ اس طرح کا معاہدہ کرنا اور ایسا کھانا کیسا ہے؟ شرط وہ حرام ہوتی ہے کہ ہارنے والا

رقم دے کر چلا جائے، یہاں پر ہارنے والے نے بھی ہمارے ساتھ بروسٹ کھائے۔

ج…… اگر دوطرفہ شرط تھی تو حرام ہے، اور ایک طرف سے انعام کا وعدہ تھا، دُوسری طرف سے نہیں، تو یہ جائز ہے۔

غیرشرعی اُمور والی مجلس میں شرکت کرنا حرام ہے

س…… میرے دوست کا کہنا ہے کہ شادی یا ولیمے وغیرہ کی دعوت ہو تو اس کو قبول کرنا مسلمان پر ضروری ہے، اگرچہ اس میں فوٹو یا مووی یا کھڑے ہوکر کھانے کا اہتمام ہو، یا اس کی آمدنی غیرشرعی یعنی سود وغیرہ کی ہو۔ وہ کہتا ہے کہ آدمی خود کو بچائے ایک طرف ہوکر، لیکن جائے ضرور۔ ساتھ یہ بھی کہتا ہے کہ دعوت ولیمہ وغیرہ کی قبول کرنا سنت ہے، اور ایک حدیث کا مفہوم ہے: ''جبرئیلؑ نے مجھ کو پڑوسی کے بارے میں بے حد وصیت کی ہے، میرا گمان تھا کہ شاید پڑوسی کو وراثت دی جائے۔'' اس وجہ سے بھی پڑوسی کی دعوت قبول کرے کہ نہ جانے پر مسلمان کا دِل دُکھے گا جو کہ بہت بڑا گناہ ہے، اور خاندان یا آپس میں تفریق ہوگی، حالانکہ اُمت میں جوڑ کا حکم ہے۔ ان وجوہات سے وہ جانا ضروری سمجھتا ہے، اور میری ناقص رائے کے مطابق یہ ہے کہ ایسی دعوتوں میں شریک ہونا خالص حرام ہے، خاص طور پر غیرشرعی آمدنی والے کے یہاں۔ ہاں! اگر دعوت دینے والا یہ عہد کرے کہ میں سنت کے مطابق کھلاؤں گا اور فوٹو وغیرہ سے بچاؤں گا تو کوئی گنجائش ہے۔ لیکن پھر بھی اس میں دِین دار اور متقی پرہیزگار کا جانا ہرگز ٹھیک نہیں ہے۔ میری ناقص سمجھ کا کہنا ہے کہ اگر کسی مکان کے کسی حصے میں آگ لگ جائے تو کوئی عقل مند شخص اس مکان کے دُوسرے حصے میں جہاں آگ نہیں لگی، بیٹھنا ہرگز پسند نہیں کرے گا، اسی طرح ایسی دعوتوں میں اللہ کا عذاب نازل ہو رہا ہے اور یہ دُوسری طرف کھا رہے ہیں۔ براہِ مہربانی آپ ہم دونوں کے درمیان فیصلہ کریں کہ کون قرآن وحدیث کے زیادہ قریب اور دُرست ہے۔ کیونکہ ہم دونوں آپ کی رائے کو ہر طرح قبول کریں گے، ساتھ یہ بھی بتلائیں کہ کسی کے ساتھ ایسی نیکی کرنا جس میں اپنا دُنیاوی یا اُخروی نقصان ہو، یہ کہاں تک دُرست ہے؟

ج……جس دعوت میں غیرشرعی اُمور کا ارتکاب ہوتا ہے اور آدمی کو پہلے سے اس کا علم ہو، اس میں جانا حرام ہے۔ اگر پہلے سے علم نہ ہو، اچانک پتا چلے تو اُٹھ کر چلا جائے یا صبر کر کے بیٹھ رہے۔ ولیمے کی دعوت قبول کرنا سنت ہے، لیکن جب سنت کو خرافات و محرّمات کے ساتھ ملا دیا جائے تو اس کو قبول کرنا سنت نہیں بلکہ حرام ہے۔

غیرمسلموں کے ساتھ کھانا پینا

س……میرا مسئلہ کچھ یوں ہے کہ میں ایک بہت بڑے پروجیکٹ میں کام کرتا ہوں، جہاں پر اکثریت مسلمانوں کی ہی کام کرتی ہے، مگر اس پروجیکٹ میں ورکروں کی دُوسری بڑی تعداد مختلف قسم کے عیسائیوں کی ہے۔ وہ تقریباً ہر ہوٹل سے بلا روک ٹوک کھاتے ہیں اور ہر قسم کا برتن وغیرہ استعمال میں لاتے ہیں۔ برائے مہربانی شرعی مسئلہ بتایئے کہ ان کے ساتھ کھانے پینے میں کہیں ہمارا ایمان تو کمزور نہیں ہوتا؟

ج……اسلام چھوت چھات کا تو قائل نہیں، غیرمسلموں سے دوستی رکھنا، ان کی سی شکل و وضع اختیار کرنا اور ان کے سے اطوار و عادات اپنانا حرام ہے، لیکن اگر ان کے ہاتھ نجس نہ ہوں تو ان کے ساتھ کھالینا بھی جائز ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر کافروں نے بھی کھانا کھایا ہے، ہاں! طبعی گھن ہونا اور بات ہے، اور چونکہ غیرمسلموں کے ساتھ ہم نوالہ و ہم پیالہ ہونے میں ان کے ساتھ ایک طرح کی دوستی ہوجاتی ہے، اور ان کے کفر سے نفرت ختم ہوجاتی ہے، اس لئے حضراتِ فقہاء، کافروں کے ساتھ مل کر کھانے پینے کو منع کرتے ہیں، ہاں! ضرورت پیش آجائے تو جائز ہے۔

خنزیر کی چربی استعمال کرنے والے ہوٹل میں کھانا کھانا

س……میں جب سے دُبئی میں آیا ہوں، ایک بات پریشان کر رہی ہے کہ جب بھی ہوٹل میں کھانا کھانے جاتے ہیں تو کھانا "Two Cow" برانڈ گھی میں پکا ہوا ملتا ہے، اور ہم نے سنا ہے کہ اس میں سوَر کی چربی استعمال کی جاتی ہے، اس کے اُوپر ایک نوٹ لکھیں اور بتلائیں کہ یہ استعمال کرنا حرام ہے کہ نہیں؟ کیونکہ یہاں تمام ہوٹلوں میں یہی گھی استعمال ہوتا ہے

اور ہمارے مسلمان بھائی اس کو کھاتے ہیں۔

ج…… تحقیق کرلیجئے، اگر واقعی خنزیر کی چربی استعمال ہوتی ہے تو ایسے ہوٹلوں میں کھانا کھانا جائز نہیں۔

ہندو کے ہوٹل سے کھانا کھانا

س…… کسی ہندو کے ہوٹل میں ہندو کے ہاتھ کی پکائی ہوئی روٹی سبزی کھانا جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ یہاں اگر گھی کے بغیر کھانا کھانا ہو تو صرف ہندو کے ہوٹل میں مل سکتا ہے۔

ج…… اگر ہندو کے برتن پاک ہوں اور یقین ہو کہ وہ کوئی غلط چیز استعمال نہیں کرتا تو اس کے ہوٹل، گھر یا دُکان میں کھانا جائز ہے۔

شوہر کے مال سے بلا اِجازت اپنے رشتہ داروں کو کھلانا

س…… شوہر کے مال میں سے اشیائے خوردنی ان کی اجازت کے بغیر خود یا بچوں کو یا اپنے رشتہ داروں کو کھلانا جائز ہے؟

ج…… ایسی اشیاء جن کے کھانے پینے یا کھلانے پلانے پر عرفِ عام میں اعتراض نہیں کیا جاتا، اس کی اجازت ہے۔ البتہ اگر عورت کو اندازہ ہو کہ شوہر کو یہ بات ناگوار ہوگی تو صریح اجازت کے بغیر ایسا نہ کرے۔ خلاصہ یہ کہ شوہر کی اجازت ضروری ہے، خواہ عرفاً یا صراحتاً۔

قرآن خوانی کی ایسی محفلوں میں شریک ہونا جن میں فرائض کو توڑا جاتا ہو

س…… کیا بے نماز عورتوں کی دعوت پر ان کی ایسی قرآن خوانی میں شمولیت مناسب ہوگی جہاں ظہر کے بعد سے لے کر عشاء کے بھی بعد تک عورتیں اپنے پورے فیشن کے ساتھ اکٹھی ہوئی ہوں، کھانے پینے کا بھی خوب اہتمام ہو، مزید یہ کہ پردے کا نام و نشان نہ ہو؟

ج…… ایسی محفلیں جن میں دِین کے فرائض اور اَحکام کا لحاظ نہ کیا جاتا ہو، ان میں شرکت جائز نہیں۔

کیا کم خوری عیب ہے؟

س…… محترم المقام جناب حضرت مولانا محمد یوسف صاحب مدظلہم، سلامِ مسنون۔ گزارش

یہ ہے کہ میں گورنمنٹ ہائی اسکول گگومنڈی، ضلع وہاڑی میں بطور ٹیچر تعینات ہوں، اور علمائے دیوبند کا خادم ہوں، آپ کو معلوم ہے کہ تعلیمی اداروں میں بحث و تمحیص کا سلسلہ جاری رہتا ہے، اس سلسلے میں آپ سے کچھ وضاحت چاہتا ہوں۔ ماہنامہ ''بینات'' کے کسی شمارے میں حضرت بنوریؒ نے اپنے والد بزرگوارؒ کے متعلق مضمون لکھا تھا، اس میں دو باتیں قابلِ اعتراض ہیں، جن پر کیپٹن عثمانی والے اعتراض کرتے ہیں، اور ہمارے اسکول میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں اور وہ ہم پر اعتراض کرتے رہتے ہیں، اس لئے آپ تسلی بخش جواب عنایت فرمائیں۔ ان کے نزدیک حضرت بنوریؒ کی یہ دو باتیں قابلِ اعتراض ہیں:

۱- ''میرے والد صاحب (حضرت بنوریؒ کے والد) نے ساڑھے تین ماشے خوراک پر سالہا سال زندگی بسر کی۔''

۲- ''اور ان کا نکاح حضرت علی نے پڑھایا تھا۔''

۱- وضاحت طلب اَمر یہ ہے کہ کوئی مثال ایسی اسلام میں ہے کہ خواب میں کسی صحابی یا تابعی کا نکاح پڑھایا گیا ہو؟

۲- کوئی مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہوکر دُنیا میں آسکتا ہے؟ اگر ممکن ہے تو اس کی کوئی مثال پیش کی جاسکتی ہے؟ کیونکہ معترض لوگ حضرت نانوتویؒ کے متعلق کہتے ہیں کہ وہ دوبارہ دیوبند میں آئے تھے، تمہاری کتاب میں لکھا ہے۔

کیا کسی صاحب نے بریلوی حضرات کی طرف سے لکھی گئی کتاب ''زلزلہ'' کا جواب تحریر کیا ہے؟ نیز کیپٹن عثمانی کی کتاب ''توحید خالص'' کا جواب لکھا گیا ہے؟ مہربانی فرماکر وضاحت فرمادیں، میں نے اشارے کے طور پر اعتراض لکھے ہیں، باقی سب خیریت ہے۔

قاری عبدالباسط، ٹیچر گورنمنٹ ہائی اسکول گگومنڈی
بورے والا، ضلع وہاڑی

ج…… مکرم و محترم جناب قاری عبدالباسط صاحب زید مجدہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آنجناب نے تحریر فرمایا ہے کہ حضرت بنوریؒ کے اس مضمون پر، جو انہوں نے اپنے

والد ماجد نوّر اللہ مرقدہٗ کی وفات پر تحریر فرمایا تھا، ڈاکٹر کیپٹن عثمانی کو دو اعتراض ہیں، اوّل حضرتؒ کی اس عبارت پر جس میں والد مرحوم کی خوراک کی کمی کو بیان کیا گیا ہے کہ عنفوانِ شباب میں وہ صرف تین ماشہ خوراک پر اکتفا کیا کرتے تھے۔

میں یہ بالکل نہیں سمجھ سکا کہ ڈاکٹر عثمانی کو اس میں قابلِ اعتراض کیا بات نظر آئی؟ یا آپ کو اس میں کیا اِشکال پیش آیا؟ میرے محترم! زیادہ کھانا تو بلاشبہ لائقِ مذمت ہے، شرعاً بھی اور عقلاً بھی۔ لیکن کم کھانا تو عقل وشرع کے کسی قانون سے بھی لائقِ اعتراض نہیں، بلکہ خوراک جتنی کم ہو اسی قدر لائقِ مدح ہے، بشرطیکہ کم کھانے میں ہلاکت کا یا صحت کی خرابی کا خطرہ نہ ہو۔ کیونکہ اہلِ عقل کے نزدیک کھانا بذاتِ خود مقصد نہیں، بلکہ اس کی ضرورت محض بقائے حیات اور بقائے صحت کے لئے ہے، شیخ سعدیؒ کے بقول:

خوردن برائے زیستن وعبادت کردن است

تو معتقد کہ زیستن برائے خوردن است

اور اگر اِشکال کا منشا یہ ہے کہ ساڑھے تین ماشہ خوراک کے ساتھ آدمی کیسے زندہ رہ سکتا ہے؟ تو یہ اِشکال کسی دہریے کے منہ کو زیب دے تو دے، مگر ایک مؤمن جو حق تعالیٰ شانہ کی قدرت پر یقین رکھتا ہو اس کی طرف سے اس اِشکال کا پیش کیا جانا یقیناً موجبِ حیرت ہے، سب جانتے ہیں کہ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ محض تسبیح وتقدیس سے زندہ رکھتے ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو ہزار برس سے بغیر مادّی خوراک کے آسمان پر زندہ ہیں۔ مشکوٰۃ شریف (ص:۴۷۷) میں حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کی روایت سے حدیثِ دجال مروی ہے، جس میں دجال کے زمانے کے قحط کا ذکر فرمایا گیا ہے، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم آٹا گوندھ کر رکھتے ہیں، ابھی روٹی پکانے کی نوبت نہیں آتی کہ ہم بھوک محسوس کرنے لگتے ہیں، ان دنوں اہلِ ایمان کیا کریں گے؟ فرمایا:

”یجزئھم ما یجزی أھل السماء من التسبیح والتقدیس.“

ترجمہ:...... ”ان کو وہی تسبیح وتقدیس کفایت کرے گی جو

فہرست

آسمان والوں کو کفایت کرتی ہے۔“

اکابر اولیاء اللہ کے حالات میں تقلیلِ طعام کے واقعات اس کثرت سے منقول ہیں کہ حدِ تواتر کو پہنچے ہوئے ہیں، اِمام بخاریؒ کے بارے میں علامہ کرمانیؒ لکھتے ہیں:

”کان فی سعة من الدنیا وقد ورث من أبیه مالًا کثیرًا، وکان یتصدق به وربما یأتی علیه نهار ولا یأکل فیه، وانما یأکل احیانا لوزتین أو ثلاثًا.“ (مقدمہ لامع ص:۹)

ترجمہ:...... ”اِمام بخاریؒ کو اللہ تعالیٰ نے دُنیا کی کشائش دے رکھی تھی، بہت سا مال انہیں والد ماجد کے ترکہ میں ملا تھا، جس سے وہ صدقہ کرتے رہتے تھے، مگر اپنی خوراک اتنی کم تھی کہ بسا اوقات دن بھر کھانا نہیں کھاتے تھے، بس کبھی کبھار دو تین بادام تناول فرمالیتے تھے۔“

افسوس ہے! کہ آج کی مادّی عقلیں اپنی سطح سے بلند ہوکر سوچنے سے معذور ہیں، اس لئے ہم لوگ ایسے حالات کو سمجھنے سے بھی قاصر ہوگئے ہیں، اور ڈاکٹر مسعود عثمانی تو بادشاہ آدمی ہیں، وہ تو اِمام احمد بن حنبلؒ جیسے اکابر پر بھی بلاتکلف مشرک ہونے کا فتویٰ صادر فرمادیتے ہیں، حضرتِ اقدس بنوریؒ یا ان کے والد ماجدؒ کی اِمام احمد بن حنبلؒ کے مقابلے میں کیا حیثیت ہے...؟

آپ نے دُوسرا اعتراض یہ نقل کیا ہے کہ نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پڑھایا تھا، مناسب ہوگا کہ پہلے اس سلسلے میں حضرت بنوریؒ کی عبارت نقل کردی جائے، آپؒ لکھتے ہیں:

”آپ کے والد مرحوم حضرت سیّد مزمل شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا تو وصال ہوگیا تھا، والدۂ مکرّمہ حیات تھیں، جن کا اصرار تھا کہ ازدواجی زندگی اختیار کریں، لیکن عزمِ عبادت و طاعت کے منافی سمجھ کر انکار کرتے رہے، یہاں تک کہ ایک خواب میں یہ حقیقت

فہرست

واضح کردی گئی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فلاں بی بی سے فلاں خاندان میں عقدِ نکاح باندھ رہے ہیں، اس رُؤیائے صالحہ کے بعد انکار ختم ہوگیا اور ازدواجی زندگی میں قدم رکھ ہی لیا اور اس رُؤیائے صادقہ کی تعبیر اس طرح صادق آگئی۔“

آپ کے نقل کردہ اعتراض میں اور حضرت بنوریؒ کی تحریر میں زمین و آسمان کا فرق ہے، حضرت بنوریؒ رُؤیائے صالحہ کا ذکر فرما رہے ہیں جس کی تعبیر ظاہر ہوئی، اور آپ یہ نقل کرتے ہیں کہ: ”نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پڑھایا تھا۔“ رُؤیائے صالحہ کا مبشرات میں سے ہونا تو خود احادیث شریفہ میں وارِد ہے۔ اور صحیح بخاری (۱۰۳۸) ”باب کشف المرأۃ فی المنام“ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ”تو مجھے خواب میں دو مرتبہ دِکھائی گئی، ایک شخص (فرشتہ) تجھے ریشم کے ٹکڑے میں اُٹھائے ہوئے تھا اور وہ مجھ سے کہہ رہا تھا کہ یہ آپ کی بیوی ہے، میں نے کھول کر دیکھا تو تو ہی تھی، میں نے کہا کہ: اگر یہ منجانب اللہ مقدر ہے تو ہوکر رہے گا۔“

انبیائے کرام علیہم السلام کا خواب تو وحیِ قطعی کی حیثیت رکھتا ہے، جبکہ اہلِ ایمان کے خواب کی حیثیت محض مبشرات کی ہے، بہرحال کسی شخص کا خواب میں یہ دیکھنا کہ فلاں خاتون کے ساتھ اس کا عقد ہو رہا ہے، مبشرات کے قبیل سے ہے۔ پھر معلوم نہیں کہ اس قصے میں آپ کو یا دُوسرے حضرات کو کیوں اِشکال پیش آیا۔

۲:...... مرنے کے بعد دوبارہ دُنیا میں آنے کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں، اور دونوں ممکن ہیں، ایک صورت یہ ہے کہ مردے کو دوبارہ زندہ کردیا جائے اور وہ عام معمول کے مطابق زندہ ہوجائے، قرآنِ کریم میں اس کی مثالیں موجود ہیں، چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات میں متعدّد جگہ ذکر فرمایا ہے کہ وہ باذنِ اِلٰہی مردوں کو زندہ کردیا کرتے تھے۔ سورۂ بقرہ آیت:۲۵۹ میں اس شخص کا واقعہ مذکور ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ایک سو سال تک مردہ رکھ کر پھر زندہ کردیا تھا: ”فَأَمَاتَهُ اللهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ“۔ سورۂ بقرہ ہی کی آیت:۲۴۳ میں ان ہزاروں اَشخاص کا واقعہ ذکر کیا گیا ہے جو موت کے خوف سے گھروں

فہرست

سے نکل کھڑے ہوئے تھے اور جن کو موت دینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے پھر زندہ کردیا تھا۔ سورۂ بقرہ کی آیت:۵۵ اور ۵۶ میں موسیٰ علیہ السلام کے ان رُفقاء کے مرنے کے بعد زندہ کئے جانے کا ذکر ہے جنھوں نے موسیٰ علیہ السلام سے غلط مطالبہ کیا تھا:

”وَاِذْ قُلْتُمْ یٰمُوسٰی لَنْ نُّؤْمِنَ لَکَ حَتّٰی نَرَی اللّٰہَ جَھْرَۃً فَأَخَذَتْکُمُ الصَّاعِقَۃُ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ، ثُمَّ بَعَثْنٰکُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ۔“ (البقرۃ:۵۵،۵۶)

اور سورۂ اَعراف کی آیت:۱۵۵ میں اسی کی مزید تفصیل ذکر کی گئی ہے۔ الغرض اسی قسم کے بہت سے واقعات قرآنِ کریم ہی میں مذکور ہیں۔

اور کسی فوت شدہ شخص کے دُنیا میں دوبارہ نظر آنے کی دُوسری صورت یہ ہوتی ہے کہ معروف زندگی کے ساتھ تو اس کا جسم دُنیا میں زندہ نہ کیا جائے مگر خواب یا بیداری میں اس کی شبیہ کسی شخص کو نظر آئے، اس کو دوبارہ زندگی کہنا صحیح نہیں، بلکہ یہ ایک طرح کا رُوحانی کشف ہے، کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ اپنے کسی بندے کی اعانت کے لئے کسی لطیفۂ غیبی کو فوت شدہ بزرگ کی شکل میں بھیج دیتے ہیں کہ (کیونکہ وہ شکل اس کے لئے مانوس ہوتی ہے)، جیسا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت مریم کے سامنے انسانی شکل میں متمثل ہوئے تھے، اس صورت میں فوت شدہ بزرگ کو اس واقعے کی خبر نہیں ہوتی، اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ باذنِ اِلٰہی اس بزرگ کی رُوح اس شخص کے سامنے متمثل ہوجاتی ہے، جیسا کہ شبِ معراج میں انبیائے کرام علیہم السلام کی اَرواحِ طیبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے متمثل ہوئی تھیں، البتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے جسدِ عنصری کے ساتھ موجود تھے، اور چونکہ یہ سب کچھ باذنِ الٰہی ہوتا ہے، جس میں اس فوت شدہ بزرگ کا اپنا کوئی اختیار نہیں ہوتا، اس لئے ایسے واقعات کو کشف و کرامت کے قبیل سے سمجھا جاتا ہے، اور ان واقعات کا انکار وہی شخص کرسکتا ہے جو انبیائے کرام علیہم السلام کے معجزات کا اور اولیائے کرام کی کرامات کا منکر ہو، جبکہ اہلِ سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ:

کرامات الأولیاء حق. (اولیاء اللہ کی کرامات برحق ہیں)

جیسا کہ فقہِ اکبر اور دیگر کتبِ عقائد میں مذکور ہے، حضرت نانوتویؒ قدس اللہ سرہٗ کا وہ واقعہ جس کی طرف آپ نے اشارہ فرمایا، وہ اسی قبیل سے ہے، جس میں شرعاً وعقلاً کوئی اِشکال نہیں۔

بریلوی کتاب ''زلزلہ'' کا محققانہ جواب مولانا محمد عارف سنبھلی نے ''بریلوی فتنے کا نیا رُوپ'' کے نام سے لکھا ہے، پاکستان میں یہ کتاب ''ادارۂ اسلامیات، ۱۹۰ انارکلی، لاہور'' سے شائع ہوئی ہے، اور ڈاکٹر عثمانی کی کتاب ''توحیدِ خالص'' کا جواب مولانا ابوجابر عبداللہ دامانوی نے ''الدّین الخالص'' کے نام سے لکھا ہے، یہ کتاب ''حزب المسلمین، فاروقِ اعظم روڈ، کیماڑی کراچی'' سے شائع ہوئی ہے۔

اُمید ہے مزاجِ گرامی بعافیت ہوں گے، والسلام!

آبِ زمزم پینے کا سنت طریقہ

س...... آبِ زمزم نوش کرنے کا مسنون طریقہ تحریر فرمائیں۔

ج...... آبِ زمزم پینا سے پہلے دُعا کرنا اور قبلہ رُخ کھڑے ہوکر آبِ زمزم پینا مستحب ہے۔

والدین اور اولاد کے تعلقات

ماں باپ کے نافرمان کی عبادت کی شرعی حیثیت

س…… ماں باپ کے نافرمان کا فرض اور نفل ایک بھی قبول نہیں ہوتا (ابنِ عاصم) تو کیا ایسے شخص کا نماز پڑھنا یا نہ پڑھنا، یا نیکی کا کوئی اور کام کرنا یا نہ کرنا برابر ہے؟

ج…… حدیث کا مطلب آپ نے اُلٹ کردیا، حدیث سے مقصود یہ ہے کہ اس شخص کو ماں باپ کی نافرمانی چھوڑ دینی چاہئے تاکہ اس کی عبادت قبول ہو، یہ نہیں کہ والدین کی نافرمانی پر بدستور قائم رہتے ہوئے عبادت ہی چھوڑ دینی چاہئے…!

س…… فرض کریں، اے اور بی دو مشرک ہیں، مشرک اے خونخوار اور ظالم ہے، لوگوں کے ساتھ بداخلاقی، گالی گلوچ، جھگڑے فساد اس کا معمول ہے، لوگوں کے مال پر یا تنخواہ پر ناجائز قبضہ کرتا ہو۔ جبکہ مشرک بی اچھے اخلاق وعادات کا مالک ہے، اپنے کام سے کام رکھتا ہے، کسی کو تکلیف نہیں دیتا، گالی گلوچ، جھگڑے فساد نہیں کرتا، کسی کے مال پر ناجائز قبضہ نہیں کرتا، تو کیا روزِ محشر میں ان کے لئے سزا ایک جیسی ہوگی یا کچھ فرق ہوگا؟

ج…… جیل میں مجرموں کے جرم کی نوعیت کے اعتبار سے ان سے مختلف سلوک کیا جاتا ہے، اسی طرح دوزخیوں سے بھی ان کے جرائم کی نوعیت کے مطابق سلوک کیا جائے گا، دوزخیوں کی سزا کا کم وبیش ہونا نصوص سے ثابت ہے۔

والدین کی اطاعت اور رشتہ داروں سے قطع تعلقی

س…… رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ مبارک کے مطابق اللہ تعالیٰ کی رضا والدین کی رضا میں ہے اور دُوسری جگہ ارشاد ہے کہ تیری جنت یا دوزخ والدین ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان احادیث کی کمی بیشی معاف فرمائے تو آج کل کیا ہر زمانے میں والدین تو اس چیز میں یا کام

فہرست

میں راضی ہوتے ہیں جن پر وہ خود عمل کر رہے ہوتے ہیں، یعنی آباء و اجداد کے طریقے پر۔ میرا مسئلہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ رشتہ داری نہ توڑو، مگر والدین کہتے ہیں کہ کسی سے بولنے کی ضرورت نہیں ہے، جس سے ہم راضی ہیں ان سے بولو، دُوسروں کو چھوڑ دو۔ والدین اپنے آبائی طریقوں پر عمل کرنے والے سے خوش ہوتے ہیں، قرآن و سنت کے مطابق عمل کرنے والا ان کو بہت بُرا لگتا ہے، والدین کے پاس اللہ کا دیا بہت کچھ ہے مگر پھر بھی وہ اولاد سے حاصل کرنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ ہمیں خدمت کرنا بھی چاہئے مگر آمدنی اتنی کم ہو کہ اپنا اور بچوں کا گزارا مشکل سے ہوتا ہو تو کیا کیا جائے؟

ج…… والدین کی خدمت و اطاعت فرض ہے لیکن جائز کاموں میں، اور اگر والدین کسی ناجائز بات کا حکم کریں تو ان کی اطاعت حرام ہے۔

والدین سے متعلق اچھے جذبات

س…… میں اپنے والد کا اکلوتا بیٹا ہوں، والدین اپنی تھوڑی بہت جتنی بھی جائیداد ہے میرے نام کرنا چاہتے ہیں، یہ بات اسلامی طریقے سے بھی مناسب ہے کہ والدین کے بعد جائیداد کا وارث لڑکا ہوتا ہے، لیکن میں چاہتا ہوں کہ میں اپنی جائیداد خود بناؤں، ماں باپ کے پیسے سے بہت عیش کرلی، بیچاروں نے ساری زندگی مجھ پر پیسہ خرچ کرکے مجھے ہر قسم کا آرام دیا، پڑھایا، لکھایا اب فرسٹ ایئر کا طالبِ علم ہوں، عمر ۱۷ سال کی ہے، اب چاہتا ہوں کہ جلد از جلد پڑھ لکھ کر اپنے پاؤں پر کھڑا ہوجاؤں اور والدین کو ایک حج کرادُوں۔ کیا یہ سب خیالات و خواہشات دُرست ہیں؟

ج…… والدین کے آپ تنہا وارث ہوں، باقی آپ کے جذبات صحیح ہیں، بشرطیکہ آپ خود بھی اَحکامِ اِلٰہیہ کی بجاآوری کرتے رہیں۔ صرف کھانے کمانے کا چکر نہ رہے۔

والدین کی نافرمانی کا وبال

س…… آج کل کے دور میں بڑھاپے کا سہارا کس پر کرنا چاہئے، اولاد پر یا دولت پر؟ ماں باپ اپنی اولاد کو اس لئے اچھی تربیت دیتے ہیں کہ آئندہ دور میں مجھے لات مار کر نکال

فہرست

دے، کیا یہ صحیح ہے؟ ماں باپ کے ساتھ اولاد اتنی بے دردی سے کیوں بولتی ہے؟ کیا آج کے دور میں یہی سکھایا جاتا ہے کہ اس کے ساتھ اچھا برتاؤ نہ کرو؟ اولاد جوانی میں ماں باپ کا احترام نہیں کرتی، اگر شادی کرلے تو بیوی کا حکم بجالاتی ہے، بیوی کے کہنے پر کوٹھی بنوادیتے ہیں، ایک طرف ماں باپ کو دُکھ دے کر بیوی کو خوش کرنا، اولاد کو زیب دیتا ہے کہ میں خوشی مناؤں اور میرے ماں باپ دردر کی ٹھوکریں کھائیں؟ کیا ایک مسلمان کی اولاد کو اسلام یہی سکھاتا ہے؟ اولاد یہ کیوں نہیں سوچتی کہ میرے ماں باپ نے اتنے مشکل مراحل سے گزر کر میری پرورِش کی ہے، آج مجھے ان کا سہارا بننا چاہئے، ان کی دُعائیں لینی چاہئیں؟ بعض اولاد ماں باپ کی جائیداد چھین کر جلد قبر کے نیچے اُتارنا چاہتی ہے، کیوں؟ اسلامی اَحکام کی وضاحت فرمائیں۔

ج…… قرآنِ کریم اور حدیثِ نبوی میں والدین کی خدمت کے بڑے فضائل آئے ہیں، اور والدین کی نافرمانی اور ان کو ستانے کے وبال بھی بڑی تفصیل سے ذکر کئے گئے ہیں، اور اہلِ علم نے حقوق الوالدین پر مستقل کتابیں تصنیف فرمائی ہیں، سورۂ بنی اسرائیل میں حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے:

”وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّآ اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا. اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُھُمَا اَوْ کِلٰھُمَا فَلَا تَقُلْ لَّھُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْھَرْھُمَا وَقُلْ لَّھُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا. وَاخْفِضْ لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیَانِیْ صَغِیْرًا.“ (بنی اسرائیل:۲۳،۲۴)

ترجمہ:……”اور تیرے رَبّ نے حکم کردیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت مت کرو اور اپنے ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کیا کرو، اگر تیرے پاس ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کو کبھی ”اُف“ (ہوں) بھی مت کرنا اور نہ ان کو جھڑکنا، اور ان سے خوب ادب سے بات کرنا اور ان کے سامنے شفقت سے

اِنکساری کے ساتھ جھکے رہنا، اور یوں دُعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار! ان دونوں پر رحمت فرمائیے جیسا انہوں نے مجھے بچپن میں پالا ہے۔‘‘

ایک حدیث میں ہے:

’’عن أبی أمامة رضی الله عنه أن رجلًا قال: یا رسول الله! ما حق الوالدین علٰی ولدهما؟ قال: هما جنتک أو نارک.‘‘ (ابنِ ماجہ ص:۲۶۰)

ترجمہ:...... ’’حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ: ایک شخص نے پوچھا: یا رسول اللہ! والدین کا اولاد کے ذمے کیا حق ہے؟ فرمایا: وہ تیری جنت یا دوزخ ہیں (یعنی ان کی خدمت کروگے تو جنت میں جاؤگے، ان کی نافرمانی کروگے تو دوزخ خریدوگے)۔‘‘

ایک اور حدیث میں ہے:

’’عن ابن عباس رضی الله عنهما قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: من أصبح مطیعًا لله فی والدیه أصبح له بابان مفتوحان من الجنّة وان کان واحدًا فواحدًا ومن أصبح عاصیًا لله فی والدیه أصبح له بابان مفتوحان من النّار ان کان واحدًا فواحدًا. قال رجل: وان ظلماه؟ قال: وان ظلماه وان ظلماه وان ظلماه.‘‘ (مشکوٰۃ ص:۴۲۱)

ترجمہ:...... ’’حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جو شخص والدین کا فرمانبردار ہو اس کے لئے جنت کے دو دروازے کھل جاتے ہیں اور

اگر ان میں سے ایک ہو تو ایک، اور جو شخص والدین کا نافرمان ہو اس کے لئے جہنم کے دو دروازے کھل جاتے ہیں، اور اگر ان میں سے ایک ہو تو ایک۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ: خواہ والدین اس پر ظلم کرتے ہوں؟ فرمایا: خواہ اس پر ظلم کرتے ہوں، خواہ اس پر ظلم کرتے ہوں، خواہ اس پر ظلم کرتے ہوں۔"

ایک اور حدیث میں ہے:

"وعنه (عن ابن عباس) ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ما من ولد بار ينظر الٰى والديه نظرة رحمة الا كتب الله له بكل نظرة حَجّة مبرورة. قالوا: وان نظر كل يوم مائة مرة؟ قال: نعم! الله اكبر وأطيب."

(مشکوٰۃ ص:۴۲۱)

ترجمہ:......"حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: فرمانبردار اولاد اپنے والدین کی طرف نظرِ شفقت و محبت سے دیکھے تو ہر مرتبہ دیکھنے پر ایک حجِ مقبول کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے۔ عرض کیا گیا: خواہ سو مرتبہ دیکھے؟ فرمایا: ہاں! اللہ تعالیٰ اس سے بھی بڑے اور زیادہ پاکیزہ ہیں (ان کے لئے سوچ کا ثواب دینا کیا مشکل ہے)۔"

ایک اور حدیث میں ہے:

"عن أبى بكرة رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كل الذنب يغفر الله منها ما شاء الا عقوق الوالدين فانه يعجل لصاحبه فى الحيٰوة قبل الممات."

(مشکوٰۃ ص:۴۲۱)

ترجمہ:......"حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ہر گناہ کو اللہ تعالیٰ چاہیں تو معاف فرمادیں گے، مگر والدین کی نافرمانی کو معاف نہیں فرماتے بلکہ اس کی سزا مرنے سے پہلے دُنیا میں ملتی ہے۔''

جو لوگ والدین کی خدمت سے کنارہ کشی کرتے ہیں، وہ بہت ہی بدبخت ہیں، لیکن اس میں کچھ قصور والدین کا بھی ہے، وہ بچوں کو مغربی تعلیم و تربیت دیتے ہیں، دِینی تعلیم و تربیت سے محروم رکھتے ہیں، نتیجتاً اولاد بڑے ہوکر مغربی عادات و اطوار کو اپناتی ہے، اور سب جانتے ہیں کہ مغرب میں والدین کی خدمت کا کوئی تصوّر نہیں، اولاد جوان ہوکر خودسر ہوجاتی ہے اور والدین سے ان کو کوئی ربط نہیں رہتا۔

جائز کاموں میں ماں باپ کی نافرمانی

س…… ایک تنظیم اپنے نئے ممبروں سے حلف لیتی ہے کہ وہ ممبر تنظیم اور اس کے لیڈر کا ہر حال میں وفادار رہے گا، چاہے اسے اپنے ماں باپ اور بزرگوں کی نافرمانی ہی کرنی پڑے۔ کیا ماں باپ اور بزرگوں کی نافرمانی کا یہ حلف جائز ہے؟ اس کی وضاحت دِینی حیثیت سے فرمائیں۔

ج…… جائز کاموں میں ماں باپ کی نافرمانی حرام ہے، اور حرام چیز کا عہد کرنا بھی حرام ہے۔

زانی، شرابی باپ کی بخشش کے لئے کیا کیا جائے؟

س…… زید ایک کٹر مذہبی انسان تھا، پنج وقتہ نمازی، حج، روزہ، زکوٰۃ ہر طرح سے مذہبی انسان، لیکن انہیں غیرعورتوں سے مراسم رکھنے کی عادت تھی، بس یوں سمجھ لیں کہ لفظ ''عورت'' ان کی سب سے بڑی کمزوری تھی۔ مولانا صاحب! جب سے زید کی موت ہوئی ہے، ہم دونوں بھائی بے حد پریشان ہیں، کیونکہ ان کی موت شراب پیتے ہوئے ایک غیرعورت کے ساتھ زنا کرتے ہوئے اچانک ہارٹ فیل ہونے کی وجہ سے ہوئی۔ کیا والد صاحب کی بخشش ہوجائے گی؟ حالانکہ ہم نے ہر طرح سے ختمِ قرآن، بھوکوں کو کھانا کھلانا، سب کچھ ان کے پیچھے کیا۔ مولانا صاحب! ہم اولاد ہونے کے ناطے ان کے لئے اور کیا ایسا مذہبی کام کریں کہ ان کی بخشش ہوجائے؟

ج…… ہم سب کو اس قسم کے واقعات سے عبرت پکڑنی چاہئے اور حق تعالیٰ شانہٗ سے حسنِ خاتمہ کی دُعا کرتے رہنا چاہئے (یا اللہ! حسنِ خاتمہ نصیب فرما، اور بُری موت سے پناہ عطا فرما)۔ حدیث میں آتا ہے کہ آدمی جس حالت میں مرے گا اسی حالت میں اُٹھایا جائے گا۔ جہاں تک بخشش کا سوال ہے، سو بخشش کے دو معنی ہیں، ایک یہ کہ بغیر سزا کے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے معاف فرمادیں، اس کے بارے میں تو کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ کس پر نظرِ عنایت ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اُمید بھی رکھنی چاہئے اور اس کی دُعا بھی کرنی چاہئے کہ حق تعالیٰ شانہٗ ہمیں بغیر عذاب وعتاب اور بغیر حساب وکتاب کے بخشش نصیب فرمائیں۔

بخشش کے دُوسرے معنی یہ ہیں کہ اپنی بدعملیوں کا خمیازہ بھگتنے کے بعد پٹ کر کسی وقت عذاب سے رہائی مل جائے، یہ بخشش ہر مسلمان کے لئے ہے، جس کا خاتمہ ایمان پر ہوا ہو، خواہ کتنا ہی گناہگار ہو، کسی نہ کسی وقت اس کی بخشش ضرور ہوجائے گی۔ البتہ جو شخص دُنیا سے ایمان کے بغیر رُخصت ہوا... نعوذ باللہ... اس کی کسی حال میں بھی بخشش نہیں ہوگی، وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ آپ اپنے والد کے لئے دُعا واِستغفار کریں، اور جہاں تک ممکن ہو اس کے لئے اِیصالِ ثواب کا اہتمام کرتے رہیں، سب سے بہتر صدقۂ جاریہ ہے۔

ماں باپ کو راضی کرنے کے لئے اسلامی اقدار چھوڑنا

س…… میں اب سے ایک سال پہلے بہت آزاد خیال لڑکی تھی، لیکن اب اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی اور میں نے اسلامی اقدار کو اپنا نصب العین بنالیا، جو لوگ پہلے مجھے بہت پسند کرتے تھے، اب انہوں نے مجھ پر فقرے کسنے شروع کردیئے ہیں، میں نے اس سال میٹرک کا امتحان دیا ہے اور میری عمر سولہ سال ہے، والدین بھی یہی کہتے ہیں کہ زیادہ دقیانوسی بننے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے ریڈیو اور ٹی وی جیسی لغویات کو بالکل چھوڑ دیا اور پابندی سے پردہ کرنا شروع کیا، جبکہ میرے گھر میں پردہ بہت کم کیا جاتا ہے، گھر پر بھی میں نے چادر اوڑھنی شروع کی تو اس کا بھی گھر والوں نے مذاق اُڑایا، بہت سے لوگوں نے تو مجھ سے دوستی بھی ختم کردی ہے، لیکن میں نے کسی کی پروا نہیں کی۔ لیکن اب مسئلہ یہ ہے کہ

فہرست

حال ہی میں میری منگنی ہوگئی ہے، ان لوگوں کے ہاں بھی زیادہ پردہ نہیں ہے، اب میرے والدین اور بڑے کہتے ہیں کہ تم اپنی بھنویں بنوالو، چادر چھوڑ دو اور برقع بھی اُتار دو اور زمانے کے ساتھ چلو۔ لیکن میں یہ کسی طرح بھی نہیں کرسکتی، مجھے بہت مجبور کیا جارہا ہے اور میں سخت پریشان ہوں۔ یہ حقیقت ہے کہ میرے برقع نے اور نماز نے مجھے متعدّد بار بُرائیوں سے بچایا اور آج حالات اسی کے درپے ہوگئے ہیں۔ میں نے یہ سوچ کر اچھی باتیں اپنائی تھیں کہ لوگ مجھے اچھا کہیں گے، لیکن اب اندازہ ہوا کہ ہمارا معاشرہ اب اس قابل نہیں رہا کہ اس میں اعلیٰ اقدار کو اپنایا جائے، یہ بات قابلِ تعریف ہے کہ میری ایک دو سہیلیوں نے مجھے دیکھتے ہوئے یہ رَوِش اختیار کرلی ہے، لیکن باقی لوگ مجھے ناپسند ہی کرتے ہیں۔ اب آپ بتائیے کہ مجھے کیا کرنا چاہئے؟ کیا میں اپنے والدین اور بڑوں کی بات مان لوں اور جو کچھ وہ کہتے ہیں وہی کچھ اختیار کرلوں یا ان کی بات سے انکار کردوں؟ جبکہ انکار ماں باپ کی نافرمانی میں شامل ہوتا ہے۔ میں شادی سے بھی انکار نہیں کرسکتی اور اپنے ماں باپ اور بڑوں کو بھی ناراض نہیں کرسکتی۔ اب آپ میرے سوال کا جواب جلد عطا کردیں تاکہ میں ذہنی خلجان سے بچ جاؤں اور مجھ جیسی لڑکیوں کا بھی بھلا ہو جو اس اُلجھن سے دوچار ہیں۔

ج...... آپ کے خط میں چند باتیں قابلِ توجہ ہیں:

اوّل:...... اگر آپ نے اسلامی اقدار کو اس لئے اپنایا ہے کہ لوگ آپ کو اچھا کہیں تو آپ نے بہت بڑی غلطی کی ہے، اور اگر اس لئے اپنایا ہے کہ اللہ تعالیٰ راضی ہوجائے تو آپ کو مخلوق کی رضامندی و ناراضی اور خوشی یا ناخوشی پر نظر نہیں رکھنی چاہئے۔ آپ کا مقصد صرف اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہونا چاہئے، خواہ مخلوق آپ کو کچھ ہی کہے۔

ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کافر لوگوں نے دیوانہ اور مجنون تک کہا، ہماری آپ کی عزّت ان سے بڑھ کر نہیں۔

دوم:...... حدیث میں آتا ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ دِین پر چلنا آگ کے انگاروں کو مٹھی میں لینے سے زیادہ مشکل ہوگا۔ یہ وہی زمانہ ہے، جو شخص دوزخ کے انگاروں

فہرست

سے بچنا چاہتا ہو، اسے دُنیا کے ان انگاروں پر لوٹنا ہوگا، اور جو شخص دُنیا کے ان انگاروں سے گھبراتا ہے، اسے دوزخ کے انگاروں کا سامنا کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

سوم:...... والدین اور بڑوں کی فرمانبرداری ضروری ہے، مگر یہ اسی وقت تک جائز ہے جب تک خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی حکم کی نافرمانی نہ ہوتی ہو، ورنہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرکے کسی کی اطاعت کرنا جائز نہیں، نہ والدین کی، نہ شوہر، نہ کسی حاکم کی۔ اس لئے میں آپ کو اسلامی اقدار ترک کرنے کا مشورہ نہیں دُوں گا۔

بچوں کی بدتمیزی کا سبب اور اس کا علاج

س...... میرا بچہ جس کی عمر ساڑھے دس سال ہے، بہت غصّے والا ہے، غصّے میں آکر وہ انتہائی بدتمیزی کی باتیں کرتا ہے، جس کی وجہ سے بعض دفعہ دُوسروں کے سامنے شرمندگی اُٹھانا پڑتی ہے، کوئی ایسا وظیفہ بھیج دیں جس کی وجہ سے وہ بدتمیزی چھوڑ دے اور پڑھائی میں اچھا ہوجائے۔

ج...... بچوں کی بدتمیزی و نافرمانی کا سبب عموماً والدین کے گناہ ہوتے ہیں، خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنا معاملہ دُرست کریں اور ۳ بار سورۂ فاتحہ پانی پر دَم کرکے بچے کو پلایا کریں۔

کیا والدین سے پانی مانگ کر پینا ثواب ہے؟

س...... ہمارے دوست ...... صاحب کہتے ہیں کہ والدین اور بڑے بزرگوں سے پانی مانگ کر پینے میں ثواب بہت زیادہ ملتا ہے، اور چاہے والدین عمر رسیدہ ہی کیوں نہ ہوں، ان سے پانی مانگ کر پینا چاہئے۔

ج...... کیا مطلب ہے کہ والدین کی خدمت کرنے کے بجائے ان سے خدمت لینی چاہئے...؟

بدکار والدہ سے قطع تعلق کرنا شرعاً کیسا ہے؟

س...... اگر کسی کی والدہ یا بہن بدکار ہو، شریعت میں اولاد کے لئے کیا حکم ہے؟ کیا ان کا احترام و ادب ضروری ہے؟ اور ان کی خدمت کرنا فرض ہے؟ کیا اولاد اپنی والدہ سے علیحدگی اختیار کرسکتی ہے جبکہ بار بار نصیحت کے باوجود اس پر کوئی اثر نہ ہو؟

فہرست

ج…… جو شخص گھر میں گندگی کو برداشت کرے، وہ ”دیوث“ کہلاتا ہے، اوّل تو ہر ممکن کوشش اس گندگی کو دُور کرنے کی کی جائے، اگر اس میں کامیابی نہ ہو تو قطعِ تعلق کرلیا جائے۔

کیا بالغ اولاد پر خرچ کرنا والد کے لئے ضروری ہے؟

س…… ایک صاحب جن کے تین لڑکے اٹھارہ سال سے زیادہ کے ہیں، اور ایک لڑکی سولہ سال کی، دو چھوٹے لڑکے جن کی عمریں پندرہ سال اور نو سال ہیں، اور زوجہ ہیں۔ ان صاحب نے تین سال قبل کاروبار شروع کیا ہے اور کاروبار سے جو آمدنی ہوتی ہے اسے وہ کاروبار پھیلانے کے لئے لگادیتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ: ”میں اس حالت میں نہیں ہوں کہ گھر کا خرچہ اُٹھاسکوں، اس لئے قرآن کی رُو سے میرے اُوپر بیوی بچے کسی کا کوئی فرض نہیں ہوتا ہے۔“ جبکہ تمام بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور بچوں کی والدہ بھی کوئی نوکری نہیں کرتیں۔ ان صاحب کا کہنا ہے کہ: ”جب تک میں کھلانے کی پوزیشن میں تھا، میں نے کیا، اب میری پوزیشن نہیں“ (جبکہ کاروبار کو پھیلا رہے ہیں)۔ ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ: ”میرے اُوپر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے کچھ بھی فرض نہیں ہے، اور اٹھارہ سال کے بعد تو ان کا فرض بالکل ختم ہوجاتا ہے، اور بچوں کو تو گھر میں بالکل نہیں رہنا چاہئے، بلکہ خود کما کر گزارا کرنا چاہئے۔“ نہ وہ اپنے نو سال کے بچے نہ لڑکی کو اور نہ بیگم کو کھلاتے ہیں، بڑے لڑکے تو بہت دُور کی بات ہیں۔ ہر وقت یہ تکرار ہے کہ میرے اُوپر کچھ فرض نہیں، جہاں تک کرسکتا تھا کردیا۔ جبکہ نو سال کے بچے سے بھی خوب کام لیتے ہیں، یہ کہتے ہیں کہ: ”میں نے جب تک کھلایا ہے اب اس کے بدلے کام کرو۔“ اس کے برعکس باہر اپنے ملنے والوں اور دوستوں سے بہت خوش مزاجی، ملنساری سے پیش آتے ہیں، ان کے لئے کھانے پینے، روپے پیسے میں کوئی کمی نہیں کرتے، جبکہ ان کے دوست انہیں پہچان چکے ہیں اور بے وقوف بناکر ہزاروں روپے بٹور کرلے جاتے ہیں، ان کا انہیں کوئی غم نہیں بلکہ جو پیسہ بچوں پر خرچ کیا ہے اس کا بہت افسوس ہے، کیونکہ اس کا بدلہ کچھ ملنے کی اُمید نہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ: ”جو میں نے کیا وہ میری شفقت تھی۔“ اب ایک مکان میں رہنے کے باوجود باپ بچوں (بڑے لڑکوں) کا ایک ایک ہفتے تک سامنا نہیں ہوتا، بات کرنا دُور کی

بات ہے۔ آپ سے درخواست ہے کہ قرآن اور حدیث کی رُو سے صحیح صورتِ حال سے آگاہ کریں، براہِ کرم ان کا جواب جلد از جلد اخبار میں دیں تا کہ ہر ایک اس جواب کو پڑھ سکے۔

ج…… اس شخص کا طرزِ عمل نہایت غلط اور افسوسناک ہے، اور اس کا یہ کہنا کہ: ”میرے اُوپر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے کچھ بھی فرض نہیں“ محض ناواقفی کی بات ہے۔ تفصیل یہ ہے کہ بیوی کا نان ونفقہ ہر حال میں شوہر پر فرض ہے، اور اگر شوہر فقیر ہو، اس کے پاس مال نہ ہو، تب بھی بیوی کا خرچ اس کے ذمے ہے، قرض لے یا بھیک مانگ کر لائے۔ اولاد کے لئے نان ونفقہ کا حکم یہ ہے کہ اگر ان کے پاس مال ہو تو ان کا خرچ خود ان کے مال سے پورا کیا جائے گا، اور اگر ان کے پاس مال نہیں اور وہ نابالغ ہوں یا کوئی ہنر اور کسب نہ جانتے ہوں تو ان کا خرچ والد کے ذمے ہوگا، یہ اخراجات شرعاً والد کے ذمے ہیں، اگر والد کے پاس پیسے نہ ہوں تو اس سے کہا جائے گا کہ کما کر لائے، یا بھیک مانگ کر لائے، اور اگر وہ ان کا خرچ ادا نہیں کرے گا تو اس کو قید کیا جائے گا۔

اولاد اگر بالغ ہو اور کمانے کی صلاحیت بھی رکھتی ہو تو لڑکوں کا خرچ باپ کے ذمے نہیں ہوگا، بلکہ وہ خود کمائیں اور کھائیں، لیکن لڑکیوں کی جب تک شادی نہیں ہوجاتی، ان کا خرچ باپ کے ذمے ہے، باپ ان کو کمانے پر مجبور نہیں کرسکتا۔

یہ میں نے جو کچھ لکھا ہے اخراجات کی قانونی حیثیت ہے، قانون سے ہٹ کر انسان پر کچھ اخلاقی ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں۔ شرفاء کے یہاں جب تک اولاد زیرِ تعلیم ہو، یا بے روزگار رہو، ان کا خرچ والدین اُٹھاتے ہیں، جو شخص اپنی چھوٹی چھوٹی معصوم اولاد کے ساتھ ایسا بھدا سلوک کرتا ہو وہ خدانخواستہ معذور ہوجائے تو اپنی اولاد سے کس حسنِ سلوک کی توقع کرسکتا ہے؟ ان صاحب کو چاہئے کہ بیوی بچوں کے اخراجات پر بخل نہ کریں، یہ حق لازم ہے اور سب سے بڑا صدقہ بھی۔ اور اگر یہ شخص اپنے رویے کی اصلاح نہ کرے تو عدالت سے رُجوع کیا جائے۔

بلاوجہ لڑکی کو گھر بٹھانے والے باپ کی بات ماننا

س…… ایک شادی شدہ بیٹی پر باپ کے کیا حقوق ہیں؟ بیٹی کی گھریلو زندگی میں باپ کی

فہرست

بلاوجہ مداخلت کے پیشِ نظر کیا بیٹی کو باپ کی حکم عدولی کی اجازت ہے؟ مثلاً باپ بیٹی کو زبردستی اپنے گھر ٹھہرانا چاہتا ہے جس کے لئے وہ عدالت سے بھی رُجوع کرنے سے گریز نہیں کرتا تاکہ دُوسرے دامادوں کی طرح یہ شریف النفس و مال دار داماد بھی اس کے زیرِ اثر آجائے۔ لیکن بیٹی ہر دَم اپنے باپ کے ہاں رہنے سے انکار کرتی ہے، جس کے لئے اس کو ہر وقت اور ہر جگہ شرمندگی اُٹھانا پڑتی ہے، کیا ایسے ضدی باپ کی ضد پورا کرنے کا اسلام میں کوئی حل ہے؟

ج…… بیٹی کو بغیر کسی صحیح وجہ کے گھر بٹھانا اور اسے شوہر کے پاس نہ بھیجنا معصیت ہے، اور گناہ کے کام میں باپ کی اطاعت جائز نہیں، اس لئے باپ کی ایسی ضد کا ساتھ دینا بھی جائز نہیں، لڑکی کو چاہئے کہ اپنے گھر چلی جائے، باپ کی بات نہ مانے۔

خدا کے نافرمان والدین کا احترام کرنا

س…… زید نے تمام عمر خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اَحکامات کی نفی میں گزاری، اب عمر کے اس حصے میں ہے جس میں خدا سے توبہ اور کردہ گناہوں پر شرمساری اور ندامت کا ہونا لازمی ہے۔ اس پر طرّہ یہ کہ زید نے اَز خود نہیں بلکہ لوگوں کے کہنے اور زور دینے پر حج کی سعادت بھی حاصل کرلی ہے، مگر حج جیسے مقدس فریضے کی ادائیگی کے بعد بھی زید کے اعمال پر رتی بھر اَثر نہیں پڑا، بلکہ اور بھی شد و مد سے حلال سے گریز اور حرام سے قربت حاصل کرلی۔ دورانِ حج خانہ کعبہ اور روضۂ رسولؐ پر گناہوں کی معافی طلب کرکے بقیہ زندگی اسلام کے وضع کردہ قوانین کے مطابق بسر کرنے کا عہد کیا اور قسم کھائی تھی، مگر واپس آتے ہی گزشتہ اعمالِ بد اور شیطانی حرکات عود کر آئیں۔ لوگوں کے حقوق غصب کرنا، لوگوں کو طرح طرح کی اذیت دینا، جھوٹ اور بے ایمانی کو اپنا فرض سمجھ کر نہ صرف خود کرنا بلکہ اولاد کو اس کی تلقین کرنا، جو اولاد خدا خوفی سے ان باتوں سے پہلوتہی چاہے، اسے بُرا جان کر اپنے کو باپ ہونے اور باپ کا حکم ماننے پر اصرار کرنا وغیرہ وغیرہ۔ زید اپنی اس اولاد سے خوش ہے جو ان کی بتائی ہوئی راہ پر آنکھیں بند کئے گامزن ہے، حالانکہ ایک حدیثِ

رسول ہے کہ ’’باپ اپنی اولاد کو جو کچھ بھی دیتا ہے، اس میں سب سے بہتر عطیہ اچھی تعلیم و تربیت ہے‘‘ زید نے اپنی اولاد کو اس راہ پر ڈال رکھا ہے جس کا دروازہ جہنم کے غار کی طرف کھلتا ہے، ہاں! دُنیا میں جنت بنا رکھی ہے جبکہ یہ معلوم ہے کہ یہ جنت کتنے روز کی ہے۔ زید کی من جملہ باتوں سے اگر کوئی اولاد دُروگردانی کرنے کی جسارت کرے تو بڑے یقین سے کہا جاتا ہے کہ: ’’ہم سیّد ہیں، ہم آلِ رسول ہیں، بھلا ہمارا کسی سے کیا مقابلہ؟ یا ہم پر کون اُنگلی اُٹھائے گا؟‘‘ وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری خطبے میں دُنیا کو صاف صاف الفاظ میں یہ درس دیا تھا کہ کالے کو گورے پر اور گورے کو کالے پر، عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر کوئی فوقیت یا برتری حاصل نہیں ہے، اگر برتری حاصل ہے تو وہ اس کے تقویٰ اور پرہیزگاری پر۔ ان حقائق کے پیشِ نظر آپ سے پوچھنا چاہوں گا کہ آیا ایسے باپ کی اطاعت اور فرمانبرداری اولاد پر لازم ہے؟ جو اولاد کو حرام کھانے کی تلقین کرے، لوگوں کو اذیتیں دے، حقوق غصب کرے، لوگوں کے درمیان نااتفاقی اور نفاق پیدا کرے، بے ایمانی کو اپنا حق جانے اور خود کو ’’سیّد‘‘ کہہ کر جنت کا دعوے دار بنے؟ گویا ’’سیّد‘‘ ہونا ایک ایسی سند ہے کہ جو جی چاہے کرو، ’’سیّد‘‘ ہونے کا لیبل سینے پر سجا کر خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اَحکامات پامال کرتے رہو، ایسے لوگوں کے بارے میں ہمارا دِینِ مبین اور اَحکامِ نبوی کیا کہتے ہیں؟

ج…… ماں باپ اگر کافر بھی ہوں، ان کی بے ادبی، توہین و تذلیل اور بے باکی کے ساتھ ان سے گفتگو کرنا جائز نہیں، بلکہ ان کا ادب و احترام بہرصورت لازم ہے، لیکن والدین اگر کسی غلط کام کا حکم کریں تو اس میں ان کی اطاعت حرام ہے۔ حدیث میں ہے کہ جس کام میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہو، اس میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔ ان دونوں باتوں کو جمع کرنا بڑا صبر آزما امتحان ہے، کہ غلط کار والدین کی بے ادبی بھی نہ کی جائے اور گناہ کے کام میں ان کی اطاعت بھی نہ کی جائے۔

کیا والد کے فعلِ بد کا وبال اولاد پر ہوگا؟

س…… میں انٹر تک تعلیم یافتہ ہوں، انٹر تک میں نے تعلیم کراچی ہی سے حاصل کی ہے۔

اس وقت میری عمر تقریباً ۲۳ سال ہوگی۔ آج سے ۷-۸ مہینے پہلے تک نماز اور دیگر عبادات کا پابند تھا، آج کل بھی نماز پڑھ لیتا ہوں، مگر زبردستی کبھی کبھار پڑھتا ہوں، دِل نہیں چاہتا، کچھ کمیونسٹ حضرات سے واسطہ ہے، ان کی باتیں سچی محسوس ہونے لگتی ہیں۔ گھر کے حالات کچھ یوں ہیں کہ میرے والد صاحب کے تعلقات کسی دُوسری عورت سے عرصۂ دراز سے تھے، ان کی راہ میں ہم رُکاوٹ تھے، وہ اس عورت کے ساتھ گھر چھوڑ کر جاچکے ہیں۔ عرصہ ۵ ماہ سے مجھے کوئی کام نہیں مل رہا، ۵ چھوٹے چھوٹے بہن بھائی ہیں، والدہ ہر وقت لڑتی رہتی ہیں، میرے گھر میں میرے سوا سب ناخواندہ ہیں، دِل کی بڑی خواہش ہے کہ مقابلے کا امتحان پاس کروں، مگر ان حالات میں تو خودکشی کرنے کو جی چاہتا ہے۔ یا پھر سوچتا ہوں کہ میں بھی اپنے والد صاحب کی طرح گھر چھوڑ جاؤں، کیونکہ گاؤں والے اکثر طعنے دیتے ہیں کہ: ''تمہارا باپ عورت نکال کر لے گیا ہے اور ۵۰ سال کی عمر میں اس کو شرم نہ آئی'' وغیرہ۔ دِل ان باتوں سے بڑا پریشان رہتا ہے، میں نے داڑھی رکھی ہوئی ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ: ''تمہاری داڑھی کا کیا فائدہ؟ تمہارا باپ تو عورت نکال کر لے گیا ہے۔'' باہر سے یہ باتیں سن کر جب گھر جاتا ہوں تو والدہ بچوں سے لڑ رہی ہوتی ہیں، ان حالات سے تنگ آگیا ہوں، قرآن پاک کی تلاوت کا میں بہت شوقین تھا، مگر اب دِل نہیں چاہتا، روزے میں نے رکھے ہیں، لیکن سوچتا ہوں کہ بالکل بیکار رکھے ہیں، کون سا اللہ نے قبول کرنے ہیں؟ اسی طریقے سے دُوسری اسلام کی عبادات کے متعلق سوچتا ہوں۔ میرے محترم! میں جب کراچی میں تھا تو آپ کا کالم روزنامہ ''جنگ'' میں پڑھتا تھا، اس کالم کی وجہ سے مجھ میں کافی ساری رُوحانیت اُبھر کر آئی تھی، مجھے بالا صورتِ حال کی روشنی میں بتائیے کہ آیا میں والد صاحب کے خلاف کوئی ایکشن لے سکتا ہوں یا پھر میں بھی گھر چھوڑ کر بھاگ جاؤں؟

ج…… جو لوگ آپ کو باپ کے فعل کا طعنہ دیتے ہیں، وہ غلط کرتے ہیں۔ آپ نہ تو لوگوں کی باتوں سے اثر لیں، نہ باپ سے انتقام لینے کی سوچیں، بلکہ صبر و استقلال کے ساتھ حالات کا مقابلہ کریں، اور جہاں تک ممکن ہو روزگار کا بندوبست کرلیں۔ غلط ماحول آدمی کو پریشان کردیتا ہے۔ آپ کی والدہ بھی حالات کی وجہ سے چڑچڑی ہوگئی ہیں، ان کو ہر ممکن راحت

پہنچانے کی کوشش کریں، چھوٹے بہن بھائیوں کے ساتھ شفقت و محبت کا برتاؤ کریں۔ الغرض! ہمت اور حوصلے کے ساتھ گھر کے ماحول کو جنت کا ماحول بنانے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ تو بندوں پر رحیم و کریم ہیں، آپ عبادات کا اہتمام کریں، ان سے اِن شاء اللہ آپ کو ذہنی سکون میسر آئے گا اور نیک لوگوں کی صحبت اختیار کریں، اِن شاء اللہ حالات بدل جائیں گے، میں بھی آپ کے لئے دُعا کرتا ہوں۔

والد اور والدہ کا اولاد کو ایک دُوسرے سے ملنے سے منع کرنا

س...... میرے دوست الف عمر ۳۵ سال تقریباً، میرے دوست کی بہن ب عمر ۳۶ سال، الف اور ب کے ماں باپ آج سے تقریباً ۳۲ سال پہلے کسی گھریلو تنازع میں علیحدہ ہوجاتے ہیں، الف نے اپنی ماں کے ساتھ رہائش اختیار کی اور ب نے اپنے والد صاحب کے ساتھ رہنا پسند کیا، یہ بات یوں قدرتاً ہوئی۔ بعد میں ماں نے دُوسری شادی کرلی اور دُوسری اولاد بھی ہوئی، والد صاحب نے کوئی شادی نہیں کی، اب ان کی عمر تقریباً ۷۰ سال ہے، اور الف کو ماں نے پالا پوسا ہے، والد صاحب نے اس عرصے میں پوچھا تک بھی نہیں ہے۔ اب اس عمر میں جبکہ الف اور ب (بہن بھائی) غیرشادی شدہ ہیں آپس میں تین تین سال تک گفتگو یا خط و کتابت نہیں کرتے اور ناراضگی میں شدّت ہوتی جارہی ہے۔ بہن (ب) والد صاحب سے محبت کرتی ہے، اور بھائی (الف) والدہ سے بے انتہا محبت کرتا ہے، اس دوران بہن اور والد صاحب الف کو کبھی کبھی عاق کرنے کے خط بھی لکھتے ہیں۔ لیکن الف کہتا ہے کہ میں ماں سے الگ رہنے کا تصوّر بھی نہیں کرسکتا اور نہ ہی ایسی بات کرسکتا ہوں کہ جس سے والدہ کو صدمہ ملے۔ یہ سارا ماحول والدین کا پیدا کردہ ہے، حقیقتاً اس میں نہ الف کا قصور ہے اور نہ ب کا قصور! میں نے الف کو بہت سمجھایا ہے کہ والد صاحب کے بھی حقوق ہیں، انہیں ادا کرنا چاہئے، وہ جواب دیتے ہیں کہ تین مرتبہ ماں کا خیال رکھنا ہے اور ایک مرتبہ باپ کا، جبکہ باپ کے پاس جاتا ہوں تو گھر سے نکال دیتے ہیں۔

ج...... لڑکی اور لڑکے دونوں کی پرورِش جن کے پاس ہوئی، اس سے تعلق و محبت کا زیادہ ہونا

تو ایک طبعی بات ہے، لیکن لڑکے کا اپنے باپ سے اور لڑکی کا اپنی ماں سے قطع تعلق کرلینا یا کئے رکھنا ناجائز ہے۔ اسی طرح والد کا اپنے لڑکے کو عاق کرنے کی دھمکیاں دینا بھی گناہ ہے۔ الف اور ب دونوں اب جوانی کی عمر سے آگے بڑھ رہے ہیں، ان کے والدین نے ان کی دُنیا تو برباد کی ہی تھی، اب ان کی آخرت بھی تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ الف کو چاہئے کہ وہ والدہ کو سمجھائے کہ وہ والد سے قطع تعلق پر مجبور نہ کرے، اسی طرح ب کو چاہئے کہ وہ والد سے کہے کہ اسے والدہ سے قطع تعلق پر مجبور نہ کرے۔ ان کا میاں بیوی کا رشتہ اگر شومیٔ قسمت سے ختم ہوگیا تھا تو ماں بیٹی کا اور باپ بیٹے کا رشتہ تو اَٹوٹ ہے، یہ تو ختم نہیں ہوسکتا، نہ کیا جاسکتا ہے، اور جب رشتہ قائم ہے تو اس کے حقوق بھی لازم اور دائم ہیں۔

بڑھاپے میں چڑچڑے پن والے والدین سے قطع تعلق کرنا

س……اگر والدین بڑھاپے کی عمر کو آئیں اور ان کے چڑچڑاپن یا دِماغ یا حافظہ کمزور ہونے کی وجہ سے جوان بیٹے بیٹیاں ان سے قطع تعلق کریں، کیا یہ جائز ہے؟ ان کے روزِ قیامت بخشش کے امکانات ہیں؟

ج……ایسی اولاد جو والدین کو ان کے بڑھاپے میں تنہا چھوڑ دیتی ہے، سخت گناہگار ہے۔ جو لوگ جنت میں نہیں جائیں گے ان میں والدین کے نافرمان کو بھی حدیث میں ذکر فرمایا ہے، اس جرم سے خدا کی پناہ مانگنی چاہئے اور والدین کو راضی کرنا چاہئے۔

والدین میں سے کس کی خدمت کریں؟

س……زمانۂ بچپن میں ہی میرے والد نامعلوم کس وجہ سے بدظن ہوگئے اور اس حد تک میری مخالفت گھر میں کرنے لگے کہ میرا جینا دُوبھر ہوگیا، بعض اوقات وہ مجھ پر ایسے الفاظ استعمال کرتے جو شرعاً اور عام معاشرے میں بھی استعمال نہیں کئے جاتے۔ اس عرصے میں میری والدہ مجھ پر شفقت کرتی رہیں اور والد سے مجھے نفرت دن بدن زیادہ ہوتی گئی، اور بالآخر والد کی ناانصافیوں اور روزمرّہ کے جھگڑوں سے تنگ آکر میں نے گھر و گاؤں چھوڑ دیا۔ جب شہر آیا تو کچھ عرصے بعد میں نے ہوش سنبھالا تو میں نے اپنے والد سے دوبارہ رابطہ بحال کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی، جبکہ میرے والد میرے پاس آنا جانا شروع

ہو گئے اور میں بھی کبھی کبھار گھر جاتا رہا، نتیجہ یوں ہوا کہ میرا آنا جانا زیادہ ہوا اور والد بھی مجھ پر اعتماد کرنے لگے، اور والدہ تو پہلے سے ہی میری سرپرستی کرتی تھیں۔ اب جب میں گھر جاتا ہوں یا گھر سے باہر بھی رہوں تو ہمارے گھر میں عموماً جھگڑا والدین کے درمیان رہتا ہے اور صرف میری وجہ سے۔ میں نے بارہا کوشش کی کہ والدہ کو سمجھاؤں لیکن وہ بضد ہیں کہ تم والد کے کردار سے واقف نہیں، تمہیں یاد بھی نہیں کہ یہ تمہارے ساتھ کیسا رویہ رکھا کرتے تھے۔ جبکہ میں ان تمام باتوں کو جب یاد کرتا ہوں یا والدہ یاد کراتی ہیں تو مجھے یہ تمام رشتے بھول جاتے ہیں، اور اپنے ماضی کی وہ مصیبتیں یاد آجاتی ہیں، لیکن میں یہ سب کچھ بھول جانا چاہتا ہوں اور کوشش کرتا ہوں کہ میرے والدین میری وجہ سے آپس میں ناراض نہ رہیں، جبکہ ان وجوہات کی بنا پر چھوٹے بہن بھائیوں پر بھی اثر پڑ چکا ہے اور وہ بھی کسی حد تک چھوٹے بڑے کی قدر نہیں کرتے۔ میری والدہ اور والد کے درمیان ہمیشہ جھگڑا رہتا ہے اور بعض دفعہ نوبت طلاق تک بھی پہنچ جاتی تھی، جو بعد میں بڑے بزرگوں کی مداخلت پر نہ ہوسکی۔ اب میری کوشش زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ میں والد کی زیادہ خدمت کروں اور کرتا بھی ہوں، لیکن اس اثنا میں میری والدہ مجھ پر ناراض ہوجاتی اور مجھے ایسا ہونے سے نقصان بھی ہوجاتا ہے۔ براہِ کرم میری اس داستان کا قرآن وسنت کی روشنی میں جواب دیں کہ میں ان میں سے کس کی خدمت یا اَحکام کو اوّلیت دُوں جبکہ والدہ مجھے باپ کی خدمت یا اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنے سے منع کرتی ہے اور والد کی ناراضگی کو میں دِل سے برداشت نہیں کرسکتا، جو میری کمزوری ہے، جبکہ اُوپر عرض کرچکا ہوں کہ والد نے میرے ساتھ بچپن میں بہت بلکہ حد سے زیادہ ناانصافیاں بھی کی ہیں اور بچپن سے آج تک مجھے یہ احساس بھی نہیں ہوا کہ میرا والد بھی ہے۔ براہِ کرم میرے لئے بھی آپ شریعت کی رُو سے جواب لکھیں کہ میں ان دونوں میں کس کا حکم بجالاؤں اور کیا کروں؟ نیز ان دونوں کے لئے کوئی عمل یا نصیحت تحریر فرمائیں تاکہ اس عذاب سے سارے گھر کو نجات مل سکے۔

ج...... آپ کے والد اگر خدمت کے محتاج ہیں اور کوئی ان کی خدمت کرنے والا نہیں، تو ان کی خدمت آپ کے ذمے فرض ہے۔ میری یہ تحریر اپنی والدہ کو سنا کر کہہ دیجئے کہ اس میں تو

میں آپ کی اطاعت نہیں کروں گا، اس کے علاوہ جو خدمت فرمائیں، جائز حکم فرمائیں اس کو بسروچشم بجالاؤں گا۔

اپنے سے چھوٹے پر ہاتھ اُٹھانے کا تدارک کیسے کریں؟

س…… اگر ہم نے کسی چھوٹے پر ہاتھ اُٹھالیا اور بعد میں دِل میں معافی مانگ لی مگر اس سے معافی مانگنے کی ہمت نہیں ہوئی، تو کیا ہمارا ہاتھ اُٹھانے والا گناہ معاف ہوجائے گا؟

ج…… چھوٹے سے معافی مانگنے کی ضرورت نہیں، البتہ اس کو کوئی تحفہ وغیرہ دے کر خوش کردیا جائے۔

والدین کے اختلافات کی صورت میں والد کا ساتھ دُوں یا والدہ کا؟

س…… میرے والدین میں آپس میں ناراضگی ہے، بہت زیادہ سخت اختلافات ہوگئے ہیں، یہاں تک کہ دونوں علیحدہ علیحدہ ہوگئے ہیں، میرا مسئلہ یہ ہے کہ میں اگر والدہ کا ساتھ دیتا ہوں تو والد ناراض ہوجاتے ہیں، اگر میں والد کے ساتھ بولتا ہوں تو والدہ صاحبہ ناراض ہوجاتی ہیں۔ یہاں تک کہ مجھے گھر سے نکالنے پر آجاتے ہیں، مجھے یہ بتائیں کہ میں والدہ کی خدمت کرتا رہوں یا والد کی؟ میرے چار بھائی ہیں جو مجھ سے چھوٹے ہیں، وہ ماں کے ساتھ ہیں اور جو بڑے ہیں وہ والد کے ساتھ ہیں۔ والدہ کا خرچہ کوئی نہیں دیتا، میں نے اپنی سمجھ سے یہ وعدہ خدا سے کیا ہے کہ خدا کے بعد میری والدہ ہی سب کچھ ہیں، آیا میں یہ سب کچھ ٹھیک کر رہا ہوں؟

ج…… آپ کے والدین کے اختلافات بہت ہی افسوسناک ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو سمجھ عطا فرمائے۔ آپ ایسا ساتھ تو کسی کا بھی نہ دیں کہ دُوسرے سے قطع تعلق ہوجائے، دونوں سے تعلق رکھیں اور ان میں سے جو بھی بدنی یا مالی خدمت کا محتاج ہو اس کی خدمت کریں، ادب واحترام دونوں کا کریں۔ اگر ان میں ایک دُوسرے کی خدمت سے یا اس کے ساتھ تعلق رکھنے سے ناراض ہوتا ہو، اس کی پروا نہ کریں، نہ کسی کو پلٹ کر جواب دیں، چونکہ آپ کی والدہ بوڑھی بھی ہیں اور ان کا خرچ اُٹھانے والا بھی کوئی نہیں، اس لئے ان کی جانی و مالی خدمت کو سعادت سمجھیں۔

سوتیلی ماں اور والد کے نامناسب رویے پر ہم کیا کریں؟

س…… ہم چار سگے بھائی ہیں، ہماری والدہ صاحبہ دسمبر ۱۹۵۶ء کو وفات پاگئیں، اس کے بعد ہمارے والد صاحب نے ۱۹۶۱ء میں دُوسری شادی کرلی، وہ بھی اپریل ۱۹۷۲ء میں وفات پاگئیں، اس سے کوئی اولاد نہ ہوئی، ستمبر ۱۹۷۳ء میں ہمارے والد صاحب نے تیسری شادی کی جو کہ اپنے پہلے خاوند سے طلاق شدہ تھی، ہمارے والد صاحب نے ہم لوگوں کو اس شادی سے پہلے ۴ پلاٹ ہبہ کردیئے تھے، مجھے صرف پلاٹ دیا، میرے چھوٹے بھائی کو بھی، صرف بڑے دو بھائیوں کو بنے بنائے مکان۔ میں نے اپنی رقم سے ہی ۱۹۷۷ء میں مکان تعمیر کروایا، جس پر اس وقت تقریباً چالیس ہزار روپیہ خرچ ہوا تھا، بعد میں بھی اسی میں کچھ ردّ وبدل کی، میرے چھوٹے بھائی نے ایک بیٹھک بنوائی، اس پلاٹ کے اصل میں پہلے سے ہی ہمارے ناموں پر رجسٹری اور اسٹامپ لکھے ہوئے ہیں، ہم نے احتراماً والد صاحب کو کہا آپ تقسیم کرکے ہمیں ہبہ کروادیں تاکہ بعد میں ہم لوگ آپس میں جھگڑا وغیرہ نہ کریں، ابھی تک ہمارے والد صاحب کے نام پر لاکھوں روپے کی جائیداد موجود ہے۔ ہماری سوتیلی ماں نے ہمارے والد صاحب کو ناراض کردیا، ہم لوگ کوشش کرتے رہے کہ والد صاحب کو راضی کریں لیکن کوئی اثر نہ ہوا، اس کی بڑی وجہ ہماری سوتیلی والدہ ہے، ہم تین بھائی ۱۷ گریڈ میں ملازم ہیں، بڑا بھائی کاروبار کرتا ہے، ۳۱؍مارچ ۱۹۸۴ء کو ہمارے والد صاحب نے اپنی بیوی کے دو رشتے داروں کے ساتھ لڑائی کی، اس لڑائی میں میں اور میرا ایک بھائی تھا، دو بھائی موجود نہیں تھے، لڑائی کی وجہ میرے بڑے بھائی کی گندے پانی کے نکلنے کی نالی بند کردی تھی، یہ نالی شارعِ عام گلی میں نکلتی ہے، لیکن ہمارا والد صاحب کہتا ہے کہ میں نہیں چھوڑتا ہوں، نوبت تھانہ تک گئی، بعد میں ہم لوگوں نے درخواست واپس لے لی۔ ہمارا والد صاحب ہمارے ساتھ اور ہماری بیویوں کے ساتھ لڑتا جھگڑتا رہتا ہے، خوب گالیاں دیتا ہے، برسرِ عام ہمیں اور ہماری بیویوں کو گالیاں وغیرہ دیتا رہتا ہے، یہ ان کا معمول ہے، لیکن ہم لوگ ان کی کسی بات کا جواب نہیں دیتے۔ اب انہوں نے میرے خلاف دعویٰ کردیا ہے

کہ میں آپ کو جگہ نہیں دیتا ہوں، کیا شریعت کی رُو سے وہ مکان مجھ سے لے سکتے ہیں یا نہیں؟ جبکہ اس کے دُوسرے بچوں کے لئے لاکھوں روپے کی جائیداد موجود ہے، ہم ان کے ساتھ صلح کرنے کو تیار ہیں، لیکن وہ ہمیں پاس نہیں چھوڑتے، اب ہم ان کے ساتھ کیا کریں؟ ہمارا دِل اور ایمان کہتا ہے کہ والد صاحب کی خدمت کریں، لیکن وہ ہمیں قریب تک نہیں آنے دیتے، اس صورت میں ہم لوگ گنہگار تو نہیں ہیں؟

ج...... جو حالات آپ نے لکھے ہیں، نہایت افسوسناک ہیں، جو پلاٹ یا مکان آپ کے والد صاحب آپ کو دے چکے تھے اور آپ لوگوں نے ان میں اضافہ کرلیا، وہ ان کو واپس نہیں لے سکتے، نہ شرعاً، نہ اخلاقاً۔

جہاں تک آپ کے والد شریف کے نامناسب رویے کا تعلق ہے، آپ ان کو نہ بُرا بھلا کہیں، نہ ان کی بےادبی کریں، نہ لوٹ کر ان کی بات کا جواب دیں، اگر وہ آپ سے خدمت نہیں لیتے تو آپ گنہگار نہیں، آپ اپنی سوتیلی والدہ کا بھی سگی والدہ کی طرح احترام کریں، اور ان کی بدگوئی اور ایذارسانی پر صبر کریں، اِن شاء اللہ آپ کو اس کا اچھا پھل دُنیا میں بھی ملے گا اور آخرت میں بھی۔

ذہنی معذور والدہ کی بات کہاں تک مانی جائے؟

س...... میری والدہ صاحبہ تنہائی پسند اور مردم بیزار سی ہیں، شوہر سے یعنی میرے والد صاحب سے ہمیشہ ان کی لڑائی رہتی ہے، اور وہ ان سے بے انتہا نفرت کرتی ہیں، اگرچہ ظاہری طور سے ان کی خدمت بھی کرتی ہیں، مثلاً کھانا، کپڑے دھونا وغیرہ مگر دِل میں ان کے خلاف بے انتہا نفرت ہے۔ اس حد تک کہ اگر والدہ صاحبہ کا بس چلے تو انہیں دربدر کردیں۔ ساتھ ہی یہ بھی عرض ہے کہ میری والدہ پانچ وقت کی نمازی اور قرآن کی تلاوت کرتی ہیں، مجھے بھی وہ شوہر سے متنفر کرنے کی کوشش کرتی ہیں، یہاں تک کہ ایک مرتبہ گھر میں بھی بٹھالیا تھا اور سسرال واپس بھیجنے سے منع کردیا تھا، میری سسرال سے بھی انہیں شکایتیں ہیں۔ ان حالات میں آپ سے درخواست ہے کہ میری والدہ کے اس طرزِ عمل پر روشنی ڈالیں کہ آیا والد صاحب کے ساتھ ان کا یہ طرزِ عمل خدا تعالیٰ کے نزدیک قابلِ سزا ہے

فہرست

یانہیں؟ اوران کی قرآنی تلاوت وعبادت نماز وغیرہ کا کچھ حاصل ہے یانہیں؟ اور یہ کہ انہیں شوہر کی خوشنودی حاصل کرنی چاہئے یانہیں؟ جبکہ میرے والد صاحب کے کوئی اتنے بڑے جرائم نہیں ہیں، زیادتیاں کچھ تھوڑی بہت بہرحال انہوں نے کی ہوں گی۔

ج…… بعض آدمی ذہنی طور پر معذور ہوتے ہیں، ان کے لاشعور میں کوئی گرہ بیٹھ جاتی ہے، باقی تمام اُمور میں وہ ٹھیک ہوتے ہیں، مگراس خاص اُلجھن میں معذور ہوتے ہیں۔ آپ کی والدہ کی یہی کیفیت معلوم ہوتی ہے، اس لئے ان کی اصلاح تو مشکل ہے، آپ ان کے کہنے سے اپنا گھر برباد نہ کریں۔ رہا یہ سوال کہ وہ گنہگار ہیں یانہیں؟ اگر وہ عنداللہ بھی معذور ہوں تو معذور پر مؤاخذہ نہیں، اور اگر معذور نہیں تو گنہگار ہیں۔

بیرونِ ملک جانے والا والدین کی خدمت کیسے کرے؟

س…… میں بی کام کرچکا ہوں، اور والدین کی خدمت کرنا چاہتا ہوں، اس لئے بیرونِ ملک جانے کا پروگرام بنایا۔ میں نے ایک ذمہ دار آدمی کو پیسے دیئے مگر اس نے ابھی تک میرا ویزا حاصل نہ کیا، کافی صبر کیا، اب صبر کا پیمانہ لبریز ہوگیا، اب میں آڈٹ کلرک ہوں، مگر اپنے پروفیشن میں سیٹ نہیں، اب میں ۲۵ سال کا ہوں اور والدین کی خدمت کرنا چاہتا ہوں، اور اس بارے میں پریشان ہوں کہ ابھی تک باہر جاکر والدین کی خدمت کے لئے کچھ نہ کرسکا، براہِ کرم میرے لئے کوئی وظیفہ وغیرہ بھیجیں نوازش ہوگی۔

ج…… آپ کا خط بغور پڑھا، آپ کی پریشانی کا اصل سبب یہ ہے کہ آپ نے اپنے لئے ایک راستہ خود تجویز کرلیا ہے کہ والدین کی خدمت بس اسی صورت میں کرسکتے ہیں جب آپ بیرونِ ملک جاکر بہت سارا روپیہ کما کر ان کو بھیجیں، حالانکہ یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ علمِ اِلٰہی میں آپ کا باہر ملک میں جانا آپ کے لئے بہتر نہ ہو، اور آپ کے والدین کے لئے بھی بجائے نفع کے مزید پریشانی کا باعث ہو۔ آدمی جب اپنے لئے کچھ خود تجویز کرلیتا ہے اور اس کی وہ تجویز بروئے کار نہیں آتی تو گھبراتا اور پریشان ہوتا ہے۔ اس کے بجائے اگر آدمی اپنا سارا معاملہ اللہ کے سپرد کردے اور جو صورت بھی حق تعالیٰ شانہ اس کے لئے تجویز فرمادیں، اس کو اپنے حق میں بہتر سمجھ کر اس پر راضی ہوجائے تو اس کی ساری پریشانیاں

کافور ہوجاتی ہیں، پس پریشانیوں کی اصل اس کی اپنی تجویز ہے۔

آپ جو کام بھی کرنا چاہیں ''بہشتی زیور'' میں جو اِستخارہ مسنونہ لکھا ہے، وہ کیا کریں، اوراسی کے ساتھ سات بار سورۂ فاتحہ پڑھ کر ایک تسبیح ''اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ'' کی کرکے دُعا کرلیا کریں، اِن شاء اللہ، اللہ تعالیٰ کی خاص نصرت و مدد شاملِ حال ہوگی۔ کوشش تو یہی کریں کہ نماز باجماعت مسجد میں ادا ہو، بغیر مجبوری کے نماز باجماعت قضا نہ ہو، کہ یہ بڑی محرومی بھی ہے اور بڑا گناہ بھی۔

گالیاں دینے والے والد سے کیسا تعلق رکھیں؟

س...... میرے والد پڑھے لکھے ہیں، لیکن اس کے باوجود گالیاں بہت دیتے ہیں، کبھی کبھی تو بُری باتیں بھی کہہ دیتے ہیں، پھر میرا دِل نہیں چاہتا ان سے بات کرنے کو، اس لئے میں نے اپنے والد سے بات کرنی چھوڑ دی ہے، جس کی وجہ سے امی مجھ سے کبھی کبھی ناراض ہوجاتی ہیں، حالانکہ میں کسی کو ذرا سا بھی ناراض نہیں کرنا چاہتی، لیکن میں مجبور ہوں۔ سوال یہ ہے کہ والد صاحب کے گالیاں دینے سے کیا گناہ ہے؟ اور میرے اس رویے سے گناہ تو نہیں ہو رہا؟ ایک اور بات کہ میں امی سے بہت محبت کرتی ہوں لیکن ظاہر نہیں کرسکتی ہوں۔

ج...... آپ کے والد کا گالیاں دینا بھی گناہ ہے، اور آپ کا ان سے بات چھوڑنا بھی سخت گناہ ہے۔ ان کا غلط رویہ ان کے ساتھ، مگر اس کی وجہ سے آپ کا طرزِ عمل نہیں بدلنا چاہئے، والدہ سے محبت بڑی اچھی بات ہے، اور محبت کی علامت ہے کہ جس بات سے آپ کی والدہ کو تکلیف ہوتی ہو (جیسے والد کے ساتھ بات نہ کرنا) اس کو چھوڑ دیں۔

بوڑھے باپ کی خدمت سے ماں کو منع کرنا

س...... اگر باپ بوڑھا ہو اور ماں اس قابل ہو کہ وہ اپنے بوڑھے شوہر کی خدمت کرسکے اور بیٹے جوان ہوں، وہ سب کچھ دیکھتے ہوئے بھی ماں کو بوڑھے باپ سے دُور رکھیں، کیا بیٹے بھی اتنے ہی گناہگار ہوں گے جتنا کہ ماں؟

ج...... نہ صرف بچوں کی ماں کو بلکہ خود بچوں کو بھی اپنے بوڑھے باپ کی خدمت کرنی

چاہئے، یہ دُنیا و آخرت میں ان کی سعادت و نیک بختی کا موجب ہے، ورنہ بجائے خود خدمت کرنے کے اگر وہ اپنی والدہ کو بھی خدمت سے روکتے ہیں تو ان کی گناہگاری اور بدبختی میں کیا شک ہے...؟

اولاد کو شفقت ومحبت سے محروم رکھنا

س...... جمعہ ایڈیشن ۱۸؍اکتوبر ۱۹۸۲ء کو آپ کے کالم میں، میں نے اولاد کو عاق کردینے کے سلسلے میں پڑھا تھا، جس میں قرآن اور حدیث کی رُو سے آپ نے تحریر کیا تھا کہ اولاد ہر حالت میں باپ کی جائیداد کی وارث ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ایک صاحب نے اپنی پہلی بیوی کو تو طلاق دے دی اور دُوسری شادی کرلی، اور پہلی بیوی سے صرف لڑکیاں ہیں۔ اب جائیداد تو دُور کی بات ہے، انہوں نے لڑکیوں سے ملنا تک چھوڑ دیا ہے، کیا اسلام اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ بیوی کو طلاق دینے کے بعد اولاد سے ایسا سلوک کیا جائے؟ اور بچپن سے لڑکیوں کو تیرے میرے گھر پر چھوڑ دیا جائے، چاہے وہ خالہ ہو، نانی ہو، پھوپھی ہو، اور نہ ان کی تعلیم کا خیال رکھا جائے اور نہ عید تہوار پر اپنے گھر آنے کی اجازت دی جائے، کیا یہ اولاد کا بنیادی حق نہیں ہوتا کہ اس کی تعلیم و تربیت کی جائے اور اس سے پیار ومحبت سے پیش آیا جائے؟ کیا طلاق کے اثرات اولاد پر بھی پڑتے ہیں؟

ج......اولاد کو شفقت ومحبت سے محروم کردینا اور ان سے قطع تعلق کرلینا حرام ہے، اور ایسا کرنے والا گنہگار ہے۔ حدیث میں ہے کہ قطع رحمی کرنے والے کو جنت نصیب نہیں ہوگی، بہرحال آپ کے والد صاحب کا طرزِ عمل قابلِ افسوس اور لائقِ اصلاح ہے۔

بیوی کے کہنے پر والدین سے نہ ملنا

س......ایک عورت اپنے شوہر سے کہتی ہے کہ میں تیرے گھر میں رہوں گی تو تیرے والدین سے نہیں ملنے دُوں گی۔

ج......اپنے والدین سے نہ ملنا اور ان کو چھوڑ دینا معصیت اور گناہِ کبیرہ ہے، اور گناہِ کبیرہ کا ارتکاب حرام اور ناجائز ہے۔ لہٰذا بیوی کی بات مان کر والدین سے نہ ملنا دُرست نہیں، اور

بیوی کی اس بات کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں، اور خود وہ عورت بھی شوہر کو والدین سے ملنے سے روکنے کی وجہ سے گناہگار ہوگی۔

والدین کی خدمت اور سفر

س......سننِ بیہقی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو فرمانبردار بیٹا اپنے ماں باپ پر شفقت و رحمت سے نظر ڈالتا ہے تو ہر نظر کے بدلے ایک حجِ مقبول کا ثواب پاتا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ: اے اللہ کے رسول! اگرچہ دن میں سو مرتبہ اس طرح نظر کرے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ہاں! اگرچہ سو مرتبہ، یعنی ہر نظرِ رحمت پر حجِ مقبول کا ثواب ملے گا۔ مسندِ احمد میں ہے کہ جس کو اچھا لگے کہ اس کی لمبی عمر ہو اور اس کی روزی میں فراخی ہو، وہ ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور صلہ رحمی کرے۔ ان احادیث کی روشنی میں اولاد کا کیا حشر ہوگا جو اکثر مسافر رہتے ہیں؟ جیسے کہ آج کل لوگ روزی کمانے کے لئے بیرونی ممالک میں محنت مزدوری کرتے ہیں اور لمبے عرصے تک اپنے والدین سے بوجہ مجبوری نہیں مل سکتے، تو کیا یہ اولاد اس نعمت سے محروم رہ جائے گی؟ ان کے لئے ثواب حاصل کرنے کا کیا ذریعہ ہوسکتا ہے؟

ج......اگر والدین کی اجازت کے ساتھ سفر پر گیا ہو تو وہ بھی فرمانبرداری شمار ہوگی۔

ماں باپ کی بات کس حد تک ماننا ضروری ہے؟

س......محترم! میں ایک نازک مسئلہ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں، اکثر علماء اس بات کا واضح جواب نہیں دیتے، خدا کے لئے مجھے بالکل واضح جواب دے کر اُلجھن سے نجات دِلائیں۔ محترم! اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کے حقوق کی ہر جگہ تاکید کی ہے، مذہب اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس میں انسان کے حقوق و فرائض کو بہت خوبصورت طریقے پر تقسیم کیا گیا ہے، مگر ایک بات جو ہمارے گھر میں بھی زیرِ بحث آئی ہے اور جس کی وجہ سے ہمیں سخت ذہنی اُلجھن ہے وہ یہ کہ میں نے بار بار کتابوں میں بھی پڑھا ہے اور صاحبِ علم لوگوں سے یہ بات سنی ہے کہ خدا کا فرمان ہے: ماں باپ کا اس حد تک حق ہے کہ سوائے اس

بات کے کہ وہ اگر خدا کے ساتھ شرک کرنے کو کہیں تو نہ کرو، ورنہ ان کی ہر بات ماننا اولاد کا فرض ہے۔ اور اولاد نے چاہے کتنی نیکیاں کی ہوں گی، ماں باپ اس سے راضی نہیں تو وہ اولاد خدا کی بھی نافرمان ہوگی، اور ہرگز جنت میں نہیں جائے گی۔ میں نے یہ تک پڑھا اور سنا ہے کہ خدا کا حکم ہے اگر تمہارے والدین تمہیں کہیں کہ اپنی بیوی کو چھوڑ دو یا اپنی اولاد کو مار ڈالو تو بھی بغیر پس و پیش کے ایسا کرو۔ اب آپ سے یہ پوچھنا ہے کہ اس بات کو آپ ضرور جانتے ہیں کہ دُنیا میں بد سے بدکردار لوگ بھی کسی کے ماں باپ بنتے ہیں اور ایسے ماں باپ ہزاروں باتیں غیرشرعی کرتے ہیں، لاتعداد باتیں ان کی ایسی ہوتی ہیں جو اسلام کے دائرے سے خارج ہوتی ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ اولاد اس پر عمل کرے۔ اب اولاد اگر نیک خصلت ہے اور اسلامی اُصولوں کو عزیز رکھتی ہے تو اس کے لئے یہ کس قدر اذیت ناک مسئلہ ہوگا کہ ایک طرف تو والدین ہیں جو غیرشرعی بات پر مجبور کر رہے ہیں، اگر ان کا کہا نہیں مانتے تو نافرمان ہوتے ہیں، اور خدا نے صاف الفاظ میں کہا ہے کہ والدین کا نافرمان جنت میں داخل نہ ہوگا، خدا اپنی نافرمانی معاف کردے گا، مگر والدین کی نافرمانی معاف نہیں کرے گا، اور پھر دُوسری طرف اولاد کو یہ بھی مسئلہ درپیش ہوتا ہے کہ اگر والدین کا حکم مانتا ہو تو خدا کے اُصولوں کی خلاف ورزی ہوتی ہے، اب اولاد کس قدر مجبور و بےبس ہوتی ہے؟ اس کا اندازہ صرف انہی لوگوں کو ہے جن کے ساتھ ایسے حالات درپیش ہوں۔

ج:...... والدین کی فرمانبرداری اور ان کی خدمت کے بارے میں واقعی بڑی سخت تاکیدیں آئی ہیں، لیکن یہ بات غلط ہے کہ والدین کی ہر جائز و ناجائز بات ماننے کا حکم ہے، بلکہ والدین کی فرمانبرداری کی بھی حدود ہیں، میں ان کا خلاصہ ذکر کردیتا ہوں۔

اوّل:...... والدین خواہ کیسے ہی بُرے ہوں، ان کی بےادبی و گستاخی نہ کی جائے، تہذیب و متانت کے ساتھ ان کو سمجھا دینے میں کوئی مضائقہ نہیں، بلکہ سمجھانا ضروری ہے، لیکن لب و لہجہ گستاخانہ نہیں ہونا چاہئے، اور اگر سمجھانے پر بھی نہ سمجھیں تو ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔

دوم:...... اگر وہ کسی جائز بات کا حکم کریں تو اس کی تعمیل ضروری ہے بشرطیکہ آدمی

اس کی طاقت بھی رکھتا ہو اور اس سے دُوسروں کے حقوق تلف نہ ہوتے ہوں، اور اگر ان کے حکم کی تعمیل اس کے بس کی بات نہیں یا اس سے دُوسروں کی حق تلفی ہوتی ہے تو تعمیل ضروری نہیں، بلکہ بعض صورتوں میں جائز نہیں۔

سوم:...... اگر والدین کسی ایسی بات کا حکم کریں جو شرعاً ناجائز ہے اور جس سے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے، تب بھی ان کے حکم کی تعمیل جائز نہیں، ماں باپ تو ایسا حکم دے کر گناہگار ہوں گے، اور اولاد ان کے ناجائز حکم کی تعمیل کر کے گناہگار ہوگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مشہور ارشادِ گرامی ہے: "**لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق**"، یعنی "جس چیز میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہو اس میں کسی مخلوق کی فرمانبرداری جائز نہیں۔" مثلاً: اگر والدین کہیں کہ: "نماز مت پڑھو، یا دِین کی باتیں مت سیکھو، یا داڑھی مت رکھو، یا نیک لوگوں کے پاس مت بیٹھو" وغیرہ وغیرہ، تو ان کے ایسے اَحکام کی تعمیل جائز نہیں، ورنہ والدین بھی جہنم میں جائیں گے اور اولاد کو بھی ساتھ لے جائیں گے۔

اگر والدین یہ کہیں کہ: "بیوی کو طلاق دے دو" تو یہ دیکھنا چاہئے کہ بیوی قصوروار ہے یا نہیں؟ اگر بیوی بے قصور ہو تو محض والدین کے کہنے سے طلاق دینا جائز نہیں۔ اگر والدین کہیں کہ: "بیوی کو تنہا مکان میں مت رکھو" تو اس میں بھی ان کی تعمیل روا نہیں۔ البتہ اگر بیوی اپنی خوشی سے والدین کے ساتھ رہنے پر راضی ہو تو دُوسری بات ہے، ورنہ اپنی حیثیت کے مطابق بیوی کو علیحدہ مکان دینا شریعت کا حکم ہے، اور اس کے خلاف کسی کی بات ماننا جائز نہیں۔

چہارم:...... والدین اگر ماریں پیٹیں، گالی گلوچ کریں، بُرا بھلا کہیں یا طعن و تشنیع کرتے رہیں، تو ان کی ایذاؤں کو برداشت کیا جائے اور ان کو اُلٹ کر جواب نہ دیا جائے۔

پنجم:...... آپ نے جو لکھا ہے کہ: "اگر والدین کہیں کہ.... یا اپنی اولاد کو مار ڈالو تو بھی بغیر پس و پیش کے ایسا کرو" خدا جانے آپ نے یہ کہاں پڑھا ہے؟ اولاد کو مار ڈالنا حرام اور گناہِ کبیرہ ہے، اور میں لکھ چکا ہوں کہ ناجائز کام میں والدین کی اطاعت جائز نہیں، اس

فہرست

لئے آپ نے جو مسئلہ لکھا، قطعاً غلط ہے...!

والدین سے احسان وسلوک کس طرح کیا جائے؟

س...... آج کا جمعہ ایڈیشن پڑھا، اسلامی صفحے پر جلال الدین احمد نوری صاب نے قرآن اور حدیث کی روشنی میں والدین کے ساتھ احسان وسلوک کے بارے میں لکھا ہے، اسی سلسلے میں، میں آپ سے کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ میں مانتا ہوں کہ دُنیا میں والدین یعنی ماں اور باپ سے زیادہ کوئی پیارا نہیں ہوتا، وہ اولاد کو بڑی تکلیف سے پالتے ہیں اور اولاد کا فرض ہے کہ وہ ان کی عزّت کرے، ماں باپ کو تنگ نہ کرے، ان کا معاشرے میں نام خراب نہ کرے، بُری عادتوں سے دُور رہے تاکہ والدین خوش ہوکر دُعا دیں۔ مگر مسئلہ یہ ہے کہ سارے ماں باپ ایک جیسے نہیں ہوتے، ہر انسان کی الگ الگ عادت ہوتی ہے، کیا ایسے والد نہیں ہوتے جو اولاد جوان ہوجائے تو بھی عیاشی کرتے ہیں، شراب پیتے ہیں، جوا کھیلتے ہیں، ہر طرح کا عیش کرتے ہیں، ان کی اولاد نیک ہوتی ہے، شریف ہوتی ہے، تو کیا ایسے والد کی بات ماننا ضروری ہے؟ خود عیاش ہو، مگر بیٹے اور بیٹی کو کہے کہ: ''تم شادی وہیں کرو جہاں میں چاہتا ہوں۔'' دُوسرا سوال یہ ہے کہ میرا ایک دوست ہے، اس کی ماں اس کی شادی کرانا چاہتی ہے، دُرست ہے کہ ماں باپ ہی اولاد کی شادی کرواتے ہیں، مگر میرے دوست کی ماں جب کوئی رشتہ دیکھنے جاتی ہے تو بیٹے سے کوئی مشورہ نہیں کرتی، نہ ہی ضروری سمجھتی ہے، وغیرہ۔ مگر اس کی ماں کا کہنا یہ ہے کہ بس لڑکی صرف اسے پسند آجائے، جب لڑکے کو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اس کی ماں فلاں جگہ اس کا رشتہ طے کر رہی ہے، تو بیٹا کہتا ہے کہ: ''ماں! یہ لوگ بہت بُرے آدمی ہیں، اور اچھے اور شریف نہیں ہیں۔'' تو ماں کہتی ہے کہ: ''چل چل! تجھے کیا پتا؟ اس سے اچھا رشتہ اور کہاں ملے گا'' یہ پوری کہانی میں نے آپ کو اس لئے سنائی ہے کہ آپ کو تفصیل معلوم ہوجائے۔ اب لڑکا جو میرا دوست ہے، ماں سے انکار کرتا ہے کہ: ''ماں! میں اس جگہ شادی نہیں کرسکتا، کیونکہ یہ لوگ اچھے نہیں ہیں'' تو اس کی ماں ناراض ہوجاتی ہے اور اسی بنا پر اب لڑکا بالکل ہی بے بس ہے۔ شادی اس کی ہو رہی

ہے مگراس کی کوئی رائے نہیں، نہ کوئی اہمیت ہے۔ آج جب سے اس نے یہ مضمون اخبار میں پڑھا تو زیادہ پریشان ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے سارے حق ماں باپ کو دے دیئے ہیں، اگر انکار کرتا ہوں تو اس دُنیا میں اور قیامت کے دن ماں کی ناراضگی کی وجہ سے ذلیل ہوگا، اس لئے یہاں تو جی حضوری ہے، پھر چاہے پسند ہو، نہ ہو۔ اب آپ مجھے اسلام کی رُو سے جواب دیں کہ کیا اسلام نے اولاد کو یہ حق نہیں دیا کہ وہ کچھ کہہ سکیں؟ مگر آج کا مضمون جو بالکل قرآن پاک اور حدیث سے لیا گیا ہے، کوئی گنجائش نہیں ہے، مضمون پڑھ کر تو میرا دوست بالکل خاموش ہوگیا ہے کہ بھلے جہاں چاہیں شادی کردیں، میں ایک لفظ نہیں کہوں گا، پھر چاہے شادی کامیاب ہو یا ناکام۔ برائے مہربانی اسلام کی رُو سے جواب سے نوازیں۔

ج...... دراصل کوتاہی دونوں طرف سے ہے، والدین کو چاہئے کہ اولاد جب جوان ہوجائے تو ان کو مشورے میں شریک کریں، خصوصاً ان کی شادی بیاہ کے معاملے میں ان سے مشورہ لینا تو بہت ضروری ہے، اور اولاد کو چاہئے کہ والدین کی رائے کو اپنی رائے پر ترجیح دیں، اور اگر ان کی رائے بالکل ہی نادُرست ہو تب بھی ان سے گستاخی بے ادبی سے پیش نہ آئیں، البتہ تہذیب و متانت سے کہہ دیں کہ یہ بات مناسب نہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ جو کام شریعت کے لحاظ سے یا دُنیوی لحاظ سے غلط ہو، اس میں والدین کی فرمانبرداری جائز نہیں، مگر ان کی گستاخی و بے ادبی نہ کی جائے۔

والدین اگر گالیاں دیں تو اولاد کیا سلوک کرے؟

س...... اسلام نے گالیاں دینے والے کے لئے کیا فرمایا ہے، چاہے وہ کوئی بھی دے؟ ہمارے پڑوس میں ایک صاحب اتنی گالیاں دیتے ہیں کہ ایک جملے میں دس گالیاں ہوتی ہیں۔ ذرا سی مرضی کے خلاف بات ہوجائے تو وہ اپنی بیوی کے خاندان والوں کو گالیاں دینے لگتے ہیں۔ غرض کہ وہ اُٹھتے بیٹھتے گالیاں دیتے ہیں، ان کی اولاد اب جوان ہوگئی ہے اور وہ اب دِل برداشتہ ہوکر کبھی کبھی اپنے باپ کو کچھ بول دیتے ہیں، مگر بعد میں ان کو بہت افسوس ہوتا ہے۔

ج…… اس شخص کی یہ گندی عادت اس کی ذِلت کے لئے کافی ہے، وہ جو گالیاں بکتا ہے وہ کسی کو نہیں لگتیں، بلکہ اپنی زبان گندی کرتا ہے، اس لئے اس کی گالیوں کی طرف توجہ نہ دی جائے، اور اس کے لڑکوں کو چاہئے کہ اس وقت اس کے پاس سے اُٹھ جایا کریں، بعد میں متانت اور تہذیب سے اس کو سمجھا دیا کریں۔ اولاد کے لئے والدین کی گستاخی و بے ادبی جائز نہیں، اس سے پرہیز کریں۔

شوہر یا والدین کی خدمت

س…… میرے اور میرے شوہر کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے، جبکہ میرے شوہر کو میرے والدین سے بہت شکایات ہیں، میں خود سمجھتی ہوں کہ میرے والدین نے خاص طور پر والد صاحب نے میرے اور میرے شوہر کے ساتھ کئی ناانصافیاں کی ہیں، میرے لئے دونوں قابلِ احترام ہیں، لیکن میرا ایمان ہے کہ اولاد پر والدین کے بہت زیادہ حقوق ہوتے ہیں، کیونکہ وہ اولاد کو پیدا کرتے ہیں اور پالتے پوستے ہیں، اولاد ان کا یہ احسان کبھی نہیں چکا سکتی، والدین کی نافرمانی اولاد کو جہنم میں لے جاتی ہے۔ برائے مہربانی قرآن اور سنت کی روشنی میں مجھے مشورہ دیں کہ ان حالات میں مجھ پر کس کی فرمانبرداری لازم ہے، والدین کی یا شوہر کی؟

ج…… آپ کو حتی الوسع ان دونوں فریقوں میں سے کسی کی بھی نافرمانی نہیں کرنی چاہئے، لیکن اگر ایسی صورت پیش آجائے کہ ان میں سے کسی ایک کی تعمیل ہی کی جاسکتی ہے، تو آپ کے لئے شوہر کا حق مقدّم ہے۔ بہتر تو یہ ہے کہ آپ شوہر کو سمجھا بجھا کر جو صورت زیادہ بہتر ہو اس کے لئے راضی کرلیا کریں، لیکن اگر وہ اپنی بات منوانے پر بضد ہوں تو آپ ان کی بات کو ترجیح دیں اور والدین سے بصد ادب معذرت کرلیا کریں۔ جو لڑکیاں شوہر کے مقابلے میں والدین کے حکم کو فوقیت دیتی ہیں، وہ اپنے گھر کبھی سکون سے آباد نہیں ہوسکتیں۔

ماں، باپ کے نافرمان بیٹے کو عاق کرنا

س…… ہم سب کو علم ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ سبحانہ نے قرآن پاک (سورۂ نساء) میں تمام

رشتہ داروں اور لواحقین کے حصص کا صراحتاً تعین کردیا ہے، جو کسی مرنے والے کے چھوڑے ہوئے ترکہ میں سے دیئے جاتے ہیں، ان حصص میں رَدّ و بدل کرنے کا کوئی مجاز نہیں ہے۔ اس پسِ منظر میں آپ قرآن و حدیث کی روشنی میں فرمایئے کہ کیا کوئی شخص کسی سبب سے اپنی اولاد یا اولاد میں سے کسی ایک کو عاق قرار دے کر اس کو اس کے حق یا حصے سے محروم کرنے کا اختیار رکھتا ہے؟ ہمارے ملک میں عرصے سے یہ رَوِش چلی آرہی ہے کہ ماں باپ اور بالخصوص باپ پسرانہ نافرمانی کا ارتکاب کرنے والے بیٹے کو عاق قرار دے دیتا ہے۔ شاید عام لوگوں کو اس بات کا علم نہیں ہے کہ اس فعل کی کیا شرعی حیثیت ہے؟

ج…… جو نالائق بیٹا ماں باپ کا نافرمان اور گستاخ ہو، اس کی سزا دُنیا میں بھگتے گا اور آخرت میں بھی۔ اس کے باوجود اس کو جائیداد کے شرعی حصے سے محروم کرنا جائز نہیں، اور اگر کسی نے ایسا کردیا تو شریعت کے خلاف کرنے کی وجہ سے یہ شخص گنہگار ہوگا۔ مگر اس کے محروم کرنے سے بیٹا اپنے شرعی حصے سے محروم نہیں ہوگا۔ اس کا عاق کرنا غلط ہے، اور بیٹے کو شرعی حصہ بدستور ملے گا۔

ناجائز کام میں والدین کی اطاعت

س…… کیا غیرمسلم قادیانی لڑکے اور مسلمان لڑکی کی شادی ہوسکتی ہے؟ لڑکی بھی نہیں چاہتی کہ اس کی شادی اس شخص سے ہو، جبکہ لڑکی کے والدین بضد ہیں کہ لڑکے والے ہمارے رشتہ دار ہیں۔

ج…… غیرمسلم کے ساتھ مسلمان لڑکے یا لڑکی کا نکاح نہیں ہوسکتا، ساری عمر زنا کا گناہ ہوگا اور یہ وبال لڑکی کے والدین کی گردن پر بھی ہوگا۔ اور والدین مجبور کریں تو لڑکی کو صاف انکار کردینا چاہئے، اس معاملے میں والدین کے حکم کی تعمیل جائز نہیں۔

پردے کے مخالف والدین کا حکم ماننا

س…… میرے والدین پردہ کرنے کے خلاف ہیں، میں کیا کروں؟

ج…… اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بے پردگی کے خلاف ہیں، آپ کے والدین

فہرست

کا، اللہ اور رسولؐ سے مقابلہ ہے، آپ کو چاہئے کہ اس مقابلے میں اللہ و رسولؐ کا ساتھ دیں، والدین اگر اللہ و رسولؐ کی مخالفت کر کے جہنم میں جانا چاہتے ہیں تو آپ ان کے ساتھ نہ جائیں۔

اولاد کو جائیداد سے محروم کرنے والے والد کا حشر

س...... ہمارے والد صاحب نے سوتیلی ماں کے بہکاوے میں آکر جائیداد سے بے دخل کر رکھا ہے، ہمارا اور ہمارے بھائیوں کا حق نہیں دیا، بلکہ سوتیلی ماں اور اس کے بچوں کو دے دیا ہے، ان کا طرزِ عمل اسلامی اُصولوں کے لحاظ سے کیسا ہے؟ قرآن اور قانون کے مطابق جواب دیجئے۔

ج...... حدیث شریف میں اس کو ظلم فرمایا گیا ہے، اور اس ظلم کی سزا آپ کا والد قبر اور حشر میں بھگتے گا۔

ماں کی خدمت اور بیوی کی خوشنودی

س...... آج کل عام طور پر شوہر اور بیوی کے درمیان اس بات پر جھگڑا رہتا ہے کہ شوہر، بیوی کو الگ گھر میں کیوں نہیں رکھتا؟ شوہر اس بات پر مصر ہے کہ میں اپنی ماں کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتا، کیونکہ میرے علاوہ ماں کی دیکھ بھال اور خدمت کرنے والا کوئی نہیں ہے، اور اگر میں نے بوڑھی ماں کو عمر کے اس حصے میں اکیلا چھوڑ دیا تو قیامت کے دن میں جہنم کی آگ سے نہیں بچ سکوں گا۔ لیکن بیوی ان باتوں کو نہیں مانتی اور اپنی ضد پر قائم رہتی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ شوہر اگر بیوی کو الگ گھر میں رکھتا ہے تو خود کس گھر میں رہے، بیوی کے ساتھ اس کے گھر میں یا پھر اپنی بوڑھی ماں کے ساتھ اس گھر میں؟ دونوں میں سے کس کو چھوڑے اور کس کے ساتھ رہے؟

ج...... ایسی حالت میں بیوی کو چاہئے کہ وہ شوہر کو ماں کی خدمت کا موقع دے، الگ گھر میں رہنے پر اصرار نہ کرے، جبکہ بوڑھی ماں کی خدمت کرنے والا کوئی اور نہ ہو۔ ہاں! بیوی کو رہنے کے لئے الگ کمرہ دے دیا جائے اور شوہر کی ماں کی کوئی خدمت اس کے ذمے نہ رکھی جائے۔

شوہر اور بیوی اور اولاد کی ذمہ داریاں

س……میری بیوی ہر بات میرے خلاف کرتی ہے، حقوق ادا نہیں کرتی۔ گزشتہ روز میں نے اپنی بڑی لڑکی کو بلا کر والدہ کو سمجھانے کو کہا، اس نے کہا کہ: ''اب نبھاؤ مشکل ہے، اچھا ہے کہ آپ کے درمیان علیحدگی ہوجائے۔'' ایک نالائق بیٹا درمیان میں آگیا اور فیصلہ یہ کیا کہ میں اس (ماں) کو لے جاتا ہوں۔ باوجودیکہ میں نے اس کی ماں کو کافی روکا کہ بغیر اجازت آپ نہیں جاسکتیں، مگر وہ بیٹے کے ساتھ چلی گئی۔ نامعلوم وہ کہاں ہے؟ اب میں اپنے اس بیٹے کو عاق کرنا چاہتا ہوں اور بیوی کے لئے کیا کروں؟ اس بارے میں مشورہ طلب کرتا ہوں۔ حیرانی کی بات ہے کہ بیٹے ماں باپ کو ایک دُوسرے سے علیحدہ کریں اور اُوپر سے طرّہ یہ کہ سب بچے ہی یک زبان ہوکر ماں کے طرف دار بن گئے۔

ج……السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ کا اندوہناک خط تفصیل سے پڑھا، بہت صدمہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مشکلات کو آسان فرمائے۔ نجی اور ذاتی معاملات میں، میں مشورہ دینے سے گریز کیا کرتا ہوں، اس لئے چند اُصولی باتیں عرض کرتا ہوں۔

ا:……اولاد جب جوان ہوجائے تو ان کے جذبات کا احترام ضروری ہوتا ہے، اور والدین کی چپقلش اور سرپھٹول اولاد کے دِل سے والدین کا احترام نکال دیتی ہے، بیوی سے لڑائی جھگڑا اولاد کے سامنے کرنا اُصولی غلطی ہے۔

۲:……بیوی کے ذمے شوہر کے حقوق بلاشبہ بہت زیادہ ہیں، اور بیوی کو شوہر کے حقوق ادا کرنے کی بہت ہی تاکید کی گئی ہے، لیکن شوہر کو بھی یہ دیکھنا چاہئے کہ وہ (بیوی) کتنے حقوق کا بوجھ اُٹھانے کی متحمل ہے؟ اسی لئے شریعت نے مرد کو چار تک شادیاں کرنے کی اجازت دی ہے تاکہ ایک بیوی پر اس کی برداشت سے زیادہ بوجھ نہ پڑے، اور ایک سے زیادہ بیویاں ہونے کی صورت میں شریعت نے شوہر پر یہ کڑی پابندی عائد کی ہے کہ وہ تمام بیویوں کے ساتھ، کانٹے کے تول سے برابری کرے، سب کے ساتھ یکساں برتاؤ رکھے، اور کسی ایک کی طرف ادنیٰ جھکاؤ بھی روا نہ رکھے۔

۳:...... قیامت کے دن صرف بیوی کی نافرمانیوں ہی کا محاسبہ نہ ہوگا، بلکہ شوہر کی بدخلقی، دُرشت کلامی اور اس کے ظلم و تعدی کا بھی حساب ہوگا، اور پھر جس کے ذمے جس کا حق نکلے گا، اُسے دِلایا جائے گا۔

۴:...... آپ نے جو حالات لکھے ہیں، ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ حالات کے بگاڑ میں سب سے زیادہ دخل آپ کی دُرشت کلامی کا ہے (جس میں آپ غالباً اپنی بیماری اور مزاجی ساخت کی وجہ سے کچھ معذور بھی ہیں)، آپ کی اہلیہ اور اولاد پر اس کا رَدِّعمل غلط ہوا ہے، اگر آپ اپنے طرزِ عمل کو تبدیل کرلیں اور اپنے رویے کی اصلاح کرلیں تو آپ کے اہل و عیال کے انداز میں تبدیلی آسکتی ہے۔

۵:...... اگر آپ اپنے مزاج کو حالات کے مطابق تبدیل نہیں کرسکتے تو آخری صورت یہ ہوسکتی ہے کہ بیوی کو فارغ کردیں، لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ آپ اپنی اولاد سے بھی کٹ جائیں گے، کیونکہ آپ کی جوان اولاد، آپ کو ظالم اور اپنی والدہ کو مظلوم سمجھ کر اپنی ماں کا ساتھ دے گی، اور بطورِ انتقام آپ سے قطع تعلق کرلے گی۔ یہ دونوں فریقوں کی دُنیا و آخرت کی بربادی کا باعث ہوگا۔

۶:...... غالباً میں نے پہلے بھی لکھا تھا کہ بیوی کی ایذاؤں پر صبر کرنا مستقل جہاد ہے، اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا بہت بڑا درجہ ہے۔ پس اگر آپ اس اَجرِ عظیم کے خواستگار ہیں تو اس کا راستہ صبر و اِستقامت کی خاردار وادی سے ہوکر گزرتا ہے، اس صورت میں آپ کو اپنی اہلیہ اور اولاد سے صلح کرنی ہوگی، ان کو ظالم اور اپنے کو مظلوم سمجھ کر نہیں، بلکہ یہ سمجھ کر کہ ان کی غلطیاں بھی درحقیقت میری اپنی نااہلی کی وجہ سے ہیں، ظالم میں خود ہوں اور اِلزام دُوسروں کو دیتا ہوں۔

۷:...... اگر آپ صلح کرنا چاہیں تو اس کے لئے اپنے نفس کو مارنا ہوگا اور چند باتوں کا التزام کرنا ہوگا۔ ایک یہ کہ آپ کی زبان سے خیر کے سوا کوئی بات نہ نکلے، کبھی کوئی ناگوار لفظ زبان پر نہ آنے پائے۔ دوم یہ کہ اپنا حق کسی کے ذمے نہ سمجھئے اور نہ کسی کی شکایت آپ کے دِل میں پیدا ہو، بلکہ اگر کوئی آپ کے ساتھ حسنِ سلوک کرے تو اس کو عطیہ

فہرست

لیجئے ، اور اگر کوئی بدخلقی یا سختی کے ساتھ پیش آئے تو یہ سمجھ کر کہ میں اس سے بھی زیادہ کا مستحق تھا، مالک کا شکر ہے کہ اس نے میری بدعملیوں کی پوری سزا مجھے نہیں دی، اس پر صبر کیجئے۔ تیسرے یہ کہ آپ کی ہر ادا سے اولاد اور اہلیہ کے ساتھ شفقت و محبت کا مظاہرہ ہونا چاہئے، آپ کو ایک محبوب شوہر اور شفیق باپ کا کردار ادا کرنا چاہئے۔

۸:...... اولاد کو عاق یعنی وراثت سے محروم کرنا، شرعاً حرام ہے، اور اولاد عاق کرنے سے عاق ہوتی بھی نہیں۔ اس لئے میں آپ کو مشورہ دُوں گا کہ آپ اس غلط اقدام سے باز رہئے، دُنیا کو تو آپ اپنے لئے دوزخ بنا ہی چکے ہیں، خدارا! آخرت میں بھی دوزخ نہ خریدیئے۔ جس لڑکے کو عاق کرنے کی دھمکی دی تھی اسے بلاکر اس سے صلح صفائی کرلیجئے۔

۹:...... بعض اکابر کا ارشاد ہے کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ کے اَحکام کو توڑتا اور مالک کی نافرمانی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو پہلی سزا یہ ملتی ہے کہ اس کے بیوی بچوں کو اس کے خلاف کردیتے ہیں۔ اس لئے اگر آپ اپنی بیوی بچوں کے رویے کو قابلِ اصلاح سمجھتے ہیں تو اس پر بھی توجہ فرمائیے کہ مالک کے ساتھ آپ کا رویہ کیسا ہے؟ اور کیا وہ بھی اصلاح کا محتاج نہیں؟ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنا معاملہ صحیح کرلیجئے، حق تعالیٰ شانہ آپ کے ساتھ بیوی بچوں کا معاملہ دُرست فرمادیں گے۔ حضرت علی بن ابی طالب کرّم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے: ”پانچ چیزیں آدمی کی سعادت کی علامت ہیں: ۱-اس کی بیوی اس کے موافق ہو، ۲-اس کی اولاد نیک اور فرمانبردار ہو، ۳-اس کے دوست متقی اور خداترس لوگ ہوں، ۴-اس کا ہمسایہ نیک ہو، ۵-اور اس کی روزی اپنے شہر میں ہو۔

۱۰:...... ممکن ہے میری یہ تحریر آپ کی اہلیہ محترمہ اور صاحبزادہ گرامی کی نظر سے بھی گزرے، میں ان سے بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وہ معاملے کو بگاڑنے سے احتراز کریں۔ ایک بزرگ کا ارشاد ہے کہ: ”نیک خاتون کی چھ علامتیں ہیں: اول: نمازِ پنج گانہ کی پابند ہو، دوم: شوہر کی تابعدار ہو، سوم: اپنے رَبّ کی رضا پر راضی ہو، چہارم: اپنی زبان کو کسی کی بُرائی، غیبت اور چغلی سے محفوظ رکھے، پنجم: دُنیوی ساز و سامان سے بے رغبت ہو، ششم: تکلیف پر صابر ہو۔“ حدیث میں ہے:

فہرست

"عن أبی أمامة رضی الله عنه أن رجلًا قال: یا رسول الله! ما حق الوالدین علٰی ولدهما؟ قال: هما جنتک أو نارک. رواه ابن ماجة." (مشکوٰۃ ص:۴۲۱)

ترجمہ:...... "حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ: ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے والدین کا میرے ذمے کیا حق ہے؟ فرمایا: وہ تیری جنت ہیں یا دوزخ۔"

ایک حدیث میں ہے:

"عن أبی الدرداء رضی الله عنه أن رجلًا أتاه .... فقال أبو الدرداء: سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: الوالد أوسط أبواب الجنة فان شئت فحافظ علی الباب أو ضیِّع. رواه الترمذی." (مشکوٰۃ ص:۴۱۹)

ترجمہ:...... "حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے ایک شخص سے فرمایا کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ: باپ جنت کا بہترین دروازہ ہے، اب اگر تو چاہے تو اس دروازے کی حفاظت کر یا اس کو ضائع کردے۔"

ایک اور حدیث میں ہے:

"عن عبدالله بن عمرو رضی الله عنهما قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: رضی الربّ فی رضی الوالد، وسخط الربّ فی سخط الوالد. رواه الترمذی."
(مشکوٰۃ ص:۴۹)

ترجمہ:...... "حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ کی

فہرست

رضامندی والد کی رضامندی میں ہے، اور اللہ تعالیٰ کی ناراضی والد کی ناراضی میں ہے۔“

ایک اور حدیث میں ہے:

”عن ابن عباس رضی الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أصبح مطيعًا لله فی والديه أصبح له بابان مفتوحان من الجنة، وان كان واحدًا فواحدًا، ومن أصبح عاصيًا لله فی والديه أصبح له بابان مفتوحان من النار، ان كان واحدًا فواحدًا. قال رجل: وان ظلماه؟ قال: وان ظلماه، وان ظلماه، وان ظلماه.“ (مشکوٰۃ ص:۴۲۱)

ترجمہ:...... ”حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص والدین کا مطیع ہو اس کے لئے جنت کے دو دروازے کھل جاتے ہیں، اور اگر ایک ہو تو ایک، اور جو شخص والدین کا نافرمان ہو، اس کے لئے دوزخ کے دو دروازے کھل جاتے ہیں، اور اگر ایک ہو تو ایک۔ کسی نے عرض کیا کہ: خواہ والدین اس پر ظلم کرتے ہوں؟ فرمایا: خواہ اس پر ظلم کرتے ہوں، خواہ اس پر ظلم کرتے ہوں، خواہ اس پر ظلم کرتے ہوں۔“

ایک اور حدیث میں ہے:

”عن ابن عباس رضی الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ما من ولد بار ينظر الٰى والديه نظرة رحمة الّا كتب الله له بكل نظرة حجّةً مبرورةً.“

(مشکوٰۃ ص:۴۲۱)

فہرست

ترجمہ:......’’حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص والدین کا فرمانبردار ہو وہ جب بھی اپنے والدین کی طرف نظرِ رحمت سے دیکھے، اللہ تعالیٰ اس کے ہر بار دیکھنے پر اس کو حجِ مبرور کا ثواب عطا فرماتے ہیں۔‘‘

کیا بچوں کی پرورِش صرف نانی ہی کرسکتی ہے؟

س......کیا بچوں کی والدہ کے انتقال کے بعد باپ بچوں کی بہتری کے لئے اپنی نگرانی میں خود دادا دادی، پھوپھیاں اور چچا سے بچوں کی دیکھ بھال اور پرورِش نہیں کرواسکتا ہے؟ کیا مذہب میں سیدھا سیدھا قانون ہے کہ بچوں کو باپ سے چھین کر نانی کو دے دو، بچے باپ کو ترستے رہیں اور باپ بچوں کو؟ جبکہ وہ لوگ بداخلاق اور لالچی ہیں، کیونکہ میری بیوی کا زیور اور بیمہ وغیرہ سب ان کے قبضے میں ہے اور دیتے بھی نہیں۔

ج......عام قانون تو یہی ہے کہ لڑکے کی عمر سات سال اور لڑکی کی عمر نو سال ہونے تک ماں کے بعد نانی بچوں کی پرورِش کا اِستحقاق رکھتی ہے، سات سال یا نو سال کے بعد باپ لے سکتا ہے، لیکن نانی کو پرورِش کا حق ملنے کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ دیانت و امانت سے آراستہ ہو، عالمگیری میں ہے:

’’اِلَّا أن تکون مرتدة أو فاجرة غیر مأمونة.‘‘

(عالمگیری ج:۱ ص:۵۴۱)

آپ نے جو حالات لکھے ہیں، اگر وہ صحیح ہیں تو یہ شرط مفقود ہے، اس لئے بچوں کا مفاد و مصلحت یہی ہے کہ انہیں نانی کے حوالے نہ کیا جائے۔

بیٹی کی ولادت منحوس ہونے کا تصوّر غیر اسلامی ہے

س......اکثر پڑھے لکھے اور جاہلوں کو بھی دیکھا ہے کہ شادی کے بعد پہلی اولاد ’’بیٹا‘‘ ہی کی خواہش ہوتی ہے، اور اگر اللہ نے پہلی اولاد ’’بیٹی‘‘ سے نوازا تو وہ ناگواری کا اظہار کرتے

فہرست

ہوئے بیوی کو مار پیٹ اور بُرا بھلا کہنے سے بھی باز نہیں آتے۔ بیوی اور بیٹی دونوں کو گھر سے نکال کر بیوی کو میکے بھیج دیتے ہیں۔ ان کے گھر والے بھی پہلی ''بیٹی'' کی ولادت پر ناخوشی کا اظہار کرتے ہیں اور بہو ہی کو بُرا بھلا کہتے ہیں۔ آپ قرآن وسنت کی روشنی میں یہ فرمائیں کہ ایسے لوگوں کے لئے کیا حکم ہے؟ جبکہ اللہ کے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹی بہت پیاری تھی۔

ج...... بیٹی کی ولادت کو منحوس سمجھنا دورِ جاہلیت کی یادگار ہے، ورنہ بیٹی کی ولادت تو باعثِ برکت ہے، بہت سی احادیث میں لڑکیوں کی پرورِش کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔

''عن عائشة رضی الله عنها زوج النبی صلی الله علیه وسلم قالت: جاءتنی امرأة ومعها ابنتان لها، فسألتنی فلم تجد عندی شیئًا غیر تمرة واحدة فأعطیتها ایّاها فأخذتها فقسمتها بین ابنتیها فدخل علیّ النبی صلی الله علیه وسلم فحدثته حدیثها فقال النبی صلی الله علیه وسلم: من ابتلیٰ من البنات بشیء فأحسن الیهن کن له سترًا من النّار.'' (مسلم ج:۲ ص:۳۳۰)

ترجمہ:...... ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ایک خاتون میرے پاس آئی جس کے ساتھ اس کی دو بچیاں تھیں، میرے پاس بس ایک ہی کھجور تھی جو میں نے اسے دے دی، اس نے آدھی آدھی دونوں کے درمیان تقسیم کردی، خود کچھ نہیں کھایا پھر اُٹھ کر چلی گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے آپ کو بتایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کو بیٹیوں سے واسطہ پڑے، وہ ان کے ساتھ حسنِ سلوک کرے تو اس کے لئے دوزخ سے آڑ ہوگی۔''

اس مضمون کی احادیث متعدّد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مروی ہیں۔

بیٹی کا والد کو قرآن پڑھانا

س......ایک بیٹی اپنے والد کو قرآن مجید پڑھاتی ہے، جبکہ اس کے والد نے ابھی ۲۵ سپارے پڑھے ہیں، تو اس کے والد کا بڑا بھائی کہتا ہے کہ: ”تم اپنی لڑکی کے پاس قرآن شریف ختم نہیں کرو، کیونکہ تم اس کا بیٹی ہونے کا حق ادا کروگے یا اُستاد بنا کر اس کا حق پورا کروگے؟“ اس کے بعد وہ پڑھنا چھوڑ دیتا ہے اور کہتا ہے کہ: ”میں باقی پانچ سپارے کسی اور کو سنا کر پڑھ لوں گا۔“ اس کے باوجود وہ اپنی لڑکی کو قرآن شریف پڑھانے کا جوڑا اور پیسے بھی دیتا ہے، کیا کوئی لڑکی اپنے والدین کو قرآن پڑھا سکتی ہے؟ اور اگر ہاں تو پھر اس کے ماں باپ کے اور اولاد کے حقوق کیا ہوں گے؟

ج......لڑکی اگر قرآن شریف پڑھی ہوئی ہو تو والدین کو اس سے قرآن پڑھنا جائز ہے، اور یہ فضول خیال ہے کہ بیٹی کو اُستاد نہ بنایا جائے، اور جب آپ نے ۲۵ پارے بیٹی سے پڑھ لئے تو اُستاد تو وہ بن گئی۔

صحابہ کرامؓ کو کھلم کھلا گالی دینے والے والدین سے تعلق رکھنا

س......والدین اگر کھلم کھلا گھر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، خلفائے ثلاثہ کو بُرا بھلا اور غلیظ قسم کی گالیاں دیں تو ایسی صورت میں ان کا منہ بند کرنا چاہئے یا دُعا کرنی چاہئے؟ اور کیا ایسے والدین کی بھی فرمانبرداری ضروری ہے؟

ج......ان سے کہہ دیا جائے کہ وہ یہ حرکت نہ کریں، اس سے ہمیں ایذا ہوتی ہے، اگر باز نہ آئیں تو ان سے الگ تھلگ ہوجائیں، ان کا منہ بند کرنے کے بجائے ان کو منہ نہ لگائیں۔

بلاوجہ ناراض ہونے والی والدہ کو کیسے راضی کریں؟

س......نوعمری میں شادی ہوئی، شوہر کی ناقدری ہوئی، وہ بھی سختی کرتے، بچے بھی ہوگئے، ایک بار غصّے میں شوہر نے طلاق کی دھمکی دی، بہن بھائی اور والدین غریب تھے، سسرال مال دار، ظاہر ہے سسرال سے طعنے تو ملتے تھے، انتقاماً شوہر کے گھر سے چوری وغیرہ کرکے اپنے بہن بھائیوں کو ترقی دینے کی زندگی بھر کوشش کی حتیٰ کہ اپنی دوائیوں تک کی رقم بھی ان

کو دے دیتی، مگر جب حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی قدس سرہٗ سے اصلاحی تعلق قائم کیا تو اپنی غلطی کا احساس ہوا، اور پھر میں نے والدہ سے کہہ دیا کہ اب تک جو ہوا غلط ہوا، اللہ ہم سب کو معاف فرمائیں، آئندہ ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ والدہ کی محبت محض مال و دولت کی وجہ سے ہے، چنانچہ آج تک میری ہر جائز و ناجائز کو سچ سمجھنے اور محبت کرنے والی والدہ کا رویہ ایسا بدلا کہ اللہ کی پناہ! اب تو وہ میرا منہ دیکھنا نہیں چاہتی، کوئی ہدیہ تحفہ بھیجوں تو واپس کردیتی ہیں، حج کے تبرکات بھیجے تو وہ بھی واپس کردیئے۔ مجھے تمام مصائب برداشت ہوگئے مگر دھچکا ایسا لگا کہ بس پاگل خانے نہیں گئی شوہر نے تو تمام کوتاہیوں کو معاف کردیا، اب موت کی کوئی خبر نہیں، بہت پریشان ہوں، کیا کروں؟ میرے لئے دُعا فرمادیں اور علاج بھی تجویز فرمائیں۔

ج…… آپ کے تحریر کردہ حالات سے بہت دِل دُکھا، دِل سے دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و عافیت اور سکون و اطمینان نصیب فرمائیں۔ چند باتوں کو اپنا لائحہ عمل بنالیجئے۔

۱:…… محبت و رضا کا تعلق صرف اللہ تعالیٰ کی ذاتِ عالی سے ہونا چاہئے، باقی سب محبتیں اسی کے حکم کے تابع ہیں۔

۲:…… اپنے شوہر کی اور بچوں کی خدمت نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ کیجئے اور اس میں رضائے الٰہی کو مدِنظر رکھئے۔

۳:…… اپنی والدہ محترمہ سے احترام کا تعلق رکھئے، ان کی غمی، خوشی میں شرکت کیجئے اور ان کی بے رُخی کی کوئی پروا نہ کیجئے۔ اگر وہ قطع تعلق کرتی ہیں تو خود گناہگار ہوں گی، آپ کی طرف سے نہ تو قطع تعلق ہونا چاہئے، نہ ان کے قطع تعلق سے پریشانی ہونی چاہئے، بلکہ ان کے لئے دُعائے خیر کرتی رہیں۔

۴:…… مسلمان کے دِل کو پریشان نہیں ہونا چاہئے، ہمہ وقت ہشاش بشاش رہنا چاہئے اور جو ناگواریاں پیش آتی ہیں ان سے دِل کو مشوش نہیں کرنا چاہئے، بلکہ ہر چیز میں یہ خیال ذہن میں رہنا چاہئے کہ مالک کی اسی میں حکمت ہوگی۔

اولاد کی بے راہ روی اور اس کا تدارک

س…… ہمارا ایک بیٹا ہے اور چھ بیٹیاں ہیں، یہ ۲۲ سالہ بیٹا ہمارے پڑوسی کے گھر کثرت سے آتا جاتا ہے، ہم نے اس آمد و رفت کو مناسب نہیں سمجھا اور بیٹے کو پابند کرنا چاہا تو بیٹے نے نہ صرف سرکشی اور نافرمانی کی بلکہ ہمارے ساتھ رہنا بھی ترک کر دیا، جب ہم اپنے ہمسائے سے ملے اور ان سے درخواست کی کہ آپ ہمارے بیٹے کا اپنے گھر میں آنا جانا اپنے طور پر بند کر دیں تو ان کا جواب تھا کہ: ''میری بیوی ۴ بچوں کی ماں ہے اور آپ کا لڑکا اس کے سامنے جوان ہوا ہے، کوئی بُرائی کا پہلو سامنے نظر نہیں آتا ہے، میرے خیال میں اس کی آمد نازیبا حرکت نہیں ہے۔'' ہم نے ان کی توجہ اس بات پر دِلائی کہ آپ کام پر چلے جاتے ہیں اور وہ کوئی کام نہیں کرتا ہے، اور آپ کی غیر موجودگی میں سارا وقت وہاں گزارتا ہے، اس کے جواب میں فرمایا: ''آپ اسے روکیں، آپ کے خیال میں گناہ ہے، میں نہیں روک سکتا۔'' آپ سے ہماری درخواست یہ ہے کہ آپ اپنے کالم میں ہمارا سوال اور اپنا جواب شائع کر دیں، کیونکہ ہمارے خیال میں یہ ملاپ بیرونِ ملک کی لعنت ہے جس کا نام ''بوائے فرینڈ'' یا ''گرلز فرینڈ'' ہے، یہ وبا پاکستان میں بھی پھیل رہی ہے، آپ کے شرعی جواب سے بہتوں کا بھلا ہوگا، بہت سارے والدین آپ کو ہماری طرح دُعائیں دیں گے۔

ج…… آپ نے بہت اچھا کیا کہ صاحبزادے کو ایک غلط بات سے روک دیا اور اپنے ہمسائے کو بھی آگاہ کر دیا۔ مغرب کی نقالی نے نئی نسل کو بے راہ روی میں مبتلا کر دیا ہے، فلم، ریڈیو، ٹی وی، وی سی آر، مخلوط تعلیمی ماحول اور مرد و زَن کے بے محابا اختلاط نے نوجوان نسل کا حلیہ بگاڑ دیا ہے، ایک محتاط اندازے کے مطابق نئی نسل کی اکثریت جنسی امراض، ضعفِ مثانہ، پیشاب کے عوارض میں مبتلا ہے، نئی نسل کا یہ المیہ حکومت، والدین اور اربابِ دانش سبھی کے لئے ایک چیلنج ہے، نئی نسل کو خودکشی سے بچانے کے لئے کوئی تدبیر کرنا ان سب کا فرض ہے۔

والدین کی خوشی پر بیوی کی حق تلفی ناجائز ہے

س…… میں آپ سے ایک مسئلہ معلوم کرنا چاہتی ہوں، وہ یہ کہ میں اپنے سسرال والوں کے

ساتھ رہنا نہیں چاہتی، بلکہ علیحدہ گھر چاہتی ہوں، میں اپنے شوہر سے کئی مرتبہ مطالبہ کرچکی ہوں لیکن ان کے نزدیک میری باتوں کی کوئی اہمیت نہیں، بلکہ میری بے بسی کا مذاق اُڑاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ: ''تمہارے سوچنے سے اور چاہنے سے کچھ نہیں ہوگا، وہی ہوگا جو میرے والدین چاہیں گے، تمہیں چھوڑ دُوں گا لیکن اپنے والدین کو نہیں چھوڑوں گا، بچے بھی تم سے لے لوں گا۔'' میرے شوہر اور سسرال والے دِین دار، پڑھے لکھے اور باشرع لوگ ہیں، اور اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ علیحدہ گھر عورت کا شرعی حق ہے، اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، اس کے باوجود مجھے چھوڑ دینے کی دھمکی دیتے ہیں اور میرے ساتھ سخت رویہ رکھتے ہیں، شوہر معمولی باتوں پر میری بے عزّتی کرتے ہیں، چاہتی ہوں کہ میرے شوہر کم از کم میرا کچن ہی علیحدہ کردیں اور رہنے کے لئے اسی گھر میں مناسب جگہ دے دیں تاکہ میں آزادی کے ساتھ اُٹھ بیٹھ سکوں اور مرضی کے مطابق کام انجام دُوں، کیونکہ جوان دیوروں کی موجودگی میں مجھے بعض اوقات بالکل تنہا رہنا پڑتا ہے، بچے بھی اسکول چلے جاتے ہیں، میں خود بھی ابھی بالکل جوان ہوں اور دیوروں کے ساتھ اس طرح بالکل تنہا رہنا مجھے بہت بُرا لگتا ہے، شوہر بھی اس چیز کو بُرا سمجھتے ہیں، لیکن سب کچھ دیکھتے ہوئے بھی خاموش ہیں۔ دِین دار شوہر کا اپنی بیوی کے ساتھ اس طرح کا رویہ شرعاً دُرست ہے؟ کیونکہ میرے شوہر اپنے آپ کو حق پر سمجھتے ہیں، علیحدہ گھر بیوی کا جائز اور شرعی حق ہے تو جانتے بوجھتے بیوی کو اس کے شرعی حق سے محروم رکھنے والے دِین دار شوہر کے لئے اَحکامات کیا ہیں؟ کیا اللہ تعالیٰ کے یہاں ایسے شوہروں کے لئے کوئی سزا نہیں ہے؟ بیوی کی مرضی کے خلاف زبردستی اسے اپنے والدین کے ساتھ رکھنا کیا شرعاً جائز ہے؟ والدین کی خوشی کی خاطر بیوی کو دُکھ دینا کیا جائز ہے؟

ج...... میں اخبار میں کئی بار لکھ چکا ہوں کہ بیوی کو علیحدہ جگہ میں رکھنا (خواہ اسی مکان کا ایک حصہ ہو، جس میں اس کے سوا دوسرے کا عمل دخل نہ ہو) شوہر کے ذمے شرعاً واجب ہے، بیوی اگر اپنی خوشی سے شوہر کے والدین کے ساتھ رہنا چاہے اور ان کی خدمت کو اپنی سعادت سمجھے تو ٹھیک ہے، لیکن اگر وہ علیحدہ رہائش کی خواہش مند ہو تو اسے والدین کے

ساتھ رہنے پر مجبور نہ کیا جائے، بلکہ اس کی جائز خواہش کا، جو اس کا شرعی حق ہے، احترام کیا جائے۔ خاص طور سے جو صورتِ حال آپ نے لکھی ہے کہ جوان دیوروں کا ساتھ ہے، ان کے ساتھ تنہائی شرعاً و اخلاقاً کسی طرح بھی صحیح نہیں۔ والدین کی خوشی کے لئے بیوی کی حق تلفی کرنا جائز نہیں۔ قیامت کے دن آدمی سے اس کے ذمے کے حقوق کا مطالبہ ہوگا اور جس نے ذرا بھی کسی پر زیادتی کی ہوگی یا حق تلفی کی ہوگی مظلوم کو اس سے بدلہ دِلایا جائے گا۔ میاں بیوی میں سے جس نے بھی دُوسرے کی حق تلفی کی ہوگی اس کا بدلہ بھی دِلایا جائے گا۔ بہت سے وہ لوگ جو یہاں اپنے کو حق پر سمجھتے ہیں، وہاں جاکر ان پر کھلے گا کہ وہ حق پر نہیں تھے، اپنی خواہش اور چاہت پر چلنا دِین داری نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنا دِین داری ہے۔

باوجود صحت و ہمت کے والد اور اللہ کے حقوق ادا نہ کرنا بدبختی کی علامت ہے

س…… بے شک افضل وہ ہے جو عبادات باقاعدہ کرے اور نیک عمل کرے، لیکن ایک شخص بوجہ بیماری خود عبادتوں سے معذور ہے، لیکن دُوسروں کو عبادات کی تلقین کرتا ہے، بلکہ پابند بناتا ہے اور حتی الوسع نیک اعمال کرتا ہے اور اپنے عملوں سے دُوسروں کے لئے اپنی ذات کو مثالی بناکر پیش کرتا ہے جس سے متأثر ہوکر لوگوں نے دِینِ اسلام بھی قبول کیا اور نیک عملوں میں اس کی تقلید بھی کرتے ہیں۔ دُوسرا شخص وہ ہے جو عبادت تو کبھی کبھار کرلیتا ہے، کبھی نماز پڑھ لی، رمضان میں کچھ روزے رکھ لئے، قرآن پڑھ لیا (بغیر سمجھے)، لیکن نیک اعمال نہیں کرتا، دُوسروں کی کمائی سے خود اور اپنے بیوی بچوں کا پیٹ پالتا ہے، یہاں تک کہ بہن کی شادی کے لئے پیسے بھی خود خرچ کرلئے اور واپس کرنے کی کوشش نہیں کرتا، اگر اس کو نیک اعمال کے لئے محنت سے اپنی روزی کمانے اور بیوی بچوں کو پالنے کے لئے پہلا شخص کہتا ہے تو وہ یہ کہہ کر انکار کردیتا ہے کہ آپ خود تو نماز روزہ نہیں کرتے، مجھے نیک عملوں کی نصیحت کرتے ہیں، میں کیوں کروں؟ دونوں اَشخاص میں باپ بیٹے کا رشتہ ہے، بچے نہیں کہ مار

پیٹ کر سمجھایا جائے، دو بچوں کا باپ ہے بجائے باپ کو کما کر کھلانے کے اُلٹا اپنا رہنا سہنا اور اخراجات اپنے اور اپنی بیوی بچوں کے باپ کی بڑھاپے کی جمع پونجی سے کرتا ہے، آپ کی نظر میں شریعت کیا کہتی ہے کہ کون صحیح ہے؟ باپ یا بیٹا؟

ج...... بڑھاپے اور بیماری کی وجہ سے اگر ایک شخص زیادہ عبادت نہیں کرسکتا، لیکن فرض نماز ادا کرتا ہو اور اللہ تعالیٰ نے جو حق حقوق رکھے ہیں، ان کو ادا کرتا ہو تو یہ شخص صحیح راستے پر ہے، مگر بڑھاپے اور معذوری کی وجہ سے فرائض کا ترک اس کے لئے بھی جائز نہیں، روزہ رکھنے کی اگر طاقت نہیں تو فدیہ ادا کر دیا کرے، اور صاحبزادے کا باوجود صحت اور ہمت کے اللہ تعالیٰ کے اور بندوں کے حقوق ادا نہ کرنا اور باپ کی نصیحت پر عمل نہ کرنا اس کی سعادت مندی کی دلیل نہیں بلکہ اس کی بدبختی کی علامت ہے، اس کو چاہئے کہ نیکی اور بھلائی کا راستہ اپنائے، اپنے والد کی نصیحت پر کان دھرے اور بڑھاپے میں والدین کی خدمت کر کے جنت کمائے۔

منافق والدین سے قطع تعلق کرنا

س...... کیا منافق والدین سے تغافل اور قطع تعلق جائز ہے؟ جبکہ وہ خود تعلق نہ رکھنا چاہتے ہوں؟

ج...... قطع تعلق نہ کیا جائے، ان کی خدمت کی جائے اور ان کی خدمت کو اپنی دُنیا و آخرت کی سعادت سمجھنا چاہئے۔

رشتہ داروں اور پڑوسیوں کے تعلقات

رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنا

س...... رشتہ داروں سے کبھی نہ ملنا گناہ ہے کہ نہیں؟ سگے چچا، خالہ، چچازاد بھائی وغیرہ، اگر گناہ ہے تو ماں باپ اگر ان سے کبھی ملنے کو منع کرے تو کیا ماں باپ کا حکم ماننا ضروری ہے؟ اور اگر ماں باپ کی ناراضگی ہوجائے تو کیا حکم ماننا ضروری ہے؟

ج...... اپنے ایسے رشتہ داروں سے قطع تعلق جائز نہیں، اگر زیادہ تعلقات نہ رکھے جائیں تو کم سے کم سلام کلام تو بند نہیں ہونا چاہئے، اس معاملے میں والدین کی اطاعت نہ کی جائے۔

س...... آج کل عزیز، رشتہ دار اور خاندان میں چھوٹی چھوٹی باتوں میں لڑائی جھگڑا ہوتا ہے، پھر اس کے بعد ایک دُوسرے سے باتیں نہیں کرتے، قرآن وحدیث کی روشنی میں ہمیں یہ بتائیں کہ ایک دُوسرے کے پاس آنا جانا چاہئے یا نہیں؟

ج...... اعزّہ میں رنجشیں تو معمولات میں داخل ہیں، لیکن عزیز و اقارب سے قطع تعلق کرلینا شرعاً جائز نہیں، بلکہ گناہِ کبیرہ ہے۔

فہرست

رشتہ داروں کا غلط طرزِ عمل ہو تو ان سے قطع تعلق کرنا

س...... حافظ ...... کے مطابق ''اسلام میں رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کا حکم ہے اور جو لوگ صلہ رحمی نہیں کرتے، انہیں گمراہ اور فاسق کہا گیا ہے، صلہ رحمی کا مفہوم یہ ہے کہ اپنے رشتہ داروں سے قطع تعلق نہ کیا جائے بلکہ ہر ایک سے ملاقات کی جائے۔'' اس سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جو لوگ کسی مجبوری کی بنا پر رشتہ داروں سے نہیں ملتے تو وہ فاسق اور گمراہ ہوئے۔ لیکن اگر رشتہ دار ایسا ماحول پیدا کریں اور ایسا طرزِ عمل اختیار کریں کہ ان کے ہاں آنے

جانے سے ذہنی پراگندگی پیدا ہوا اور آدمی رُوحانی طور پر بھی تلخی محسوس کرے کہ رشتہ داروں نے اس کو خوش آمدید نہیں کہا اور غرور و تکبر کا مظاہرہ کیا۔ اگر کوئی آدمی اس بنا پر اپنے رشتہ داروں سے قطع تعلق کرے تو اس کو فاسق اور گمراہ کہا جائے گا؟ یا اس کے رشتہ دار ذمہ دار ہوں گے؟

ج…… رشتہ داروں کا آپس میں قطع تعلق کبھی تو ایک فریق کی بے دِینی کی وجہ سے ہوتا ہے اور کبھی دُنیوی مفادات کی وجہ سے۔ پس اگر قطع تعلق دِین کی بنیاد پر ہے تو صرف وہ فریق گناہگار ہوگا جس کی بے دِینی کی وجہ سے قطع تعلق ہوا، بشرطیکہ دُوسرا فریق اس قطع تعلقی کے باوجود ان کے ضروری حقوق ادا کرتا رہے۔ اور اگر قطع تعلق کی بنیاد کوئی دُنیوی تنازعہ ہے تو دونوں میں سے جو فریق دُوسرے کے حقوق ادا کرنے میں کوتاہی کرے گا وہ گنہگار ہوگا۔ اور اگر دونوں کوتاہی کریں گے تو دونوں گنہگار ہوں گے۔ ہماری شریعت کی تعلیم یہ نہیں کہ جو شخص تم سے رشتہ جوڑ کر رکھے تم بھی اس سے جوڑ رکھو، بلکہ شریعت کی تعلیم یہ ہے جو حدیث میں فرمائی گئی ہے: ''**صِل من قطعک**'' (مسند احمد ج:۴ ص:۱۵۸) کہ جو شخص تم سے رشتہ توڑے اور رشتہ داری کے حقوق ادا نہ کرے، تم اس کے ساتھ بھی صلہ رحمی کرو اور اس کے رشتے کے حقوق بھی ادا کرو، ورنہ قطع رحمی کا وبال جس طرح اس پر پڑے گا، تم پر بھی پڑے گا۔ یہ مضمون بہت تفصیل طلب ہے، خلاصہ یہی ہے جو میں نے لکھ دیا۔

کیا بدکردار عورتوں کے پاؤں تلے بھی جنت ہوتی ہے؟

س…… عام طور پر کہا جاتا ہے کہ جنت ماں کے قدموں تلے ہے، لیکن جو بدکردار قسم کی عورتیں اپنے معصوم بچوں کو چھوڑ کر گھروں سے فرار ہوتی ہیں، ان کے بارے میں خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حکم ہے؟ نیز کیا ایسی عورتوں کے بارے میں بھی یہ تصوّر ممکن ہے کہ ان کے قدموں کے نیچے جنت ہے؟

ج…… ایسی عورتیں تو انسان کہلانے کی بھی مستحق نہیں ہیں، ''ماں'' کا تقدس ان کو کب نصیب ہوسکتا ہے…؟ اور جو خود دوزخ کا ایندھن ہوں، ان کے قدموں تلے جنت کہاں

ہوگی...؟ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اولاد کو چاہئے کہ اپنی ماں کو ایذا نہ دے اور اس کی بے ادبی نہ کرے۔

پھوپھی اور بہن کا حق دیگر رشتہ داروں سے زیادہ کیوں ہے؟

س...... حقوق العباد کے تحت ہر شخص کے مال و دولت پر اس کے عزیزوں، رشتہ داروں، غریبوں، ناداروں، مسافروں کے کچھ حقوق ہیں، لیکن کیا رشتہ داروں میں کسی رشتہ دار کے (ماں باپ کے علاوہ) کوئی خاص حقوق ہیں؟ ہمارے گھر میں یہ تصوّر کیا جاتا ہے کہ بہن اور پھوپھی کے کچھ زیادہ ہی حقوق ہیں۔

ج...... بہن اور پھوپھی کا حق اس لئے زیادہ سمجھا جاتا ہے کہ باپ کی جائیداد میں سے ان کو حصہ نہیں دیا جاتا بلکہ بھائی غصب کرجاتے ہیں، ورنہ ان کو ان کا پورا حصہ دینے کے بعد ان کا ترجیحی حق باقی نہیں رہتا۔

رشتہ دار کو دُشمن خیال کرنے والے سے تعلقات نہ رکھنا کیسا ہے؟

س...... ہمارے ایک نہایت قریبی عزیز ہم سے تعلقات قائم رکھنا نہیں چاہتے، جبکہ ہم لوگوں نے ان کی پروَرِش کی، انہیں پالا پوسا، مگر اب وہ ہمارے کسی احسان کو نہیں مانتے، نہ صرف یہ بلکہ ہمیں اپنا دُشمن خیال کرتے ہیں، ہم سے حسد کرتے ہیں، ہم پر بے بنیاد الزامات کی بھرمار کرتے ہیں، جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ”عن جبیر بن مطعم قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لا یدخل الجنة قاطع. متفق علیه“ (مشکوٰۃ ص:۴۱۹) ”یعنی تعلقات قطع کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔“ ان حالات میں ہمارے لئے ان سے میل جول رکھنا سخت مضر ہے کیونکہ وہ ملنے والوں اور پڑوسیوں سے بھی ہماری غیبت کرتے ہیں، تو کیا ہم دوزخی ہوں گے؟ اور قطع تعلق کی بنا پر خدا ہم سے ناراض ہوگا؟ ان حالات میں آپ ہمیں بتائیے کہ ہم کیا طریقہ اختیار کریں؟ کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ ہم بھی قطع تعلقی اختیار کرلیں کیونکہ معمولی ملاقات سے بھی وہ ہم پر طرح طرح کی جھوٹی باتیں عائد کردیتے ہیں اور ہمیں بدنام کرنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں۔

ج...... زیادہ میل جول نہ رکھی جائے، لیکن سامنے آئیں تو سلام کہہ دیا جائے، بیمار ہوں تو عیادت کی جائے، انتقال کرجائیں تو جنازے میں شرکت کی جائے، اس صورت میں آپ پر قطع رحمی کا وبال نہیں ہوگا، اور اگر سلام و کلام بالکل بند کردیا جائے تو قطع رحمی کا گناہ آپ کو بھی ہوگا۔

والدین کے منع کرنے پر رشتہ داروں سے تعلقات کم کرنا

س...... اگر والدین رشتہ داروں سے ملنے کو منع کریں جبکہ کوئی لڑائی جھگڑا بھی نہ ہو تو کیا ایسی صورت میں والدین کا حکم مان لینا چاہئے اور صلہ رحمی ترک کردینی چاہئے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب دیں۔

ج...... قطع رحمی حرام ہے، حدیث میں ہے:

"عن جبیر بن مطعم رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لا یدخل الجنة قاطع. متفق علیه." (مشکوٰۃ ص:۴۱۹)

ترجمہ:...... "قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔"

اور ناجائز کاموں میں والدین کی اطاعت نہیں، لیکن اگر والدین کسی مصلحت کی بنا پر زیادہ میل جول سے منع کریں تو ٹھیک ہے۔

رشتہ داروں سے قطع تعلق جائز نہیں

س...... مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے گھر کا اور تین چار اور خاندانوں کا ہمارے رشتہ داروں سے کسی بات پر ناچاقی کی وجہ سے میل جول بند ہوگیا ہے دُوسری طرف والدین کی نافرمانی والی بھی بات ہے، میں اللہ کے خوف کی وجہ سے یہ چاہتا ہوں کہ رشتہ داروں سے قطع تعلق والا گناہ مجھ سے نہ ہو۔ میں والدہ سے اس کی اجازت مانگتا ہوں کیونکہ ان کو بھی ناراض نہیں کرنا چاہتا، تو وہ کہتی ہیں کہ: "میل جول ہونے کے بعد پھر کسی نہ کسی بات پر ناراضگی ہوجائے گی۔" اس کے علاوہ تین چار اور خاندانوں نے جو ان سے بائیکاٹ کیا ہوا ہے وہ بھی کہتے

ہیں کہ: ”اگر تم نے ان رشتہ داروں سے میل جول بڑھایا تو ہم لوگ تم سے نہیں ملیں گے۔“ تو مولانا صاحب! میں چاہتا ہوں کہ کوئی ناراض بھی نہ ہو اور ان رشتہ داروں سے تعلقات بھی دوبارہ قائم ہوجائیں۔

ج…… عزیز و اقارب سے قطع تعلق حرام ہے، حدیث میں ہے کہ قطع رحمی کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا، اگر کسی سے زیادہ میل جول نہ رکھا جائے تو اس کا تو مضائقہ نہیں، لیکن ایسا قطع تعلق کہ اس کے جنازے میں بھی شرکت نہ کی جائے اور بیمار ہو تو عیادت بھی نہ کی جائے، یہ جائز نہیں۔

پڑوسی کے حقوق

س…… کیا اسلام کی رُو سے جائز ہے کہ ہمارے گھر روشن رہیں لائٹ سے اور ہمارے پڑوسی اندھیرے میں رہیں، کسی وجہ سے لائٹ نہ لگوا سکیں؟ تو کیا ہم ان کی مدد نہیں کرسکتے؟ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خود ارشاد ہے: ”وہ مسلمان، مسلمان نہیں ہے جس کا پڑوسی بھوکا رہے اور خود سیر ہوکر کھائے“ آخر یہ بھی ایک مسئلہ ہے۔

ج…… آپ کی سوچ بالکل صحیح ہے، اگر کسی کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہو تو پڑوسیوں کو بھی اس سے فائدہ پہنچانا چاہئے، پس اگر آپ کے پڑوسیوں کے گھر میں بجلی نہیں تو آپ بجلی کا کنکشن لگوانے پر ان کی مدد کریں، اور جب تک کنکشن نہیں ملتا تب تک اپنے گھر سے روشنی فراہم کردیں۔

پڑوس کے ناچ، گانے والوں کے گھر کا کھانا کھانا

س…… زکریا کے محلے میں ساتھ پڑوس میں ایسے افراد رہتے ہیں جن کا پیشہ ناچ گانا و بدکاری ہے، لیکن یہ پیشہ محلے میں نہیں بلکہ اور جگہ کرتے ہیں، محلے والوں کے ساتھ اخلاق سے پیش آتے ہیں، تو ایسی صورت میں محلے والوں کو طوائف کے خاندان سے میل جول جائز ہے یا نہیں؟ ان کے یہاں سے آیا ہوا کھانا قبول کرنا کیسا ہے؟ اور محلے والوں کے کیا فرائض ہونے چاہئیں؟

ج…… حرام کمائی کا کھانا پینا جائز نہیں، محلے والوں کو چاہئے کہ اپنی حد تک ان کو ترکِ گناہ کی

فہرست

فہمائش کریں، اور اگر وہ اس کاروبار کو نہ چھوڑیں تو ان سے زیادہ تعلق نہ رکھیں، نہ ان کی دعوت میں جائیں۔

تکلیف دینے والے پڑوسی سے کیا سلوک کیا جائے؟

س…… سیّد خاندان کے ایک صاحب عرصہ دس سال سے میرے پڑوس میں رہائش پذیر ہیں اور سرکاری عہدے ہم دونوں کے مساوی ہیں، مگر وہ ہر وقت کسی نہ کسی کو پریشان اور تنگ کرنے کی تدبیریں کرتے رہتے ہیں، مختلف انداز سے ذہنی کوفت پہنچاتے رہتے ہیں، کبھی بچوں کو مار دیا اور کبھی کوئی بہتان لگادیا، غرضیکہ شیطانی حرکتیں کرتے رہتے ہیں۔ خدا کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میں نے ان سے ہر طرح سے نبھانے کی کوشش کی، مگر وہی مرغی کی ایک ٹانگ! ان کی اولاد، ان کی بیگم اور وہ خود حرام کی بے پناہ دولت کی فراوانی کے باعث غرور میں رہتے ہیں، آپ بتائیں کہ اسلام ان جیسے پڑوسیوں سے کس طرح کا سلوک روا رکھنے کی تلقین کرتا ہے؟

ج…… اپنی طرف سے ان کو کسی طرح ایذا نہ پہنچائی جائے اور ان کی ایذاؤں پر صبر کیا جائے، جن صاحب کا آپ نے تذکرہ کیا ہے، اگر وہ واقعتاً سیّد ہوتے تو ان کا اخلاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہوتا۔ حدیث میں ایسے لوگوں کو جو کہ پڑسیوں کو ایذا پہنچاتے ہیں، مؤمن کی صف سے خارج قرار دیا گیا ہے:

”عن أبی هريرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم: والله! لا يؤمن، والله! لا يؤمن، والله! لا يؤمن. قيل: من يا رسول الله؟ قال: الذی لا يؤمن جاره بوائقه. رواه مسلم.“ (مشکوٰۃ ص:۴۲۲)

ترجمہ:…… ”اللہ کی قسم! مؤمن نہیں ہوگا، اللہ کی قسم! مؤمن نہیں ہوگا، اللہ کی قسم! مؤمن نہیں ہوگا، عرض کیا گیا: کون؟ یا رسول اللہ! فرمایا: وہ شخص جس کے پڑوسی اسی کی شرارتوں سے محفوظ نہ ہوں۔“

فہرست

بغیر حلالہ کے مطلقہ عورت کو پھر سے اپنے گھر رکھنے والے سے تعلقات رکھنا

س…… ہمارے گاؤں میں ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق، دس طلاق، سو طلاق کے الفاظ سے طلاق دی، تمام علماء ومفتیانِ کرام نے فتوے دیئے کہ بغیر حلالہ کے نکاحِ ثانی جائز نہیں، کچھ عرصہ گزرنے کے بعد لڑکی اور لڑکا ایک پیر صاحب کے پاس گئے، شاید وہاں جا کر بیان بدل دیا، طلاق کے الفاظ بدل دیئے، پیر صاحب نے نکاحِ ثانی کا فتویٰ دیا، یعنی طلاقِ بائن کہا، تو انہوں نے نکاح کرلیا، اس پر ہم لوگوں نے لڑکی والوں اور لڑکے والوں سے بائیکاٹ کردیا اور ان کی شادی غمی میں شرکت چھوڑ دی، لیکن دیگر گاؤں والے کہتے ہیں کہ انہوں نے پیر صاحب کے فتوے پر عمل کیا، اس لئے وہ جاتے ہیں۔

ج…… یہ تو ظاہر ہے کہ یہ طلاق مغلّظہ تھی، جس کے بعد بغیر شرعی حلالہ کے نکاح جائز نہیں، پیر صاحب کے سامنے اگر غلط صورت پیش کرکے فتویٰ لیا گیا تو پیر صاحب تو گنہگار نہیں مگر فتویٰ غلط ہے، اور اس سے حرام چیز حلال نہیں ہوسکتی، بلکہ یہ جوڑا دُہرا مجرم ہے، ان سے قطع تعلق شرعاً صحیح ہے، اور جو لوگ اس جرم میں شریک ہیں وہ سب گنہگار ہیں، سب کا یہی حکم ہے۔

برادری کے جوڑ کے خیال سے گناہ ومنکرات والی محفل میں شرکت

س…… میرا تعلق میمن برادری کی ایک جماعت سے ہے، ہماری جماعت کی ایک منتظمہ کمیٹی ہے، جو کہ ہر سال سالانہ جلسہ "تقسیمِ انعامات" کے نام سے منعقد کرتی ہے، اس جلسے میں امتیازی نمبروں سے کامیاب ہونے والے طلباء وطالبات کو انعامات تقسیم کئے جاتے ہیں۔ یہ جلسہ عورتوں اور مردوں کا مخلوط جلسہ ہے اور اِنعامات حاصل کرنے کے لئے طالبات اسٹیج پر آتی ہیں، دیگر یہ کہ پروگرام کو دِلچسپ بنانے کے لئے میوزک اور نغموں کو بھی اس پروگرام میں شامل کرتے ہیں، اور اس پورے پروگرام کی فلم (مووی) بھی بنائی جاتی ہے۔ اسلامی نقطۂ نظر سے تو یہ پروگرام قطعاً جائز نہیں ہے، لیکن ہمارے چند ساتھی حضرات کا خیال ہے کہ برادری میں جوڑ رکھنے کے لئے اس پروگرام میں شرکت کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا

فرمائے، آپ قرآن وسنت کی روشنی میں ہمیں یہ بتائیے کہ برادری کے جوڑ کے لئے پروگرام میں شرکت کی جاسکتی ہے؟ اگر اس پروگرام میں شرکت جائز نہیں ہے اور اس کے باوجود اگر کوئی شخص اس پروگرام میں شرکت کر رہا ہے تو اس کا یہ گناہ انفرادی ہوگا یا اجتماعی؟

ج...... جس محفل میں منکرات کا ارتکاب ہو رہا ہو اس میں شرکت کرنا حرام ہے، اور حرام چیز جوڑ کی خاطر حلال نہیں ہوجاتی، بلکہ اللہ تعالیٰ کے غضب کا ذریعہ بنتی ہے، اور اللہ تعالیٰ ایسے جوڑ میں توڑ پیدا کردیتے ہیں جو محرّمات کے ارتکاب پر قائم کیا جائے۔ مشکوٰۃ شریف (ص:۴۳۵) میں ترمذی شریف کے حوالے سے یہ حدیث نقل کی ہے:

”عن معاویة أنه کتب الٰی عائشة: أن اکتبی الیّ کتابًا توصینی فیه ولا تکثری، فکتبت: سلام علیک أمّا بعد فانی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: من التمس رضی الله بسخط الناس کفاه الله مونة الناس ومن التمس رضی الناس بسخط الله وکّله الله الی الناس، والسلام علیک. رواه الترمذی.“ (مشکوٰۃ ص:۴۳۵)

ترجمہ:...... ”حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں خط لکھا کہ: مجھے کوئی مختصر سی نصیحت لکھ بھیجے۔ جواب میں حضرت اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا نے لکھوایا: السلام علیکم، اما بعد! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد خود سنا ہے کہ جو شخص انسانوں کی ناراضگی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضامندی تلاش کرے، اللہ تعالیٰ لوگوں کے شر سے اس کی کفایت فرماتے ہیں، اور جو شخص اللہ تعالیٰ کو ناراض کرکے لوگوں کی رضامندی تلاش کرے، اللہ تعالیٰ اس کو لوگوں کے سپرد کردیتے ہیں (اور اپنی نصرت وحمایت کا ہاتھ اس سے اُٹھالیتے ہیں)۔“

سلام ومصافحہ

اسلام میں سلام کرنے کی اہمیت

س……اسلام میں سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا اہمیت رکھتا ہے، کیا مسلمان کو سلام کرنے میں پہل کرنی چاہئے؟ صرف مسلمان کے سلام کا جواب دینا چاہئے یا غیرمسلم کو بھی سلام کا جواب دینا چاہئے؟

ج……سلام کہنا سنت ہے، اور اس کا جواب دینا واجب ہے، جو پہلے سلام کرے اس کو بیس نیکیاں ملتی ہیں اور جواب دینے والے کو دس۔ غیرمسلم کو ابتدا میں سلام نہ کہا جائے اور اگر وہ سلام کہے تو جواب میں صرف ''وعلیکم'' کہہ دیا جائے۔

سلام کے وقت پیشانی پر ہاتھ رکھنا اور بوسہ دینا

س……اسلام میں ملاقات کا مسنون طریقہ کیا ہے؟ پیشانی تک ہاتھ اُٹھا کر سر کو ذرا جھکا کر سلام کرنا کیسا ہے؟ نیز بعض ملاقاتوں میں دیکھا گیا ہے کہ گلے ملتے وقت پیشانی یا کنپٹی کو بوسہ دیتے ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں؟

ج……سلام کے وقت پیشانی پر ہاتھ رکھنا یا جھکنا صحیح نہیں، بلکہ بدعت ہے۔ مصافحے کی اجازت ہے، اور تعظیم یا شفقت کے طور پر چومنے کی بھی اجازت ہے۔

مصافحہ ایک ہاتھ سے سنت ہے یا دونوں سے؟

س……مصافحہ ایک ہاتھ سے ہوتا ہے یا دونوں ہاتھوں سے سنت ہے؟ حدیث سے ثبوت فراہم فرمائیں۔

ج……صحیح بخاری (ج:۲ ص:۹۲۶) میں حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:

''علمنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم التشھد

وكفّي بين كفّيه."

ترجمہ:...... "مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے التحیات سکھائی، اور اس طرح سکھائی کہ میرا ہاتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ہاتھوں کے درمیان تھا۔"

اِمام بخاری رحمہ اللہ نے یہ حدیث "باب المصافحة" کے تحت ذکر فرمائی ہے، اور اس کے متصل "باب الأخذ باليدين" کا عنوان قائم کرکے اس حدیث کو مکرّر ذکر فرمایا ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ دونوں ہاتھ سے مصافحہ کرنا سنتِ نبوی ہے، علاوہ ازیں مصافحہ کی رُوح، جیسا کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے تحریر فرمایا ہے:

"اپنے مسلمان بھائی سے بشاشت سے پیش آنا، باہمی اُلفت ومحبت کا اظہار ہے۔" (حجۃ اللہ البالغہ ص:۱۹۸)

اور فطرتِ سلیمہ سے رُجوع کیا جائے تو صاف محسوس ہوگا کہ دونوں ہاتھ سے مصافحہ کرنے میں اپنے مسلمان بھائی کے سامنے تواضع، انکسار، اُلفت ومحبت اور بشاشت کی جو کیفیت پائی جاتی ہے، وہ ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنے میں نہیں پائی جاتی۔

نمازِ فجر اور عصر کے بعد نمازیوں کا آپس میں مصافحہ کرنا

س...... نمازِ فجر اور عصر میں موجود نمازی آپس میں اور اِمام صاحب سے مصافحہ کرتے ہیں، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے بہ نیت ثواب۔ یہ بھی علماء فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم معانقہ، مصافحہ برابر کیا کرتے تھے، اس سلسلے میں جو حدیث صحابہؓ کی ہو وہ بھی تحریر فرماکر مشکور فرمائیں۔

ج...... سلام اور مصافحہ ان لوگوں کے لئے مسنون ہے جو باہر سے مجلس میں آئیں۔ فجر وعصر کے بعد سلام اور مصافحہ کا جو رواج آپ نے لکھا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے یہاں اس کا معمول نہیں تھا، لہٰذا یہ رواج بدعت ہے۔

کسی غیرمحرَم عورت کو سلام کرنا

س...... کسی غیرمحرَم مرد کا کسی غیرمحرَم عورت کو سلام دینا جائز ہے یا کہ نہیں؟ یا سلام کا جواب

دینا ضروری ہے؟

ج...... اگر دِل میں غلط وسوسہ پیدا ہونے کا اندیشہ ہو تو جائز نہیں، ورنہ دُرست ہے۔ چونکہ جوان مرد و عورت کے باہم سلام کرنے سے غلط خیالات پیدا ہونے کا اندیشہ ہے اس لئے یہ ممنوع ہے، البتہ سن رسیدہ بڑھیا خاتون کو سلام کر سکتے ہیں۔

نامحرَم عورت کے سلام کا جواب دینا شرعاً کیسا ہے؟

س...... عورتوں کو نامحرَم مرد سلام نہیں کر سکتا، اگر عورت سلام میں پہل کر دے تو جواب دیا جائے یا نہیں؟ میرے کام کاج میں عموماً ایسا ہوتا ہے کہ مختلف گھروں میں جانا پڑتا ہے، بعض خواتین کو میں، اور وہ مجھے جانتی ہیں، گو کہ ہم سلام نہ کریں مگر اوّل تو وہ خواتین پردہ نہیں کرتیں، دوئم یہ کہ جس کام کے متعلق میں ان کے گھر گیا ہوں اس پر بات چیت ہوتی ہے، لہٰذا پوچھنا یہ ہے کہ ایسی عورتوں کو سلام کیا جائے یا نہیں؟ یا سلام کا جواب دیا جائے یا نہیں؟

ج...... جوان عورتوں کو سلام کہنا جائز نہیں، اگر وہ سلام کریں تو دِل میں جواب دے دیا جائے۔ نامحرَم مردوں اور عورتوں کو ایک دُوسرے کے سامنے بے محابا آنا جائز نہیں، اگر کوئی شخص فسادِ معاشرت کی وجہ سے اس میں مبتلا ہو تو اس کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ وہ اِستغفار کرتا رہے۔

کسی مخصوص آدمی کو سلام کہنے والے کے سلام کا جواب دینا

س...... میں ایک کمپنی میں ملازم ہوں، اور میرے ساتھ دیگر دوست صاحبان بھی کام کرتے ہیں، اور کوئی شخص باہر سے آتا ہے اور ایک شخص کو مخاطب کر کے سلام کرتا ہے، اور جس شخص کو اس نے مخاطب کیا وہ اس وقت بہت مصروفیت کی وجہ سے سلام کا جواب نہ دے، تو کیا اس سلام کا جواب ہم جو دُوسرے موجود ہوں، دے سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر ہم بھی سلام کا جواب نہ دیں تو وہ شخص ہم سب کو بُرا بھلا کہہ کر چل دیتا ہے۔

ج...... مجلس میں کسی شخص کو مخاطب کر کے سلام نہ کہا جائے، جب چند لوگ کسی جگہ موجود ہوں اور باہر سے آ کر کوئی شخص سلام کرے، ان لوگوں میں اگر کچھ آدمی اس کے سلام کا

جواب دے دیں تو جواب کا حق ادا ہو جاتا ہے، اس لئے آپ لوگوں کو سلام کا جواب ضرور دینا چاہئے۔

مسلم و غیرمسلم مرد و عورت کا باہم مصافحہ کرنا کیسا ہے؟

س...... عورت مسلمان ہو اور مرد غیرمسلم، یا مرد مسلمان ہو اور عورت غیرمسلم تو ایسی صورت میں باہم مصافحہ کے لئے اسلام میں کوئی گنجائش ہے؟

ج...... نہیں!

غیرمسلم کو سلام کرنا اور اس کے سلام کا جواب دینا

س...... آج کل ملا جلا معاشرہ ہے، جس میں غیرمسلم بھی ہیں، لوگ ان کو بھی سلام کرتے ہیں، غیرمسلم بھی سلام کردیتے ہیں، جس کا جواب بھی دیا جاتا ہے، یہ بتایا جائے کہ غیرمسلم کو سلام کرنا اور سلام کا جواب دینا کتاب وسنت کی روشنی میں حدیث کی رُو سے منع ہے یا کہ صرف اخلاقی طور پر منع ہے؟ کیا ایسی کوئی حدیث موجود ہے جس کے تحت منع کیا گیا ہو کہ غیرمسلم کو سلام و جواب نہ کیا جائے؟

ج...... سلام ایک دُعا بھی ہے اور اسلام کا شعار بھی، اس لئے کسی غیرمسلم کو "السلام علیکم" نہ کہا جائے، اور اگر وہ سلام کہے تو اس کے جواب میں صرف "وعلیکم" کہہ دیا جائے، یہ مضمون حدیث شریف میں آیا ہے:

"عن أنس رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: اذا سلّم علیکم أهل الکتاب فقولوا: وعلیکم. متفق علیه." (مشکوٰۃ ص:۳۹۸)

ترجمہ:...... "حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اہلِ کتاب تمہیں سلام کہیں تو تم جواب میں "وعلیکم" کہہ دیا کرو۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

والدین یا کسی بزرگ کو جھک کر ملنا

س...... والدین یا کسی بزرگ کو جھک کر ملنا جائز ہے؟

ج...... جھکنے کا حکم نہیں۔

کسی بڑے کی تعظیم کے لئے کھڑے ہونا

س...... میں کئی مرتبہ اخبار ''جنگ'' میں ''فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم'' کے عنوان کے تحت شائع ہونے والی حدیثوں میں ایک حدیث پڑھ چکا ہوں، جس کا لب لباب کچھ یوں ہے کہ ایک مرتبہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی محفل میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو صحابہ کرامؓ ان کے احترام میں کھڑے ہوگئے، جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سخت ناپسند فرمایا اور اپنے احترام کے لئے کھڑے ہونے کو منع فرمایا۔

اب صورتِ حال کچھ یوں ہے کہ آج کل کافی افراد اساتذہ یا بزرگوں یا پھر بڑے عہدوں پر فائز حکمراں افراد کے احترام میں کھڑے ہوکر استقبال کرتے ہیں، حدیث مبارکہ کی حقیقت سے انکار تو ممکن نہیں لیکن شاید ہم کم فہم لوگ اس کی تشریح صحیح نہ کرسکے ہیں۔ لہٰذا مہربانی فرماکر اس بات کی مکمل وضاحت فرمائیں کہ آیا کسی بھی شخص (چاہے وہ والدین ہوں یا ملک کا صدر ہی کیوں نہ ہو) کے لئے (اس حدیث کی روشنی میں) کھڑا ہونا جائز نہیں؟ یا پھر اس حدیث شریف کا مفہوم کچھ اور ہے؟

ج...... یہاں دو چیزیں الگ الگ ہیں، ایک یہ کہ کسی کا یہ خواہش رکھنا کہ لوگ اس کے آنے پر کھڑے ہوا کریں، یہ متکبرین کا شیوہ ہے، اور حدیث میں اس کی شدید مذمت آئی ہے، چنانچہ ارشاد ہے: ''جس شخص کو اس بات سے مسرّت ہو کہ لوگ اس کے لئے سیدھے کھڑے ہوا کریں، اسے چاہئے کہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنائے۔''

(مشکوٰۃ ص:۴۰۳ بروایت ترمذی و ابوداؤد)

بعض متکبر افسران اپنے ماتحتوں کے لئے قانون بنادیتے ہیں کہ وہ ان کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوا کریں، اور اگر کوئی ایسا نہ کرے تو اس کی شکایت ہوتی ہے، اس پر عتاب

ہوتا ہے اور اس کی ترقی روک لی جاتی ہے، ایسے افسران بلاشبہ اس ارشادِ نبوی کا مصداق ہیں کہ: ''انہیں چاہئے کہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنائیں۔''

اور ایک یہ کہ کسی دوست، محبوب، بزرگ اور اپنے سے بڑے کے اکرام و محبت کے لئے لوگوں کا ازخود کھڑا ہونا، یہ جائز بلکہ مستحب ہے۔ حدیث میں ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لاتیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی آمد پر کھڑے ہوجاتے تھے، ان کا ہاتھ پکڑ کر چومتے تھے اور ان کو اپنی جگہ بٹھاتے تھے، اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے جاتے تو وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر کھڑی ہوجاتیں، آپ کا دستِ مبارک پکڑ کر چومتیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی جگہ بٹھاتیں۔ (مشکوٰۃ ص:۴۰۲) یہ قیام، قیامِ محبت تھا۔ ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضراتِ انصار رضی اللہ عنہم سے فرمایا تھا:

''قوموا الٰی سیّدکم! متفق علیه.'' (مشکوٰۃ ص:۴۰۳)

یعنی ''اپنے سردار کی طرف کھڑے ہوجاؤ'' یہ قیامِ اِکرام کے لئے تھا۔

ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں ہمارے ساتھ بیٹھے ہم سے گفتگو فرماتے تھے، پھر جب آپ کھڑے ہوجاتے تو ہم بھی کھڑے ہوجاتے اور اس وقت تک کھڑے رہتے جب تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے کسی کے دولت کدے میں داخل نہ ہوجاتے۔ (مشکوٰۃ ص:۴۰۳)

یہ قیام تعظیم و اِجلال کے لئے تھا، اس لئے مریدین کا مشائخ کے لئے، تلامذہ کا اساتذہ کے لئے اور ماتحتوں کا حکامِ بالا کے لئے کھڑا ہونا، اگر اس سے مقصود تعظیم و اِجلال یا محبت و اِکرام ہو تو مستحب ہے، مگر جس کے لئے لوگ کھڑے ہوتے ہوں اس کے دِل میں یہ خواہش نہیں ہونی چاہئے کہ لوگ کھڑے ہوں۔

اِمام صاحب سے جھک کر مصافحہ کرنا

س…… خصوصاً نمازِ جمعہ کے بعد اور عموماً جب نماز ختم ہوجاتی ہے تو بہت سے نمازی حضرات

اِمام صاحب سے بڑھ چڑھ کر مصافحہ کرنے لگتے ہیں، اور اس دوران اچھا خاصا جھک جاتے ہیں گویا کہ رُکوع کے مشابہ ہوجاتا ہے، اور اِمام صاحب اس پر کوئی اعتراض نہیں کرتے، کیا یہ سنت ہے کہ اِمام صاحب سے جھک کر مصافحہ کیا جائے؟

ج...... مصافحہ کرتے وقت جھکنا نہیں چاہئے۔

جوڈو کراٹے سینٹر کا سلام میں جھکنے کا قانون خلافِ شرع ہے

س...... درج ذیل مسئلے میں شریعتِ اسلامیہ کا حکم درکار ہے: ہم چند طلباء جوڈو کراٹے کے ایک سینٹر میں ٹریننگ حاصل کرتے ہیں، ہماری ٹریننگ کا یہ اُصول ہے کہ جب بھی طلباء سینٹر میں داخل ہوتے ہیں تو انہیں اپنے اساتذہ وغیرہ کے سامنے ہاتھ کھلے چھوڑتے ہوئے اس قدر جھکنا پڑتا ہے جیسے نماز میں رُکوع کی حالت ہوتی ہے۔ ہمارے سینٹر میں بعض دفعہ غیرملکی اور غیرمسلم اساتذہ بھی آتے ہیں اور ٹریننگ کے اُصول کے مطابق ہمیں ان کے سامنے بھی جھکنا پڑتا ہے، ہم نے اس معاملے میں احتجاج بھی کیا کہ اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔ اساتذہ نے کہا کہ اگر آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں دلائل پیش کریں تو یہ قانون ختم کیا جاسکتا ہے تاکہ اسلامی اَحکام کی خلاف ورزی نہ ہو۔ آپ سے گزارش ہے کہ اگر اسلام مذکورہ بالا صورت میں کسی کے سامنے جھکنے کی اجازت نہیں دیتا تو اس کی وضاحت فرمائیں تاکہ ہم اپنے اساتذہ کو قائل کرسکیں۔

ج...... آپ کی ٹریننگ کا یہ اُصول کہ سینٹر میں داخل ہوتے وقت یا باہر سے آنے والے اساتذہ وغیرہ کے سامنے رُکوع کی طرح جھکنا پڑتا ہے، شرعی نقطۂ نظر سے صحیح نہیں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کرتے وقت جھکنے کی ممانعت فرمائی ہے، چہ جائیکہ مستقل طور پر اساتذہ کی تعظیم کے لئے ان کے سامنے جھکنا اور رُکوع کرنا جائز ہو۔ حدیث شریف میں ہے، جس کا مفہوم ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ''ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ جب کوئی شخص اپنے بھائی یا دوست سے ملے تو اس کے سامنے جھکنا جائز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں!'' (مشکوٰۃ ص:۴۰۱، بروایت ترمذی)

مجوسیوں کے یہاں یہی طریقہ تھا کہ وہ بادشاہوں، امیروں اور افسروں کے سامنے جھکتے تھے، اسلام میں اس فعل کو ناجائز قرار دیا گیا۔ ٹریننگ کا مذکورہ اُصول اسلامی اَحکام کے منافی ہے، لہٰذا ذمہ دار حضرات کو چاہئے کہ وہ فوراً اس قانون کو ختم کریں۔ اگر وہ اسے ختم نہیں کرتے تو طلباء کے لئے لازمی ہے کہ وہ اس سے انکار کریں، اس لئے کہ خدا کی ناراضی میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔

مسجد میں بلند آواز سے سلام کرنا

س…… مسجد میں بلند آواز سے ''السلام علیکم'' کہنا چاہئے یا نہیں؟ جبکہ ''السلام علیکم'' کہنے سے نمازیوں کی توجہ سلام کی طرف ہوجائے اور سنتوں یا نفلوں میں خلل پڑے، اور مسجد میں سلام کا جواب بلند آواز سے دینا چاہئے یا نہیں؟

ج…… اس طرح بلند آواز سے سلام نہ کیا جائے جس سے نمازیوں کو تشویش ہو، البتہ کوئی فارغ بیٹھا ہو تو قریب آکر آہستہ سے سلام کہہ دیا جائے۔

السلام علیکم کے جواب میں السلام علیکم کہنا

س…… دورِ حاضر میں جہاں نت نئے فیشن وجود میں آئے ہیں وہاں ایک جدید فیشن یہ بھی عام ہوتا جارہا ہے کہ جب دو آدمی آپس میں ملاقات کرتے ہیں تو دونوں ''السلام علیکم'' کہتے ہیں، جواباً ''وعلیکم السلام'' کوئی نہیں کہتا۔ افسوس تو اس بات کا ہے کہ نمازیوں کی اکثریت بھی اس فیشن کو تیزی سے اپنارہی ہے، نہ جانے کیوں لوگ ''وعلیکم السلام'' کہنے میں جھجکتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ وعلیکم السلام کہنے سے ان کے وقار میں کچھ کمی آجائے گی۔

ج…… وعلیکم السلام کہنے میں عار نہیں بلکہ جو شخص السلام علیکم کہنے میں پہل کرے، اس کے جواب میں ''وعلیکم السلام'' کہنا واجب ہے۔ غلط رواج کی اصلاح یوں ہوسکتی ہے کہ اگر دونوں ایک ساتھ سلام کہہ دیں تو دونوں ایک دُوسرے کے جواب میں ''وعلیکم السلام'' کہا کریں، اور اگر ایک پہلے ''السلام علیکم'' کہہ دے تو دُوسرا صرف ''وعلیکم السلام'' کہے۔

ٹی وی اور ریڈیو کی نیوز پر عورت کے سلام کا جواب دینا

س...... ٹی وی اور ریڈیو پر خبروں سے پہلے نیوز ریڈر (خواتین) سلام کرتی ہیں، جیسا کہ تاکید ہے کہ سلام کا جواب دینا چاہئے، کیا یہ خواتین جو سلام کرتی ہیں، اس کا جواب دینا چاہئے؟ اگر نہیں تو کیوں؟ اور اگر ہاں تو اس کی کوئی دلیل؟ اُمید ہے تفصیلی جواب سے میری اور کئی مسلمانوں کی اُلجھن ختم کردیں گے۔

ج...... میرے نزدیک تو عورتوں کا ٹی وی اور ریڈیو پر آنا ہی شرعاً گناہ ہے، کیونکہ یہ بے پردگی اور بے حیائی ہے۔ ان کے سلام کا جواب بھی نامحرَموں کے لئے ناروا ہے۔

تلاوتِ کلامِ پاک کرنے والے کو سلام کہنا

س...... جب کوئی آدمی کلام پاک کی تلاوت کر رہا ہو، ایسی حالت میں اسے سلام دیا جاسکتا ہے کہ نہیں؟ اگر سلام دے دیا جائے تو کیا اس پر جواب دینا واجب ہوجاتا ہے؟

ج...... اس کو سلام نہ کہا جائے اور اس کے ذمے سلام کا جواب ضروری نہیں۔

عید کے روز معانقہ کرنا شرعاً کیسا ہے؟

س...... عید کے روز لوگ اظہارِ خوشی کے لئے گلے ملتے ہیں، شریعت میں اس کی کیا حیثیت ہے؟ یہ سنت ہے، مستحب ہے یا بدعت ہے؟

ج...... عیدین کا معانقہ کوئی دِینی، شرعی چیز تو ہے نہیں، محض اظہارِ خوشی کی ایک رسم ہے، اس کو سنت مصنف صحیح نہیں، اگر کوئی شخص اس کو کارِ ثواب سمجھے تو بلاشبہ بدعت ہے، لیکن اگر کارِ ثواب یا ضروری نہ سمجھا جائے محض ایک مسلمان کی دِلجوئی کے لئے یہ رسم ادا کی جائے تو اُمید ہے گناہ نہ ہوگا۔

عید کے بعد مصافحہ اور معانقہ

س...... مصافحہ اور معانقہ کی فضیلت سے انکار نہیں، مگر اس کی عید کے دن سے کیا خصوصیت ہے؟ ایک ہی گھر میں رہنے والے عید پڑھنے کے بعد مصافحہ یا معانقہ کرتے ہیں، کیا ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عید پڑھنے کے بعد

فہرست

ایسا ہی کیا کرتے تھے؟

ج…… عید کے بعد مصافحہ یا معانقہ کرنا محض ایک رواجی چیز ہے، شرعاً اس کی کوئی اصل نہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں، اس لئے اس کو دِین کی بات سمجھنا بدعت ہے، لوگ اس دن گلے ملنے کو ایسا ضروری سمجھتے ہیں کہ اگر کوئی اس رواج پر عمل نہ کرے تو اس کو بُرا سمجھتے ہیں، اس لئے یہ رسم لائقِ ترک ہے۔

پرچم کو سلام

س…… اسکولوں میں صبح کو اسمبلی کرتے وقت ترانے کے بعد پرچم کو سلام کرتے ہیں، یہ کس قدر غلط یا صحیح ہے؟ یا یہ اپنے وطن سے محبت کی علامت ہے؟

ج…… پرچم کو سلام کرنا غیرشرعی رسم ہے، اس کو تبدیل کرنا چاہئے۔ وطن سے محبت تو ایمان کی علامت ہے، مگر اظہارِ محبت کا یہ طریقہ کفار کی ایجاد ہے، مسلمانوں کو کفار کی تقلید روا نہیں۔

جس شخص کا مسلمان ہونا معلوم نہ ہو اس کے سلام کا جواب

س…… میں ایک محفل میں بیٹھا کرتا ہوں، اس محفل میں ایسا آدمی آیا جن کے متعلق مجھے سو فیصد پتا ہے کہ یہ آدمی غیرمسلم ممالک سے تعلق رکھتا ہے، مگر مجھے یہ معلوم نہیں کہ آیا یہ مسلم ہے یا غیرمسلم؟ تو اس بارے میں یہ لکھ دیں کہ میں ان کو ''السلام علیکم'' کا جواب ''وعلیکم السلام'' میں دے سکتا ہوں یا نہیں؟

ج…… اس کا ''السلام علیکم'' کہنا تو بظاہر اس کے مسلمان ہونے کی علامت ہے، پس اگر غالب گمان یہ ہو کہ یہ مسلمان ہے تو ''وعلیکم السلام'' سے جواب دینا چاہئے، لیکن اگر اس کا مسلمان ہونا دِل کو نہ لگے تو صرف ''وعلیکم'' کہہ دیا جائے۔

بڑے بزرگ کی تعظیم کے لئے کھڑے ہونا

س…… میں نے ایک حدیث پڑھی تھی کہ ایک جگہ چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیٹھتے تھے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس پہنچے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر صحابہ کرامؓ کھڑے ہوگئے، جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیٹھ جاؤ، بیٹھ جاؤ، تعظیم صرف خدا کو

زیب دیتی ہے۔ اگر یہ حدیث صحیح ہے تو ۱-اُستاد جب کلاس میں داخل ہوتا ہے تو اُستاد کو دیکھ کر لڑکے کھڑے ہوجاتے ہیں، ۲-جب کسی آفس میں کوئی افسر داخل ہوتا ہے تو تمام کارکن اس کو دیکھ کر کھڑے ہوجاتے ہیں، ۳-فوجی افسر بھی اپنے آفیسروں کو دیکھ کر کھڑے ہوجاتے ہیں اور سلیوٹ مارتے ہیں۔ اس حدیث کی روشنی میں یہ تمام حرکات دُرست ہیں یا ان کو ختم کردینا چاہئے؟ براہِ کرم تمام مسائل کا جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

ج…… بڑے کی تعظیم کے لئے کھڑے ہونا جائز ہے، مگر بڑے کو دِل میں یہ خیال نہیں ہونا چاہئے کہ لوگ اس کے لئے کھڑے ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذاتی طور پر اس کو پسند نہیں فرماتے تھے کہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوں، اس حدیثِ پاک کا یہی محمل ہے۔

سلام میں پہل کرنا افضل ہے تو لوگ پہل کیوں نہیں کرتے؟

س…… اسلام میں سلام کرنے کو ایک افضل کام قرار دیا گیا ہے، اوّل سلام کرنے والے کو زیادہ ثواب ہے، عموماً دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ سلام میں پہل کرنے میں عمداً احتراز کرتے ہیں، کچھ عالم لوگوں کو بھی دیکھا ہے وہ سلام کا جواب تو دیتے ہیں لیکن پہل کبھی نہیں کرتے۔ اس بارے میں شرعی اَحکام کیا ہیں؟

ج……سلام میں پہل کرنا افضل ہے، عالم کے لئے بھی اور دُوسروں کے لئے بھی۔

کیا سلام نہ کرنے والے کو سلام کرنا ضروری ہے؟

س…… میں ایک شخص کو اکثر و بیشتر سلام کرتا رہا ہوں، جب کبھی وہ شخص مجھے دُوسری جگہ راستے میں ملا، میں نے عمداً اس کو سلام نہیں کیا، یہ دیکھنے کے لئے کہ آیا یہ شخص بھی مجھے سلام کرتا ہے یا نہیں؟ وہ شخص بغیر سلام کئے گزر گیا، ایسا دو تین بار ہوا، اب وہ شخص مجھے ملتا ہے تو میں بھی اس کو سلام نہیں کرتا ہوں۔ یوں وہ سلسلہ جو میری طرف سے شروع ہوا تھا، منقطع ہوگیا ہے۔ آیا اس شخص کا اخلاقی جواز نہیں تھا کہ جب سلام قبول کرتا تھا تو اَب موقع پر وہ خود بھی سلام کرے؟ کیونکہ جتنا سلام کرنے کا احترام یا خیال میرا تھا، اس کا بھی ہونا چاہئے، ہم

دونوں میں سے کون گناہگار ہے؟

ج…… آپ کو اس کا انتظار نہیں کرنا چاہئے تھا کہ وہ آپ کو سلام کرے، اور سلسلۂ سلام کو منقطع کرنے کی نوبت آئے۔

نامحرَم کو سلام کرنا

س…… کیا نامحرَم عورتوں کو سلام کرنا چاہئے یا ان کے سلام کا جواب دینا چاہئے؟ اگر سلام نہیں کرتے تو کہتے ہیں کہ ان کو ان کے ماں باپ نے کچھ سکھایا نہیں ہے، اور اگر کوئی سلام کرتا ہے اور اس کا جواب نہیں دیتے تو ان کی دِل آزاری ہوتی ہے، کیا نامحرَم عورتوں کو سلام کرنا یا جواب دینا جائز ہے؟ ذرا تفصیل سے جواب دیں۔

ج…… نامحرَم جوان عورت کو سلام کرنا اور اس کے سلام کا جواب دینا خوفِ فتنہ کی وجہ سے ناجائز ہے، البتہ کوئی بڑی بوڑھی ہو تو اس کو سلام کہنا جائز ہے۔

جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کو ماں باپ نے کچھ سکھایا ہی نہیں، ان سے یہ کہا جائے کہ ماں باپ نے نہیں بلکہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی سکھایا ہے کہ فتنے کی جگہ سے بچا جائے، اگر اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل کرنے سے کسی کی دِل آزاری ہوتی ہے تو اس کی پروانہ کی جائے، کیونکہ کسی کی دِل شکنی سے بچنے کے بجائے اپنی دِین شکنی سے بچنا زیادہ اہم ہے۔

تبلیغِ دِین

تبلیغ کی ضرورت واہمیت

س…… میرا مسئلہ تبلیغ سے متعلق ہے، قرآن پاک کی آیت کا ترجمہ لکھتا ہوں: ’’تم بہترین اُمت ہو، لوگوں کے لئے نکالے گئے ہو، تم لوگ نیک کام کا حکم کرتے ہو اور بُرے کام سے منع کرتے ہو، اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔‘‘ دُوسری آیت کا ترجمہ: ’’اور تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی ضروری ہے جو خیر کی طرف بلائے اور نیک کاموں کے کرنے کو کہا کرے اور بُرے کام سے منع کرے، ایسے لوگ پورے کامیاب ہوں گے۔‘‘ ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ’’جو شخص کسی ناجائز کام کو ہوتے ہوئے دیکھے، اگر اس پر قدرت ہو تو اس کو ہاتھ سے بند کردے، اتنی قدرت نہ ہو تو دِل میں بُرا جانے، اور یہ ایمان کا بہت کم درجہ ہے۔‘‘ ایک دُوسری حدیث کا مفہوم ہے: ’’تمام نیک اعمال جہاد کے مقابلے میں ایک قطرہ ہیں، اور تبلیغِ دِین ایک سمندر ہے، اور جہاد، تبلیغ کے مقابلے میں بس ایک قطرہ ہے‘‘ آیت اور حدیث کی روشنی میں ان کا جواب دیں۔

ج…… آپ نے صحیح لکھا ہے، دِین کی دعوت دینا، لوگوں کو نیک کاموں پر لگانا اور بُرے کاموں سے روکنا بہت بڑا عمل ہے۔ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ اپنی اصلاح کے ساتھ ساتھ اپنے مسلمان بھائیوں کی فکر کرے اور بقدرِ استطاعت ان کو نیکیوں پر لگائے اور بُرائیوں سے بچائے۔ آخری حدیث جو آپ نے لکھی ہے، یہ میری نظر سے نہیں گزری۔

کیا تبلیغی جماعت سے جڑنا ضروری ہے؟

س…… جماعت کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ کیا اس کام میں جڑنے کے علاوہ بھی اصلاح اور ایک مخصوص ذمہ داری بحیثیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک مسلمان اُمتی

ہونے کے ادا ہوسکتی ہے؟ ایک مسلمان کے ذمے کیا ہے؟ وہ کیسے اپنی زندگی کا رُخ صحیح کرے؟ اور ساری انسانیت کے لئے فکرمند کیونکر ہو؟

ج…… جماعت بہت مبارک کام کر رہی ہے، اس میں جتنا وقت بھی لگایا جاسکے ضرور لگانا چاہئے، اس سے اپنی اور اُمت کی اصلاح کی فکر پیدا ہوتی ہے، اور اپنے نفس کی اصلاح کے لئے کسی شیخِ کامل محقق کے ساتھ اصلاحی تعلق رکھنا چاہئے۔

طائف سے واپسی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حج کے موقع پر تبلیغ کرنا

س…… کیا طائف سے واپسی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تبلیغ سے روک دیا گیا تھا؟ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف حج کے موقع پر ہی دِین کی تبلیغ کرسکتے تھے؟

ج…… کفار کی جانب سے تبلیغ پر پابندی لگانے کی ہمیشہ کوشش ہوتی رہی، لیکن یہ پابندی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی قبول نہیں فرمائی، البتہ جب یہ دیکھا کہ اہلِ مکہ میں فی الحال قبولِ حق کی استعداد نہیں اور نہ یہاں رہ کر آزادانہ تبلیغ کے مواقع ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے موسمِ حج میں باہر سے آنے والے قبائل کو دعوت پیش کرنے کا زیادہ اہتمام فرمایا، جس سے یہ مقصد تھا کہ اگر باہر کوئی محفوظ جگہ اور مضبوط جماعت میسر آجائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں ہجرت کرجائیں۔

کیا نماز کی دعوت اور سنت کی تلقین ہی تبلیغ ہے؟

س…… تبلیغ کے کیا معنی ہیں؟ اور اس کا دائرۂ کار کیا ہے؟ کیا نماز کی دعوت اور سنت کی تلقین ہی تبلیغ ہے؟ اگر کوئی شخص معاشرے کو سنوارنے کے لئے جدوجہد کرتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ یہ اقتدار کے لئے ایسا کرتا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ سنت پر عمل کریں تو دُنیا قدموں میں خودبخود آجائے گی، حالانکہ مقصد اصلاحِ معاشرہ ہے اور معاشرے کو ان بُرائیوں سے بچانا مقصود ہے جو اسے دیمک کی طرح چاٹ رہی ہیں۔ پوچھنا یہ ہے کہ اس شخص یا جماعت کا یہ فعل کس حد تک اسلام کے مطابق ہے؟ کیا یہ تبلیغ کی مد میں شامل ہے؟

ج…… معاشرہ افراد سے تشکیل پاتا ہے، افراد کی اصلاح ہوگی تو معاشرے کی اصلاح ہوگی،

اور جب تک افراد کی اصلاح نہیں ہوتی، اصلاحِ معاشرہ کی کوئی صورت ممکن نہیں۔ پس جو حضرات بھی افراد سازی کا کام کررہے ہیں وہ دعوت و تبلیغ کا کام کررہے ہیں۔

تبلیغ کا دائرۂ کار تو پورے دِین پر حاوی ہے، مگر نماز دِین کا اوّلین ستون ہے، جب تک نماز کی دعوت نہیں چلے گی اور لوگ نماز پر نہیں آئیں گے، نہ ان میں دِین آئے گا اور نہ ان کی اصلاح ہوگی، اور ہر کام میں سنتِ نبوی کو اپنانے کی دعوت، درحقیقت پورے دِین کی دعوت ہے، کیونکہ سنت ہی دِین کی شاہراہ ہے، اس لئے بلاشبہ نماز اور سنت کی دعوت ہی دِین کی تبلیغ ہے۔

تبلیغی اجتماعات کی دُعا میں شامل ہونے کے لئے سفر کرنا

س……تبلیغی جماعت کے اجتماعات میں وعظ ہوتا ہے، اور اختتام پر بلند آواز سے دُعا ہوتی ہے، ایک دُعا مانگتا ہے اور باقی سب آمین کہتے ہیں، اس پر بڑے بڑے مصارف کرکے دُور دراز سے لوگ سفر کرکے شریک ہونے کی کوشش کرتے ہیں، اور اس کو اجتماع کا اصل مقصد سمجھتے ہیں، اگر کوئی اس میں شریک نہ ہو اور اُٹھ کر چلا جائے تو تصوّر کیا جاتا ہے کہ اس نے اجتماع میں شرکت ہی نہیں کی۔ بندہ بھی اس میں شریک ہونے کا بڑا آرزومند ہوتا ہے اور تلاوتِ قرآن سے اس کو زیادہ باعثِ ثواب سمجھتا ہے، کیا یہ نظریہ دُرست ہے یا نہیں؟

ج……تبلیغی جماعت کے اجتماعات بڑے مفید ہوتے ہیں اور ان میں شرکت باعثِ اَجر و ثواب ہے۔ اختتامِ اجتماع پر جو دُعا ہوتی ہے، وہ مؤثر اور رِقت انگیز ہوتی ہے، اجتماع اور اس دُعا میں شرکت کے لئے سفر باعثِ اجر ہوگا، اِن شاء اللہ۔ قرآنِ کریم کی تلاوت اپنی جگہ بہت اہم اور باعثِ ثواب ہے، دونوں کا تقابل نہ کیا جائے، بلکہ تلاوت بھی کی جائے اور اجتماع میں شرکت بھی کی جائے۔

عورتوں کا تبلیغی جماعتوں میں جانا کیسا ہے؟

س……عورتوں کا تبلیغی جماعتوں میں جانا کیسا ہے؟

ج……تبلیغ والوں نے مستورات کے تبلیغ میں جانے کے لئے خاص اُصول و شرائط رکھے ہیں،

ان اُصولوں کی پابندی کرتے ہوئے عورتوں کا تبلیغی جماعت میں جانا بہت ہی ضروری ہے، اس سے دِین کی فکر اپنے اندر بھی پیدا ہوگی اور اُمت میں دِین والے اعمال زندہ ہوں گے۔

کیا تبلیغ کے لئے پہلے مدرسہ کی تعلیم ضروری ہے؟

س…… بعض لوگ کہتے ہیں کہ: ''یہ تبلیغ عالموں کا کام ہے، اس میں جو لوگ کچھ نہیں جانتے، ان کو چاہئے کہ وہ پہلے مدرسہ میں جاکر دِین کا کام سیکھ لیں، بعد میں یہ کام کریں، ورنہ ان کی تبلیغ حرام ہے۔'' کیا یہ صحیح ہے؟

ج…… غلط ہے، جتنی بات مسلمان کو آتی ہو، اس کی تبلیغ کرسکتا ہے۔ اور تبلیغ میں نکلنے کا مقصد سب سے پہلے خود سیکھنا ہے، اس لئے تبلیغ کے عمل کو بھی چلتا پھرتا مدرسہ سمجھنا چاہئے۔

لوگوں کو خیر کی طرف بلانا قابلِ قدر ہے لیکن انداز تند نہ ہونا چاہئے

س…… جناب! میں بذاتِ خود نماز پڑھتا ہوں اور دُوسروں کو نماز پڑھنے کی نصیحت کرتا ہوں۔ لیکن ہمارے ایک صوفی صاحب ہیں، انہوں نے مجھے منع فرماتے ہوئے کہا کہ: ''جناب! آپ کسی کو نماز کے لئے زیادہ سخت الفاظ میں نہ کہا کریں، کیونکہ آپ کے بار بار کہنے کے باوجود دُوسرا آدمی نماز پڑھنے سے انکار کرے تو اس طرح انکار کرنے سے آپ گنہگار ہوتے ہیں۔'' لیکن جناب! میرا مشن تو یہ ہے بھی اور تھا بھی کہ اگر میں کسی کو بار بار کہتا ہوں اور اگر آج وہ انکار کرتا ہے تو کوئی بات نہیں، شاید کل اس کے دِماغ میں میری بات بیٹھ جائے اور وہ نماز شروع کردے۔ میں تو یہاں تک سوچتا ہوں کہ چلو آج نہیں تو میرے مرنے کے بعد میری آوازیں ان کے کانوں میں گونجنے لگیں اور شاید پھر یہ نماز شروع کردیں۔ اس سلسلے میں آپ میری رہنمائی فرمائیں کہ مجھے کیا کرنا چاہئے؟ اُمید ہے آپ قرآن و حدیث کی روشنی میں میری پریشانی دُور فرمائیں گے۔

ج…… آپ کا جذبۂ تبلیغ قابلِ قدر ہے، بھولے ہوئے بھائیوں کو خیر کی طرف لانے اور بلانے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے، لیکن اندازِ گفتگو خیرخواہانہ ہونا چاہئے، سخت اور تند نہیں، تاکہ آپ کے اندازِ گفتگو سے لوگوں میں نماز سے نفرت پیدا نہ ہو۔

گھر بتائے بغیر تبلیغ پر چلے جانا کیسا ہے؟

س...... بعض لوگ اپنا شہر یا اپنا ملک چھوڑ کر، اپنے اہل وعیال کو یہ بتائے بغیر کہ وہ کہاں جارہے ہیں؟ اور کتنے دن کے لئے جارہے ہیں؟ چپ چاپ نکل جاتے ہیں، اور کسی مقام پر پہنچ کر اپنے گھر والوں کو بذریعہ خط وغیرہ بھی کوئی اطلاع نہیں دیتے، بلکہ اس اجنبی شہر یا ملک کے مسلمانوں کا کلمہ دُرست کرانے اور نماز کی تلقین کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔ اکثر ان کے اہلِ خانہ کو اس عمل سے پریشانی ہوتی ہے اور خرچ وغیرہ نہ ملنے کی وجہ سے شکایت بھی پیدا ہوجاتی ہے۔ وہ لوگ اس طرح ۵،۵ یا ۶،۶ ماہ بلکہ ایک ایک سال باہر گزارتے ہیں، اس کو وہ ''چلّہ'' دینا کہتے ہیں، نیز خود بھی سمجھتے ہیں اور دُوسرے لوگوں کو سمجھاتے ہیں کہ جو جتنا لمبا چلّہ دیتا ہے وہ اتنا ہی کامل مسلمان بن جاتا ہے۔ یہ عمل کہاں تک دُرست ہے؟ اور کتاب وسنت کے مطابق ہے؟ کیا صحابہ کرامؓ نے بھی ایسے چلّے دیئے ہیں؟ عربی میں چلّے کو کیا کہا جائے گا؟ کیونکہ اُردو میں تو چلّہ صرف چالیس دن کا ہوتا ہے، وہ بھی پیر، فقیر اور رُوحانی عامل کسی وظیفہ وغیرہ پڑھنے کی مدّت کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

ج...... ایسا بے وقوف تو شاید ہی دُنیا میں کوئی ہو جو سال چھ مہینے کے لئے ملک سے باہر چلا جائے، نہ گھر والوں کو بتائے، نہ وہاں جاکر اطلاع دے، نہ ان کے نان ونفقہ کا سوچے، ایسی فرضی صورتوں پر تو اَحکام جاری نہیں کئے جاتے۔ جہاں تک دِین کے سیکھنے سکھانے کا عمل ہے، یہ مسلمانوں کے ذمے فرض ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور بزرگانِ دِین بھی ہماری طرح گھروں میں بیٹھے رہتے تو شاید ہم بھی مسلمان نہ ہوتے، نہ آپ کو سوال کی ضرورت ہوتی، نہ کسی کو جواب دینے کی۔ جوان بیبیوں کو چھوڑ کر جو لوگ چند ٹکے کمانے کے لئے سعودیہ، دُبئی، امریکہ چلے جاتے ہیں اور کئی کئی سال تک نہیں لوٹتے، ان کے بارے میں آپ نے کبھی مسئلہ نہیں پوچھا! جو لوگ دِین سیکھنے کے لئے مہینے دو مہینے، چار مہینے کے لئے جاتے ہیں، ان کے بارے میں آپ کو مسئلہ پوچھنے کا خیال آیا۔ میرا مشورہ یہ ہے کہ گھر کے لوگوں کے نان ونفقہ کا انتظام کرکے آپ بھی چار مہینے کے لئے تو ضرور تشریف لے

جائیں، اس کے بعد آپ مجھے لکھیں، کیونکہ اس وقت آپ جو کچھ تحریر فرمائیں گے، وہ علیٰ وجہ البصیرت ہوگا۔

ماں باپ کی اجازت کے بغیر تبلیغ میں جانا

س…… اگر مکی مسجد گارڈن کراچی جائیں تو لوگ ''وہابی'' کہتے ہیں، اور دُوسری طرف جانے سے ''بریلوی'' اور ''بدعتی'' ہونے کا خطاب ملتا ہے۔ میرے ناقص مشاہدے میں یہ بیچارے تبلیغی جماعت والے صحیح ہیں، اور میں ہر جمعرات کو جاتا ہوں، مگر یہ میری ناقص فہم میں نہیں آتا کہ ماں باپ بوڑھوں کی بھی رضامندی اور ان کی بھی خدمت فرض ہے، میرا مطلب ہے، جب وقت ہے تو جاؤ، بہت سے تو ماں اگر بیمار ہے تو بھی چلے جاتے ہیں، میں نے دو مرتبہ تین تین دن لگائے ہیں۔ آپ براہِ کرم بتلائیے کہ ان کی اجازت کے بغیر ہم جماعت میں جاسکتے ہیں یا نہیں؟

ج…… تبلیغی جماعت کے بارے میں آپ نے صحیح لکھا ہے کہ یہ اچھے لوگ ہیں، ان کی نقل و حرکت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ہزاروں انسانوں کی زندگیاں بدل دی ہیں، اس لئے ان لوگوں کے ساتھ جتنا وقت گزرے سعادت ہے۔

رہا یہ کہ والدین کی اجازت کے بغیر جانا جائز ہے یا نہیں؟ تو اس میں تفصیل ہے۔ اگر والدین خدمت کے محتاج ہوں اور کوئی دُوسرا خدمت کرنے والا بھی نہ ہو، تب تو ان کو چھوڑ کر ہرگز نہ جانا چاہئے، اور اگر ان کو خدمت کی ضرورت نہیں، محض اس وجہ سے روکتے ہیں کہ ان کے دِل میں دِین کی عظمت نہیں، ورنہ اگر یہی لڑکا دُوسرے شہر بلکہ غیرملک میں ملازمت کے لئے جانا چاہے تو والدین بڑی خوشی سے اس کو بھیج دیں گے، کیونکہ دُنیا کی قیمت انہیں معلوم ہے، دِین کی معلوم نہیں، تو ایسی حالت میں تبلیغ میں جانے کے لئے والدین کی رضامندی کوئی شرط نہیں، کیونکہ تبلیغ میں نکلنا درحقیقت ایمان سیکھنے کے لئے ہے، اور ایمان کا سیکھنا اہم ترین فرض ہے۔

تبلیغی جماعت سے والدین کا اپنی اولاد کو منع کرنا

س…… تبلیغِ دِین کا سلسلہ جیسا کہ آپ کو مجھ سے بہتر علم ہوگا، اگر ہم تبلیغی کاموں میں حصہ لیں لیکن گھر والے اس کام سے اس لئے منع کریں کہ رشتہ داروں میں ان کی ناک کٹ جائے گی، وہ کسی کو منہ دِکھانے کے قابل نہ رہیں گے کہ ان کا لڑکا "تبلیغی" ہوگیا ہے، ایسی صورت میں کیا کرنا چاہئے؟ کیا اس مبارک کام کو چھوڑ دینا چاہئے؟

ج…… تبلیغ کا کام ہرگز نہ چھوڑیئے، لیکن والدین کی بے ادبی بھی نہ کی جائے، بلکہ نہایت صبر و تحمل سے ان کی کڑوی باتوں کو برداشت کیا جائے۔ یہ لوگ بیچارے دُنیا کی عزّت و منصب کی قدر جانتے ہیں، دِین کی قدر و قیمت نہیں جانتے۔ ضرورت ہے کہ ان کو کسی تدبیر سے یہ سمجھایا جائے کہ دِین کی پابندی عزّت کی چیز ہے اور بے دِینی ذِلت کی چیز ہے۔

تبلیغ کرنا اور مسجدوں میں پڑاؤ ڈالنا کیسا ہے؟

س…… تبلیغ کا کرنا کیسا ہے؟ اور تبلیغی جماعت کا بستروں سمیت مسجد میں پڑاؤ ڈالنے کے متعلق کیا حکم ہے؟

ج…… تبلیغ کے نام سے جو کام ہو رہا ہے، اس کا سب سے بڑا فائدہ خود اپنے اندر دِین میں پختگی پیدا کرنا اور اپنے مسلمان بھائیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والے طریقوں کی دعوت دینا ہے۔ تجربہ یہ ہے کہ اپنے ماحول میں رہتے ہوئے آدمی میں دِین کی فکر پیدا نہیں ہوتی، بیسیوں فرائض کا تارک رہتا ہے اور بیسیوں گناہوں میں مبتلا رہتا ہے، عمریں گزر جاتی ہیں مگر کلمہ، نماز بھی صحیح کرنے کی فکر نہیں ہوتی۔ تبلیغ میں نکل کر احساس ہوتا ہے کہ میں نے کتنی عمر غفلت اور بے قدری کی نذر کردی، اور اپنی کتنی قیمتی عمر ضائع کردی۔ اس لئے تبلیغ میں نکلنا بہت ضروری ہے، اور جب تک آدمی اس راستے میں نکل نہ جائے اس کی حقیقت سمجھ میں نہیں آسکتی۔ چونکہ تبلیغ میں نکلنے سے مقصد دِین کا سیکھنا اور سکھانا ہے، اور دِین کا مرکز مساجد ہیں، اس لئے تبلیغی جماعتوں کا خدا کے گھروں میں اِعتکاف کی نیت سے ٹھہر کر دِین کی محنت کرنا بالکل بجا اور دُرست ہے۔

''تبلیغی نصاب'' کی کمزور روایتوں کا مسجد میں پڑھنا

س…… کیا ''تبلیغی نصاب'' میں کچھ حدیثیں کمزور شہادتوں والی بھی ہیں؟ اگر ہیں تو اس کا مسجد اور گھر میں پڑھنا کیسا ہے؟

ج…… فضائل میں کمزور روایت بھی قبول کرلی جاتی ہے۔

تبلیغی جماعت پر اعتراض کرنے والوں کو کیا جواب دیں؟

س…… موجودہ دور میں تبلیغی جماعت کام کرتی ہے، ہر کسی کو نماز کی طرف بلانا، تعلیم وغیرہ کرنا، مگر لوگ اکثر مخالفت اس طرح کرتے ہیں کہ یہ جاہل ہیں، اپنی طرف سے چھ باتیں بنائی ہیں، فقط وہی بیان کرتے ہیں۔

ج…… جو لوگ اعتراض کرتے ہیں، ان سے کہا جائے کہ بھائی تین چلّے، ایک چلّہ، دس دن، تین دن جماعت میں نکل کر دیکھو، پھر اپنی رائے کا اظہار کرو، جب تک وقت نہ لگاؤ، اس کام کی حقیقت سمجھ میں نہیں آئے گی، اور کسی چیز کی حقیقت سمجھے بغیر اس کے بارے میں رائے دینا غلط ہوتا ہے۔

کیا بُرائی میں مبتلا انسان دُوسرے کو نصیحت کرسکتا ہے؟ نیز کسی کو اس کی کوتاہیاں جتانا کیسا ہے؟

س…… میں ایک طالبِ علم ہوں، طالب علم ساتھیوں کی محفل میں شراب اور پھر خودکشی کا تذکرہ چل نکلا، میں نے توبہ کرتے ہوئے کہا کہ شراب ''اُمّ الخبائث'' ہے اور ''خودکشی'' حرام ہے، اس پر ایک طالبِ علم ساتھی نے مجھ سے دریافت کیا کہ آپ نماز پڑھتے ہیں؟ میں نے شرمندگی کے ساتھ عرض کیا: نہیں! پھر انہوں نے مجھے اِحساس دِلایا کہ آپ داڑھی بھی مونڈتے ہیں؟ میں نے سرِ تسلیم خم کیا، اس پر موصوف فرمانے لگے کہ: ''جب آپ نماز (فرض ہے) ادا نہیں کرتے جس کے متعلق سب سے پہلے پرسش ہوگی اور داڑھی بھی مونڈتے ہیں تو پھر حرام (شراب اور دیگر معاشرتی بُرائیاں) جن کا درجہ بعد میں آتا ہے، ان کے متعلق کیوں فکرمند ہوتے ہیں؟'' واضح رہے کہ موصوف خود بےنمازی اور کلین شیو ہیں۔

فہرست

مندرجہ بالا تفصیل کی روشنی میں مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات مرحمت فرما کر ہم تمام دوستوں کی اُلجھن دُور فرمائیں۔

س…… کیا کوئی شخص جو خود ان کوتاہیوں اور گناہوں کا مرتکب ہو رہا ہو، کسی دُوسرے شخص کی وہی کوتاہیاں گنوانے اور نصیحت کرنے کا حق رکھتا ہے؟

ج…… کسی کو اس کی کوتاہیاں اور بُرائیاں جتانا، اس کی دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ محض طعن و تشنیع کے طور پر بُرائی کا طعنہ دیا جائے، یہ تو حرام اور گناہِ کبیرہ ہے، قرآنِ کریم میں اس کی مذمت فرمائی ہے۔ اور دُوسری صورت یہ ہے کہ خیرخواہی کے طور پر اس سے یہ کہا جائے کہ یہ بُرائی چھوڑ دینی چاہئے، یہ نصیحت کرنا ہے، جو بہت اچھا عمل ہے، قرآن و حدیث میں بُرائی سے روکنے کا جگہ جگہ حکم آیا ہے۔ رہا یہ کہ جو شخص خود کسی گناہ میں مبتلا ہو، کیا وہ دُوسروں کو اس گناہ سے منع کرسکتا ہے یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ دُوسرے کو منع کرسکتا ہے، مگر دُوسرے شخص پر نصیحت کا اثر اسی وقت ہوتا ہے جب آدمی خود بھی عمل کرے، ایسا شخص جو خود گناہ میں مبتلا ہو، اگر دُوسرے کو نصیحت کرے تو اس کو یوں کہنا چاہئے کہ: ''بھائی! میں خود بھی گنہگار ہوں، اس گناہ میں مبتلا ہوں، آپ خود بھی اس گناہ کو چھوڑ دیں اور میرے لئے بھی دُعا کریں کہ میں اس گندگی سے نکل جاؤں۔''

س…… کیا بے نمازی شخص کو وہ تمام حرام اور ممانعت اختیار کرلینے چاہئیں جن کا درجہ بعد میں آتا ہے، اور جن سے وہ مکمل طور پر پہلوتہی کرتا ہے؟

ج…… ایک جرم دُوسرے جرم کے اور ایک گناہ دُوسرے گناہ کے جواز کی وجہ نہیں بن جاتا۔ جو شخص دُوسرے گناہوں سے بچتا ہے مگر نماز نہیں پڑھتا اس کو یہ تو کہا جائے گا کہ: ''جب ماشاء اللہ آپ دُوسرے گناہوں سے بچتے ہیں تو آپ کو ترکِ نماز کے گناہ سے بھی بچنا چاہئے'' مگر یہ کہنا جائز نہیں کہ: ''جب آپ ترکِ نماز کے گناہ سے نہیں بچتے تو دُوسرے گناہوں سے کیوں پرہیز کرتے ہیں؟'' بات یہ ہے کہ جو دُوسرے گناہوں سے بچتا ہے، مگر ایک بڑے گناہ میں مبتلا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو کسی دن اس گناہ سے بچنے کی بھی توفیق عطا فرمادیں گے۔ علاوہ ازیں ہر گناہ ایک مستقل بوجھ ہے، جس کو آدمی اپنے اُوپر لاد رہا ہے،

فہرست

پس اگر کوئی آدمی کسی گناہ میں مبتلا ہے تو اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ دُنیا بھر کی گندگیوں کو آدمی سمیٹنا شروع کردے۔

س...... ناصح کا طرزِ عمل اور اندازِ نصیحت دُرست تھا یا غلط؟

ج...... اُوپر کے جوابات سے معلوم ہوگیا ہوگا، ان کا طرزِ عمل قطعاً غلط تھا، اور یہ نصیحت ہی نہیں تھی تو ''اندازِ نصیحت'' کیا ہوگا...؟

کمپنی سے چھٹی لئے بغیر تبلیغ پر جانا

س...... میں جہاں کام کرتا ہوں، وہاں میرے ساتھ چار اور ساتھی ہیں، عموماً یہ ہوتا ہے کہ ایک ایک ساتھی یا دو دو، دس بارہ دن کے لئے کام پر نہیں آتے ہیں اور حاضری لگتی رہتی ہے، یہ چھٹیاں باری باری ہوتی ہیں، جب میری باری آتی ہے تو میں اکثر دس دن کے لئے تبلیغ پر نکل جاتا ہوں اور حاضری لگتی ہے۔ اب بتائیے کہ یہ میرا تبلیغ کے لئے جانا کیسا ہے؟ کیا اُلٹا گناہ تو نہیں؟ میرے جانے سے کمپنی کو کوئی نقصان بھی نہیں ہوتا۔ مفصل جواب دیجئے، اور میرے جانے کا افسروں کو پتا نہیں چلتا۔

ج...... کمپنی سے رُخصت لئے بغیر غیرحاضری کرنا خیانت ہے، اور اس وقت کو کسی دُوسرے کام میں استعمال کرنا ناجائز اور حرام ہے۔ آپ کو لازم ہے کہ غیرحاضری کے دنوں کی تنخواہ وصول نہ کیا کریں۔

فہرست

امر بالمعروف، نہی عن المنکر کی شرعی حیثیت

س...... قرآن مجید میں اور احادیثِ مبارکہ میں بھی ایسی کئی احادیثِ مبارکہ ہیں اور ان آیات اور احادیث کا مفہوم اس طرح بنتا ہے کہ مسلمان کے لئے نہ صرف یہ کہ خود نیک عمل کرے بلکہ دُوسروں کو بھی ان کی تلقین کرے، اسی طرح نہ صرف خود بُرے کاموں سے پرہیز کرے بلکہ دُوسروں کو بھی اس سے بچنے کی ترغیب دے۔ اس کام کو نہ کرنے پر احادیثِ مبارکہ میں وعیدیں بھی آئی ہیں، سوال یہ ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر فرض ہے، یا فرضِ کفایہ، یا واجب ہے؟ یا کوئی اور شکل یا یہ کہ مختلف صورتوں میں مختلف حکم؟

ج…… مسئلہ بہت تفصیل رکھتا ہے، مختصر یہ کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر فرض ہے، دو شرطوں کے ساتھ، ایک یہ کہ یہ شخص مسئلے سے ناواقف ہو، دوم یہ کہ قبول کی توقع غالب ہو، اگر یہ دو شرطیں نہ پائی جائیں تو فرض نہیں، البتہ بشرطِ نفع مستحب ہے اور اگر نفع کے بجائے اندیشۂ نقصان کا ہو تو مستحب نہیں۔

س…… آج کل دعوت و تبلیغ کے نام سے مسجدوں میں جو محنت ہو رہی ہے، اور اس سلسلے میں جو اجتماعات ہوتے ہیں، ان میں جڑنا یا شمولیت اختیار کرنا فرض ہے یا اس کی کیا حیثیت ہے؟ اس کے علاوہ یہ کہ میں بہت سے علمائے کرام کی مجالس میں جاتا رہتا ہوں، لیکن انہوں نے کبھی چالیس دن، چار مہینے یا اجتماعات پر زور نہیں دیا بلکہ یہ حضرات اکابرین انفرادی اعمال پر اور زُہد و تقویٰ پر زیادہ زور دیتے ہیں، میری رہنمائی فرمائیں کہ ایک مسلمان کو کس طرح مکمل زندگی گزارنا چاہئے؟

ج…… دعوت و تبلیغ کی جو محنت چل رہی ہے، اس کے دو رُخ ہیں، ایک اپنی اصلاح اور اپنے اندر دِین کی طلب پیدا کرنا، پس جس شخص کو ضروریاتِ دِین سے واقفیت، اپنی اصلاح کی فکر اور بزرگوں سے رابطہ و تعلق ہو، اس کے لئے یہ کافی ہے۔ اور جس شخص کو یہ چیز حاصل نہ ہو، اس کے لئے اس تبلیغ کے کام میں جڑنا بطور بدلیت فرض ہے۔ اور دُوسرا رُخ دُوسروں کی اصلاح کی فکر کرنا ہے، یہ فرضِ کفایہ ہے، جو شخص اس کام میں جڑتا ہے، مستحقِ اَجر ہوگا، اور جتنے لوگ اس کی محنت سے اس کام میں لگیں گے، ان سب کا اَجر اس کے نامۂ عمل میں درج ہوگا، اور جو نہیں جڑتا وہ گناہگار تو نہیں، اس اَجرِ خاص سے البتہ محروم ہے، مگر یہ کہ اس سے بھی زیادہ اہم کام میں مشغول ہو۔

تبلیغ کا فریضہ اور گھریلو ذمہ داریاں

س…… بعض حضرات سہ روزہ، عشرہ، چالیس روزہ، چار مہینے یا سال کے لئے اکثر گھر بار چھوڑ کر علاقے یا شہر سے باہر جاتے ہیں تاکہ دِین کی بات سیکھیں اور سکھائیں، اکثر لوگ اس کو سنت اور کچھ لوگ اس کو فرض کا درجہ دیتے ہیں۔ ایک عالم صاحب نے کہا ہے کہ یہ سنت ہے، نہ فرض، بلکہ یہ ایک بزرگوں کا طریقہ ہے، تاکہ عام لوگ دِین کی باتیں سمجھیں

اور اس پر عمل کریں۔ اس کی حیثیت واضح فرمائیں۔

ج…… دعوت و تبلیغ میں نکلنے سے مقصود اپنی اصلاح اور اپنے ایمان اور عمل کو ٹھیک کرنا ہے، اور ایمان کا سیکھنا فرض ہے، تو اس کا ذریعہ بھی فرض ہوگا، البتہ اگر کوئی ایمان کو صحیح کر چکا اور ضروری اعمال میں بھی کوتاہی نہ کرتا ہو تو اس کے لئے فرض کا درجہ نہیں رہے گا۔

س…… تبلیغ پر جانے والے کچھ حضرات گھر والوں کا خیال کئے بغیر چلے جاتے ہیں، جس سے ان کے بیوی بچوں وغیرہ کو معاشی پریشانی ہوتی ہے اور انہیں قرض مانگنا پڑتا ہے۔

ج…… ان کو چاہئے کہ غیر حاضری کے دنوں کا بندوبست کر کے جائیں، خواہ قرض لے کر، بچوں کو پریشان نہ ہونا پڑے۔

س…… اسی طرح کچھ حضرات اکثر اپنے گھر میں بتائے بغیر کچھ لوگوں کو مہمان بنا کر لے آتے ہیں، اور یہ ایک سے زیادہ مرتبہ ہوتا ہے، آج کل کے معاشی حالات میں گھر والے اس طرزِ عمل سے پریشان ہوتے ہیں اور لوگ ان کے متعلق غلط باتیں کرتے ہیں۔

ج…… اس میں گھر والوں کی پریشانی کی تو کوئی بات نہیں، جس شخص کے ذمے گھر کے اخراجات ہیں اس کو فکرمند ہونے کی ضرورت ہے۔ غلط باتیں تو لوگ انبیاء و اولیاء کے بارے میں بھی مشہور کرتے رہے ہیں، عوام کی باتوں کی طرف التفات کرنا ہی غلط ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ شرعی نقطۂ نظر سے صحیح ہے یا نہیں؟ وہ میں اُوپر ذکر کر چکا ہوں۔

س…… اکثر لوگ اسی وجہ سے تعلیمی حلقوں میں جو کہ عشاء کی نماز کے بعد مسجدوں میں ہوتی ہیں، شرکت سے کتراتے ہیں، اور اپنے رشتہ داروں کو بھی روکتے ہیں، کیونکہ ان محفلوں میں سہ روزہ وغیرہ کی دعوت دی جاتی ہے اور اس پر زور دیا جاتا ہے۔

ج…… جو لوگ اس سے کتراتے ہیں، وہ اپنا نقصان کرتے ہیں، مرنے کے بعد ان کو پتا چلے گا کہ وہ اپنا کتنا نقصان کر کے گئے اور تبلیغ والے کتنا کما کر گئے…!

تبلیغ اور جہاد

س…… تبلیغ اور جہاد دونوں فرض ہیں، ترجیح کس کو دی جائے گی؟ وضاحت فرمادیں۔

ج…… جہاں صحیح شرائط کے ساتھ جہاد ہو رہا ہو، وہاں جہاد بھی فرضِ کفایہ ہے، اور دعوت و تبلیغ کا کام اپنی جگہ اہم ترین فرض ہے۔ اگر مسلمانوں کے ایمان کو محفوظ کرلیا جائے تو جہاد بھی صحیح طریقے سے ہوسکے گا، اس لئے عام مسلمانوں کو تو تبلیغ کے کام کا مشورہ دیا جائے گا۔ ہاں! جہاں جہاد بالسیف کی ضرورت ہو، وہاں جہاد ضروری ہوگا۔

کیا تبلیغ میں نکل کر خرچ کرنے کا ثواب سات لاکھ گنا ہے؟

س…… جو تبلیغ والے کہتے ہیں کہ اللہ کے راستے میں نکل کر اپنے اُوپر ایک روپیہ خرچ کرنے کا ثواب سات لاکھ روپے صدقہ کرنے کے برابر ملتا ہے، اور ایک نماز پڑھنے کا ثواب انچاس کروڑ نمازوں جتنا ملتا ہے، کیا یہ صحیح ہے؟

ج…… حدیث سے یہ مضمون ثابت ہوتا ہے۔

تبلیغی جماعت سے متعلق چند سوال

س…… تبلیغی جماعت والے کیسے لوگ ہیں؟

ج…… بہت اچھے لوگ ہیں، اپنے دِین کے لئے مشقت اُٹھاتے ہیں۔

س…… تبلیغی جماعت والے کہتے ہیں کہ اللہ کے راستے میں نکلو، اللہ کے راستے میں ایک نماز کا ثواب انچاس کروڑ نمازوں کے برابر ہے، لیکن میں نے سنا ہے کہ یہ ثواب جہاد فی سبیل اللہ میں ہے؟

ج…… تبلیغی کام بھی جہاد فی سبیل اللہ کے حکم میں ہے۔

س…… تبلیغی حضرات کہتے ہیں کہ انفرادی عمل سے اجتماعی عمل افضل ہے۔

ج…… اجتماعی کام میں شریک ہونا چاہئے، لیکن دُوسرے وقت میں اپنے انفرادی اعمال کا بھی اہتمام کرنا چاہئے۔

”فضائلِ اعمال“ پر چند شبہات کا جواب

س…… ایک دوست انڈیا سے کتاب لائے ہیں: ”تبلیغی نصاب، ایک مطالعہ“ تابش مہدی صاحب نے تحریر کی ہے، ان کی دعوت یہ ہے کہ ”تبلیغی نصاب“ میں موضوع، ضعیف اور

فہرست

عقل سے بعید، کتاب و سنت کی تعلیمات کے برعکس واقعات اور سب کچھ ہی اس تبلیغی نصاب میں موجود ہے۔ اور شیخ الحدیثؒ نے عربی میں احادیث لکھ دی ہیں اور عربی ہی میں بتادیا کہ یہ روایت موضوع ہے، ضعیف ہے یا مردود۔ مگر اُردو میں یہ نہیں لکھا جو بے ایمانی میں آتی ہے۔ اور گزارش کی ہے کہ علمائے دیوبند اس کتاب سے ایسی احادیث اور حکایات و خواب دُور کردیں جو اسلامی مزاج سے میل نہیں کھاتی ہیں، اور یہ کتاب صرف رضائے الٰہی کے لئے اور گمراہیت سے بچانے کے لئے ہی لکھی ہے۔ اسی کتاب میں لکھا ہے کہ دیوبند کے بڑے بڑے اکابر بھی شیخ الحدیثؒ کی اس کتاب سے واقف ہیں اور ان کی حیات میں جب بھی اکابرینِ دیوبند سے کہا گیا تو جواب یہ ملا کہ: ''اگر تبلیغی نصاب کی مندرجہ بالا غلطیوں پر تنقید کی گئی تو شیخ الحدیثؒ ناراض ہوجائیں گے'' اور یہ بات شرع سے ہٹ کر تھی، اس لئے تابش مہدی صاحب نے جو کہ مدیر ''الایمان'' دیوبند ہیں، یا تھے، اس طرف توجہ فرمائی اور ہمت کی، وغیرہ وغیرہ۔ آج اسی کتاب کی بدولت بہت سے دوست جو کہ پہلے بھی کچھ اس جماعت سے متنفر تھے، اب تو ایک ہتھیار ان کے ہاتھ ہے، حق بات، حق ہی ہوتی ہے، (بشرطیکہ حق کی تفصیل وہ جانتا ہو)، میں یہ صلاحیت نہیں رکھتا، اس لئے حضرت کی خدمت میں یہ چند چیزیں عرض کرتا ہوں۔

۱:...... ''تحریفِ قرآن کا عظیم نمونہ'' کے تحت جو کچھ لکھا ہے، خلاصہ لکھ دیتا ہوں۔ قرآنِ حکیم کی کسی بھی آیت یا جملے کا وہ مفہوم اخذ کرنا جو منشائے خداوندی کے برعکس ہو، تحریف کہلاتا ہے، اور جس نے قرآنِ حکیم میں تحریف کی، گویا اسلام کی بنیاد ہلادی، اور ایسے شخص کا تعلق اسلام سے کس حد تک قائم رہ سکتا ہے؟ قارئین واقف ہیں کہ سورۂ قمر کی آیت: ''ولقد یسرنا القراٰن للذکر فھل من مدّکر'' کا ترجمہ ہر عالم نے وہی کیا ہے جو منشائے خداوندی ہے، اس کے بعد مولانا اشرف علی تھانوی، شیخ الہندؒ، مولانا شاہ رفیع الدینؒ، مولانا شاہ عبدالقادر دہلویؒ کا ترجمہ پیش کیا، پھر شیخ سعدیؒ و شاہ ولی اللہؒ کا ترجمہ پیش کیا گیا، ایک ترجمہ لکھ دیتا ہوں: ''تحقیق ہم نے قرآن کو نصیحت پکڑنے کے لئے آسان کردیا ہے، پھر ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا'' فضائل قرآن ص:۵۴ پر ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ کلام اللہ

فہرست

شریف کا حفظ یاد ہو جانا درحقیقت یہ خود قرآن شریف کا ایک کھلا معجزہ ہے، ورنہ اس سے آدھی، تہائی مقدار کی کتاب بھی یاد ہونا مشکل ہی نہیں بلکہ قریب بہ محال ہے، اس وجہ سے حق تعالیٰ شانہ نے اس کے یاد ہو جانے کو سورۂ قمر میں بطور احسان ذکر فرمایا، اور بار بار اس پر تنبیہ فرمائی، آیت کا ترجمہ: ''ہم نے کلامِ پاک کو حفظ کرنے کے لئے سہل کر رکھا ہے، کوئی ہے حفظ کرنے والا۔'' (فضائل اعمال ص:۲۶۰)

۲:...... حضرت شیخ الحدیثؒ کے والد اور حضرت حسینؓ کے تحت ہے: سیّد السادات حضرت حسینؓ اپنے بھائی حضرت حسنؓ سے بھی ایک سال چھوٹے تھے، اس لئے ان کی عمر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت اور بھی کم تھی، یعنی چھ برس اور چند مہینے کی، چھ برس کا بچہ کیا دِین کی باتوں کو محفوظ کرسکتا ہے؟ لیکن اِمام حسینؓ کی روایتیں حدیث کی کتابوں میں نقل کی جاتی ہیں، محدثین نے انہیں اس جماعت میں شمار کیا ہے جن سے آٹھ حدیثیں منقول ہیں۔

حکایاتِ صحابہؓ ص:۱۶۳ میں حضرت شیخ الحدیثؒ نے فائدہ کے تحت یہ بتایا ہے کہ اس قسم کے ذہانتی واقعات حضرت حسینؓ ہی نہیں، دُوسرے بہت سے صحابہؓ کی زندگیوں میں بھی پائے جاتے ہیں۔ پھر فائدے کے ضمن میں حضرت شیخ الحدیثؒ نے اس سے بھی زیادہ قابلِ ذکر ذہانت کا تذکرہ بایں انداز فرمایا ہے: ''میں نے اپنے والد صاحب نوّر اللہ مرقدہٗ سے بھی بار بار سنا ہے اور اپنے گھر کی بوڑھیوں سے بھی سنا ہے کہ میرے والد صاحب کا جب دُودھ چھڑایا گیا تو پاؤ پارہ حفظ ہو چکا تھا، اور ساتویں برس کی عمر میں قرآن شریف پورا حفظ ہو چکا تھا، اور اپنے والد یعنی میرے دادا صاحب سے مخفی فارسی کا بھی معتد بہ حصہ بوستان، گلستان، سکندر نامہ وغیرہ بھی پڑھ چکے تھے۔ (ایضاً ص:۱۶۴)

ملاحظہ فرمائیں کہ حضرت مؤلفؒ نے کس سادگی اور حکمت کے ساتھ اپنے باپ کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور دُوسرے صحابہؓ واکابر پر فوقیت دے دی، اگر حضرت حسینؓ نے چھ برس کی عمر میں چند حدیثیں یاد کرلیں تو کون سی قابلِ ذکر بات ہوگئی، اس قسم کی ذہانتیں تو دُوسرے لوگوں میں بھی پائی جاتی ہیں، مگر باعثِ حیرت بات تو یہ ہے کہ حضرت شیخؒ کے والد

نے ماں کا دُودھ چھوڑنے سے قبل ہی پاؤ پارہ حفظ کرلیا جبکہ بچے اس عمر میں بول بھی مشکل پاتے ہیں، یہ واقعہ بیان کرکے مؤلفِ محترم نے اپنے والد کو نہ صرف یہ کہ صحابہ کرامؓ پر فوقیت دے دی بلکہ حضراتِ انبیاء علیہم السلام سے بھی آگے بڑھا دیا، اس قسم کے واقعات تو ان کی زندگیوں میں شاذ و نادر ہی ملیں گے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام ماں کی گود میں محض چند ہی الفاظ بول سکے تھے، جبکہ یہاں پاؤ پارہ حفظ کا ذکر ہے۔

۳:...... ''آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک عظیم بہتان'' کے تحت ہے: خون کو خدا تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے، خواہ وہ کسی کا بھی خون ہو، ارشادِ خداوندی ہے: ''انما حرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر'' (النحل:۱۱۵) سورۂ بقرہ آیت:۱۷۳ اور سورۃ المائدۃ آیت:۳ میں بھی یہ حکم من و عن موجود ہے، یہ ایک مُسلّمہ اُصول ہے کہ جس معاملے میں قرآن یا حدیث کا صریح حکم موجود ہو، اس میں کسی قسم کی تأویل و منطق کی گنجائش نہیں باقی رہتی۔ لہٰذا قرآن کی رُو سے خون ہمیشہ ہمیشہ اور ہر فردِ بشر کے لئے حرام ہے، اب اگر اپنی مرضی سے کوئی اسے جائز قرار دیتا ہے تو گویا وہ خدا کے حکم کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ ان معروضات کے بعد شیخ الحدیثؒ کی ایک کاوشِ فکر ملاحظہ فرمائیں۔

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ سینگیاں لگوائیں اور جو خون نکلا وہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو دیا کہ اس کو کہیں دبا دیں، وہ گئے اور آکر عرض کیا کہ دبا دیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کہاں؟ عرض کیا: میں نے پی لیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے بدن میں میرا خون جائے گا، اس کو جہنم کی آگ نہیں چھوسکتی۔

(حکایاتِ صحابہؓ ص:۱۷۳)

لگے ہاتھوں اسی مضمون کی دُوسری روایت بھی ملاحظہ ہو۔

اُحد کی لڑائی میں جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور یا سر مبارک میں خود کے دو حلقے گھس گئے تھے .... الخ، تو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے والد ماجد مالک بن سنان نے اپنے لبوں سے اس خون کو چوس لیا.... الخ۔ (حکایاتِ صحابہؓ ص:۱۷۳)

دُوسری روایت میں نے صرف اشارے کے طور پر لکھ دی ہے، پوری نہیں لکھی۔

ایک ہی مضمون کی یہ دو منقولہ روایتیں ہیں، ایک خمیس کے حوالے سے، اور دُوسری قرۃ العیون کے حوالے سے، یہ دونوں کتابیں اہلِ علم کے نزدیک ''میلادِ اکبر''، ''میلادِ گوہر'' یا ''یوسف زلیخا'' اور ''جنگ زیتون'' جیسی غیرمستند اور گمراہ کن ہیں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ ایسی خلافِ شریعت حرکت کوئی صحابیٔ رسول دانستہ ہرگز ہرگز نہیں کرسکتا، ایسے خون کا حرام ہونا قرآن مجید میں صریح طور پر موجود ہے، لیکن اگر تھوڑی دیر کے لئے بادلِ نخواستہ یہ فرض ہی کرلیا جائے کہ حضرت ابنِ زبیر اور مالک بن سنان رضی اللہ عنہما نے محبت میں آکر اپنے محبوب کا خون پی لیا ہوگا، اگرچہ دِل اس کے لئے بھی آمادہ نہیں ہے، مگر یہ بات کس طرح مان لی جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں صحابہ کو اس خلافِ قرآن عمل سے روکنے یا منع کرنے کے بجائے انہیں دوزخ سے خلاصی کی خوشخبری دے دی اور یہ کہہ کر کہ جس کے بدن میں میرا خون جائے گا اس کو جہنم کی آگ نہیں چھوسکے گی، آئندہ کے لئے اجازت بلکہ ترغیب دی، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم رسول تھے، نبی و رسول کا ایک ایک سانس اس کی شریعت کا نمائندہ ہوتا ہے، نبی کی زبان سے نکلی ہوئی بات شریعت بن جاتی ہے، اس لئے ایسی عظیم ہستی کی طرف اس قسم کی غلط بات کا انتساب حد درجہ ناجائز اور نادُرست ہے، ان سب کے علاوہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظافتِ طبعی بھی اس روایت کی تکذیب کرتی ہے۔

غالباً حضرت شیخ الحدیثؒ کی نظر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث ضرور گزری ہوگی: ''من کذب علیّ متعمّدًا فلیتبوأ مقعده من النّار'' بلاشبہ حضرت شیخ الحدیثؒ نے یہ بے سند روایت بیان کرکے رسول پر ایک عظیم اِتہام کا ارتکاب کیا ہے، پھر فائدہ کے نوٹ میں لکھا ہے: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات پاخانہ پیشاب وغیرہ سب پاک ہیں، اس لئے اس میں کوئی اِشکال نہیں۔ (حکایاتِ صحابہؓ ص:۱۷۲) لیکن موصوف مرحوم نے یہ نہ بتایا کہ انہیں یہ بات کہاں سے ملی؟ براہِ راست قرآن میں موجود ہے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا؟ یا آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے عملاً اس کا ثبوت دیا؟ آگے لکھا ہے: خیر! محترم شیخ الحدیثؒ تو اس دُنیا میں نہیں رہے، ان کے خلفاء ہی کی خدمت میں

التماس ہے کہ وہ کسی مستند حوالے سے کم از کم ایسے کسی ایک ہی صحابی کی نشاندہی فرمائیں جس نے آپ کے فضلات پاخانہ پیشاب وغیرہ نوشِ جاں فرماکر اُمت کے لئے حلال اور پاک ہونے کا ثبوت دیا ہو، میں ان کا بے حد ممنون و متشکر ہوں گا۔

۴:...... ''یہ اعجوبے'' کے تحت میں، میں ایک ہی بات نقل کرتا ہوں، فضائل صدقات ص:۴۷۲ پر ایک بزرگ کے بارے میں بتایا ہے کہ وہ روزانہ ۱۰۰۰ رکعتیں کھڑے ہوکر، ۱۰۰۰ بیٹھ کر پڑھا کرتے تھے، جبکہ ایک رکعت فی منٹ کے حساب اس طرح ۳۳ گھنٹوں میں ممکن ہے، اور شب و روز میں کل ۲۴ گھنٹے ہوتے ہیں، آخر مزید ۹ گھنٹے کہاں سے آئے؟ جواب کا منتظر رہوں گا۔ مہتاب احمد، سلطنت عمان

ج...... بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

تابش مہدی کی یہ کتاب کئی سال پہلے نظر سے گزری تھی، اور بعض احباب کے اصرار پر یہ داعیہ بھی اُس وقت پیدا ہوا تھا کہ اس کا جواب لکھا جائے، لیکن کتاب کے مطالعے کے بعد معلوم ہوا کہ کتاب کا مصنف نہ تو علمِ حدیث کے فن سے واقف ہے، اور نہ دیگر اسلامی علوم پر اس کی نظر ہے، اس بے چارے کے علم و فہم کا حدودِ اَربعہ کچھ اُردو کتب و رسائل کا سطحی مطالعہ ہے، اور بس...! ایسے شخص کی تردید کے درپے ہونا محض اضاعتِ وقت ہے۔

دُوسری طرف حضرت شیخ نوّر اللہ مرقدہٗ کے رسائل کو حق تعالیٰ شانہ نے ایسی مقبولیت عطا فرما رکھی ہے کہ دُنیا بھر کی مختلف زبانوں میں ان رسائل کا مذاکرہ ہو رہا ہے، اور دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں شاید ایک لمحہ بھی ایسا نہ گزرتا ہوگا، جس میں دُنیا کے کسی نہ کسی خطے میں ان رسائل کے سننے سنانے کا شغل جاری نہ رہتا ہو۔ ظاہر ہے کہ یہ مقبولیت محض من جانب اللہ ہے، کسی انسان کی سعی و کسب کا نتیجہ نہیں۔ پس جبکہ حضرت مصنفؒ کے اِخلاص و للّٰہیت کی برکت سے حق تعالیٰ شانہ نے ان کتابوں کو ایسی خارقِ عادت مقبولیت عطا فرما رکھی ہے تو تابش مہدی جیسے لوگوں کی سطحی تنقید سے ان کا کیا بگڑتا ہے؟

علاوہ ازیں سنت اللہ اسی طرح جاری ہے کہ جس شخصیت کو من جانب اللہ شرفِ

قبولیت کا جامہ پہنایا جاتا ہے، کچھ لوگ ایسی شخصیت کی پوستین دری اور اس پر بے جا تنقید کو اپنا محبوب مشغلہ بنالیتے ہیں، اس قانون سے اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام علیہم السلام کو بھی مستثنیٰ نہیں فرمایا، جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے:

”وَکَذٰلِکَ جَعَلْنَا لِکُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا شَیٰطِیْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ یُوْحِیْ بَعْضُھُمْ اِلٰی بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا، وَلَوْ شَآءَ رَبُّکَ مَا فَعَلُوْہُ فَذَرْھُمْ وَمَا یَفْتَرُوْنَ۔“

(الأنعام:۱۱۲)

ترجمہ:...... ”اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دُشمن بہت سے شیطان پیدا کئے، کچھ آدمی اور کچھ جنّ، جن میں سے بعضے دُوسرے بعضوں کو چکنی چپڑی باتوں کا وسوسہ ڈالتے رہتے تھے تاکہ ان کو دھوکے میں ڈال دیں، اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو یہ ایسے کام نہ کرسکتے، سو ان لوگوں اور جو کچھ یہ افترا پردازی کر رہے ہیں اس کو آپ رہنے دیجئے۔“ (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

اور یہ چیز ان اکابر کے رفعِ درجات کا ذریعہ ہے، جیسا کہ شیعہ کے اتہامات آج تک حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کے رفعِ درجات کا ذریعہ بنے ہوئے ہیں۔ اس سنت اللہ کے مطابق حضرت شیخ نوّر اللہ مرقدہٗ کے مقابلے میں بھی تابش مہدی جیسے لوگوں کا وجود ضروری تھا، اب اگر تابش مہدی کے تمام الزامات کا معقول اور مدلل جواب بھی لکھ دیا جائے تب بھی ان صاحب کو ”رُجوع“ کرنے اور اپنی غلطی کا اعتراف کرنے کی توفیق نہیں ہوگی، بلکہ شیطان ان کو نئے نئے نکتے تلقین کرتا رہے گا۔

الغرض! ان وجوہ و اسباب کی بنا پر تابش مہدی کے تنقیدی رسالے کا جواب لکھنا غیرضروری بلکہ کارِعبث معلوم ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ آنجناب کا گرامی نامہ بھی کئی مہینوں سے رکھا ہے، لیکن اس کا جواب دینے کو جی نہ چاہا، آج آپ کی خاطر دِل پر جبر کرکے قلم ہاتھ میں لیا ہے، کوشش کروں گا کہ آپ کے چار سوالوں کا جواب گومختصر ہو، مگر شافی ہو تاکہ آپ کی

فہرست

پریشانی دُور ہوجائے۔

ا:......تحریفِ قرآن کا الزام:

سورۂ قمر کی آیت:۲۲ ”وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ فَھَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ“ کا جو ترجمہ حضرتِ شیخ نوّر اللہ مرقدہٗ نے ”فضائلِ قرآن“ میں کیا ہے، یعنی: ”ہم نے کلامِ پاک کو حفظ کرنے کے لئے سہل کر رکھا ہے، کوئی ہے حفظ کرنے والا؟“

تابش مہدی اپنے محدود سطحی مطالعے کی بنا پر اس کے بارے میں تحریفِ قرآن کا ”فتویٰ“ صادر فرماتے ہیں، کیونکہ یہ ترجمہ عام اُردو تراجم کے خلاف ہے، اگر ان کو مستند عربی تفاسیر کے دیکھنے کا اتفاق ہوا ہوتا تو انہیں معلوم ہوتا کہ حضرتِ شیخ نوّر اللہ مرقدہٗ کا بیان کردہ بھی صحیح ہے اور یہ بھی سلف صالحین سے منقول ہے، کیونکہ اس آیتِ کریمہ کے دو مفہوم بیان کئے گئے ہیں، اور اپنی جگہ دونوں صحیح ہیں۔

ایک یہ کہ: ”ہم نے قرآن کو حفظ کے لئے آسان کردیا ہے۔“

اور دُوسرا یہ کہ: ”ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لئے آسان کردیا ہے۔“

بعض اکابر نے دونوں مفہوم نقل کردیئے ہیں، اور بعض نے صرف ایک کو اختیار فرمایا ہے، اور بعض نے دونوں کو ذکر کرکے ایک کو ترجیح دی ہے، جو مفہوم حضرتِ شیخ نوّر اللہ مرقدہٗ نے اختیار کیا ہے، اس کے لئے چند تفاسیر کے حوالے ذکر کردینا کافی ہے۔

ا:......تفسیر جلالین میں ہے:

”سھّلناہ للحفظ أو ھیّاناہ للتذکر.“

ترجمہ:......”ہم نے اس کو آسان کردیا ہے حفظ کے لئے، یا مہیا کر رکھا ہے نصیحت حاصل کرنے کے لئے۔“

۲:......تفسیر کشاف میں ہے:

”أی سھّلناہ للادّکار والاتّعاظ ..... وقیل: ولقد سھّلناہ للحفظ وأعنّا علیہ من أراد حفظہ، فھل من طالب لحفظ لیعان علیہ .... ویروی أن کتب أھل

الأديان نحو التوراة والانجيل لا يتلوها أهلها الا نظرًا، ولا يحفظونها ظاهراً كما القرآن." (ج:۴ ص:۴۳۵)

ترجمہ:...... ''ہم نے اس قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لئے آسان کر رکھا ہے .....اور کہا گیا ہے کہ ہم نے اس کو حفظ کرنے کے لئے آسان کر رکھا ہے، اور جو شخص اس کو حفظ کرنا چاہے اس کی اعانت اپنے ذمے لے رکھی ہے، پس ہے کوئی اس کے حفظ کرنے والا کہ اس کی مدد کی جائے؟ مروی ہے کہ پہلے ادیان کے لوگ اپنی کتابیں ناظرہ پڑھ سکتے تھے، قرآن کی طرح حفظ نہیں پڑھ سکتے تھے۔''

۳:...... اِمام ابنِ جوزیؒ زادالمسیر میں لکھتے ہیں:

''﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ﴾ أي سهّلناه ﴿لِلذِّكْرِ﴾ أي للحفظ والقراءة ﴿فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾ أي من ذاكر يذكره ويقرأه، والمعنى هو الحث علٰى قراءته وتعلمه، قال سعيد ابن جبير: ليس من كتب الله كتاب يقرأ كلّه ظاهرًا الا القرآن." (زادالمسیر ج:۸ ص:۹۴، ۹۵)

ترجمہ:...... ''اور ہم نے آسان کردیا قرآن کو ذکر کرکے، یعنی حفظ وقرأت کے لئے، پس کیا ہے کوئی یاد کرنے والا، جو اس کو یاد کرے اور پڑھے؟ اور مقصود قرآنِ کریم کی قرأت اور اس کے سیکھنے کی ترغیب دِلانا ہے۔ سعید بن جبیرؒ کہتے ہیں کہ: قرآنِ کریم کے سوا کتبِ اِلٰہیہ میں کوئی کتاب ایسی نہیں جو پوری کی پوری حفظ پڑھی جاتی ہو۔''

اِمام ابنِ جوزیؒ نے صرف وہی مفہوم اختیار کیا ہے جو حضرتِ شیخ نوّر اللہ مرقدہٗ نے ''فضائلِ قرآن'' میں ذکر فرمایا۔

۴:......تفسیر قرطبی میں ہے:

”أی سھّلناہ للحفظ وأعنّا علیہ من أراد حفظہ فھل من طالب لحفظہ فیعان علیہ .... وقال سعید بن جبیر: لیس من کتب اللہ کتاب یقرأ کلہ ظاھرًا الا القرآن.“ (ج:۱۷ ص:۱۳۴)

ترجمہ:......”یعنی ہم نے اس کو حفظ کرنے کے لئے آسان کردیا ہے اور جو شخص اس کو حفظ کرنا چاہے اس کی اعانت کی ہے، پس کیا کوئی اس کو حفظ کرنے کا طالب ہے کہ اس کی اعانت کی جائے؟ سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں کہ: کتبِ اِلٰہیہ میں قرآن کے سوا کوئی کتاب نہیں جو پوری حفظ پڑھی جاتی ہو۔“

اِمام قرطبیؒ نے بھی صرف اسی مفہوم کو لیا ہے۔

۵:......تفسیر ابنِ کثیر میں ہے:

”أی سھّلناہ لفظہ، ویسرنا معناہ لمن أراد لیتذکّر الناس .... قال مجاھد: ﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ﴾ یعنی ھوّنا قراءتہ، وقال السدّی: یسرنا تلاوتہ علی الألسن، وقال الضحاک: قال ابن عباس رضی اللہ عنہ: لو لا أن اللہ یسّرہ علٰی لسان الآدمیین ما استطاع أحد من الخلق أن یتکلم بکلام اللہ عزّ وجلّ وقولہ: ﴿فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾ أی فھل من متذکر بھٰذا القرآن الذی یسّر اللہ حفظہ ومعناہ.“ (مختصر تفسیر ابن کثیر ج:۳ ص:۴۱۰)

ترجمہ:......”یعنی جو شخص قرآن کو حاصل کرنا چاہے ہم نے اس کے لئے اس کے الفاظ کو سہل اور اس کے معنی کو آسان کردیا ہے، تاکہ لوگ غور کریں..... اِمامِ تفسیر مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ: ”ہم نے

قرآن کو آسان کردیا ہے یاد کے لئے"، یعنی اس کے پڑھنے کو آسان کردیا ہے۔ سدیؒ کہتے ہیں کہ: آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے اس کی تلاوت کو زبانوں پر آسان کردیا ہے۔ اور ضحاکؒ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: "اگر اللہ تعالیٰ نے آدمیوں کی زبانوں پر اس قرآن کو آسان نہ کردیا ہوتا تو مخلوق میں سے کوئی بھی کلامِ اِلٰہی کو زبان سے ادا نہ کرسکتا۔" "فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ" یعنی کیا کوئی اس قرآن کے ساتھ نصیحت حاصل کرنے والا ہے جس کے حفظ و معنی کو اللہ تعالیٰ نے آسان کردیا ہے، (اور آگے ابنِ شوذبؒ، مطرورّاقؒ اور قتادہؒ سے بھی یہی مضمون نقل کیا ہے)۔"

مندرجہ بالا عبارت سے واضح ہے کہ جو مفہوم حضرتِ شیخ نوّر اللہ مرقدہٗ نے ذکر فرمایا، وہ ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اور تابعین میں سے اِمام مجاہد، قتادہ، ضحاک، مطرورّاق اور سدی رحمہم اللہ سے منقول ہے۔

۶:...... تفسیر البحر المحیط میں ہے:

"أی للادّكار والاتّعاظ .... وقيل: للذكر للحفظ، أی سهّلناه للحفظ ..... وقال ابن جبير: لم يستظهر شیء من الكتب الالٰهية غير القرآن."

ترجمہ:...... "یعنی ہم نے قرآن کو نصیحت کرنے کے لئے آسان کردیا ہے..... اور کہا گیا ہے کہ ذکر سے مراد حفظ ہے، یعنی ہم نے اس کو حفظ کے لئے آسان کردیا ہے..... ابنِ جبیرؒ فرماتے ہیں کہ: قرآن کے سوا کتبِ اِلٰہیہ میں سے کوئی کتاب حفظ نہیں کی گئی۔"

۷:...... تفسیر رُوح المعانی میں ہے:

"للذكر أی للتذكر والاتّعاظ ..... وقيل: المعنی سهّلنا القرآن للحفظ ..... فهل من طالب

لحفظه ليعان عليه؟ ومن هنا قال ابن جبير: لم يستظهر شيء من الكتب الالٰهية غير القرآن، وأخرج ابن المنذر وجماعة عن مجاهد أنه قال: يسّرنا القرآن هونّا قراءته.“

ترجمہ:...... ”ہم نے قرآن کو ذکر کے لئے یعنی نصیحت حاصل کرنے کے لئے آسان کردیا ہے.....اور کہا گیا ہے کہ: آیت کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے قرآن کو حفظ کرنے کے لئے آسان کردیا ہے.....پس کیا کوئی اس کے حفظ کرنے کا طالب ہے کہ حفظ کرنے کے لئے اس کی اعانت کی جائے۔ اسی بنا پر سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں کہ: کتبِ اِلٰہیہ میں قرآن کے علاوہ کوئی کتاب حفظ نہیں کی گئی۔ ابنِ منذرؒ اور ایک جماعت نے حضرت مجاہدؒ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہم نے قرآن کو سہل کر رکھا ہے، یعنی ہم نے اس کی قرأت کو آسان کر رکھا ہے۔“

۸:...... تفسیر مظہری میں ہے:

”أی للادّكار والاتّعاظ بأن ذكرنا فيه أنواع المواعظ والعبر والوعيد وأحوال الأمم السابقة، والمعنى يسّرنا القرآن للحفظ بالاختصار وعذوبة اللفظ.“

ترجمہ:...... ”یعنی ہم نے قرآن کو آسان کردیا ہے نصیحت حاصل کرنے کے لئے بایں طور کہ ہم نے اس میں انواع واقسام کی نصیحتیں، عبرتیں، وعیدیں اور گزشتہ اُمتوں کے حالات ذکر کردیئے ہیں، یا یہ معنی ہیں کہ ہم نے قرآن کو اِختصار اور الفاظ کی شیرینی کے ذریعہ حفظ کرنے کے لئے آسان کردیا ہے۔“

۹:...... تفسیر بغوی میں ہے:

”﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا﴾ سهّلنا ﴿الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ﴾ ليتذكر

ویعتبر به، وقال سعید بن جبیر: یسّرناه للحفظ والقراءة، ولیس شیء من کتب الله یقرأ کلّه ظاهرًا الا القرآن."

ترجمہ:...... "اور ہم نے قرآن کو سہل کر رکھا ہے ذکر کے لئے، تاکہ اس کے ذریعہ نصیحت وعبرت حاصل کی جائے، اور سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں کہ: ہم نے اس کو حفظ وقرأت کے لئے آسان کر رکھا ہے، اور کتبِ اِلٰہیہ میں قرآنِ کریم کے علاوہ اور کوئی کتاب ایسی نہیں جس کو حفظ کیا جاتا ہو۔"

۱۰:...... تفسیر کبیر میں ہے:

"ثم قال تعالٰی: ﴿وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ﴾ وفیه وجوه، الأوّل: للحفظ، فیمکن حفظه ویسهل، ولم یکن شیء من کتب الله تعالٰی یحفظ علٰی ظهر القلب غیر القرآن، وقوله تعالٰی: ﴿فَهَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ﴾ أی هل من یحفظه ویتلوه؟"

ترجمہ:...... "پھر فرمایا: "اور ہم نے قرآن کو آسان کر رکھا ہے، پس کیا ہے کوئی یاد کرنے والا؟" اس میں کئی وجوہ ہیں، اوّل یہ کہ ذکر کے لئے، سے مراد ہے: "حفظ کرنے کے لئے" پس اس کا حفظ کرنا ممکن اور سہل ہے، اور کتبِ اِلٰہیہ میں قرآن کے سوا کوئی کتاب ایسی نہیں جو زبانی حفظ کی جاتی ہو۔ اور ارشادِ خداوندی "فَهَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ" کا مطلب یہ ہے کہ ہے کوئی جو اس کو حفظ کرے اور اس کی تلاوت کرے؟"

مندرجہ بالا حوالوں سے واضح ہوا ہوگا کہ حضرتِ شیخ نوّر اللہ مرقدہٗ کے ذکر کردہ مفہوم کو نہ صرف یہ کہ اکابر مفسرین نے ذکر کیا ہے، بلکہ بہت سے اکابر نے تو یہی مفہوم بیان فرمایا ہے، اور اس مفہوم کے بیان کرنے والوں میں نام آتے ہیں: حضرت ترجمان القرآن

عبداللہ بن عباسؓ، حضرت سعید بن جبیرؒ، حضرت مجاہدؒ، حضرت قتادہؒ اور مطر ورّاق جیسے اکابر صحابہؓ و تابعینؒ کے۔ لیکن تابش مہدی صاحب کے نزدیک یہ مفہوم بیان کرنا قرآنِ کریم کی تحریف ہے، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ!

اس وضاحت کے بعد تابش مہدی سے دریافت کیا جائے کہ کیا ان کو اپنی غلطی کا اعتراف کرنے اور ایک جلیل القدر محدث اور عارفِ ربانی پر تحریف کا الزام واپس لینے کی توفیق ہوگی؟ اور کیا ان کے خیال میں مندرجہ بالا اکابر مفسرین سب کے سب قرآن کی تحریف کرنے والے تھے؟ نعوذ باللہ من الجھل و الغباوۃ!

۲:......اپنے والد کو حضراتِ صحابہؓ پر فوقیت دینے کی تہمت

حضرتِ شیخ نوّر اللہ مرقدہٗ نے حضراتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بچپن کی یادداشت کے جو واقعات لکھے ہیں، ان کے تحت یہ فائدہ درج فرمایا ہے:

> ''بچپن کا زمانہ حافظے کی قوّت کا زمانہ ہوتا ہے، اس وقت کا یاد کیا ہوا کبھی بھی نہیں بھولتا، ایسے وقت میں اگر قرآن پاک حفظ کرادیا جائے تو نہ کوئی دِقت ہو، نہ وقت خرچ ہو۔''

اور پھر اس فائدہ کی وضاحت کے لئے اپنے والد ماجدؒ کا قصہ ذکر فرمایا ہے، اس کے آخر میں لکھتے ہیں:

> ''یہ پُرانے زمانے کا قصہ نہیں ہے، اسی صدی کا واقعہ ہے، لہٰذا یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ صحابہؓ جیسے قویٰ اور ہمتیں اب کہاں سے لائی جائیں؟''

اس سے واضح ہوجاتا ہے کہ فائدہ میں جو بچپن کے اندر قرآنِ کریم حفظ کرانے کی ترغیب دی گئی تھی کہ اس کی تائید کے لئے والد ماجدؒ کا واقعہ ذکر فرمایا ہے۔

''حکایاتِ صحابہؓ'' جب سے تألیف ہوئی ہے، اس کو بلا مبالغہ کروڑوں انسانوں نے پڑھا سنا ہوگا، لیکن اس واقعے کے سیاق و سباق سے یہ خبیث مضمون کبھی کسی کے ذہن میں نہیں آیا، جو تابش مہدی نے اخذ کیا ہے، جو مضمون نہ مصنف کے ذہن میں ہو، نہ اس کی

فہرست

سیاق وسباق سے اخذ کیا جاسکتا ہو، اور نہ اس کے لاکھوں قاریوں کے حاشیۂ خیال میں بھی گزرا ہو، اس کو مصنف کی طرف منسوب کرنا، آپ ہی فیصلہ کرسکتے ہیں کہ دیانت وامانت کی کون سی قسم ہے؟

اور حضرتِ شیخؒ کے والد ماجدؒ کے واقعے کا سیّدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے مقابلہ کرنا بھی حماقت وغباوت کی حد ہے۔ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ ولادت کے ابتدائی اَیام کا ہے، جیسا کہ قرآنِ کریم میں ارشاد ہے کہ پیدائش کے بعد حضرت مریم رضی اللہ عنہا بچے کو اُٹھائے ہوئے قوم میں آئیں، لوگوں نے دیکھتے ہی چہ میگوئیاں شروع کیں اور حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے بارے میں ناشائستہ الفاظ کہے، ان کے جواب میں حضرت مریم رضی اللہ عنہا نے بچے کی طرف اشارہ کردیا، تب حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

”اِنِّیْ عَبْدُ اللهِ اٰتٰـنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا، وَجَعَلَنِیْ مُبٰرَکًا اَیْنَ مَا کُنْتُ وَاَوْصَانِیْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّکٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّا، وَبَرًّا بِوَالِدَتِیْ وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا، وَالسَّلَامُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا۔“

(مریم:۳۳)

ترجمہ:...... ”وہ بچہ (خود ہی) بول اُٹھا کہ میں اللہ کا (خاص) بندہ ہوں، اس نے مجھ کو کتاب (یعنی اِنجیل) دی اور اس نے مجھ کو نبی بنایا (یعنی بنادے گا) اور مجھ کو برکت والا بنایا، میں جہاں کہیں بھی ہوں، اور اس نے مجھ کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا جب تک میں (دُنیا میں) زندہ رہوں اور مجھ کو میری والدہ کا خدمت گزار بنایا اور اس نے مجھ کو سرکش بدبخت نہیں بنایا، اور مجھ پر (اللہ کی جانب سے) سلام ہے جس روز میں پیدا ہوا، اور جس روز مروں گا، اور جس روز (قیامت) میں زندہ کرکے اُٹھایا جاؤں گا۔“ (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

کہاں طفل یک روزہ کا ایسی فصیح و بلیغ تقریر کرنا، اور کہاں دو سال کے بچے کا قرآنِ کریم کی چند سورتیں یاد کرلینا! کیا ان دونوں کے درمیان کوئی مناسبت ہے...؟

تابش مہدی جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں، لیکن اہلِ عقل جانتے ہیں کہ ڈیڑھ سال کا بچہ عموماً بولنے لگتا ہے، اب اگر چھ مہینے کی طویل مدّت میں حضرتِ شیخ نوّر اللہ مرقدہٗ کے والد ماجدؒ نے پاؤ پارہ یاد کرلیا تو اس میں تعجب کی کونسی بات ہے؟ اور اس کا موازنہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزۂ تکلم فی المہد سے کرنا تابش مہدی جیسے غیر معمولی ''ذہین'' لوگوں ہی کا کام ہوسکتا ہے، ورنہ کون عقل مند ہوگا جو دو ڈھائی سالہ بچے کے چند چھوٹی سورتیں یاد کرلینے کو ایک خارقِ عادت واقعہ اور معجزۂ عیسوی سے بالاتر اُعجوبہ سمجھنے لگے...؟

۳:......حضرت ابنِ زبیر رضی اللہ عنہما کا واقعہ

تیسرے سوال کے تحت تابش مہدی نے جو کچھ لکھا ہے، اس کا تجزیہ کیا جائے تو دو بحثیں نکلتی ہیں۔ اوّل یہ کہ ابنِ زبیر اور ملک بن سنان رضی اللہ عنہما کے جو واقعات حضرتِ شیخ نوّر اللہ مرقدہٗ نے ذکر فرمائے ہیں، وہ مستند ہیں یا نہیں؟ دُوسری بحث یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات کا کیا حکم ہے، وہ پاک ہیں یا ناپاک؟

جہاں تک پہلی بحث کا تعلق ہے، اس سلسلے میں یہ گزارش ہے کہ یہ دونوں واقعے مستند ہیں، اور حدیث کی کتابوں میں سند کے ساتھ روایت کئے گئے ہیں۔

چنانچہ ابنِ زبیر رضی اللہ عنہ کا واقعہ متعدّد سندوں کے ساتھ متعدّد صحابہ کرامؓ سے مروی ہے، حوالے کے لئے درج ذیل کتابوں کی مراجعت کی جائے:

مستدرک حاکم (ج:۳ ص:۵۵۴)، حلیۃ الاولیاء (ج:۱ ص:۳۳۰)، سننِ کبریٰ بیہقی (ج:۷ ص:۶۷)، کنز العمال بروایت ابنِ عساکر (ج:۱۳ ص:۴۶۹)، مجمع الزوائد بروایت طبرانی و بزار (ج:۸ ص:۲۷۰)، الاصابہ بروایت ابویعلیٰ والبیہقی فی الدلائل (ج:۲ ص:۳۱۰)، سیر اعلام النبلاء للذہبیؒ (ج:۳ ص:۳۶۶)، الخصائص الکبریٰ (ج:۲ ص:۲۵۲)۔

اب اس واقعے کے ثبوت کے بارے میں چند اکابر محدثین کی آراء ملاحظہ فرمائیں۔

اِمام بیہقی رحمہ اللہ سننِ کبریٰ (ج:۷ ص:۶۷) میں اس واقعے کو حضرت عبداللہ

بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

”قال الشیخ رحمہ اللہ: وروی ذٰلک من وجه آخر عن أسماء بنت أبی بکر وعن سلمان فی شرب ابن الزبیر رضی اللہ عنهم دمه.“

ترجمہ:...... ”حضرت ابنِ زبیر رضی اللہ عنہما کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خون پی جانے کا واقعہ حضرت اسماء بنت ابی بکر اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہم سے بھی متعدّد اسانید سے مروی ہے۔“

حافظ نورالدین ہیثمیؒ مجمع الزوائد (ج:۸ ص:۲۷۰) میں اس واقعے کو خصائصِ نبوی کے باب میں درج کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

”رواه الطبرانی والبزّار ورجال البزّار رجال الصحیح غیر هنید بن القاسم وهو ثقة.“

ترجمہ:...... ”یہ طبرانی اور بزار کی روایت ہے، اور بزار کے تمام راوی صحیح کے راوی ہیں، سوائے ہنید بن القاسم کے، اور وہ بھی ثقہ ہیں۔“

حافظ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ نے تلخیص مستدرک (ج:۳ ص:۵۵۴) میں اس پر سکوت کیا ہے، اور سیر اعلام النبلاء (ج:۳ ص:۳٦٦) میں لکھتے ہیں:

”رواه أبو یعلیٰ فی مسنده وما علمت فی هنید جرحةً.“

ترجمہ:...... ”یہ حدیث اِمام ابویعلیٰ نے اپنی مسند میں روایت کی ہے اور ہنید راوی کے بارے میں کسی جرح کا علم نہیں۔“

کنزالعمال (ج:۱۳ ص:۴٦۹) میں اس کو ابنِ عساکر کے حوالے سے نقل کرنے کے بعد لکھا ہے: ”رجاله ثقات“ (اس کے تمام راوی ثقہ ہیں)۔

فہرست

مالک بن سنانؓ کا واقعہ:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے والد ماجد حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ کا جو واقعہ حضرتِ شیخ نوّر اللہ مرقدہٗ نے ''قرۃ العیون'' کے حوالے سے نقل کیا ہے، الاصابہ (ج:۳ ص:۳۴۶) میں یہ واقعہ ابنِ ابی عاصم، بغوی، صحیح ابن السکن اور سنن سعید بن منصور کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

تاریخ خمیس اور قرۃ العیون تو تابش مہدی ایسے اہلِ علم کے نزدیک غیر مستند اور گمراہ کن کتابیں ہیں، لیکن تابش مہدی سے دریافت کیجئے کہ حدیث کی مندرجہ بالا کتابیں اور یہ اکابر محدثینؒ، جن کا میں نے حوالہ دیا ہے، کیا وہ بھی ...نعوذ باللہ... غیر مستند اور گمراہ کن ہیں؟ اور یہ بھی دریافت کیجئے کہ تابش مہدی اپنے جہل کی وجہ سے ان مشہور و معروف مآخذ سے ناواقف تھے یا ان کا رشتہ منکرینِ حدیث سے استوار ہے؟ کہ نہ انہیں کتبِ حدیث پر اعتماد ہے، جن میں یہ واقعات متعدّد اسانید کے ساتھ تخریج کئے گئے ہیں، اور نہ ان اکابر محدثینؒ پر اعتماد ہے جنھوں نے ان واقعات کی توثیق فرمائی ہے۔

دُوسری بحث فضلاتِ نبوی کا حکم:

ایک سوال کے جواب میں یہ مسئلہ ضروری تفصیل کے ساتھ ذکر کرچکا ہوں کہ مذاہبِ اَربعہ کے محققین کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات پاک ہیں، اور اس کے لئے اِمام ابوحنیفہؒ، اِمام نوویؒ، حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ، حافظ بدرالدین عینیؒ، مُلَّا علی قاریؒ، علامہ ابنِ عابدین شامیؒ، مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ اور مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے حوالے ذکر کرچکا ہوں، یہ جواب ''بینات'' محرّم الحرام ۱۴۰۹ھ میں شائع ہوچکا ہے، آپ کی سہولت کے لئے اس کا اقتباس درج ذیل ہے:

''ج...... میری گزشتہ تحریر کا خلاصہ یہ تھا کہ اوّل تو معلوم کیا جائے کہ یہ واقعہ کسی مستند کتاب میں موجود ہے یا نہیں؟ دوم یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات کے بارے میں اہلِ علم و

اکابر ائمہ دِین کی تحقیق کیا ہے؟ ان دو باتوں کی تحقیق کے بعد جو شبہات پیش آسکتے ہیں، ان کی توجیہ ہوسکتی ہے، اب ان دونوں نکتوں کی وضاحت کرتا ہوں۔

اَمرِ اوّل یہ کہ یہ واقعہ کسی مستند کتاب میں ہے یا نہیں؟

حافظ جلال الدین سیوطیؒ کی کتاب ''خصائصِ کبریٰ'' میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امتیازی خصوصیات جمع کی گئی ہیں، اس کی دُوسری جلد کے صفحہ:۲۵۲ کا فوٹو آپ کو بھیج رہا ہوں، جس کا عنوان ہے: ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خصوصیت کہ آپؐ کا بول و براز پاک تھا'' اس عنوان کے تحت انہوں نے احادیث نقل کی ہیں، ان میں سے دو احادیث، جن کو میں نے نشان زد کردیا ہے، کا ترجمہ یہ ہے:

۱:......ابویعلیٰ، حاکم، دارقطنی، طبرانی اور ابونعیم نے سند کے ساتھ حضرت اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے وقت مٹی کے پکے ہوئے ایک برتن میں پیشاب کیا، پس میں رات کو اُٹھی، مجھے پیاس تھی، میں نے وہ پیالہ پی لیا، صبح ہوئی تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا، پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا: تجھے پیٹ کی تکلیف کبھی نہ ہوگی۔ اور ابویعلیٰ کی روایت میں ہے کہ آج کے بعد تم پیٹ کی تکلیف کی شکایت کبھی نہ کروگی۔

۲:......طبرانی اور بیہقی نے بسندِ صحیح حکیمہ بنت اُمیمہ سے اور انہوں نے اپنی والدہ حضرت اُمیمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں لکڑی کا ایک پیالہ رہتا تھا، جس میں شب کو گاہ و بے گاہ پیشاب کرلیا کرتے تھے اور اسے اپنی چارپائی کے نیچے رکھ دیتے تھے، آپ ایک مرتبہ (صبح) اُٹھے،

اس کو تلاش کیا تو وہاں نہیں ملا، اس کے بارے میں دریافت فرمایا، تو بتایا گیا کہ اس کو برہ نامی حضرت اُمِّ سلمہؓ کی خادمہ نے نوش کرلیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اس نے آگ سے بچاؤ کے لئے حصار بنالیا۔

یہ دونوں روایتیں مستند ہیں اور محدثین کی ایک بڑی جماعت نے ان کی تخریج کی ہے، اور اکابرِ اُمت نے ان واقعات کو بلانکیر نقل کیا ہے اور انہیں خصائصِ نبوی میں شمار کیا ہے۔

اَمرِ دوم:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات کے بارے میں اکابرِ اُمت کی تحقیق:

۱:...... حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمہ اللہ، فتح الباری "باب الماء الذی یغسل بہ شعر الانسان" (ج:۱ ص:۲۷۲ مطبوعہ لاہور) میں لکھتے ہیں:

"وقد تکاثرت الأدلة علٰی طھارة فضلاته، وعدّ الأئمة ذٰلک من خصائصه فلا یلتفت الٰی ما وقع فی کتب کثیر من الشافعیة مما یخالف ذٰلک، فقد استقر الأمر بین أئمتھم علی القول بالطھارة."

ترجمہ:...... "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات کے پاک ہونے کے دلائل حدِ کثرت کو پہنچے ہوئے ہیں، اور ائمہ نے اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں شمار کیا ہے، پس بہت سے شافعیہ کی کتابوں میں جو اس کے خلاف پایا جاتا ہے، وہ لائقِ التفات نہیں، کیونکہ ان کے ائمہ کے درمیان طہارت کے قول ہی پر معاملہ آن ٹھہرا ہے۔"

۲:...... حافظ بدرالدین عینیؒ نے عمدۃ القاری (ج:۲

ص:۳۵ مطبوعہ دارالفکر بیروت) میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات کی طہارت کو دلائل سے ثابت کیا ہے، اور شافعیہ میں سے جو لوگ اس کے خلاف کے قائل ہیں، ان پر بلیغ رَدّ کیا ہے، اور جلد:۲ صفحہ:۷۹ میں حضرت اِمام ابوحنیفہؒ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بول اور باقی فضلات کی طہارت کا قول نقل کیا ہے۔

۳:...... اِمام نوویؒ نے شرح مہذب (ج:۱ ص:۲۳۴) میں بول اور دیگر فضلات کے بارے میں شافعیہ کے دونوں قول نقل کرکے طہارت کے قول کو موجہ قرار دیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

”حديث شرب المرأة البول صحيح، رواه الدارقطنى، وقال: هو حديث صحيح، وهو كافٍ فى الاحتجاج لكل الفضلات قياسًا .... الخ.“

ترجمہ:...... ”عورت کے پیشاب پینے کا واقعہ صحیح ہے، اِمام دارقطنیؒ نے اس کو روایت کرکے صحیح کہا ہے، اور یہ حدیث تمام فضلات کی طہارت کے استدلال کے لئے کافی ہے۔“

۴:...... علامہ ابنِ عابدین شامیؒ لکھتے ہیں:

”صحّح بعض أئمة الشافعية طهارة بوله صلى الله عليه وسلم وسائر فضلاته، وبه قال أبو حنيفة كما نقله فى ”المواهب اللدنية“ عن شرح البخارى للعينى.“ (ردّالمحتار ج:۱ ص:۲۱۸، مطبوعہ کراچی)

ترجمہ:...... ”بعض اَئمہ شافعیہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بول اور باقی فضلات کی طہارت کو صحیح قرار دیا ہے، اِمام ابوحنیفہؒ بھی اسی کے قائل ہیں جیسا کہ مواہب لدنیہ میں علامہ عینیؒ کی شرحِ بخاری سے نقل کیا ہے۔“

۵:......مُلَّا علی قاریؒ ''جمع الوسائل شرح الشمائل'' (ج:۲ ص:۲ مطبوعہ مصر ۱۳۱۷ھ) میں اس پر طویل کلام کے بعد لکھتے ہیں:

''قال ابن حجر: وبهٰذا استدل جمع من أئمتنا المتقدمين وغيرهم علٰى طهارة فضلاته صلى الله عليه وسلم وهو المختار وفاقًا لجمع من المتأخرين فقد تكاثرت الأدلة عليه وعدة الأئمة من خصائصه صلى الله عليه وسلم.'' (جمع الوسائل شرح الشمائل ج:۲ ص:۲، مصر ۱۳۱۷ھ)

ترجمہ:......''ابنِ حجرؒ کہتے ہیں کہ: ہمارے ائمہ متقدمین کی ایک جماعت اور دیگر حضرات نے ان احادیث سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات کی طہارت پر استدلال کیا ہے، متأخرین کی جماعت کی موافقت میں بھی مختار ہے، کیونکہ اس پر دلائل بہ کثرت ہیں اور ائمہ نے اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں شمار کیا ہے۔''

۶:......اِمام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں:

''ثم مسألة طهارة فضلات الأنبياء توجد فى كتب المذاهب الأربعة.'' (فیض الباری ج:۱ ص:۲۵۰)

ترجمہ:......''فضلاتِ انبیاء کی طہارت کا مسئلہ مذاہبِ اَربعہ کی کتابوں میں موجود ہے۔''

۷:......محدث العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ لکھتے ہیں:

''وقد صرّح أهل المذاهب الأربعة بطهارة فضلات الأنبياء .... الخ.'' (معارف السنن ج:۱ ص:۹۸)

ترجمہ:......''مذاہبِ اَربعہ کے حضرات نے فضلاتِ انبیاء کے پاک ہونے کی تصریح کی ہے۔''

الحمدللہ! ان دونوں نکتوں کی وضاحت تو بقدرِ ضرورت ہوچکی، یہ واقعہ مستند ہے، اور مذاہبِ اَربعہ کے اَئمہ فقہاء نے ان احادیث کو تسلیم کرتے ہوئے فضلاتِ انبیاء علیہم السلام کی طہارت کا قول نقل کیا ہے، اس کے بعد اگر اعتراض کیا جائے تو اس کو ضعفِ ایمان ہی کہا جاسکتا ہے۔

اب ایک نکتہ محض تبرّعاً لکھتا ہوں، جس سے یہ مسئلہ قریب الفہم ہوجائے گا۔ حق تعالیٰ شانہ کے اپنی مخلوق میں عجائبات ہیں، جن کا ادراک بھی ہم لوگوں کے لئے مشکل ہے، اس نے اپنی قدرتِ کاملہ اور حکمتِ بالغہ سے بعض اَجسام میں ایسی محیر العقول خصوصیات رکھی ہیں جو دُوسرے اجسام میں نہیں پائی جاتیں۔ وہ ایک کیڑے کے لعاب سے ریشم پیدا کرتا ہے، شہد کی مکھی کے فضلات سے شہد جیسی نعمت ایجاد کرتا ہے، اور پہاڑی بکرے کے خون کو نافہ میں جمع کرکے مشک بنادیتا ہے، اگر اس نے اپنی قدرت سے حضراتِ انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسامِ مقدّسہ میں بھی ایسی خصوصیات رکھی ہوں کہ غذا ان کے اَبدانِ طیبہ میں تحلیل ہونے کے بعد بھی نجس نہ ہو بلکہ اس سے جو فضلات ان کے اَبدان میں پیدا ہوں وہ پاک ہوں، تو کچھ جائے تعجب نہیں، اہلِ جنت کے بارے میں سبھی جانتے ہیں کہ کھانے پینے کے بعد ان کو بول و براز کی ضرورت نہ ہوگی، خوشبودار ڈکار سے سب کھایا پیا ہضم ہوجائے گا، اور بدن کے فضلات خوشبودار پسینے میں تحلیل ہوجائیں گے، جو خصوصیت کہ اہلِ جنت کے اَجسام کو وہاں حاصل ہوگی، اگر حق تعالیٰ شانہ حضراتِ انبیائے کرام علیہم الصلوٰت والتسلیمات کے پاک اَجسام کو وہ خاصیت دُنیا ہی میں عطا کردیں تو بجا ہے، پھر جبکہ احادیث میں اس

کے دلائل بہ کثرت موجود ہیں، جیسا کہ اُوپر حافظ ابنِ حجرؒ کے کلام میں گزر چکا ہے، تو انبیائے کرام علیہم السلام کے اَجسام کو اپنے اُوپر قیاس کرکے ان کا انکار کردینا، یا ان کے تسلیم کرنے میں تأمل صحیح نہیں۔‘‘

اور اس پر چند مزید حوالوں کا اضافہ کرتا ہوں:

۱:...... اِمام بیہقیؒ نے سننِ کبریٰ میں کتاب النکاح کے ذیل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چند خصائص ذکر کئے ہیں، اسی سلسلے میں ایک باب کا عنوان ہے:

”باب ترکه الانکار علٰی من شرب بوله ودمه.“

ترجمہ:...... ’’جن حضرات نے آپ کا بول ودَم پیا، ان پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار نہ کرنا۔‘‘

اور اس کے تحت تین واقعات سند کے ساتھ ذکر کئے ہیں، حضرت اُمیمہؓ کا واقعہ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا واقعہ اور حضرت سفینہؓ کا واقعہ۔

۲:...... اُوپر ذکر کرچکا ہوں کہ اِمام حافظ نورالدین ہیثمیؒ نے بھی مجمع الزوائد میں ان واقعات کو خصائصِ نبوی میں ذکر کیا ہے۔

۳:...... اور حافظ جلال الدین سیوطیؒ نے خصائصِ کبریٰ میں یہ واقعات درج ذیل عنوان کے تحت ذکر فرمائے ہیں:

”باب اختصاصه صلی الله علیه وسلم بطهارة دمه وبوله وغائطه.“

ترجمہ:...... ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خصوصیت کا بیان کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات پاک تھے۔‘‘

۴:...... فقہِ شافعی کی کتاب ”نهاية المحتاج“ (ج:۱ ص:۲۴۲) میں ہے:

”وشمل کلامه نجاسة الفضلات من رسول الله صلی الله علیه وسلم وهو ما صححاه وحمل القائل بذٰلک الأخبار التی یدل ظاهرها للطهارة کعدم انکاره

صلی اللہ علیه وسلم شرب أمّ أیمن بوله علی التداوی، لٰکن جزم البغوی وغیره بطهارتها، وصححه القاضی وغیره، ونقله العمرانی عن الخراسانیین، وصححه السبکی والبارزی والزرکشی، وقال ابن الرفعة: انه الذی اعتقده وألقی اللہ به، وقال البلقینی: ان به الفتویٰ، وصححه القایانی، وقال: انه الحق، وقال الحافظ بن حجر: تکاثرت الأدلة علٰی ذٰلک وعدّه الأئمة فی خصائصه، فلا یلتفت الٰی خلافه، وان وقع فی کتب کثیر من الشافعیة، فقد استقر الأمر من أئمتهم علی القول بالطهارة، انتهٰی، وأفتٰی به الوالد رحمه اللہ تعالٰی وهو المعتمد۔" (نهایة المحتاج ج:۱ ص:۲۴۲)

ترجمہ:...... "اور مصنفؒ کا کلام شامل ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات کو، اور دونوں حضرات (یعنی رافعیؒ اور نوویؒ) نے اس قول کی تصحیح کی ہے، اور جو لوگ اس کے قائل ہیں انہوں نے ان احادیث کو جو بظاہر طہارت پر دلالت کرتی ہیں، جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمّ ایمن کے شربِ بول پر نکیر نہ کرنا، ان کو علاج پر محمول کیا ہے، لیکن اِمام بغویؒ وغیرہ نے قطعیت کے ساتھ فضلاتِ نبوی کو پاک قرار دیا ہے، اور قاضی وغیرہ نے اسی کو صحیح کہا ہے، اور عمرانی نے خراسانیوں سے اس کو نقل کرکے صحیح قرار دیا ہے، اور اِمام سبکیؒ، بارزیؒ اور زرکشی نے اسی کو صحیح قرار دیا، ابنِ رفعہؒ فرماتے ہیں کہ: میں یہی عقیدہ رکھتا ہوں اور اسی پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گا، علامہ بلقینیؒ فرماتے ہیں کہ: اسی پر فتویٰ ہے، اور قایانیؒ نے اسی کو صحیح کہا ہے اور فرمایا ہے کہ: یہی حق ہے، اور حافظ ابنِ حجرؒ فرماتے ہیں

کہ: اس پر دلائل بہ کثرت ہیں، اور ائمہ نے اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں شمار کیا ہے، پس اس کے خلاف کا قول لائقِ التفات نہیں، اگرچہ وہ بہت سے شافعیہ کی کتابوں میں درج ہوا ہے، کیونکہ ائمہ شافعیہ کے نزدیک معاملہ طہارت کے قول پر آٹھہرا ہے۔ میرے والد ماجد (شیخ شہاب الدین رملی) رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسی پر فتویٰ دیا ہے اور یہی لائقِ اعتماد ہے۔''

۵:......اور فقہِ شافعی کی کتاب ''مغنی المحتاج'' (ج:۱ ص:۷۹) میں ہے:

''وھٰذہ الفضلات من النبی صلی اللہ علیہ وسلم طاھرۃ کما جزم بہ البغوی وغیرہ، وصححہ القاضی وغیرہ، وأفتیٰ بہ شیخی خلافًا لما فی الشرح الصغیر، والتحقیق من النجاسۃ لأن برکۃ الحبشیۃ شربت بولہ صلی اللہ علیہ وسلم، فقال: ''لن تلج النار بطنک'' صححہ الدارقطنی، وقال أبو جعفر الترمذی: دم النبی صلی اللہ علیہ وسلم طاھر، لأن أبا طیبۃ شربہ وفعل مثل ذٰلک ابن الزبیر وھو غلام حین أعطاہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم دم حجامتہ لیدفنہ فشربہ، فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم: من خالط دمہ دمی لم تمسّہ النار.'' (مغنی المحتاج ج:۱ ص:۷۹)

ترجمہ:...... ''اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ فضلات پاک تھے، جیسا کہ اِمام بغویؒ وغیرہ نے قطعیت کے ساتھ یہ فیصلہ فرمایا ہے، اور قاضیؒ وغیرہ نے اسی کو صحیح قرار دیا ہے، اور میرے شیخ (شہاب رملیؒ) نے اسی پر فتویٰ دیا ہے، بخلاف اس کے جو شرح صغیر اور تحقیق میں نجاست کا قول ذکر کیا ہے، کیونکہ برکہ حبشیہ

فہرست

نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بول نوش کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''تیرا پیٹ آگ میں داخل نہ ہوگا'' اس حدیث کو اِمام دارقطنیؒ نے صحیح کہا ہے، ابوجعفر ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خون پاک تھا، کیونکہ ابوطیبہ رضی اللہ عنہ نے اس کو نوش کیا اور حضرت ابنِ زبیرؓ نے بھی یہی کیا جبکہ وہ نوعمر لڑکے تھے، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگیاں لگوا کر ان کو وہ خون دفن کرنے کے لئے دیا تو انہوں نے پی لیا، اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا: جس کے خون میں میرا خون مل گیا اس کو آتشِ دوزخ نہیں پہنچے گی۔''

۶:...... فقہِ مالکی کی کتاب ''منح الجلیل شرح مختصر الخلیل'' (ج:۱ ص:۵۴) میں ہے:

''اِلَّا الأنبياء عليهم الصلاة والسلام فضلتهم طاهرة ولو قبل بعثتهم لاصطفاءهم واستنجاءهم كان للتنظيف والتشريع.''

ترجمہ:...... ''(آدمی کے فضلات ناپاک ہیں) سوائے انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے، کہ ان کے فضلات پاک ہیں، خواہ ان کی بعثت سے قبل ہو، بوجہ ان کے برگزیدہ ہونے کے، اور ان کا اِستنجا کرنا تنظیف وتشریع کے لئے تھا۔''

اکابرِ اُمت کی اس قسم کی تصریحات بے شمار ہیں، ان کے مقابلے میں تابش مہدی جیسے لوگوں کی رائے کی کیا قیمت ہے؟ اس کا فیصلہ ہر شخص کرسکتا ہے...!

اور جب یہ معلوم ہوچکا کہ طہارتِ فضلات، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی خصوصیت ہے جس پر بقول حافظ الدنیا ابنِ حجرؒ ''بہ کثرت دلائل جمع ہیں'' اور مذاہبِ اَربعہ کے ائمہ ومحققین اس کے قائل ہیں، تو اس مسئلے پر عمومات سے استدلال کرنا صحیح نہیں، بلکہ قادیانیوں کی سی جہل آمیز حرکت ہے، وہ لوگ بھی عمومات سے استدلال کرکے حضرت عیسیٰ

علیٰ نبینا وعلیہ والصلوٰۃ والسلام کی خصوصیت، بن باپ پیدائش اور رفعِ آسمانی کا انکار کیا کرتے ہیں۔ افسوس ہے کہ تابش مہدی بھی بزعمِ خود قرآن سے استدلال کرتے ہوئے جہلِ مرکب کے اسی گڑھے میں گر رہے ہیں، جس میں ان سے پہلے بہت لوگ گر چکے ہیں۔

۴:...... ہزار رکعت پڑھنے کا واقعہ:

حضرتِ شیخ نوّر اللہ مرقدہٗ نے ایک بزرگ کا واقعہ نقل کیا ہے کہ وہ ایک ہزار رکعت کھڑے ہوکر اور ایک ہزار رکعت بیٹھ کر پڑھا کرتے تھے۔ تابش مہدی ہمیں منٹوں کا حساب لگا کر بتاتے ہیں کہ چوبیس گھنٹے کے محدود وقت میں یہ کیونکر ممکن ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ حضراتِ انبیاء علیہم السلام کے معجزات اور حضراتِ اولیاء اللہ کی کرامات کے واقعات کو محض عقلی ڈھکوسلوں اور ریاضی کے حسابات کے ذریعہ جھٹلانا عقل مندی نہیں، بلکہ عقلیت کا ہیضہ ہے۔

مسلمان جس طرح انبیائے کرام علیہم السلام کے معجزات کو برحق مانتے ہیں، اسی طرح ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ:

”کرامات الأولياء حق.“

ترجمہ:...... ”اولیاء اللہ کی کرامات برحق ہیں۔“

جو خارقِ عادت اَمر کسی نبیٔ برحق کے ہاتھ پر ظاہر ہو، وہ ”معجزہ“ کہلاتا ہے، اور جو کسی ولی اللہ کے ہاتھ پر ظاہر ہو اسے ”کرامت“ کہا جاتا ہے۔

اِمامِ اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ ”الفقہ الاکبر“ میں فرماتے ہیں:

”والآيات للأنبياء والكرامات للأولياء حق.“

ترجمہ:...... ”انبیائے کرام علیہم السلام کے معجزات و نشانات اور اولیاء کی کرامتیں برحق ہیں۔“

شیخ علی قاریؒ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

”والآيات أي خوارق العادات المسمّاة بالمعجزات للأنبياء والكرامات للأولياء حقٌّ أي ثابت

بالکتاب والسُّنّة ولا عبرة بمخالفة المعتزلة وأهل البدعة فی انکار الکرامة، والفرق بینهما أن المعجزة أمر خارق للعادة کاحیاء میّت واعدام جیل علٰی وفق التحدّی وهو دعوی الرسالة .... والکرامة خارق للعادة اِلَّا أنّها غیر مقرونة بالتحدّی وهو کرامة للولی وعلامة لصدق النبی فان کرامة التابع کرامة المتبوع."

(شرح فقہ اکبر ص:۹۵ مطبوعہ مجتبائی دہلی، ۱۳۴۸ھ)

ترجمہ:...... "انبیاء علیہم السلام کی آیات یعنی وہ خارقِ عادت اُمور جن کو معجزات کہا جاتا ہے اور اولیاء کی کرامات برحق ہیں، اور معتزلہ اور اہلِ بدعت جو کرامت کے منکر ہیں، ان کی مخالفت کا کوئی اعتبار نہیں اور معجزہ و کرامت کے درمیان فرق یہ ہے کہ "معجزہ" وہ خارقِ عادت اَمر ہے جو بطور تحدی یعنی دعوائے رسالت و نبوّت کے ساتھ ہو، جیسے کسی مردے کو زندہ کردینا، یا کسی جماعت کو ہلاک کردینا، اور "کرامت" خارقِ عادت اَمر کو کہتے ہیں، مگر وہ تحدی کے ساتھ مقرون نہیں ہوتی اور (ایسا خارقِ عادت، جو کسی ولی کے ہاتھ پر ظاہر ہو) وہ ولی کی کرامت ہے اور اس کے متبوع نبی کے سچا ہونے کی علامت ہے، کیونکہ جو چیز تابع کے لئے موجبِ شرف و کرامت ہو، وہ اس کے متبوع کے لئے بھی شرف و کرامت ہے۔"

اِمام طحاویؒ اپنے عقیدہ میں (جو تمام اہلِ سنت کے یہاں مُسلَّم ہے) لکھتے ہیں:

"ونؤمن بما جاء من کراماتهم وصح عن الثقات من روایاتهم."

ترجمہ:...... "اور اولیاء اللہ کی کرامت کے جو واقعات منقول ہیں، اور ثقہ راویوں کی روایات سے صحیح ثابت ہیں، ہم ان پر

ایمان رکھتے ہیں۔‘‘

اس کے حاشیہ میں شیخ محمد بن مانع لکھتے ہیں:

’’کرامات الأولیاء حق ثابتة بالکتاب والسُّنّة وھی متواترة لا ینکرھا اِلَّا أھل البدع کالمعتزلة ومن نحا نحوھم من المتکلمین، وقد ضلّل أھل الحق من أنکرھا، لأنہ بانکارہ صادم الکتاب والسُّنّة ومن عارضھما وصادمھما برأیہ الفاسد وعقلہ الکاسد فھو ضالٌّ مبتدع.‘‘

(العقیدة الطحاویة ص:۲۴، مطبوعہ دائرۃ المعارف الاسلامیہ، آسیا آباد، بلوچستان)

ترجمہ:...... ’’اولیاء اللہ کی کرامتیں برحق ہیں، کتاب و سنت سے ثابت ہیں، اور یہ متواتر ہیں، ان کے منکر صرف اہلِ بدعت ہیں جیسے معتزلہ قسم کے متکلمین، اور اہلِ حق منکرِ کرامات کو گمراہ قرار دیتے ہیں، کیونکہ وہ اپنے اس انکار سے کتاب وسنت سے ٹکراتا ہے، اور جو شخص اپنی فاسد رائے اور کھوٹی عقل کے ذریعہ کتاب وسنت سے ٹکراؤ اور مقابلہ کرے، وہ گمراہ اور مبتدع ہے۔‘‘

عقیدہ نسفیہ میں اولیاء اللہ کی کرامات کی مثالیں ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

’’وکرامات الأولیاء حق فتظھر الکرامة علٰی طریق نقض العادة للرلی من قطع المسافة البعیدة فی المدة القلیلة وظھور الطعام والشراب واللباس عند الحاجة والمشی علی الماء والطیران فی الھواء وکلام الجماد والعجماء واندفاع المتوجه من البلاء وکفایة المھم عن الأعداء وغیر ذٰلک من الأشیاء.‘‘

(شرح عقائد نسفی ص:۱۴۴، ومابعد)

ترجمہ:...... ''اور اولیاء اللہ کی کرامات برحق ہیں، پس ولی کے لئے بطورخرقِ عادت کے کرامت ظاہر ہوتی ہے، مثلاً: قلیل مدّت میں طویل مسافت طے کرلینا، بوقتِ حاجت غیب سے کھانے، پانی اور لباس کا ظاہر ہوجانا، پانی پر چلنا، ہوا میں اُڑنا، جمادات و حیوانات کا گفتگو کرنا، آنے والی مصیبت کا ٹل جانا، دُشمنوں کے مقابلے میں مہمات کی کفایت ہونا وغیرہ وغیرہ۔''

معجزہ وکرامت کی ایک صورت یہ ہے کہ معمولی کھانا یا پانی بہت سے لوگوں کو کافی ہوجائے، احادیث میں اس کے متعدّد واقعات مذکور ہیں، اور اولیاء اللہ کے سوانح میں بھی یہ چیز تواتر کے ساتھ منقول ہے، اور جس طرح معجزہ وکرامت کے طور پر کھانے پینے کی چیز میں خارقِ عادت برکت ہوجاتی ہے، اسی طرح وقت میں بھی ایسی خارقِ عادت برکت ہوجاتی ہے کہ عقل وقیاس کے تمام پیمانے ٹوٹ جاتے ہیں، ایسی خارق عادت برکت کی ایک مثال معراج شریف کا واقعہ ہے۔

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج پر تشریف لے گئے تو طویل مسافت طے کرکے پہلے مکہ مکرّمہ سے بیت المقدس پہنچے، وہاں انبیائے کرام علیہم السلام کی اِمامت فرمائی، پھر وہاں سے آسمانوں پر تشریف لے گئے اور آسمانوں سے بھی اُوپر لامکاں تک پہنچے، جنت ودوزخ کی سیر فرمائی، اب اگر ان تمام اُمور کو عقل وقیاس کے پیمانوں سے ناپا جائے تو ان واقعاتِ معراج کے لئے اربوں کھربوں سال کا عرصہ درکار ہے، لیکن قدرتِ خداوندی سے یہ سب کچھ رات کے ایک حصے میں ہوا، اسی طرح اگر بطورخرقِ عادت اللہ تعالیٰ نے کسی مقبول بندے کے اوقات میں غیرمعمولی برکت فرمادی ہو اور اس نے محدود وقت میں دو ہزار رکعتیں پڑھ لی ہوں، تو محض عقلی موشگافیوں کے ذریعے انکار وہی شخص کرسکتا ہے جو انبیائے کرام علیہم السلام کے معجزات کا اور حضراتِ اولیاء اللہ رحمہم اللہ کی کرامات کا منکر ہے، اور جیسا کہ اُوپر معلوم ہوا ایسا شخص زمرۂ اہلِ سنت سے خارج ہے۔

جناب تابش مہدی صاحب بزعمِ خود جرح وتعدیل کے اسلحے سے مسلح ہوکر حضرتِ

شیخ نوّراللہ مرقدہٗ کے خلاف نبرد آزمائی کے لئے نکلے تھے، لیکن حضرتِ شیخ نوّراللہ مرقدہٗ کی کرامت دیکھئے کہ وہ راہ بھول کر اہلِ باطل اور اہلِ بدعت کی صف میں جا کھڑے ہوئے:

وہ شیفتہ کہ دُھوم تھی حضرت کے زُہد کی!
میں کیا کہوں کہ رات مجھے کس کے گھر ملے؟

حضرت اِمام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور دیگر بہت سے اکابر کے کثرتِ عبادت کے واقعات تواتر کے ساتھ منقول ہیں، لیکن بہت سے عقلیت گزیدہ حضرات تابش مہدی کی طرح ان کو محض اپنی عقل کے زور سے رَدّ کیا کرتے ہیں، اور شاید یہ بیچارے اپنی ذہنی و فکری پرواز کے لحاظ سے معذور بھی ہیں، کیونکہ:

"فکر ہر کس بقدرِ ہمت اوست"

شپرہ چشم اگر آفتاب کے وجود کا انکار کرے تو اس کو معذور سمجھنا چاہئے، لیکن جن لوگوں کو معلوم ہے کہ حق تعالیٰ شانہ کا معاملہ ان کے خاص بندوں کے ساتھ وہ نہیں ہوتا، جو ہم جیسوں کے ساتھ ہوا کرتا ہے، وہ ایسے واقعات کے اِنکار کی جرأت نہیں کرتے...!

تبلیغی جماعت کا فیضان، ایک سوال کا جواب

س...... آپ کی خدمتِ اقدس میں ایک پرچہ بنام "تبلیغی جماعت، احادیث کی روشنی میں" جو طیبہ مسجد کے مولانا نے کسی شخص ریاض احمد کے نام سے بٹوایا ہے، پیشِ خدمت ہے، اس میں من جملہ اور باتوں کے تیسری حدیث میں تحریر کیا ہے: "انہیں جہاں پانا قتل کردینا کہ قیامت کے دن ان کے قاتل کے لئے بڑا اَجر و ثواب ہے۔" (بخاری جلد:۲ ص:۱۰۲۴)

ایک بات عرضِ خدمت ہے کہ واقعی بعض حضرات اس جماعت کے بہت جلد مشتعل ہوجاتے ہیں اور بجائے کسی اعتراض اور سوال کے جواب دینے کے یا قائل کرنے کے ہاتھا پائی اور حد یہ ہے کہ گالی گلوچ پر بھی اُتر آتے ہیں۔ دُوسرے یہ کہ لوگ کافی حد تک صرف کتاب پڑھنا اوّلین فرض سمجھتے ہیں، مگر عملی زندگی میں اِکرامِ مسلم وغیرہ سے تعلق نہیں، یہ سنی سنائی بات نہیں بلکہ میرا ذاتی مشاہدہ ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ یہ لوگ برسہا برس

فہرست

لگالیں گے مگر چھ نکات سے آگے نہیں نکلتے، اور صرف تبلیغی نصاب ہی پڑھتے ہیں، قرآنِ پاک سے استفادہ نہیں کرتے، جبکہ مسلمان کے لئے قرآنِ کریم ہی سب کچھ ہے، جس کی تشریحات احادیثِ نبوی سے ملتی ہیں، ان سے جب قرآن پاک کا ذکر کرو تو کہتے ہیں کہ: ''صحابہ کرامؓ نے پہلے ایمان سیکھا، پھر قرآن'' اور یہ لوگ برسہابرس لگانے کے بعد بھی ایمان ہی سکھاتے رہتے ہیں، قرآن پر کبھی نہیں آتے، بلکہ کئی لوگ اس پر مشتعل ہوگئے اور لڑنے لگے۔ گو میں تبلیغی جماعت سے تقریباً دس سال سے منسلک ہوں، مگر کچھ عرصے سے میرا دِل اس جماعت سے ہٹ سا گیا ہے، خصوصاً اب اس پرچے کی روشنی میں بالکل دوراہے پر کھڑا ہوں۔ براہِ کرم رہنمائی فرمائیں، اس پر تفصیلی روشنی ڈالیں تاکہ میں فیصلہ کرسکوں کہ کونسا راستہ ٹھیک ہے اور یہ احادیث کن لوگوں کے لئے ہیں؟

ج…… تبلیغی جماعت کے بارے میں جناب ریاض احمد صاحب کا جو اِشتہار آپ نے بھیجا ہے، اس قسم کی چیزیں تو میری نظر سے پہلے بھی گزرتی رہی ہیں، ان کا تو براہِ راست تبلیغی جماعت پر نہیں بلکہ علمائے دیوبند پر اعتراض ہے، جس کو وہ ''دیوبندی فتنہ'' سے تعبیر کرتے ہیں، نعوذ باللہ! حالانکہ حضراتِ علمائے دیوبند سے اللہ تعالیٰ نے دِینی خدمات کا جو کام گزشتہ صدی میں لیا ہے وہ ہر آنکھوں والے کے سامنے ہے۔ جو احادیث شریفہ ریاض احمد صاحب نے نقل کی ہیں، شراحِ حدیث کا اتفاق ہے کہ وہ ان خوارج کے متعلق ہیں جنھوں نے حضرت علی کرّم اللہ وجہہ کے زمانے میں ان کے خلاف خروج کیا تھا اور وہ حضرت عثمان، حضرت علی اور دیگر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نعوذ باللہ بُرے الفاظ سے یاد کرتے تھے۔ علمائے دیوبند کا یا تبلیغی جماعت کا ان سے رشتہ جوڑنا، اور خوارج کے بارے میں جو اَحادیث وارِد ہیں ان کو نہ صرف عام مسلمانوں پر، بلکہ اکابر اولیاء اللہ (حضرت قطب العالم مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، حکیم الاُمت مولانا اشرف علی تھانویؒ، حضرتِ اقدس مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ، حضرتِ اقدس مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ، شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، حضرتِ اقدس مولانا مفتی محمد شفیعؒ، حضرتِ اقدس مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ، حضرتِ شیخ مولانا محمد زکریا مہاجرِ مدنیؒ وغیرہم) پر چسپاں کرنا، نہایت ظلم

فہرست

ہے۔ ان اکابر کی زندگیاں علومِ نبوّت کی نشر و اِشاعت اور ذکرِ اِلٰہی کو قلوب میں راسخ کرنے میں گزریں، تمام فتنوں کے مقابلے میں یہ حضرات سینہ سپر رہے اور دِین میں کسی ادنیٰ تحریف کو انہوں نے کبھی برداشت نہیں کیا۔ یہ حضرات خود اِتباعِ سنت کے پتلے تھے اور اپنے متعلقین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و آداب پر مرمٹنے کی تعلیم دیتے تھے۔ جن لوگوں کو ان اکابرؒ کی خدمت میں حاضری کی کبھی توفیق نہیں ہوئی، وہ تو بے چارے جو چاہیں کہتے پھریں، لیکن جن لوگوں کو خود برسہا برس تک ان اکابرؒ کی خفی و جلی محفلوں میں حاضری میسر آئی ہو، وہ ان کے تمام اَحوال و کوائف کے چشم دید گواہ ہیں، ان کو معلوم ہے کہ یہ حضرات کیا تھا؟ بہرحال کفار و منافقین کے بارے میں جو آیات و احادیث آئی ہیں، ان کو اولیاء اللہ پر چسپاں کرنا ظلمِ عظیم ہے اور یہ ظلم ان اکابرؒ پر نہیں، کہ وہ تو جس ذاتِ عالی کی رضا پر مرمٹے تھے اس کی بارگاہ میں پہنچ چکے ہیں، ان کو اَب کسی کی مدح و ذم کا کوئی فائدہ یا نقصان نہیں، جو لوگ ان اکابرؒ پر طعن کرتے ہیں وہ خود اپنی عاقبت خراب کرتے ہیں اور اپنی جان پر ظلم کرتے ہیں۔ حضرت صدیقِ اکبر اور حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہما کو لوگ کیا کیا نہیں کہتے؟ مگر لوگوں کی بدگوئی کا ان اکابرؓ کو کیا نقصان ہے؟ یہ دونوں اکابرؓ آج تک صحبتِ نبوی کے مزے لوٹ رہے ہیں، لیکن بدگوئی کرنے والوں کو اس سے بھی عبرت نہیں ہوتی۔ یہی سنت اکابرِ دیوبند میں بھی جاری ہوئی، یہ اکابرؒ حق تعالیٰ شانہ کی رضا و رحمت کی آغوش میں جاچکے ہیں، اور ان کی بدگوئی کرنے والے مفت میں اپنا ایمان برباد کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے حال پر رحم فرمائیں۔

رہا آپ کا یہ ارشاد کہ: ''تبلیغ والے کسی سوال کا جواب دینے کے بجائے ہاتھا پائی یا گالی گلوچ پر اُتر آتے ہیں''، ممکن ہے آپ کو ایسے لوگوں سے سابقہ پڑا ہو، لیکن اس ناکارہ کو قریباً چالیس برس سے اکابرِ تبلیغ کو دیکھنے اور ان کے پاس بیٹھنے اور ان کی باتیں سننے کا موقع مل رہا ہے، میرے سامنے تو کوئی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا۔

اور آپ کا یہ ارشاد کہ: ''تبلیغ والے چھ نمبروں سے نکلتے اور دِین کی دُوسری مہمات کی طرف توجہ نہیں دیتے''، یہ بھی کم از کم میرے مشاہدے کے تو خلاف ہے، ہزاروں

مثالیں تو میرے سامنے ہیں کہ تبلیغ میں لگنے سے پہلے وہ بالکل آزاد تھے، اور تبلیغ میں لگنے کے بعد انہوں نے نہ صرف خود قرآنِ کریم پڑھا، بلکہ اپنی اولاد کو بھی قرآن مجید حفظ کرایا اور انگریزی پڑھانے کے بجائے انہیں دِینی تعلیم میں لگایا، دِینی مدارس قائم کئے، مسجدیں آباد کیں، حلال و حرام اور جائز و ناجائز کی ان کے دِل میں فکر پیدا ہوئی، اور وہ ہر چھوٹی بڑی بات میں دِینی مسائل دریافت کرنے لگے۔ بہت ممکن ہے کہ بعض کچے قسم کے لوگوں سے کوتاہیاں ہوتی ہوں، لیکن اس کی ذمہ داری تبلیغ پر ڈال دینا، ایسا ہی ہوگا کہ مسلمانوں کی بدعملیوں کی ذمہ داری اسلام پر ڈال کر نعوذ باللہ اسلام ہی کو بدنام کیا جانے لگے۔ جس طرح ایک مسلمان کی بدعملی یا کوتاہی اسلام پر صحیح عمل نہ کرنے کی وجہ سے ہے، نہ کہ نعوذ باللہ اسلام کی وجہ سے، اسی طرح کسی تبلیغ والے کی کوتاہی یا بدعملی بھی تبلیغ کے کام کو پوری طرح ہضم نہ کرنے کی وجہ سے ہوسکتی ہے، نہ کہ خود تبلیغی کام کی وجہ سے، اور لائقِ ملامت اگر ہے تو وہ فرد ہے، نہ کہ تبلیغ۔

آپ نے لکھا ہے کہ آپ تقریباً دس سال سے تبلیغ سے منسلک ہیں، مگر اب آپ کا دِل اس سے ہٹ گیا ہے، یہ تو معلوم نہیں کہ دس سال تک آپ نے تبلیغ میں کتنا وقت لگایا؟ تاہم دِل ہٹ جانے کی ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ تبلیغ جیسے اُونچے کام کے لئے اُصولوں اور آداب کی رعایت کی ضرورت ہے، وہ آپ سے نہیں ہوسکی، اس صورت میں آپ کو اَپنی کوتاہی پر توبہ و اِستغفار کرنا چاہئے اور یہ دُعا بہت ہی اِلحاح و زاری کے ساتھ پڑھنی چاہئے:

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ عَنِ الْحُوْرِ بَعْدَ الْکُوْرِ،
رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَةً اِنَّکَ أَنْتَ الْوَھَّابُ."

خواب کی حقیقت اور اس کی تعبیر

خواب کی حقیقت اور اس کی تعبیر

س…… آپ سے ایک ایسا مسئلہ دریافت کرنا ہے جو کہ میرے ذہن میں عرصے سے کھٹک رہا ہے، اور وہ یہ ہے کہ: الف:- خواب کی شریعت میں کیا حیثیت ہے؟ ب:- کیا یہ صحیح ہے کہ بعض خواب بشارت ہوتے ہیں اور بعض خواب شیطانی وسوسہ سے پیدا ہوتے ہیں؟ ج:- نیز یہ کہ کیا خواب کی تعبیر ہم علمائے کرام سے یا کسی اور سے معلوم کرسکتے ہیں؟

ج…… خواب شرعاً حجت نہیں، اچھا خواب مؤمن کے لئے بشارت کا درجہ رکھتا ہے، اس کی تعبیر کسی سمجھ دار، نیک آدمی سے معلوم کرنی چاہئے جو فنِ تعبیر کا ماہر ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی حقیقت

س…… پچھلے دنوں میرے ایک دوست سے گفتگو کے دوران اس نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بھی کسی صحابیؓ یا ازواجِ مطہراتؓ کے خواب میں تشریف نہیں لائے، تو کوئی یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے خواب میں تشریف لائے ہیں۔ اس بات سے ہم پریشان ہیں کہ آیا پھر ہم جو پڑھتے ہیں کہ فلاں بزرگ کے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں، کہاں تک صداقت ہے؟

ج…… آپ کے اس دوست کی یہ بات ہی غلط ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کسی صحابی کے خواب میں تشریف نہیں لائے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانے کے متعدّد واقعات موجود ہیں۔ خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت برحق ہے، صحیح حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

”من رآنی فی المنام فقد رآنی، فان الشیطان لا

یتمثل فی صورتی. متفق علیه.“ (مشکوٰۃ ص:۳۹۴)

ترجمہ:......”جس نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے سچ مچ مجھے ہی دیکھا، کیونکہ شیطان میری شکل میں نہیں آسکتا۔“

(صحیح بخاری وصحیح مسلم)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جو لوگ خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے منکر ہیں، وہ اس حدیث شریف سے ناواقف ہیں۔ خواب میں زیارتِ شریفہ کے واقعات اس قدر بے شمار ہیں کہ اس کا انکار ممکن نہیں۔

خواب میں قیامت کا دیکھنا

س......میں کم از کم ایک مہینے یا دو مہینے کے بعد ہر دفعہ خواب میں یومِ حشر دیکھتا رہتا ہوں اور اپنے آپ کو خسارے میں پاتا ہوں۔ پچھلے دنوں ایک حیرت انگیز اور غم ناک خواب دیکھا، دیکھتا ہوں کہ لوگوں میں ہلچل مچی ہوئی ہے، میں بہت گھبرایا ہوا ہوں اور ایک سرخ رنگ کی موٹر کار ہے، جس میں ہمارے کالونی کے عالم سوار ہیں، میرے ایک چچا بھی ان کے ساتھ سوار ہیں، وہ میرے پاس سے گزرے، میں نے بیٹھنے کے لئے عالم سے بہت منّت کی، مگر انہوں نے مجھے ایک دریا کے کنارے چھوڑ دیا جہاں یومِ حشر تھا، اور کار میں سوار نہ ہونے دیا۔ چچا نے بھی اس کی بہت منّت کی کہ اس کو بیٹھنے کے لئے جگہ دے دیں، مگر انہوں نے کہا کہ یہ بہت گناہگار ہے اس لئے وہیں چھوڑ دو۔ میں نے کار کے پیچھے دیکھا اور خوب رویا۔ اس سے پہلے بھی میں نے بہت سے خوابوں میں قیامت دیکھی ہے، آپ سے یہ درخواست ہے کہ میں کیا کروں؟ کچھ حل فرمائیے، اس خواب میں قیامت سے کیا مراد ہوسکتی ہے؟

ج......خواب میں قیامت کا منظر دیکھنا مبارک ہے، مگر حق تعالیٰ شانہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ آپ اللہ تعالیٰ کے کسی نیک بندے سے اپنا تعلق جوڑ لیں، اِن شاء اللہ آپ کی پریشانی کی کیفیت ختم ہوجائے گی۔

خواب میں والدین کی ناراضگی کا مطلب

س......میرے والدین کا انتقال ہوچکا ہے، اس کے بعد سے آج تک جہاں مجھے نیند آئی،

میرے والدین کسی اَن جانی رُوح کو ہمراہ لے کر میرے خواب میں دِکھائی دیتے ہیں، ان رُوحوں کی مسلسل خواب میں آمد نے مجھے ذہنی طور پر پریشان کردیا ہے، کبھی ہمارے ابو کسی پر ناراض ہوتے دِکھائی دیتے ہیں۔ ہم چھ بہنیں تین بھائی ہیں۔ مولانا صاحب! لوگ کہتے ہیں: ''کوئی گھر میں فوت ہونے والا ہوتا ہے تو یہ رُوحیں مرنے والوں کو لینے آتی ہیں'' لیکن میں تو بارہ ماہ اپنے والدین کی رُوحوں کو کسی غیر رُوح کے ہمراہ خواب میں دیکھتی ہوں، میں باقاعدہ پانچ وقت نماز پڑھتی ہوں، تلاوت بھی کرتی ہوں، ثواب بھی ان کی رُوح اور کل رُوحوں کو پیش کرتی ہوں۔ خدا کے لئے اس کا جواب ضروری عنایت کیجئے، میں سوچ سوچ کر پریشان ہوچکی ہوں۔

ج...... یہ خیال بالکل غلط ہے کہ اگر کوئی مرنے والا ہوتا ہے تو فوت شدہ لوگ مرنے والے کو لینے آتے ہیں، آپ کو خواب میں جو والدین کی زیارت کثرت سے ہوتی ہے، یہ آپ کی نہایت محبت کی علامت ہے، لوگ تو اپنے والدین کی خواب میں زیارت کے لئے ترستے ہیں اور آپ اپنی ناواقفی کی وجہ سے اس سے پریشان ہیں۔ آپ کے ابو کا ناراض دِکھائی دینا بھی آپ لوگوں کی اصلاح و تربیت کے لئے ہے۔ بہرحال آپ لوگوں کو اس سے پریشان ہرگز نہیں ہونا چاہئے، البتہ خلافِ شریعت کاموں کو ترک کرنے کا اہتمام کرنا چاہئے، اور اپنے والدین کے لئے دُعائے اِستغفار کرتے رہنا چاہئے۔

خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ضروری نہیں

س...... میں حضور علیہ السلام کا خواب میں دیدار کرنا چاہتا ہوں، طریقہ یا وظیفہ کیا ہوگا؟

ج...... خواب میں دیدار بہت ہی محمود ہے، لیکن اگر کسی کو عمر بھر نہ ہو، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اَحکام پر پورا پورا عمل کرتا ہو، اِن شاء اللہ معنوی تعلق اس کو حاصل ہے، اور یہی مقصودِ اعظم ہے، اور اس کا طریقہ اتباعِ سنت اور کثرت سے دُرود شریف پڑھنا ہے۔

کھیل کود

کھیل کا شرعی حکم

س……پچھلے دنوں بھارت کی کرکٹ ٹیم پاکستان کے دورے پر آئی ہوئی تھی، جس میں سیّد مجتبیٰ کرمانی بھارت کے وکٹ کیپر ہیں، اور وہ مسلمان ہیں، اور وہ مسلمانوں کے خلاف ہی کھیل رہے ہیں، کیا یہ جائز ہے؟ اور اگر جائز ہے تو کس لحاظ سے؟

ج……ایسا کھیل تماشا اور لہو ولعب کہ جس سے نماز تک فوت ہوجاتی ہو، خود حرام ہے، خواہ مسلمان کے خلاف کھیلے یا کافر کے خلاف…!

تاش کی شرط کے پھل وغیرہ کا شرعی حکم

س……تاش پر پیسے لگاکر لوگ جوا کھیلتے ہیں، جو کہ حرام ہے، اسلام میں کسی بھی معاملے میں شرط حرام ہے، مسئلہ یہ ہے کہ تاش پر پیسوں کی بجائے پھل فروٹ وغیرہ لگاکر کھیلا جائے تو کیا وہ پھل وفروٹ بھی حرام ہے؟ نیز حرام کھانے والوں کے متعلق اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے وہ بھی لکھ دیں تو آپ کی بڑی نوازش ہوگی، کیونکہ میں جس جگہ رہتا ہوں وہاں پر یہ عمل کثرت سے ہوتے ہیں، کیا ایسے پھل سے روزہ اِفطار کرنا جائز ہے؟

ج……جس طرح تاش پر روپے پیسے کی شرط باندھنا حرام اور جوا ہے، اسی طرح پھل فروٹ یا کسی دُوسری چیز کی شرط بھی حرام ہے اور جوا ہے، اور ایسے پھل فروٹ سے روزہ کھولنا ایسا ہی ہے کہ کوئی شخص دن بھر روزہ رکھے اور شام کو کتے یا خنزیر کے گوشت سے روزہ کھولے، کیونکہ جس طرح کتے اور خنزیر کا گوشت نجس اور حرام ہے، اسی طرح جوا اور سود بھی نجس اور حرام ہے۔

کیرم بورڈ اور تاش کھیلنا

س…… کیرم بورڈ، لڈو اور تاش بغیر شرط کے ساتھ کھیلنا کیسا ہے؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ: ''ہم وقت پاس کرنے کے لئے یہ کھیلتے ہیں'' اور جو آدمی ہار جاتا ہے تو وہ ان کو بوتل یا چائے پلاتا ہے۔ یہ اسلام کی رُو سے جائز ہے یا نہیں؟

ج…… تاش اور اس قسم کے دُوسرے کھیل خواہ شرط باندھے بغیر ہوں، اِمام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ناجائز اور مکروہِ تحریمی ہیں، اور ہارنے والے سے بوتل یا چائے پینا حرام ہے۔

گھٹنوں سے اُوپر کا حصہ ننگا ہونے کے ساتھ کھیلنا

س…… ہمارے بچوں کو کھیلوں کے دوران وردی پہننا لازمی ہوتا ہے، اب بعض جوان بھی ہوتے ہیں، ان کے لئے وردی پہننے کا کیا حکم ہے کہ ان کے ستر ننگے ہوتے ہیں؟

ج…… ناف سے گھٹنوں تک کا حصہ ستر میں داخل ہے، اور ستر کا کھولنا حرام ہے، اوّل تو کھیل ہی کوئی فرض و واجب یا سنت و مستحب نہیں کہ اس کے لئے حرامِ شرعی کا ارتکاب کیا جائے، اور اگر کھیلنا ہی ہو تو وردی ایسی تجویز کی جائے جس سے ستر ڈھک جائے، بہرحال ستر کا کھولنا حرام اور ناجائز ہے۔

کرکٹ کھیلنا شرعاً کیسا ہے؟

س…… ہم نوجوانوں میں کرکٹ ایک وبا کی صورت میں پھیل گئی ہے، خاص کر کراچی میں، جہاں ہر کوئی اپنا وقت کرکٹ میں ضائع کرتا ہے، آج کل تو کرکٹ، ٹینس بال سے بھی خوب کھیلی جاتی ہے، ہر گلی میں لڑکے کھیلتے ہوئے نظر آتے ہیں، اس کے بعد میچ ہوتے ہیں اور ٹورنامنٹس بھی کرائے جاتے ہیں۔ یہ ٹورنامنٹس کچھ اس طرح ہوتے ہیں کہ کوئی بھی ایک ٹیم جو ٹورنامنٹ کراتی ہے، مختلف ٹیموں سے جو ٹورنامنٹ میں حصہ لیتی ہیں بطور انٹری فیس کچھ رقم جو مقرّر کردی جاتی ہے، وہ لیتی ہے۔ اور پھر اس طرح کافی ٹیموں سے جو رقم جمع ہوتی ہے، اس کی ٹرافی اس ٹورنامنٹ کی فاتح ٹیم کو دی جاتی ہے، اس طرح تمام رقم کی ٹرافی مخصوص کھلاڑیوں میں تقسیم ہوجاتی ہے، اور باقی لڑکے یا ٹیم جو اس میں پیسہ لگاتے ہیں اسے کچھ نہیں

ملتا۔ کھیل کے اس طریقے کو کیا کہا جائے گا؟ آیا یہ جوا ہے؟ ناجائز ہے یا جائز ہے؟

ج…… کھیل کے جواز کے لئے تین شرطیں ہیں، ایک یہ کہ کھیل سے مقصود محض ورزش یا تفریح ہو، خود اس کو مستقل مقصد نہ بنالیا جائے۔ دوم یہ کہ کھیل بذاتِ خود جائز بھی ہو، اس کھیل میں کوئی ناجائز بات نہ پائی جائے۔ سوم یہ کہ اس سے شرعی فرائض میں کوتاہی یا غفلت پیدا نہ ہو۔ اس معیار کو سامنے رکھا جائے تو اکثر و بیشتر کھیل ناجائز اور غلط نظر آئیں گے۔ ہمارے کھیل کے شوقین نوجوانوں کے لئے کھیل ایک ایسا محبوب مشغلہ بن گیا ہے کہ اس کے مقابلے میں نہ انہیں دِینی فرائض کا خیال ہے، نہ تعلیم کی طرف دھیان ہے، نہ گھر کے کام کاج اور ضروری کاموں کا احساس ہے۔ اور تعجب یہ کہ گلیوں اور سڑکوں کو کھیل کا میدان بنالیا گیا ہے، اس کا بھی احساس نہیں کہ اس سے چلنے والوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ اور کھیل کا ایسا ذوق پیدا کردیا گیا ہے کہ ہمارے نوجوان گویا صرف کھیلنے کے لئے پیدا ہوئے ہیں، اس کے سوا زندگی کا گویا کوئی مقصد ہی نہیں، ایسے کھیل کو کون جائز کہہ سکتا ہے…؟

خواتین کے لئے ہاکی کھیلنے کے جواز پر فتویٰ کی حیثیت

س…… پچھلے ہفتے کے ''اخبارِ جہاں'' میں ''کتاب و سنت کی روشنی'' میں ایک فتویٰ نظر سے گزرا، جس کا مقصد یہ تھا کہ موجودہ دور میں زنانہ ہاکی ٹیمیں نئے تقاضوں کے مطابق ہیں۔ میں آپ سے اسی فتویٰ کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں، کیا آپ بھی حافظ صاحب کی رائے سے اتفاق کرتے ہیں؟ اگر آپ بھی عورتوں کی ہاکی ٹیموں کو جائز سمجھتے ہیں تو برائے مہربانی حدیث اور فقہائے کرام کے حوالے بھی دیں۔ اگر آپ اسے ناجائز سمجھتے ہیں اور یقیناً سمجھتے ہوں گے تو اَبھی تک آپ لوگوں نے اس کے بارے میں کوئی نوٹس کیوں نہیں لیا؟ کیا یہ اسلام سے ایک مذاق نہیں ہے؟

ج…… ''اسلامی صفحہ'' میں اس پر ہم اپنی رائے کا اظہار کرچکے ہیں، اس لئے آپ کا یہ ارشاد تو صحیح نہیں کہ: ''اَبھی تک اس کا نوٹس کیوں نہیں لیا؟'' ہماری رائے یہ ہے کہ دورِ جدید میں جس طرح کھیل کو رواج دے دیا گیا کہ پوری قوم کھیل کے لئے پیدا ہوئی ہے، اور اس کھیل

ہی کو زندگی کا اہم ترین کارنامہ فرض کرلیا گیا ہے، کھیل کا ایسا مشغلہ تو مردوں کے لئے بھی جائز نہیں، چہ جائیکہ عورتوں کے لئے جائز ہو۔ پھر ہا کی مردانہ کھیل ہے، زنانہ نہیں۔ اس لئے خواتین کو اس میدان میں لانا صنفِ نازک کی اہانت و تذلیل بھی ہے۔ اب اگر مرد مردانگی چھوڑنے پر اور خواتین مردانگی دِکھانے پر ہی اُتر آئیں تو اس کا کیا علاج...؟

کبوتر بازی شرعاً کیسی ہے؟

س...... میں نے کبوتر پال رکھے ہیں، آج ایک صاحب نے کہا کہ کبوتر نہیں پالنا چاہئیں، کیونکہ یہ اُجاڑ (ویران جگہ) مانگتے ہیں۔

ج...... ان صاحب کی بیان کردہ وجہ تو صحیح نہیں، البتہ اگر یہ کہا جائے کہ کبوتر بازی کا مشغلہ ناجائز ہے، تو صحیح ہے۔

کراٹے کا کھیل شرعاً کیسا ہے؟

س...... آج کل ایک کھیل کراٹے کا بہت مقبول ہو رہا ہے، اور اس وقت صرف کراچی میں ہزاروں نوجوان اس فن کو سیکھ رہے ہیں۔ اس کھیل کی ایک روایت ہے کہ اس کے سیکھنے والے زمین پر دوزانو بیٹھ کر اور ہاتھ زمین پر رکھ کر اپنا سر ان لوگوں کی تصویروں کے آگے جھکا دیتے ہیں جو کہ اس فن کے بانیوں میں سے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا اس طرح کسی بھی انسان کی تصویر کے آگے سر جھکا دینا شرک اور ناجائز تو نہیں ہے؟

ج...... ناجائز تو ہے، یہ غیراللہ کی تعظیم کے لئے گویا سجدے کی سی شکل بنانا ہے، جو دُرست نہیں۔ باقی جہاں تک کراٹے سیکھنے کا تعلق ہے، یہ اگر کسی اچھے مقصد کے لئے ہو تو جائز ہے، بشرطیکہ اس کھیل کے دوران فرائضِ شرعیہ کو غارت نہ کیا جاتا ہو، ورنہ ناجائز ہے۔

تاش اور شطرنج کا کھیل حدیث کی روشنی میں

س...... ہمارے ہاں لوگ فارغ اوقات میں تاش اور شطرنج کھیلتے ہیں اور خاص طور پر جمعۃ المبارک کے روز کیونکہ چھٹی ہوتی ہے، کھیلتے ہیں۔ اگر ہم ان کو منع کریں کہ اسلام میں تاش اور شطرنج کھیلنا منع ہے یا حرام ہے، تو وہ یہ کہہ دیتے ہیں کہ جائز ہے، حرام نہیں ہے، اگر حرام

ہے تو ہمیں کسی حدیث کی معتبر کتاب میں لکھا دِکھاوٴ۔

ج…… حدیث میں ہے:

”عن أبی موسی الأشعری رضی الله عنه أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: من لعب بالنرد فقد عصی الله ورسوله.“ (ابوداوٴد ج:۲ ص:۳۱۹)

ترجمہ:…… ”حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جس نے ”نردشیر“ کھیلا، اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔“

ایک اور حدیث میں ہے:

”عن سلیمان بن بریدة عن أبیه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: ومن لعب بالنردشیر فکأنما غمس یده فی لحم خنزیر ودمه.“ (ابوداوٴد ج:۲ ص:۳۱۹)

ترجمہ:…… ”حضرت سلیمان بن بریدہ اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے نردشیر کھیلا، اس نے گویا اپنے ہاتھ خنزیر کے گوشت اور خون سے رنگے۔“

اِمام ابوحنیفہؒ، اِمام مالکؒ اور اِمام احمدؒ اس پر متفق ہیں کہ تاش اور شطرنج کا بھی یہی حکم ہے۔ نردشیر سے کھیلنا کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے، اسی سے تاش اور شطرنج کا اندازہ لگالیجئے…! اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت فرمائے۔

تاش کھیلنا شرعاً کیسا ہے؟

س…… میں نے سنا ہے کہ تاش کھیلنا ایسا ہے جیسے ماں بہن کے ساتھ زنا کرنا۔ آپ اس مسئلے کی برائے مہربانی وضاحت کریں تاکہ جو مسلمان اس کھیل میں پھنسے ہوئے ہیں، وہ اس کھیل کو چھوڑ دیں۔

ج…… یہ حدیث تو یاد نہیں کہ کبھی نظر سے گزری ہو، البتہ بعض اور احادیث بڑی سخت اس

سلسلے میں وارِد ہیں، ایک حدیث میں ہے:

"ملعون من لعب بالشطرنج، والناظر الیها کآکل لحم الخنزیر." (کنزالعمال حدیث:۴۰۶۳۶)

ترجمہ:...... "شطرنج کھیلنے والا ملعون ہے، اور جو اس کی طرف دیکھے اس کی مثال ایسی ہے جیسے خنزیر کا گوشت کھانے والا۔"

ایک حدیث میں ہے:

"ان الله تعالٰی ینظر فی کل یوم ثلاثمائة وستّین نظرةً، لا ینظر فیھا الٰی صاحب الشاہ یعنی الشطرنج."

(الدیلمی عن واثلہ، کنزالعمال حدیث:۴۰۶۵۶)

ترجمہ:...... "اللہ تعالیٰ روزانہ اپنے بندوں پر تین سو ساٹھ بار نظرِ رحمت فرماتے ہیں، مگر تاش اور شطرنج کھیلنے والوں کا اس میں کوئی حصہ نہیں۔"

ایک اور حدیث میں ہے:

"اذا مررتم بھٰؤلاء الذین یلعبون بھٰذه الأزلام والشطرنج والنرد وما کان من ھٰذه فلا تسلّموا علیھم وان سلّموا علیکم فلا تردّوا علیھم."

(الدیلمی عن ابی ہریرةؓ، کنزالعمال حدیث:۴۰۶۴۴)

ترجمہ:...... "جب تم ان شطرنج اور نرد کھیلنے والوں پر گزرو تو ان کو سلام نہ کرو، اور اگر وہ تمہیں سلام کریں تو ان کو جواب نہ دو۔"

کفایۃ المفتی میں ہے کہ:

"تاش، چوسر، شطرنج، لہو ولعب کے طور پر کھیلنا مکروہِ تحریمی ہے اور عام طور پر کھیلنے والوں کی غرض یہی ہوتی ہے، نیز ان کھیلوں میں مشغولی اکثر طور پر فرائض و واجبات کی تفویت (فوت کردینے)

فہرست

کا سبب بن جاتی ہے، اس صورت میں اس کی کراہت حدِ حرمت تک پہنچ جاتی ہے۔"

ٹیلی پیتھی، ہپناٹزم اور یوگا سیکھنا

س...... آج کل مختلف سائنسی علوم، مثلاً: ٹیلی پیتھی، ہپناٹزم، یوگا وغیرہ سکھائے جاتے ہیں، ان کے اکثر کام جادو سے ہونے والے کام کے مشابہ ہوتے ہیں، حالانکہ یہ جادو نہیں ہیں، کیا ان علوم کا سیکھنا مسلمان کے لئے جائز ہے؟

ج...... ان علوم میں مشغول ہونا جائز نہیں۔

کیا اسلام نے لڑکیوں کو کھیل کھیلنے کی اجازت دی ہے؟

س...... کیا اسلام لڑکیوں کو کھیل کھیلنے کی اجازت دیتا ہے؟

ج...... جو کھیل لڑکیوں کے لئے مناسب ہو اور اس میں بے پردگی کا احتمال نہ ہو، اس کی اجازت ہے، ورنہ نہیں۔ اس لئے آپ کو وضاحت کرنی چاہئے کہ آپ کیسے کھیل کے بارے میں دریافت کرنا چاہتے ہیں؟ آج کل بہت سے کھیل بے خدا تہذیبوں اور بے غیرت قوموں نے ایسے بھی رواج کر رکھے ہیں جو نہ صرف اسلامی حدود سے متجاوز ہیں، بلکہ انسانی وقار اور نسوانی حیاء کے بھی خلاف ہیں۔

معماجات اور اِنعامی مقابلوں میں شرکت

س...... موجودہ دور کے معماجات اور اِنعامی مقابلوں میں اگر کوئی شخص مقرّرہ فیس ادا کئے بغیر شریک ہو اور قرعہ اندازی میں اس کا نام نکل آئے تو اس صورت میں وہ اِنعامی رقم لے سکتا ہے یا نہیں؟

ج...... معماجات اور اِنعامی مقابلوں میں اگر حل کرنے والوں کو فیس ادا کرنی پڑتی ہے، تب تو یہ جوا ہے، جو حرام ہے، اور فیس ادا نہیں کی جاتی مگر یہ معمے لغو اور لایعنی قسم کے ہیں تو ان میں شرکت مکروہ ہے، اور اگر وہ دِینی معلومات پر مشتمل ہوں تو ان میں شرکت مستحسن ہے۔

کھیل کے لئے کونسا لباس ہو؟

س...... بہت سے کھیل ایسے ہوتے ہیں جو کہ مرد شرٹ نیکر پہن کر کھیلتے ہیں، اس کے علاوہ جب کشتی کھیلتے ہیں تو صرف نیکر پہنا ہوتا ہے اور باقی سارا جسم برہنہ ہوتا ہے، اسی طرح آج کل سب لڑکے بھی تنگ پتلون اور شرٹ پہنتے ہیں جن کے گریبان اکثر کھلے ہوتے ہیں، کیا اس طرح کے کپڑے پہننا مردوں کے لئے اسلام میں جائز ہے؟

ج...... ناف سے گھٹنے تک کا حصۂ بدن ستر ہے، اسے لوگوں کے سامنے کھولنا جائز نہیں، اور ایسا تنگ لباس بھی پہننا جائز نہیں جس سے اندرونی اعضاء کی بناوٹ نمایاں ہو۔

ویڈیو گیم کا شرعی حکم

س...... ویڈیو گیمز جو کہ مغربی ممالک کے بعد اب ہمارے ملک میں رواج پذیر ہیں، اس کے شائقین ہمارے یہاں ایک دو روپے دے کر اپنے شوق کی تکمیل کرتے ہیں، جبکہ اس میں کسی قسم کی کوئی شرط، نہ کسی قسم کے اِنعام کا لالچ دیا جاتا ہے، بلکہ یہ گیم دیگر اُمور کے علاوہ نشانہ بازی وغیرہ پر مشتمل ہوتا ہے، اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

ج...... ویڈیو گیم اور دیکھنے والوں کے مشاہدے سے جہاں تک پتا چلا اور حقیقت معلوم ہوئی، یہ کھیل چند وجوہات سے شرعاً جائز نہیں۔

اوّل:...... اس کھیل میں دِینی اور جسمانی کوئی فائدہ مقصود نہیں ہوتا، اور جو کھیل ان دونوں فائدوں سے خالی ہو، وہ جائز نہیں۔

دوم:...... اس میں وقت اور روپیہ ضائع ہوتا ہے، اور ذکر اللہ سے غافل کرنے والا ہے۔

سوم:...... سب سے شدید ضرر یہ کہ اس کھیل کی عادت پڑنے پر چھوڑنا دُشوار ہوتا ہے۔

چہارم:...... بعض گیم تصویر اور فوٹو پر مشتمل ہوتے ہیں جو کہ شرعاً ناجائز ہے۔

پنجم:...... اس کھیل سے بچوں کو اگرچہ دِلی فرحت اور لذّت حاصل ہوتی ہے، لیکن ناجائز چیزوں سے لذّت حاصل کرنا بھی حرام ہے، بلکہ بعض فقہاء نے کفر تک لکھا ہے۔

فہرست

علاوہ ازیں اس سے بچوں کا ذہن خراب ہوتا ہے اور اس سے بامقصد تعلیم میں خلل واقع ہوتا ہے، پھر بچوں کو پڑھائی اور دُوسرے فائدے والے کاموں میں دِلچسپی نہیں رہتی، وغیرہ۔ ان مذکورہ وجوہات کی بنا پر یہ کھیل، باری تعالیٰ کے ارشاد کا مصداق ہے:

''بعض لوگ اپنی جہالت سے کھیل تماشے اختیار کرتے ہیں اور اس میں پیسہ خرچ کرتے ہیں تاکہ اللہ کی راہ سے لوگوں کو بھٹکا دیں اور دِین کی باتوں کو کھیل تماشا بناتے ہیں، انہی لوگوں کے لئے اہانت والا عذاب ہے۔'' (سورۂ لقمان آیت نمبر:٦)

حضرت حسنؒ ''لہو الحدیث'' کے متعلق فرماتے ہیں کہ: آیاتِ مذکورہ میں لہو الحدیث سے مراد ہر وہ چیز ہے جو اللہ کی عبادت اور اس کی یاد سے ہٹانے والی ہو، مثلاً فضول لہو ولعب، فضول قصہ گوئی، ہنسی مذاق کی باتیں، واہیات مشغلے اور گانا بجانا وغیرہ۔ واضح رہے کہ مذکورہ آیات کی شانِ نزول اگرچہ خاص ہے، مگر عمومِ الفاظ کی وجہ سے حکم عام رہے گا، یعنی جو کھیل فضول اور وقت و پیسہ ضائع کرنے والا ہے، وہی آیاتِ مذکورہ کی وعید میں داخل ہے۔ چونکہ ویڈیو گیم میں یہ ساری قباحتیں موجود ہیں، اس لئے یہ گیم ناجائز ہے، اس میں وقت اور پیسہ لگانا ناجائز ہے اور اس کو ترک کردینا لازم ہے۔

موسیقی اور ڈانس

گانوں کے ذریعہ تبلیغ کرنا

س...... ایک خاتون ہیں جو یہ کہتی ہیں کہ وہ گانوں کے ذریعے یعنی ریکارڈ پر اللہ تعالیٰ کا پیغام لوگوں تک پہنچانا چاہتی ہیں، اب آپ بتائیں کہ کیا اسلام کی رُو سے ایسا کرنا جائز ہے؟

ج...... گانے کو تو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے، تو یہ گا کر اللہ کا پیغام کیسے پہنچائیں گی...؟ یہ تو شیطان کا پیغام ہے جو گانے کے ذریعے پہنچایا جاتا ہے۔

کیا موسیقی رُوح کی غذا اور ڈانس ورزش ہے؟

س...... کیا یہ دُرست ہے کہ موسیقی رُوح کی غذا ہے؟ کیا رقص و موسیقی کو ''فحاشی'' کہنا دُرست ہے؟ ہم جب بھی رقص و موسیقی کے لئے لفظ ''فحاشی'' استعمال کرتے ہیں تو لوگ یوں گرم ہوتے ہیں جیسے ہم نے کوئی گناہِ کبیرہ کردیا ہو۔ ۲- کیا لوک رقص اور دُوسرے ڈانس اسلام کی رُو سے جائز ہیں؟ ۳- عموماً لوگوں کو کہتے سنا ہے کہ اگر ڈانس ورزش کے خیال سے کیا جائے، خواہ وہ کسی بھی قسم کا ڈانس ہو، تو جائز ہے۔ کیا یہ دُرست ہے؟

ج...... یہ تو صحیح ہے کہ موسیقی رُوح کی غذا ہے، مگر شیطانی رُوح کی غذا ہے، اِنسانی رُوح کی نہیں، اِنسانی رُوح کی غذا ذکرِ اِلٰہی ہے۔ ۲- رقص حرام ہے۔ ۳- یہ لوگ خود بھی جانتے ہیں کہ رقص اور ڈانس کو ''ورزش'' کہہ کر وہ اپنے آپ کو دھوکا دے رہے ہیں، بالکل اسی طرح جیسے کوئی شراب کا نام ''شربت'' رکھ کر اپنے آپ کو فریب دینے کی کوشش کرے۔

موسیقی غیرفطری تقاضا ہے

س…… آپ فرماتے ہیں کہ: ''موسیقی سے رُوح نہیں نفس خوش ہوتا ہے'' یعنی آپ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اِنسانی جبلت میں جہاں بھوک پیاس اور جنسی خواہشات ہوتی ہیں وہاں موسیقی سے لطف اندوز ہونے کی جبلت بھی ہوتی ہے۔ اب بھوک کے لئے حلال روٹی اور جنسی تقاضے کے لئے نکاح تو ہمیں اسلام نے عطا کئے ہیں، لیکن جبلت نفس جو موسیقی طلب ہے اس کے لئے اسلام نے کیا دیا ہے؟ جبکہ اچھے قاری کی قرأت باسط اور لحنِ داؤد علیہ السلام سے کائنات وجد میں آجاتی ہے، یہ کیوں؟

ج…… ایک اُصول جو ہر جگہ آپ کے لئے کارآمد ہوگا، یاد رکھنا چاہئے کہ اِنسانی تقاضے کچھ فطری ہیں، کچھ غیرفطری، ان دونوں کے درمیان اکثر لوگ امتیاز نہیں کرتے۔ حق تعالیٰ شانہ جو خالقِ فطرت ہیں، انہوں نے اِنسان کے فطری تقاضوں کی تسکین کے لئے پورا سامان مہیا کردیا ہے، اور غیرفطری تقاضوں کی تکمیل سے ممانعت فرمادی ہے۔ خوش الحانی سے اچھا کلام پڑھنا اور سننا ایک حد تک فطری تقاضا ہے، اسلام نے اس کی اجازت دی ہے، لیکن سازوآلات وغیرہ غیرفطری تقاضے ہیں، ان سے منع فرمایا ہے۔

موسیقی اور اسلامی ثقافت

س…… جنگ کراچی میں جمعہ ۳۱؍مارچ کو ایک حکومت کے ثقافتی شعبے نے اِشتہار دیا تھا، جس میں ان لوگوں سے تربیت کے لئے درخواستیں مانگی ہیں، ۱-موسیقی اور گانا سیکھنا چاہتے ہیں، ۲-رقص سیکھنا چاہتے ہیں۔ ہماری اسلامی حکومت نے انتہائی جرأت سے اسلام ہی کی مخالفت کی ہے، آپ برائے مہربانی اس بارے میں اپنی رائے کا اظہار ضرور فرمائیں۔

ج…… راگ رنگ، رقص و سرود اور موسیقی اسلامی ثقافت کا شعبہ نہیں بلکہ جدید جاہلی ثقافت کا شعبہ ہے، جو شرعاً حرام اور ناجائز ہے۔ پاکستان کی حکومت کا سرکاری سطح پر اس کی سرپرستی اور حوصلہ افزائی کرنا، اسلامی نقطۂ نظر سے لائقِ صد مذمت ہے۔ افسوس کہ ہمارے حکمران (قیامِ پاکستان سے آج تک) نام تو اسلام کا لیتے ہیں، مگر سرپرستی شعارِ جاہلیت اور شعارِ

کفار کی کرتے ہیں، اسی کا نتیجہ ہے کہ ہمارا معاشرہ اخلاقی گراوٹ کی آخری حدوں کو پھلانگ رہا ہے۔

موسیقی اور سماع

س…… چند دنوں پیشتر اِمام غزالیؒ کی کتاب ''کیمیائے سعادت'' کا اُردو ترجمہ ''نسخۂ کیمیا'' کا باب ہشتم بہ عنوان ''آداب واَحکامِ سماع ووجد'' پڑھنے کا اتفاق ہوا، جس کو پڑھ کر مجھ ناچیز کی سمجھ میں یہ بات آئی کہ موسیقی اگر کبھی کبھی اور خوشی کے مواقع پر سنی جائے تو جائز ہے۔ کیا یہ بات دُرست ہے؟

ج…… دُرست نہیں! ''سماع'' کے معنی آج کی مروّجہ موسیقی کے نہیں، یہ خاص اصطلاح ہے اور اس کے آداب وشرائط ہیں۔

ڈراموں اور فلموں میں کبھی خاوند، کبھی بھائی ظاہر کرنا

س…… جناب کو معلوم ہونا چاہئے کہ ہمارے اسلامی ملک پاکستان میں فلمیں اور ڈرامے بنتے ہیں، ان میں عجیب سی روایات ہیں، وہ یہ کہ ایک آدمی کو ایک فلم یا ڈرامے میں ایک عورت کا خاوند دِکھایا جاتا ہے، اسی آدمی کو دُوسرے ڈرامے میں اسی عورت کا یا تو بھائی، بیٹا اور یا کسی اور رشتے سے دِکھایا جاتا ہے، یہ چیزیں ہمارے مذہب (اسلام) میں کہاں تک جائز ہیں؟ اور اگر ناجائز ہیں تو اس کے لئے کیا روک تھام ہوسکتی ہے؟

ج…… جب فلمیں اور ڈرامے ہی جائز نہیں، تو جو چیزیں آپ نے لکھی ہیں، ان کے جائز ہونے کا کیا سوال ہے…؟

ورائٹی شو، اسٹیج ڈرامے وغیرہ میں کام کرنا اور دیکھنا

س…… رقص وسرود، موسیقی، ورائٹی شو، اسٹیج ڈرامے وغیرہ میں کسی حیثیت سے بھی حاضری دینا، اسلامی رُوح کے خلاف ہے، یہ بات ہمیں علمائے دِین سے معلوم ہوئی ہے۔ آج کل کراچی میں اس قسم کی تفریحات کا بڑے زور وشور سے رواج بڑھ رہا ہے۔ ٹی وی اور فلم کے اداکار جب سے اسٹیج ڈراموں میں آنے لگے تو ڈراموں کے کرتا دھرتاؤں نے ٹکٹ کی

قیمت ۵۰ سے ۲۰۰ تک کرادی، پھر بھی لوگ پسند کرتے ہیں، یہ جانتے ہوئے کہ یہ پسند ہم کو کاہلی، تن آسانی اور عیاشی کی طرف مائل کرتی ہے، اسی طرح ہمیں اپنے فرضِ منصبی سے غافل کرتی ہے۔ میں آپ سے یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اس طرح تفریح میں جتنے لوگ شریک ہیں، کیا سب گناہگار ہیں؟ جو پیشہ ور لوگ ہیں وہ تو محنت سے روزی کماتے ہیں، مثلاً اداکار، گلوکار اور دیگر ملازمین وغیرہ۔

ج:...... گناہ کے کام میں شرکت کرنے والے سبھی گناہگار ہیں، گو درجات کا فرق ہو، اور غلط کام سے روزی کمانا بھی غلط ہے۔

بچے یا بڑے کی سالگرہ پر ناچنے والوں کا انجام

س...... جو مسلمان اپنے گھر میں بچے یا بڑے کی سالگرہ مناتے ہیں، جو کہ یہودانہ رسم ہے، اس موقع پر گھر کے نوجوان لڑکے اور باہر کے غیرمحرَم لڑکے کیک کاٹنے کے بعد ہیجڑوں کی طرح اپنی ماں، بہنوں اور دُوسری مسلمان خواتین کے ساتھ مل کر ناچتے ہیں، اور پھر وہی لوگ کبھی اس ہی گھر میں ختمِ قرآن بھی کراتے ہیں۔ ان لوگوں کا آخرت میں کیا مقام ہوگا؟ شریعت کی رُو سے بیان فرمائیے۔

ج...... آخرت میں ان کا مقام تو اللہ ہی کو معلوم ہے، البتہ ان کا یہ عمل کئی کبیرہ گناہوں کا مجموعہ ہے۔

ساز کے بغیر گیت سننے کا شرعی حکم

س...... اگر کوئی شخص بغیر ساز و موسیقی کے سرًا یا جہرًا گیت گاتا ہے تو دونوں صورتیں جائز ہیں یا ناجائز؟ یا عورت انفرادی یا اجتماعی، سرًا یا جہرًا کہ اس کو اس عورت کے محرَم سنتے ہوں، گیت گائے تو کیا حکم ہے؟ اور اگر اس کو اس کے غیرمحرَم بھی سنتے ہوں تو کیا حکم ہے؟ جبکہ یہی گیت ریڈیو، ٹیپ ریکارڈ میں ساز و موسیقی کے ساتھ گایا جاتا ہے۔ اب اگر ان تمام صورتوں میں دف بجاکر گیت گایا جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟ اس میں ہمارے بہت سارے رُفقاء مبتلا ہیں اور اس کو گناہ بھی نہیں سمجھتے ہیں، تو اس مسئلے کی وضاحت منظرِ عام پر لانا ضروری ہے۔

ج……ساز اور آلات کے ساتھ گانا حرام ہے، خواہ گانے والا مرد ہو یا عورت، اور تنہا گائے یا مجلس میں، اسی طرح جو اَشعار کفر و شرک یا کسی گناہ پر مشتمل ہوں ان کا گانا بھی (گو آلات کے بغیر ہو) حرام ہے۔ البتہ مباح اَشعار اور ایسے اَشعار جو حمد و نعت یا حکمت و دانائی کی باتوں پر مشتمل ہوں، ان کو ترنم کے ساتھ پڑھنا جائز ہے۔ اور اگر عورتوں اور مردوں کا مجمع نہ ہو تو دُوسروں کو بھی سنانا جائز ہے۔ اگر عورت بھی تنہائی میں یا عورتوں میں ایسے اَشعار ترنم سے پڑھے (جبکہ کوئی مرد نہ ہو) جائز ہے۔ آج کل کے عشقیہ گیت کسی حکمت و دانائی پر مشتمل نہیں، بلکہ ان سے نفسانی خواہشات اُبھرتی ہیں اور گناہ کی رغبت پیدا ہوتی ہے، اس لئے یہ قطعی حرام ہیں، عورتوں کے لئے بھی اور مردوں کے لئے بھی۔ حدیث میں ایسے ہی راگ گانے کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ دِل میں نفاق پیدا کرتا ہے۔

معیاری گانے سننا

س…… مجھے گانے سننے کا بہت شوق ہے، لیکن مجھے بے ہودہ اور اخلاق سے گرے ہوئے گانوں سے نفرت ہے، کیا میں اچھے اور معیاری گانے سن سکتا ہوں؟

ج……گانے معیاری ہوں یا گھٹیا، حرام ہیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

”من قعد الی قنیة یستمع منها صبّ الله فی أُذنیه الآنک یوم القیامة۔“

(کنز العمال ج:۱۵ ص:۲۲۰، حدیث نمبر:۴۰۶۶۹)

ترجمہ:……”جو شخص کسی گانے والی عورت کی طرف کان لگائے گا، قیامت کے دن ایسے لوگوں کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔“

موسیقی پر دھیان دیئے بغیر صرف اَشعار سننا

س……اگر کسی ایسے مجمع میں جانے کا اتفاق ہو جس میں جائز اَشعار مزامیر اور موسیقی کے ہمراہ پڑھے جارہے ہوں تو موسیقی پر دھیان دیئے بغیر وہ جائز اَشعار سن لینا چاہئے یا نہیں؟

فہرست

ج…… جس مجلس میں مزامیر، موسیقی اور دیگر لہو ولعب کی چیزیں اور محرّمات کا ارتکاب ہو رہا ہو، ایسی مجلس میں بیٹھنا ہی جائز نہیں ہے، اگرچہ اس کی جانب توجہ اور دھیان نہ کیا جائے۔

موسیقی کی لت کا علاج

س…… میری عمر ۳۳ سال ہے، ۲۸ سال کی عمر تک مجھے موسیقی سے بے حد لگاؤ رہا، ۱۹۸۱ء میں حج کی سعادت نصیب ہوئی، اس کے بعد سے میں نے ہر طرح کی موسیقی سننے، ٹیپ ریکارڈر اپنے پاس رکھنے یا گاڑی میں استعمال کرنے سے اور ٹی وی وغیرہ تمام سے توبہ کرلی، لیکن اب کچھ عرصے سے جب بھی صبح فجر کی نماز کے لئے اُٹھتا ہوں تو دِماغ میں گانے بھرے ہوتے ہیں، عشاء کے بعد سوتے وقت یہی حالت ہوتی ہے اور دن میں اکثر اوقات یہی حالت رہتی ہے، اس کیفیت سے سخت پریشان ہوں، براہِ کرم کوئی رُوحانی علاج تجویز فرمائیے۔

ج…… غیراختیاری طور پر اگر گانے دِماغ میں گھومنے لگیں تو اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں، کثرتِ ذکر اور کثرتِ تلاوت سے رفتہ رفتہ اس کیفیت کی اصلاح ہوجائے گی، جیسے کوئی چیز دیکھنے کے بعد آنکھیں بند کرلیں تو کچھ دیر تک اس چیز کا نقشہ گویا آنکھوں کے سامنے رہتا، رفتہ رفتہ زائل ہوجاتا ہے۔ بقول شخصے ''اَسّی سال کا گھسا ہوا ''رام رام'' نکلتے نکلتے نکلے گا، ایک دَم تھوڑا ہی نکلے گا۔'' بہرحال اس سے گھبرانے کی ضرورت نہیں، البتہ توبہ واِستغفار کی تجدید کرلیا کریں۔

گانے سننے کی بُری عادت کیسے چھوٹے گی؟

س…… میں گانے بجانے کا نہایت ہی شوقین ہوں، یہ شیطانی عمل ہے، چھوٹتا نہیں، اس لئے آپ صاحبان کی خدمت میں اِلتجا کی جاتی ہے کہ کوئی ایسا عمل، طریقہ، وظیفہ تجویز فرمائیں کہ اس عمل سے دِل ودِماغ خالی ہوجائے۔

ج…… اختیاری عمل کے لئے استعمالِ ہمت کے سوا کوئی وظیفہ نہیں، البتہ دو چیزیں اس کی معین ہیں، ایک یہ کہ قبر اور حشر میں اس گناہ پر جو سزا ملنے والی ہے، اس کو سوچے، دُوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ سے نہایت اِلتجا کے ساتھ دُعا کرے۔ رفتہ رفتہ اِن شاء اللہ یہ عادت چھوٹ جائے گی۔

فہرست

طوائف کا ناچ اور گانا

س…… ہمارے ملک میں چھوٹے بڑے ہر شہر میں کچھ مخصوص علاقوں میں ناچ گانے کا کاروبار ہوتا ہے، جسے "مجرا" کہتے ہیں، جس میں عورتیں، جنھیں "طوائف" کہا جاتا ہے، اپنی نازیبا حرکات اور لباس سے مرد حضرات کو، جنھیں "تماش بین" کہا جاتا ہے، گانا سناتی ہیں اور ناچتی ہیں۔ کیا اسلام میں یہ جائز ہے؟ اگر نہیں تو یہ کاروبار ہمارے ملک میں کھلے عام کیوں چل رہا ہے؟ کیا اس کا گناہ ہمارے حکمران پر نہیں آتا؟ کیا اس کا گناہ ہمارے علماء، صدر صاحب، علاقے کے کونسلر، ممبر صوبائی اور قومی اسمبلی پر نہیں آتا، جو اس کو ختم کرنے کی کوشش نہیں کرتے؟ کیا یہ گناہ محلے والوں پر ہوتا ہے جو اس علاقے میں رہتے ہیں؟

ج……طوائف کے ناچ اور گانے کے حرام ہونے میں کیا شبہ ہے…؟ جو لوگ اس فعلِ حرام کا ارتکاب کرتے ہیں، اور جو لوگ قدرت کے باوجود منع نہیں کرتے، وہ سب گناہگار ہیں۔ اہلِ علم کا کام زبان سے منع کرنا ہے، اور اہلِ حکومت کا کام زور اور طاقت سے منع کرنا ہے۔

بغیر ساز کے نغمے کے جواز کی شرائط

س……میرا ایک دوست کہتا ہے کہ نغمے بغیر ساز کے گانا گناہ نہیں ہے، وہ یہ کہتا ہے کہ گانے کے گناہ ہونے کی دو وجوہات ہیں، ایک ساز اور دُوسری اس کے بول۔ اگر گانے کے بول بھی غیر اسلامی نہ ہوں اور ساز بھی نہ ہو تو گانا گایا جاسکتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ نغمے بغیر ساز کے گانا بُرا نہیں، جبکہ ان کے بول بھی اچھے ہوتے ہیں اور ان میں وطن سے محبت ہوتی ہے۔ براہِ کرم یہ بتائیں کہ آیا اس کی بات دُرست ہے کہ نہیں؟

ج……اچھے اَشعار ترنم کے ساتھ پڑھنا سننا جائز ہے، تین شرطوں کے ساتھ:

۱:…… پڑھنے والا پیشہ ور گویا، فاسق، بے رِیش لڑکا یا عورت نہ ہو، اور اس مجلس میں بھی کوئی بچہ یا عورت نہ ہو۔

۲:……اَشعار کا مضمون خلافِ شرع نہ ہو۔

۳:……ساز و آلاتِ موسیقی نہ ہوں۔

فہرست

ریڈیو کی جائز باتیں سننا گناہ نہیں

س…… ریڈیو اور ٹیلی ویژن کا رواج عام ہوگیا ہے، تقریباً ہر غریب اَمیر گھرانے میں پایا جاتا ہے، ریڈیو پر عموماً ہر قسم کے پروگرام نشر ہوتے رہتے ہیں، تلاوتِ قرآن مجید، اَذان، نمازِ حرم شریف، حمد و نعت، مناجات، دِینِ متین سے متعلق سوال و جواب، اسلامی تقریریں، طبّی سوالات و جوابات، محفلِ مشاعرہ، قوّالی ہارمونیم، ڈھولک کے ساتھ، ڈرامے، گانے وغیرہ وغیرہ نشر ہوتے رہتے ہیں۔ تحریر فرمایئے اس میں کس طرح کے پروگرام سننے چاہئیں اور کس طرح سننا چاہئے؟ جیسے تلاوت ہو رہی ہے تو کس طرح سنا جائے؟ اس کے آداب کیا ہوں گے؟ وغیرہ تفصیلات سے آگاہ فرمائیں، یعنی ریڈیو کا طریقۂ استعمال اسلامی کیا ہے؟

ج…… ریڈیو میں تو صرف آواز ہوتی ہے، اس لئے ریڈیو پر مفید اور جائز باتوں کا سننا جائز ہے، اور گانے باجے یا اس قسم کی لغو باتیں سننا گناہ ہے۔ ٹیلی ویژن پر تصویر بھی آتی ہے، اس لئے وہ مطلقاً جائز نہیں۔

کیا قوّالی جائز ہے؟

س…… قوّالی جو آج کل ہمارے یہاں ہوتی ہے، اس کا کیا حکم ہے؟ آیا یہ صحیح ہے یا غلط؟ جبکہ بڑے بڑے ولی اللہ بھی اس کا اہتمام کیا کرتے تھے اور اس میں سوائے خدا اور اس کے رسول کی تعریف کے کچھ بھی نہیں، اگر جائز نہیں تو کیا ہے؟ اور ہمارے اسلامی ملک میں فروغ کیوں پا رہی ہے؟

ج…… نعتیہ اَشعار کا پڑھنا سننا تو بہت اچھی بات ہے، بشرطیکہ مضامین خلافِ شریعت نہ ہوں۔ لیکن قوّالی میں ڈھول، باجا اور آلاتِ موسیقی کا استعمال ہوتا ہے، یہ جائز نہیں۔ اور اولیاء اللہ کی طرف ان چیزوں کو منسوب کرنا، ان بزرگوں پر تہمت ہے۔

کیا قوّالی سننا جائز ہے جبکہ بعض بزرگوں سے سننا ثابت ہے؟

س…… قوّالی کے جواز یا عدمِ جواز کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ اور راگ کا سننا شرعاً کیسا ہے؟

ج......راگ کا سننا شرعاً حرام اور گناہِ کبیرہ ہے، شریعت کا مسئلہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو وہ ہمارے لئے دِین ہے، اگر کسی بزرگ کے بارے میں اس کے خلاف منقول ہو، اوّل تو ہم نقل کو غلط سمجھیں گے، اور اگر نقل صحیح ہو تو اس بزرگ کے فعل کی کوئی تأویل کی جائے گی، اور قوّالی کی موجودہ صورت قطعاً خلافِ شریعت اور حرام ہے، اور بزرگوں کی طرف اس کی نسبت بالکل غلط اور جھوٹ ہے۔

سگے بہن بھائی کا اکٹھے ناچنا

س......۱-کیا مذہبِ اسلام میں کسی سگے بہن بھائی کا ایک ساتھ ناچنا، گانا جائز ہے؟ اگر کوئی ایسا فعل کرے تو اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اور سزا کیا ہے؟ ۲-مذہبِ اسلام میں سگے بہن بھائی کا تصاویر میں قابلِ اعتراض ہونے کی شرعی حیثیت اور سزا کیا ہے؟

ج......اس پُرفتن دور میں دِینی انحطاط اور اخلاقی پستی کا عالم یہ ہے کہ معاشرے میں جو بھی بُرائی عام ہوجائے اسے حلال سمجھا جاتا ہے، ایک زمانہ وہ تھا کہ جو شخص گانے بجانے کا پیشہ اختیار کرتا وہ ڈوم اور میراثی کہلاتا تھا، اور لوگ اسے بُری نگاہ سے دیکھتے تھے، لیکن آج جو بھی یہ پیشہ اختیار کرتا ہے وہ ''فنکار'' کہلاتا ہے، اور اس کے پیشے کو ''فن وثقافت'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، اور پھر ستم ظریفی یہ کہ جو بھی ان بُرائیوں کے خلاف آواز بلند کرتا ہے اسے ''رجعت پسند'' اور ''تنگ نظر'' تصوّر کیا جاتا ہے۔

گانے بجانے کے متعلق ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند مبارک ارشادات ذیل میں ملاحظہ ہوں:

> ترجمہ:......''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گانا گانے اور گانا سننے سے منع فرمایا ہے۔''

> ''قال علیه الصلٰوة والسلام: الغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء البقل.'' (درمنثور ج:۵ ص:۱۵۹)

ترجمہ:...... ’’حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: گانے کی محبت دِل میں اس طرح نفاق پیدا کرتی ہے جس طرح پانی سبزہ اُگاتا ہے۔‘‘

’’عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: فی ھٰذہ الأُمّة خسف ومسخ وقذف. فقال رجل من المسلمین: یا رسول اللہ! ومتٰی ذٰلک؟ قال: اذا ظھرت القیان والمعازف، وشربت الخمور.‘‘ (ترمذی شریف ج:۲ ص:۴۴)

ترجمہ:...... ’’حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اس اُمت میں بھی زمین میں دھنسنے، صورتیں مسخ ہونے اور پتھروں کی بارش کے واقعات ہوں گے، اس پر ایک مسلمان مرد نے پوچھا کہ: اے اللہ کے رسول! یہ کب ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جب گانے والی عورتوں اور باجوں کا عام رواج ہوگا اور کثرت سے شرابیں پی جائیں گی۔‘‘

اسی طرح تصاویر کا معاملہ ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جانداروں کی عام تصویرکشی کو حرام قرار دے کر تصویر بنانے والوں کو سخت عذاب کا مستحق قرار دیا ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

۱:...... ’’عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: أشد الناس عذابًا عند اللہ المصوّرون. متفق علیہ.‘‘ (مشکوٰۃ ص:۳۸۵)

ترجمہ:...... ’’حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا

کہ فرمارہے تھے کہ: لوگوں میں سے زیادہ سخت عذاب میں تصویر بنانے والے ہوں گے۔“

۲:......”عن ابن عباس رضی الله عنهما قال: سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: ...... من صوّر صورةً عذّب و كلّف ان ينفخ فيها وليس بنافخ. رواه البخاری.“ (مشکوٰۃ ص:۳۸۶)

ترجمہ:......”حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: جس نے تصویر (جاندار کی) بنائی، اللہ تعالیٰ اسے اس وقت تک عذاب میں رکھے گا جب تک وہ اس تصویر میں رُوح نہ پھونکے، حالانکہ وہ کبھی بھی اس میں رُوح نہیں ڈال سکے گا۔“

پس جب اسلام میں اس قسم کی عام تصویر کشی حرام ہے تو فحش قسم کی تصاویر بناکر شائع کرنا کیونکر جائز ہوگا؟ اور پھر بہن بھائی کا ایک ساتھ کھڑے ہوکر اور کمر میں ہاتھ ڈال کر تصاویر نکلوانا تو بے حیائی کی حد ہے، جبکہ اسلامی تعلیمات کے مطابق بہن بھائی کا رشتہ بہت ہی عزیز اور بہت ہی نازک ہے، اس لئے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں حکم دیا ہے:

”اذا بلغ أولادكم سبع سنين ففرقوا بين فروشهم.“ (کنزالعمال حدیث نمبر:۴۵۳۲۹)

ترجمہ:......”جب تمہاری اولاد کی عمریں سات سال ہوجائیں تو ان کے بستر الگ الگ کرلو۔“

نیز فقہائے کرامؒ نے خوفِ فتنہ کے وقت اپنے محارِم سے بھی پردہ لازمی قرار دیا ہے۔

الغرض! سوال میں جن حیاسوز واقعات کا ذکر ہے، وہ واقعی ایک غیور مسلمان کے لئے ناقابلِ برداشت ہیں، اور وہ اس پر احتجاج کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ لہٰذا حکومت کو

چاہئے کہ فی الفور اس بے حیائی اور فحاشی کا سدِ باب کرے اور اس کے ذمہ دار افراد کو تعزیری طور پر سزائیں دِلوائے۔

ریڈیو اور ٹی وی کے ملازمین کی شرعی حیثیت

س…… میں گورنمنٹ ادارے سے وابستہ ہوں، یعنی گورنمنٹ مالک اور میں ملازم، اس رشتے کے تحت مالک جو کہے غلام یا ملازم کا اس پر عمل کرنا ضروری ہے، اگر مالک کے حکم پر جھوٹ بولا جائے اور کسی پر بہتان تراشی کی جائے اور وہ بھی اس طرح کہ روزانہ لاکھوں کروڑوں افراد کے گوش گزار ہو تو اس عمل کی جزا اور سزا کا حق دار کون ہوگا، مالک یا ملازم؟ یعنی حکم دینے والا یا اس پر عمل کرنے والا؟ مزید وضاحت کردُوں کہ ریڈیو اور ٹی وی پر خبریں پڑھنا میری ڈیوٹی ہے، اور یہ اسکرپٹ افسرانِ بالا یعنی حکومت کی طرف سے دی جاتی ہے اور اس میں میری مرضی کا کوئی دخل نہیں ہوتا، بلاشبہ اس میں زیادہ تر مبالغہ آرائی اور بسااوقات الزام اور بہتان تراشی ہوتی ہے۔ اسلامی اُصول کے مطابق تبصرہ اور نصیحت فرمائیں تاکہ ضمیر مطمئن ہوسکے۔

ج…… اللہ تعالیٰ کے بے شمار بندوں نے اس نوعیت کے خطوط لکھے، جن میں اپنی غلطیوں کے احساس کا اظہار کرکے تلافی کی تدبیر دریافت کی ہے۔ لیکن میرا خیال تھا کہ نشریاتی اداروں کے افسران اور کارکنان میں "ضمیر کا قیدی" شاید کوئی نہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائیں کہ آپ نے میری اس غلط فہمی کا اِزالہ کردیا اور معلوم ہوا کہ اس طبقے میں بھی کچھ باضمیر اور خداترس افراد ابھی موجود ہیں، جن کے طرزِ عمل پر ان کا ضمیر ملامت کرتا ہے اور ان کی ایمانی حس ابھی باقی ہے، اس بے ساختہ تمہید کے بعد اب آپ کے سوال کا جواب عرض کرتا ہوں۔

یہ بات تو ہر عام و خاص کے علم میں ہے کہ جرم کا ارتکاب کرنے والا اور اُجرت دے کر جرم کرانے والا قانون کی نظر میں دونوں یکساں مجرم ہیں، قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیشی ہوگی تو ہر شخص کو اَپنے قول و فعل کی جوابدہی کرنی ہوگی، اس وقت

نہ کوئی آقا ہوگا، نہ ملازم، نہ کوئی اعلیٰ افسر ہوگا، نہ ماتحت، اگر کسی نے کوئی جرم سرکار کے کہنے پر کیا ہوگا تو یہ سرکار بھی پکڑی جائے گی اور اس کا کارندہ بھی۔

ہمارے نشریاتی ادارے (ریڈیو، ٹی وی) جو کچھ نشر کرتے ہیں ان کی چند قسمیں ہیں:

اوّل:......شریعتِ خداوندی کا مذاق اُڑانا، اہلِ دِین کی تضحیک کرنا، قرآن وسنت کی غلط سلط تعبیر کرنا، اور شرعی مسائل میں تحریف کرنا، یہ اور اس نوعیت کے دُوسرے اُمور ایسے ہیں جن کی سرحدیں کفر کے ساتھ ملتی ہیں، اور جو لوگ سرکار اور اعلیٰ افسران کے ایما پر ایسے جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں، ان کا جرم ناقابلِ معافی ہے، خواہ وہ جان بوجھ کر ان جرائم کا ارتکاب کرتے ہوں یا محض اعلیٰ افسران کی خوشنودی کے لئے۔

دوم:......سرکار کے مخالفین پر تہمت تراشی کرنا، ان پر غلط الزامات لگانا، کسی مسلمان کی تحقیر و تذلیل کرنا۔ اس قسم کی چیزیں حقوق العباد میں شامل ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی عدالت میں جب یہ مقدمات پیش ہوں گے، تو اللہ تعالیٰ صاحبِ حق کو اس کا حق لازماً دِلائیں گے، اِلَّا یہ کہ صاحبِ حق اپنا حق معاف کردے، اور حق دِلانے کی صورت یہ ہوگی کہ حق تلفی کرنے والے کی نیکیاں صاحبِ حق کو دِلائی جائیں گی، اور اگر اس کے پاس نیکیاں ختم ہوگئیں تو صاحبِ حق کے گناہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے، صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ:

> ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ: جانتے ہو مفلس کون ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ: ہم میں تو وہ شخص مفلس شمار کیا جاتا ہے جس کے پاس نہ روپے پیسے ہوں، نہ ساز و سامان ہو۔ ارشاد فرمایا کہ: میری اُمت کا مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ، زکوٰۃ لے کر آئے، مگر اس حالت میں آئے کہ اس شخص کو گالی دی تھی، اس پر تہمت لگائی تھی، اس کا مال کھایا تھا، اس کا خون بہایا تھا، اس کی مار پیٹ کی تھی، پس ان تمام لوگوں کو جن کی حق تلفی کی تھی، اس کی نیکیاں دے دی جائیں گی، پھر اگر نیکیاں ختم ہوگئیں اور لوگوں کے جو حقوق اس کے ذمہ تھے وہ پورے

نہیں ہوئے تو ان لوگوں کے گناہوں میں سے کچھ گناہ لے کر اس پر ڈال دیئے جائیں گے، پھر اس کو دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔“

(مشکوٰۃ ص:۴۳۵)

الغرض! اللہ تعالیٰ کی عدالت میں ہر ظالم سے مظلوم کا بدلہ دِلایا جائے گا، اور قیامت کے دن نیکیوں اور بدیوں کے سوا اور کوئی سکہ نہیں ہوگا، لہٰذا ظالم کی نیکیاں مظلوم کو دِلائی جائیں گی، اور اگر ظالم کی نیکیاں ختم ہوگئیں اور مظلوم کا بدلہ ادا نہیں ہوسکا تو مظلوم کے گناہ... بقدرِ حقوق... ظالم کے ذمہ ڈال دیئے جائیں گے۔

سوم:...... ظالم حکمرانوں کی مدح و تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملانا، ان کے جھوٹے کارناموں کی مبالغہ آرائی کے ساتھ تشہیر کرنا، وغیرہ وغیرہ۔

یہ چیزیں بھی گناہِ کبیرہ ہیں اور نشریاتی اداروں کے جتنے ملازمین ان گناہوں میں ملوّث ہیں قیامت کے دن ان کو ان گناہوں کی بھی جوابدہی کرنی ہوگی۔ پھر خواہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے معاف فرمادیں، یا ان جرائم کے بقدر سزا دے دیں۔ ان اداروں کے ملازم ہونے کی حیثیت سے ان کبیرہ گناہوں کا ارتکاب تو آپ کے لئے ناگزیر ہے، اگر ان تمام گناہوں کا بوجھ اُٹھانے کی ہمت ہے تو بصد شوق ان اداروں میں ملازمت کیجئے، اور اگر ان گناہوں کا انبار کسی طرح بھی اُٹھائے نہیں اُٹھتا، تو اپنی آخرت بگاڑنے کے بجائے بہتر ہے کہ ملازمت سے استعفیٰ دے کر پیٹ کا دوزخ بھرنے کا کوئی اور انتظام کیجئے۔ اور اگر اس کی بھی کوئی صورت نظر نہیں آتی تو کم سے کم درجے کی تدبیر یہ ہے کہ رات کی تنہائی میں یہ تصوّر کیجئے کہ میرا دفترِ عمل بارگاہِ اِلٰہی میں پیش ہے، اپنے تمام گناہوں پر توبہ و اِستغفار کیا کیجئے، اور جن جن لوگوں پر اتہام تراشی کی ہے، ان کے حق میں التزام کے ساتھ دُعائے مغفرت کرکے حق تعالیٰ شانہ کی بارگاہ میں عرض کیا کیجئے کہ: ”یااللہ! جن جن بندوں کی میں نے حق تلفی کی ہے، ان کو میری طرف سے بدلہ ادا کرکے ان کو مجھ سے راضی کردیجئے اور مجھے ان سے معافی دِلادیجئے، اور جس قدر میں نے آپ کی حق تلفیاں کی ہیں، وہ بھی اپنی رحمت سے معاف کردیجئے۔“ اگر آپ نے اس کو اپنا روزانہ کا معمول بنالیا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے

اُمید ہے کہ آپ کے گناہوں کا بوجھ ہلکا کردیں گے اور آپ کے ساتھ عفو و مغفرت کا معاملہ فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنا یوم الحساب پیشِ نظر رکھنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

ناجائز آمدنی اپنے متعلقین پر خرچ کرنا

س…… اگر انسان حق و حلال اور محنت سے کمائے اور جائز دولت اپنی محنت سے کمائے تو کیا یہ آمدنی شرعی طور پر جائز ہوگئی؟ لیکن اگر انسان ناجائز، چوری، ڈکیتی، رِشوت اور غلط طریقے سے اَمیر بن جائے تو کیا اس کی اولاد کی پروَرِش، اس کے والدین کی پروَرِش، اس کی بیوی کے اخراجات کیا سب ناجائز ہوگئے؟ اور مولانا صاحب! کیا ناجائز آمدنی صرف غلط کاموں میں ہی خرچ ہوگی؟ کیا ناجائز اور رِشوت کی آمدنی سے حج نہیں کرسکتے؟

ج…… جو شخص ناجائز طریقے سے کماتا ہے، مثلاً: چوری، ڈکیتی، رِشوت وغیرہ، وہ امیر نہیں بلکہ مفلس اور فقیر ہے، قیامت کے دن ایک ایک پیسہ اس کو ادا کرنا ہوگا، اور قیامت کے دن لوگوں کے گناہوں کا انبار اپنے اُوپر لاد کر دوزخ میں جائے گا۔

۲:…… ظاہر ہے کہ حرام کی آمدنی جہاں بھی خرچ کی جائے گی وہ ناجائز ہی ہوگی، خواہ اپنے والدین پر خرچ کرے یا بیوی بچوں پر، یہ شخص سب کو حرام کھلاتا ہے۔

۳:…… تجربہ یہی ہے کہ حرام آمدنی حرام راستے جاتی ہے، اور قیامت کے دن وبالِ جان بنے گی۔

۴:…… حرام آمدنی سے کیا گیا صدقہ وخیرات اور حج قبول نہیں ہوتا۔ حرام آمدنی سے صدقہ کرنا ایسا ہے کہ گندگی کی رکابی بھر کر کسی بڑے کی خدمت میں ہدیہ کرے، اور حج کرنا ایسا ہے کہ اپنے بدن اور کپڑوں پر گندگی مل کر کسی بڑے کی زیارت کے لئے اس کے گھر جائے۔

ناچ گانے سے متعلق وزیرِ خارجہ کا غلط فتویٰ

س…… وزیرِ خارجہ سردار آصف احمد علی نے آسٹریلیا میں ایک فتویٰ دیا ہے کہ ناچ گانا، رقص، تھرتھراہٹ اسلام میں جائز ہے۔ کیا آپ اسلامی شریعتِ محمدی کی رُو سے سردار آصف کے

اس فتویٰ پر بحث کرسکتے ہیں؟ کیا ایک اسلامی ملک کے وزیرِ خارجہ کا یہ فتویٰ شریعتِ محمدی کے خلاف نہیں ہے؟ اسلامی شریعتِ محمدی کی رُو سے کیا سزا وزیرِ خارجہ کو ملنی چاہئے؟ جواب گول مت کرجایئے گا کیونکہ اسلامی شریعتِ محمدی میں آپ پر بھی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے، اور جواب واضح دیں، ڈریئے گا نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ حق و انصاف کے ساتھ ہے۔

ج...... سردار آصف احمد علی تو ”سردار“ ہے، مفتی تو نہیں کہ اس کے فتویٰ کا اعتبار کیا جائے۔ غلط فتویٰ خواہ وزیرِ خارجہ کا ہو یا اس سے بھی کسی بڑے وزیر کا، غلط ہے، اور اگر ملک میں اسلامی شریعت نافذ ہو تو کم سے کم تر سزا یہ ہے کہ اس شخص کو کسی بھی سرکاری عہدے کے لئے نااہل قرار دیا جائے۔

خاندانی منصوبہ بندی

مانع حمل تدابیر کو قتلِ اولاد کا حکم دینا

س……سورۂ بنی اسرائیل کی آیت: ’’اور تم اپنی اولاد کو مال کے خوف سے قتل نہ کرو‘‘ کی تفسیر میں مولانا مودودی صاحب نے ’’تفہیم القرآن‘‘ میں آج کل کی مانع حمل تدابیر کو بھی قتلِ اولاد میں شامل کیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ موجود دور میں جو نامناسب تقسیمِ رزق اور دولت انسان نے خود قائم کی ہے، وہ غاصب کے لئے تو پابندِ مسائل نہیں، لیکن مظلوم اپنے حصے سے محروم ہے۔ اس صورتِ حال میں اگر وہ اپنی انفرادی حیثیت سے صرف مستقبل کے خوف سے مانع حمل تدابیر اختیار کرتا ہے تو کیا یہ خلافِ حکم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا؟ ذاتِ باری تعالیٰ پر یقینِ کامل اپنی جگہ، اور اسی کی عطا کی ہوئی عقلِ سلیم ہمیں غور و فکر کی دعوت بھی دیتی ہے، یہی وجہ ہے کہ ہم بارش، دُھوپ، آندھی، طوفان سے بچاؤ کی تدابیر کرتے ہیں، نہ کہ ایسے ہی بیٹھے رہتے ہیں کہ یہ سب اسی کے حکم سے ہوتا ہے، اور یہی اس کی رحمت ہے۔ مقصد کہنے کا یہ کہ جب ایک وجود کو اس نے زندگی دینی ہے تو دُنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی، لیکن انسان صرف اپنی مصلحت کی بناء پر اس کے برخلاف تدابیر کرنے کی سعی کرے تو کیا یہ خلافِ حکم النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں شمار ہوگا؟

ج……منع حمل کی تدابیر کو قتلِ اولاد کا حکم دینا تو مشکل ہے، البتہ فقر کے خوف کی جو علت قرآنِ کریم نے بیان فرمائی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ محض اندیشۂ فقر کی بنا پر مانع حمل تدابیر اختیار کرنا غیر پسندیدہ فعل ہے، اور آپ کا اس کو دُوسری تدابیر پر قیاس کرنا صحیح نہیں، اس لئے کہ دُوسری جائز تدابیر کی تو نہ صرف اجازت دی گئی ہے بلکہ ان کا حکم فرمایا گیا ہے، جبکہ منع حمل کی تدبیر کو ناپسند فرمایا گیا ہے۔ بہرحال منع حمل کی تدابیر مکروہ ہیں جبکہ ان کا منشا

محض اندیشۂ فقر ہو، اور اگر دُوسری کوئی ضرورت موجود ہو مثلاً عورت کی صحت متحمل نہیں، یا وہ اُوپر تلے کے بچوں کی پروَرِش کرنے سے قاصر ہے تو مانعِ حمل تدبیر میں کوئی مضائقہ نہیں۔

خاندانی منصوبہ بندی کا شرعی حکم

س…… ریڈیو اور اخبارات کے ذریعے شہروں اور دیہاتوں میں بھرپور پروپیگنڈا کرکے عوام کو اور مسلمان قوم کو یہ تاکید کی جارہی ہے کہ وہ خاندانی منصوبہ بندی پر عمل کرکے کم بچے پیدا کریں اور اپنے گھر اور ملک کو خوش حال بنائیں۔ محترم! اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ جو اِنسان بھی دُنیا میں جنم لیتا ہے اس کا رزق اللہ کے ذمے ہے، نہ کہ اِنسان کے ہاتھ میں، بلکہ انسان تو اس قدر گناہگار اور سیاہ کار رہتا ہے کہ وہ تو اس قابل ہی نہیں ہوتا کہ اسے رزق دیئے جائیں، اسے جو رزق ملتا ہے وہ بھی ان معصوم بچوں ہی کے طفیل ملتا ہے، تو کیا بچوں کی پیدائش کو روکنے اور خاندانی منصوبہ بندی پر عمل کرنے کی اسلام میں کوئی گنجائش ہے؟

ج…… خاندانی منصوبہ بندی کی جو تحریکیں آج عالمی سطح پر چل رہی ہیں، ان کے بارے میں تو علمائے اُمت فرماچکے ہیں کہ یہ صحیح نہیں، البتہ کسی خاص عذر کی حالت میں جبکہ اطباء کے نزدیک عورت مزید بچوں کی پیدائش کے لائق نہ ہو، علاجاً ضبطِ ولادت کا حکم دیا جاسکتا ہے۔

ضبطِ ولادت کی مختلف اقسام اور ان کا حکم

س ۱:…… ضبطِ ولادت اور اسقاطِ حمل میں کیا فرق ہے؟ کونسا حرام ہے اور کونسا جائز؟

س ۲:…… ایک لیڈی ڈاکٹر جو ضبطِ ولادت کا کام کرتی ہے اور دوائیں دیتی ہے، اس کی کمائی حلال ہے یا حرام؟

ج ۱:…… ضبطِ تولید کے مختلف انواع ہیں۔ ۱- مانعِ حمل دوائیاں یا گولیاں استعمال کرنا، ۲- حمل نہ ٹھہرنے کے لئے آپریشن کرانا، ۳- حمل ٹھہر جانے کے بعد اس کو دواؤں سے ضائع کرنا، ۴- اسقاطِ حمل کرانا، ۵- یا مادّۂ منویہ اندر جانے سے روکنے کے لئے پلاسٹک کوئل استعمال کرنا، یہ سب اقسام ہیں۔

لہٰذا فقر اور احتیاجی کے خوف سے یا کثرتِ اولاد کو روکنے کے واسطے مذکورہ

فہرست

انواع میں سے جس کو بھی اختیار کیا جائے گا، وہ ضبطِ تولید میں آئے گا، اور ضبطِ تولید کے عمل کرنے اور کرانے والا دونوں گناہگار ہوں گے۔

ج ۲:...... مذکورہ بالا حالات میں ڈاکٹر کے لئے دوائیاں دینا بھی گناہ ہوگا، اِلَّا یہ کہ کوئی مریض ایسا ہو کہ حمل کی وجہ سے جان کا خطرہ ہو اور حمل بھی ایسا کہ اس میں جان پیدا نہ ہوئی ہو، یعنی چار ماہ کی مدّت سے کم ہو، اس سے قبل اسقاط کراسکتا ہے۔ ایسی خاص صورت میں ڈاکٹر بھی گناہگار نہ ہوگا اور مانع حمل اور اسقاط کی دوائی استعمال کرنے والا بھی گناہگار نہ ہوگا۔

خاندانی منصوبہ بندی کا حدیث سے جواز ثابت کرنا غلط ہے

س...... آج صغریٰ بائی ہسپتال نارتھ ناظم آباد جانے کا اتفاق ہوا، وہاں ہسپتال کے مختلف شعبوں اور کوریڈور میں خاندانی منصوبہ بندی کے متعلق ایک اِشتہار دیکھا جس میں نفس کو مارنا جہادِ عظیم قرار دیا گیا ہے، اور اس کے ساتھ نس بندی کی تعریف کی گئی تھی اور اسے بھی نفس کو مارنے سے تعبیر کیا گیا تھا، اور ایک حدیث کا حوالہ تھا کہ: ''مال کی قلّت اور اولاد کی کثرت سے پناہ مانگو'' یعنی یہ حدیث قرآن کی ان تعلیمات کے بالکل ضد ہے جس میں اولاد کو فقر کے ڈَر سے قتل سے منع کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ اللہ ہر ذی رُوح کو رزق دیتا ہے، کیا یہ حدیث قرآن کی تعلیمات کے خلاف نہیں ہے؟ اُمید ہے کہ اس حدیث کی وضاحت فرمائیں گے۔

ج...... حدیث تو صحیح ہے، مگر اس کا جو مطلب لیا گیا ہے، وہ غلط ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مصائب کی مشقت سے اللہ کی پناہ مانگو، اس کو اولاد کی بندش کے ساتھ جوڑنا غلط ہے۔ اور نس بندی کو نفس کشی کہنا بھی محض اختراع ہے، نفس کشی کا مفہوم یہ ہے کہ نفس کو ناجائز اور غیرضروری خواہشوں سے باز رکھا جائے۔

خاندانی منصوبہ بندی کی شرعی حیثیت

س...... خاندانی منصوبہ بندی یا بچوں کی پیدائش کی روک تھام کے کسی بھی طریقے پر عمل کرنا گناہِ صغیرہ ہے؟ گناہِ کبیرہ ہے؟ یا شرک ہے؟

ج...... منع حمل کی تدبیر اگر بطور علاج کے ہو کہ عورت کی صحت متحمل نہیں تو بلا کراہت جائز ہے، ورنہ مکروہ ہے، اور اس نیت سے خاندانی منصوبہ بندی پر عمل کرنا کہ بڑھتی ہوئی آبادی کو کنٹرول کیا جائے، شرعاً گناہ ہے، گناہِ صغیرہ ہے یا کبیرہ؟ اس کی مجھے تحقیق نہیں۔

برتھ کنٹرول کی گولیوں کے مضر اَثرات

س...... آج سے پندرہ بیس سال قبل بچے کی پیدائش ماں یا باپ کے لئے مسئلہ نہیں بنتی تھی، بلکہ مشترکہ خاندان کی بدولت بچہ ہاتھوں ہاتھ پل جاتا تھا، اس کے علاوہ مسائل کی فراوانی بھی نہیں تھی، نوکر آسانی سے مل جاتے تھے، بچوں کی تعلیم و تربیت پر بھی خصوصی توجہ دی جاسکتی تھی، کیونکہ عموماً بچے دادی یا نانی کی سرپرستی میں پروَرِش پاتے تھے۔ مائیں بھی بچوں پر خصوصی توجہ دے لیتی تھیں، کیونکہ نوکر بآسانی کم تنخواہوں پر مل جاتے تھے، اکثر اوقات تو گھریلو قسم کی عورتیں صرف دو وقت کی روٹی کی خاطر کھاتے پیتے گھرانوں میں کام کرنے لگتی تھیں، ظاہری نمود و نمائش کا نام و نشان نہ تھا، اگر کسی کی تنخواہ کم ہے تو وہ دال روٹی کھا کر اپنے بچوں کی پروَرِش کرلیتا تھا، اور کبھی بھی کسی بھی جوڑے کو ''کم بچے خوش حال گھرانہ'' کا خیال تک نہیں آیا۔ لیکن آج کا دور جبکہ مسائل نے پریشانیوں کی صورت اختیار کرلی ہے، مشترکہ خاندان کا تصوّر خال خال نظر آتا ہے، دادی یا نانی اپنے بچوں کی اولادوں سے بیزار نظر آتی ہیں، ظاہری نمود و نمائش کا ایک طوفان برپا ہے، ہر شخص دولت کی ہوس میں اندھا ہو رہا ہے، بیوی اور شوہر دونوں ملازمت کرکے اپنے معیارِ زندگی کو اعلیٰ سے اعلیٰ کرنے کی تگ و دو میں کوشاں ہیں، ہر شخص کی فکر اپنی حد تک محدود ہے، رنگین ٹی وی، فرج، قالین، صوفے، عمدہ کراکری، گاڑی ہر شخص کے اعصاب پر سوار ہیں، ہر شخص اس بات کی فکر میں ہے کہ وہ خاندان کا اَمیر ترین آدمی کہلائے، معاشرے کے یہ ناسور اس پر طرّہ ٹی وی، ریڈیو پر ''کم بچے خوش حال گھرانہ'' کے پروپیگنڈے نے ہزاروں عورتوں کو ذہنی مریض، جسمانی مریض اور پھر موت کی گھاٹ اُتار دیا۔ آج کا مرد، عورت کو برتھ کنٹرول کی گولیاں کھلا کر اپنے معیارِ زندگی کو بلند سے بلند تر کرنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے، اور عورت جو مرد کا دایاں بازو کہلاتی

ہے، آج ہمارے معاشرے کا بیمار اور روگی عضو بنتی جارہی ہے، ان گولیوں نے نامعلوم کتنی زندگیاں تباہ و برباد کی ہوں گی، ہمارے معاشرے میں کسی کا نام لکھنا اور مشتہر کرنا باعثِ رُسوائی ہے۔ بہرحال یہ گولیاں عورت کے سردرد پیدا کرتی ہیں، ماہانہ نظام میں خرابیاں پیدا ہوجاتی ہیں، بعض عورتیں بے پناہ موٹی اور بعض عورتیں دُبلی اور کمزور ہوجاتی ہیں، بینائی پر اثر پڑتا ہے، سر کے بال سفید ہوجاتے ہیں، مختلف قسم کی اندرونی تکالیف پیدا ہوجاتی ہیں، بعض عورتیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ماں بننے کی صلاحیت سے محروم ہوجاتی ہیں۔ مانعِ حمل گولیوں کے استعمال کرنے والی عورتوں سے اس کے مضر اثرات کے متعلق پوچھا تو ہر عورت کو سر درد کی شدید تکلیف میں مبتلا پایا، جو ہفتے عشرے میں ضرور اُٹھتا ہے، اور جس کو روکنے کے لئے وہ اسپرین کی گولیاں استعمال کرتی ہیں، یہ سر درد تقریباً دو تین روز رہتا ہے۔ عموماً عورتوں کے پیروں کے پٹھے اکڑنے کی بھی شکایت ہوجاتی ہے، پیر سن ہوجاتے ہیں اور بعض اوقات ان کو حرکت تک نہیں دے سکتیں۔ ایک صاحبہ جو شادی سے قبل بہت اسمارٹ ہوا کرتی تھیں، ان گولیوں کے استعمال کے بعد بے پناہ موٹی ہوکر ہائی بلڈ پریشر کا شکار ہوگئیں۔ بہرحال اگر سروے کیا جائے تو ہر پڑھی لکھی عورت اس لعنت سے پریشان ہے، لیکن وہ اس کے استعمال کو بند کرنے کے لئے بھی تیار نہیں، کیونکہ ان کے مسائل اتنے ہیں کہ وہ تیزی سے اپنی صحت کو داوٴ پر لگا رہی ہے۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ اس کا باقاعدہ طور پر سروے کرکے عورتوں کو اس کے مضر اثرات سے آگاہ کیا جائے، اور ان گولیوں کے استعمال پر سختی سے گورنمنٹ کو پابندی عائد کرنی چاہئے، جبکہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے یہ ہمارے لئے گناہِ عظیم بھی ہے۔

ج…… خدا کرے کہ حکومت اور عورتیں آپ کے مشورے پر دونوں عمل کریں۔ اور جیسا کہ آپ نے اشارہ کیا ہے یہ تمام نحوستیں اس وجہ سے ہیں کہ اس زندگی کو اصل زندگی سمجھ لیا گیا ہے، موت اور موت کے بعد کی زندگی کو فراموش کردیا گیا ہے۔ اسلام نے جس سادگی اور کم تر آسائشِ زندگی حاصل کرنے کی تعلیم دی تھی، اس کے بجائے سامانِ تعیش کو مقصد بنالیا گیا ہے، یہ معیارِ زندگی کو بلند کرنے کا بھوت پوری قوم پر سوار ہے، جس نے قوم کی دُنیا و آخرت

فہرست

دونوں کو غارت کردیا ہے، ان تمام بیماریوں کا علاج یہ ہے کہ مسلمانوں میں آخرت کے یقین کو زندہ کیا جائے۔

حکومت ضبطِ تولید پر کروڑوں روپیہ ضائع کر رہی ہے، لیکن اس کے باوجود آبادی کو محدود کرنے کا ہدف حاصل کرنے میں ناکام ہے، البتہ اس سے چند خرابیاں رُونما ہو رہی ہیں:

اوّل:...... عورت کا بچے پیدا کرنا ایک فطری عمل ہے، جو عورتیں اس فطری عمل کو روکنے کے لئے غیرفطری تدابیر اختیار کرتی ہیں وہ اپنی صحت کو برباد کرلیتی ہیں، اور بلڈ پریشر سے لے کر کینسر تک کے روگ ان کی زندگی بھر کے ساتھ ہوجاتے ہیں، اور وہ جلد سے جلد قبر میں پہنچنے کی تیاری کرلیتی ہیں، گویا ضبطِ تولید کی گولیاں اور دُوسری غیرفطری تدابیر ایک زہر ہے جو ان کے جسم میں اُتارا جارہا ہے۔

دوم:...... اس زہر کا اثر ان کی اولاد پر بھی ظاہر ہوتا ہے، چونکہ ایسی خواتین کی اپنی سوچ گھٹیا ہے، اس لئے ان کی اولاد بھی ذہنی و جسمانی طور پر تندرست نہیں ہوتی، بلکہ یا تو جسمانی طور پر معذور ہوتی ہے، یا ذہنی بلندی سے عاری۔ کام چور، کھیل کود کی شوقین، والدین کی نافرمان، اور جوان ہونے کے بعد نفسانی و جنسی امراض کی مریض۔ اس طرح ضبطِ تولید کی یہ تحریک، جس پر حکومت قوم کا کروڑوں، اربوں روپیہ غارت کرچکی ہے، اور کر رہی ہے، درحقیقت ایک معذور اور ذہنی طور پر اپاہج معاشرہ وجود میں لانے کی تحریک ہے۔

سوم:...... ہمارے معاشرے میں مرد و زَن کے اختلاط پر کوئی پابندی نہیں، تعلیم گاہوں میں (جن کو نئی نسل کی قتل گاہیں کہنا زیادہ صحیح ہوگا) نوجوان لڑکے اور لڑکیاں مخلوط تعلیم حاصل کرتے ہیں، عقل ناپختہ اور جذبات فراواں، اس ماحول میں نوجوان نسل بجائے فنی تعلیم کے عشق لڑانے کی مشق کرتی ہے، اور جنسی ملاپ کو منتہائے محبت تصوّر کرتی ہے، اس راستے میں سب سے بڑی رُکاوٹ یہ ہے کہ اگر جنسی ملاپ کا نتیجہ ظاہر ہوگیا تو دُنیا میں رُسوائی ہوجائے گی، اس برتھ کنٹرول کی تحریک نے ان کے راستے کی یہ مشکل حل کردی، اب لڑکیاں اس غلط روی کے خوفناک انجام سے بےفکر ہوگئی ہیں، اور اگر برتھ کنٹرول کے

باوجود ''نتیجہ بد'' ظاہر ہی ہوجائے تو ہسپتال میں جاکر صفائی کرالی جاتی ہے۔

الغرض! حکومت کی یہ تحریک صرف اسلام ہی کے خلاف نہیں، بلکہ پورے معاشرے کے خلاف ایک ہولناک سازش ہے۔

مانع حمل ادویات اور غبارے استعمال کرنا

س...... آج کل لوگ جماع کے وقت عام طور پر مانع حمل ادویات استعمال کرتے ہیں، یا اس کی جگہ آج کل مختلف قسم کے غبارے چل رہے ہیں، جن سے حمل قرار نہیں پاتا، کیا ایسا عمل جس سے حمل قرار نہ پائے جائز ہے؟ نیز کیا ان غباروں کا استعمال جائز ہے؟

ج...... جائز ہے۔

تصوّف

بیعت کی تعریف اور اہمیت

س…… بیعت کے کیا معنی ہیں؟ کیا کسی پیرِ کامل کی بیعت کرنا لازمی ہے؟

ج…… بیعت کا مطلب ہے کہ کسی مرشدِ کامل متبع سنت کے ہاتھ پر اپنے گناہوں سے توبہ کرنا اور آئندہ اس کی رہ نمائی میں دِین پر چلنے کا عہد کرنا۔ یہ صحیح ہے اور صحابہ کرامؓ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کرنا ثابت ہے۔ جب تک کسی اللہ والے سے رابطہ نہ ہو، نفس کی اصلاح نہیں ہوتی، اور دِین پر چلنا مشکل ہوتا ہے، اس لئے کسی بزرگ سے اصلاحی تعلق تو ضروری ہے، البتہ رسمی بیعت ضروری نہیں۔

پیر کی پہچان

س…… کیا اہلِ سنت والجماعت حنفی مذہب میں ایسے پیروں بزرگوں کو مانا جائے جس کے سر پر نہ دستارِ نبوی ہو، نہ سنت یعنی داڑھی مبارک؟

ج…… پیر اور مرشد تو وہی ہوسکتا ہے جو سنتِ نبوی کی پیروی کرنے والا ہو، جو شخص فرائض و واجبات اور سنتِ نبوی کا تارک ہو، وہ پیر نہیں بلکہ دِین کا ڈاکو ہے۔

بیعت کی شرعی حیثیت، نیز تعویذات کرنا

س…… خاندان میں ایک خاتون ہیں، جو ایک پیر صاحب کی مرید ہیں، ان پیر صاحب کو میں نے دیکھا ہے، انتہائی شریف اور قابلِ اعتماد آدمی ہیں۔ بہرحال اس خاتون سے کسی بات پر بحث ہوگئی، جس میں وہ فرمانے لگیں کہ پیری مریدی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے آرہی ہے اور لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی تعویذ وغیرہ لیا کرتے تھے، اس کے علاوہ جو شخص اولیاء اللہ اور پیروں فقیروں کی صحبت سے بھاگے گا، وہ انتہائی گناہگار رہے،

اور جو نذر و نیاز کا نہ کھائیں اور دُرود و سلام نہ پڑھیں وہ کافروں سے بدتر ہیں۔ اور قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام مسلمانوں کو بخشوالیں گے۔ یہ میں نے ان کی بیس پچیّس منٹ کی باتوں کا نچوڑ نکالا ہے، میں نے ان سے یہ بھی کہا کہ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ کی بخشش کی دُعا فرما رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس بات سے منع فرمایا، تو جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ کو نہ بخشوا سکے تو ان گناہگار مسلمانوں کی سفارش کیوں کریں گے؟ میں نے خاتون سے تو کہہ دیا، لیکن مجھے یاد نہیں آیا کہ یہ بات میں نے کسی حدیث میں پڑھی ہے یا کسی قرآنی آیت کا ترجمہ ہے۔ بہرحال اگر ایسا ہے تو آپ اُوپر دی ہوئی تمام باتوں کی تفصیل اگر قرآن سے دیں تو سپارہ کا نمبر اور آیت کا نام لکھ دیں، اور اگر حدیث میں ہو تو کتاب کا نام اور صفحہ نمبر مہربانی فرما کر لکھ دیں۔

ج…… یہ مسائل بہت تفصیل طلب ہیں، بہتر ہوگا کہ آپ کچھ فرصت نکال کر میرے پاس تشریف لائیں، تاکہ ان مسائل کے بارے میں اسلام کا صحیح نقطۂ نظر عرض کرسکوں۔ مختصراً یہ کہ:

ا:…… شیخِ کامل جو شریعت کا پابند، سنتِ نبوی کا پیرو اور بدعات و رُسوم سے آزاد ہے، اس سے تعلق قائم کرنا ضروری ہے۔

شیخِ کامل کی چند علامات ذکر کرتا ہوں، جو اکابر نے بیان فرمائی ہیں:

❊:…… ضروریاتِ دِین کا علم رکھتا ہو۔

❊:…… کسی کامل کی صحبت میں رہا ہو، اور اس کے شیخ نے اس کو بیعت لینے کی اجازت دی ہو۔

❊:…… اس کی صحبت میں بیٹھ کر آخرت کا شوق پیدا ہو، اور دُنیا کی محبت سے دِل سرد ہوجائے۔

❊:…… اس کے مریدوں کی اکثریت شریعت کی پابند ہو، اور رُسوم و بدعات سے پرہیز کرتی ہو۔

❊:…… وہ نفس کی اصلاح کرسکتا ہو، رذیل اخلاق کے چھوڑنے اور اخلاقِ حسنہ کی تلقین کی صلاحیت رکھتا ہو۔

*:......وہ مریدوں کی غیرشرعی حرکتوں پر روک ٹوک کرتا ہو۔

۲:...... مشائخ سے جو بیعت کرتے ہیں، یہ ''بیعتِ توبہ'' کہلاتی ہے اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

۳:......تعویذات جائز ہیں، مگر ان کی حیثیت صرف علاج کی ہے، صرف تعویذات کے لئے پیری مریدی کرنا دُکان داری ہے، ایسے پیر سے لوگوں کو دِین کا نفع نہیں پہنچتا۔

۴:......اولیاء اللہ سے نفرت غلط ہے، پیر فقیر اگر شریعت کے پابند ہوں تو ان کی خدمت میں حاضری اکسیر ہے، ورنہ زہرِ قاتل۔

۵:......نذر و نیاز کا کھانا غریبوں کو کھانا چاہئے، مال دار لوگوں کو نہیں، اور نذر صرف اللہ تعالیٰ کی جائز ہے، غیراللہ کی جائز نہیں، بلکہ شرک ہے۔

۶:......دُرود وسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر عمر میں ایک بار پڑھنا فرض ہے، جس مجلس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نامِ نامی آئے اس میں ایک بار دُرود شریف پڑھنا واجب ہے، اور جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آئے دُرود شریف پڑھنا مستحب ہے، دُرود شریف کا کثرت سے وِرد کرنا اعلیٰ درجے کی عبادت ہے، اور دُرود و سلام کی لاؤڈاسپیکروں پر اَذان دینا بدعت ہے، جو لوگ دُرود وسلام نہیں پڑھتے ان کو ثواب سے محروم کہنا دُرست ہے، مگر کافروں سے بدتر کہنا سراسر جہالت ہے۔

۷:......آپ کا یہ فقرہ کہ: ''جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ کو نہ بخشوا سکے تو گناہگار مسلمانوں کی سفارش کیوں کریں گے'' نہایت گستاخی کے الفاظ ہیں، ان سے توبہ کیجئے۔

۸:......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین شریفین کے بارے میں زبان بند رکھنا ضروری ہے۔

۹:......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت قیامت کے دن گناہگار مسلمانوں کے لئے برحق ہے، اور اس کا انکار گمراہی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"شفاعتی لأھل الکبائر من أمّتی." (رواہ الترمذی وابوداؤد عن أنس، ورواہ ابن ماجۃ عن جابر، مشکوٰۃ ص:۴۹۴)

ترجمہ:...... "میری شفاعت میری اُمت کے اہلِ کبائر کے لئے ہے۔"

مرشدِ کامل کی صفات

س...... ایک شخص جس کی عمر تقریباً ۲۵ سال ہے، یہ نہ تو قرآن شریف پڑھا ہوا ہے، نہ اس کو نماز آتی ہے، اور نہ ہی اس کو دِینی معلومات سے آگاہی ہے، ان کا تعلق ہمارے گھرانے سے ہے، اب گھر کے تمام افراد مجھے ان صاحب کی بیعت کرنے کو کہتے ہیں اور یہ کام مجھے میری عقل اور علم کے خلاف نظر آتا ہے، آپ کی کیا رائے ہے؟

ج...... کسی مرشد کے ہاتھ پر بیعت ہونا اپنی اصلاح کے لئے ہوتا ہے، اور مرشدِ کامل وہ ہے جس میں مندرجہ ذیل باتیں موجود ہوں:

۱:...... ضرورت کے موافق دِین کا علم رکھتا ہو۔

۲:...... اس کے عقائد، اعمال اور اخلاق شریعت کے مطابق ہوں۔

۳:...... دُنیا کی حرص نہ رکھتا ہو، کمال کا دعویٰ نہ کرتا ہو۔

۴:...... کسی مرشدِ کامل متبعِ سنت کی خدمت میں رہا ہو، اور اس کی طرف سے بیعت لینے کی اجازت اسے حاصل ہو۔

۵:...... اس زمانے کے عالم اور بزرگانِ دِین اس کے بارے میں اچھی رائے رکھتے ہوں۔

۶:...... اس سے تعلق رکھنے والے سمجھ دار اور دِین دار لوگ ہوں اور شریعت کے پابند ہوں۔

۷:...... وہ اپنے مریدوں کی اصلاح کا خیال رکھتا ہو، اور ان سے کوئی شریعت کے خلاف کام ہوجائے تو اس پر روک ٹوک کرتا ہو۔

فہرست

۸:......اس کے پاس بیٹھنے سے اللہ تعالیٰ کی محبت میں اضافہ ہو، دُنیا کی محبت کم ہو۔
جس شخص میں یہ صفات نہ ہوں، وہ مرشد بنانے کے لائق نہیں، بلکہ وہ دِین و ایمان کا رہزن ہے، اور اس سے پرہیز کرنا واجب ہے، مولانا رُومیؒ فرماتے ہیں:

اے بسا اِبلیس آدم روئے ہست
پس ہر بدستے نہ باید داد دست

یعنی بہت سے اِبلیس انسانوں کے بھیس میں آتے ہیں، اس لئے ہر شخص کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دینا چاہئے۔

بیک وقت دو بزرگوں سے اصلاحی تعلق قائم کرنا

س......کیا ایک وقت میں دو بزرگوں سے اصلاحی تعلق قائم کیا جاسکتا ہے؟

ج......اصلاحی تعلق تو ایک ہی شیخ سے ہونا چاہئے، البتہ اگر شیخ دُور ہوں تو ان کی اجازت سے کسی مقامی بزرگ کی خدمت میں حاضری اور اس سے استفادے کا مضائقہ نہیں۔

ذکرِ جہر، پاس انفاس

س......گلگت میں کچھ عرصے سے ایک ایسا گروہ وجود میں آیا ہے جو ناک سے سانس کے ذریعے (منہ بند کرکے) ذکر کرتے ہیں اور عوام الناس کو بھی اس کی ترغیب دیتے ہیں، جس کو یہ لوگ پاس انفاس کا نام دیتے ہیں۔ براہِ کرم اس کی صداقت کے متعلق وضاحت مطلوب ہے۔

ج......مشائخ کے ہاں ذکر کی مختلف ترکیبیں رائج ہیں، پس یہ لوگ اگر کسی صاحبِ سلسلہ متبعِ سنت شیخ کی ہدایت کے مطابق کرتے ہیں تو ٹھیک ہے، ورنہ غلط ہے۔

س......گروہِ مذکور کہتا ہے کہ: ”ذکرِ ہٰذا سے بیت اللہ شریف کی زیارت، مُردوں کا حال جاننا اور عذابِ قبر کا مشاہدہ ذکر کے عالم میں ہوجاتا ہے۔“ نیز یہ ذکر روشنی بجھا کر رات کو کیا جاتا ہے۔

ج......آپ نے ان لوگوں کا جو قول لکھا ہے: ”ذکرِ ہٰذا سے بیت اللہ شریف کی زیارت،

مردوں کا حال جاننا اور عذابِ قبر کا مشاہدہ ذکر کے عالم میں ہوجاتا ہے' اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان لوگوں کا شیخ محقق نہیں، کیونکہ یہ چیزیں نہ مقاصد میں سے ہیں، نہ ان کی خاطر ذکر کیا جاتا ہے، ذکراللہ میں ان چیزوں کو مقصد بنانا گمراہی ہے، ذکر سے مقصود محض رضائے حق ہونی چاہئے، اس کے ماسوا سب باطل ہے، اگر بغیر سعی و محنت کے کوئی چیز حاصل ہوجائے، تو محمود ہے، مگر مقصود نہیں، اس کی طرف مطلق التفات نہیں ہونا چاہئے، کشفِ قبور یا اس طرح کی اور چیزیں محنت و ریاضت سے کافروں کو بھی حاصل ہوسکتی ہیں، اس لئے ان کو کمالِ مقصود سمجھنا جہالت وضلالت ہے۔

مراقبہ اپنے شیخ کے بتائے ہوئے طریقے پر کرنا چاہئے

س...... مراقبے کا کیا طریقہ ہے؟ اور اس میں کس طرح بیٹھنا چاہئے؟ اور مراقبہ کس طرح کرنا چاہئے؟ براہِ مہربانی مفصل تحریر فرمایئے گا، نیز اس کے متعلق کتب کہاں سے دستیاب ہوسکتی ہیں؟

ج...... مراقبہ ہر شخص کے مناسبِ حال ہوتا ہے، جس کا کسی شیخِ کامل سے تعلق ہو وہ اپنے شیخ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق کرسکتا ہے، یہ علمی تحقیقات نہیں بلکہ اصلاحِ نفس کے معالجات ہیں، اور اپنے نفس کے علاج سے بے فکر ہوکر ان کی تحقیقات میں پڑنا لغو اور فضول ہے۔

ذکرِ جہر جائز ہے، مگر آواز ضرورت سے زیادہ بلند نہ کی جائے

س...... ذکرِ جہر جائز ہے یا نہیں؟ جیسے تلاوتِ قرآن پاک یا کلمہ طیبہ کا وِرد کرنا، یا کہ ''اللہ، اللہ'' کرنا، یا ''اللہ ہو'' پڑھنا زور وشور سے جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ اکثر پیر مرشد جو کہ عالم بھی ہوتے ہیں ذکر جہر سے کرتے ہیں۔

ج...... ذکرِ جہر جائز ہے، بزرگوں کے بعض سلسلوں میں بطور علاج ذکرِ جہر کی تعلیم ہے، تاہم جہر خود مقصود نہیں، بلکہ آواز ضرورت سے زیادہ بلند نہ کرے۔ نیز کسی نمازی کی نماز میں اور سونے والے کی نیند میں اس سے خلل نہ آئے۔

بیعت اور اصلاحِ نفس

س...... خیال پیدا ہوتا ہے کہ کیا کسی شیخ کی بیعت کرنا واجب اور ضروری ہے؟ اگر یہ نہ ہوسکے یا کسی بزرگ کی صحبت بھی نصیب نہ ہوئی ہو تو اس شخص کی تمام عمر کی نماز اور روزانہ کی تلاوت کلامِ پاک اور کوئی پچیّس برس سے تہجد وغیرہ مزید نوافل شکرانہ اور تسبیحات سب بیکار گئیں، اور کیا اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس شخص کی بخشش نہ فرمائیں گے؟

ج...... شیخ سے بیعت بایں معنی تو واجب نہیں کہ اس کے بغیر کوئی عمل ہی معتبر نہ ہو، لیکن بایں معنی ضروری ہے کہ اس کے بغیر نفس کی اصلاح نہیں ہوتی، رُوحانی و قلبی امراض (نماز، روزہ، ذکر و اذکار کے باوجود) باقی رہتے ہیں، شیخ کی جوتیوں سے نفس کی اصلاح ہوتی ہے۔

مرید پہلے اپنے پیر کے بتائے ہوئے وظائف پورے کرے بعد میں دُوسرے

س...... اگر کوئی شخص کسی صاحبِ طریقت سے بیعت ہو تو پیر صاحب کے بتائے ہوئے اَذکار پہلے پڑھے یا وہ اَذکار جن کا کتبِ فضائل میں ذکر ملتا ہے، جیسے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص صبح کو سورۂ یٰسین پڑھ لے گا (شام تک کی) اس کی حاجتیں پوری ہوجائیں گی۔ وغیرہ وغیرہ۔ اگر کسی آدمی کے پاس وقت کم ہو تو وہ کون سے اذکار پڑھے؟ احادیث میں مذکورہ یا صاحبِ طریقت کے جس سے بیعت ہو؟ اس طرح اگر کوئی بیعت سے پہلے احادیث کے اَذکار کو پڑھ رہا ہو اور وہ بند کرلے تو گناہ تو نہیں؟ تہجد کی نماز چند دن پڑھتا ہوں، چند دن نہیں پڑھتا، اس کے متعلق واضح فرمادیں، نیز بغیر وضو چارپائی پر لیٹے لیٹے احادیث شریف کی کتاب پڑھ رہا ہو، گناہگار ہوگا یا بے ادب؟ کیا دُرود شریف بغیر وضو پڑھ سکتا ہے؟

ج...... جن اوراد و اَذکار کو معمول بنالیا جائے، خواہ شیخ کے بتانے سے، یا از خود، ان کے چھوڑنے میں بے برکتی ہوتی ہے، اس لئے سبھی معمولات کی پابندی کرنی چاہئے، اور ایک وقت نہ کرسکے تو دُوسرے وقت پورے کرلے۔ تہجد کی نماز میں از خود ناغہ نہ کرے۔ بغیر وضو حدیث شریف کی کتاب پڑھنا خلافِ اَولیٰ ہے، دُرود شریف بے وضو جائز ہے، باوضو پڑھے تو اور بھی اچھا ہے۔

فہرست

قید ''معروف'' کی حکمتیں

س…… آیت کا ترجمہ: ''اے نبی! (صلی اللہ علیہ وسلم) جب ایمان لانے والی عورتیں تمہارے پاس ان باتوں پر بیعت کرنے کے لئے آئیں کہ وہ اللہ کے ساتھ شرک نہ کریں گی اور کسی جائز حکم میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی تو ان کی بیعت قبول کرلو۔'' لفظ ''جائز'' کا مفہوم میری سمجھ میں نہیں آتا؟ واضح فرمادیں۔ کیا نبی کا حکم ''جائز'' کے علاوہ اور کچھ ہوسکتا ہے؟

ج…… ''جائز حکم'' ترجمہ ہے قرآنِ کریم کے لفظ ''معروف'' کا، رہا آپ کا یہ شبہ کہ: ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم جائز کے علاوہ کچھ اور ہوسکتا ہے؟'' دراصل آپ یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ قرآنِ کریم نے ''معروف'' کی قید کیوں لگائی؟ اس کی دو حکمتیں سمجھ میں آتی ہیں۔ ایک یہ کہ یہ قید واقعی ہے یعنی آپ کا ہر حکم جائز اور معروف ہے، اس لئے ہر حکمِ نبوی کی تعمیل کی جائے، اس کی نظیر قرآنِ کریم کی دُوسری آیت ہے: ''اِتَّبِعُوْا اَحْسَنَ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ''، ''احسن'' کی قید سے اس پر تنبیہ کرنا مقصود ہے کہ جو کچھ حق تعالیٰ شانہ کی جانب سے نازل کیا گیا ہے، وہ احسن ہی احسن ہے، اس لئے بغیر کسی دغدغہ کے اس کی پیروی کرو۔ دُوسری حکمت یہ کہ بیعت کی سنت تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی جاری رہے گی، مگر غیرمشروط اطاعت نہیں ہوگی، اس لئے ''فی معروف'' کی قید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد والوں کے پیشِ نظر ہے، اور اس پر تنبیہ مقصود ہے کہ جب ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو معروف کے ساتھ مشروط کیا ہے تو غیرِ نبی کی اطاعت غیرِمعروف میں کیسے جائز ہوسکتی ہے…؟

شریعت اور طریقت کا فرق

س…… شریعت اور طریقت میں کیا فرق ہے؟

ج…… اصلاحِ اعمال سے جو حصہ متعلق ہے وہ ''شریعت'' کہلاتا ہے، اور اصلاحِ قلب سے جو متعلق ہے اسے ''طریقت'' کہتے ہیں۔

بغیر اجازت کے بیعت کرنا

س...... کیا کسی ایسے بزرگ کی بیعت کرنا جائز ہے جو کسی بزرگ کی قبر سے فیض حاصل کرنے کا دعویٰ کرتا ہو؟ اور کسی پیر یا بزرگ نے زندگی میں اسے اپنا خلیفہ نہ بنایا ہو۔

ج...... بغیر اجازت وخلافت کے سلسلہ نہیں چلتا۔

نماز، روزہ وغیرہ کو نہ ماننے والے پیر کی شرعی حیثیت

س...... پنجاب میں ایک پیر صاحب ہیں، ان کے مرید کافی تعداد میں ہر سائڈ پھیلے ہوئے ہیں، ان کے مرید کچھ ہمارے عزیز بھی ہیں، پیر صاحب فقیری لائن کے ہیں، نہ ان کی داڑھی ہے، اور نہ ہی وہ نماز روزے کے پابند ہیں، وہ کہتے ہیں: ''ہماری ہر وقت کی نماز ہی نماز ہے'' وہ اپنے مریدوں سے کہتے ہیں کہ: ''ہم تمہارے نماز، روزے کے ذمہ دار ہیں، تم ادا کرو یا نہ کرو۔'' اور خاص بات یہ ہے کہ وہاں جو بھی چلا جائے اس کی مراد ضرور پوری ہوتی ہے، آپ سے پوچھنا یہ ہے کہ یہ کہاں تک صحیح ہے؟ اور کیا ایسے پیر صاحب کی بیعت کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ اور ان کے مرید کافی لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں، آپ جواب اخبار میں شائع کریں، مہربانی ہوگی۔

ج...... پیر و مرشد تو وہ ہوتا ہے جو خود بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلتا ہو، اور اپنے متعلقین کو بھی اسی راستے پر چلنے کی دعوت دیتا ہو، جو شخص نماز روزے کا قائل نہ ہو، وہ مسلمان ہی نہیں، بلکہ گمراہ اور بے دِین ہے۔ جو لوگ ایسے بددِین کے پھندے میں پھنسے ہوئے ہیں، اگر وہ قیامت کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں اپنا حشر چاہتے ہیں تو وہ اپنے ایمان کی تجدید کریں، اور اس شخص سے تعلق ختم کرلیں۔ اگر اسلامی حکومت ہوتی تو ایسے زِندیق کو سزائے اِرتداد دیتی۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اسلام کے ارکان ہیں، یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی معاف نہ ہوئے، اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کی طرف سے ان کی ذمہ داری اُٹھائی، کیا اس شخص کا خدائے تعالیٰ سے تعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ کر ہے؟ توبہ! توبہ! یہ لوگوں کے فرائض کی ذمہ داری اپنے سر لیتا ہے؟

رہا مرادوں کا پورا ہونا تو دُنیا میں اللہ تعالیٰ کتوں اور خنزیروں کو بھی رزق دیتے ہیں، محض دُنیوی مرادیں پوری ہونا مقبولیت کی دلیل نہیں، بلکہ اس کی وہی مثال ہے کہ جس شخص کے لئے سزائے موت کا حکم ہوچکا ہو، جیل میں اس کی ہر مراد پوری کی جاتی ہے۔

دُنیادار پیر

س...... ہمارے محلے میں ایک پیر صاحب گاؤں سے ہر سال آتے ہیں، اور کچھ عرصہ یہاں قیام پذیر ہوتے ہیں، لوگ ان کو بہت مانتے ہیں، لیکن میرا دِل نہیں مانتا کہ میں ان کے پاس جاؤں یا مرید ہوں، وجہ یہ ہے کہ وہ مسجد میں جاکر نماز باجماعت ادا نہیں کرتے، بلکہ گھر پر ہی پڑھتے ہیں۔ رمضان المبارک میں بھی مسجد میں نہیں جاتے، نماز اکیلے ہی ادا کرتے ہیں، جبکہ مسجد سے گھر کا فاصلہ چند ہی قدم ہے۔ کیا پیر صاحب مسجد سے بلند درجہ رکھتے ہیں؟ مجھے دوستوں سے اختلاف ہے، آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں مسئلہ حل فرمائیں۔

ج...... جو شخص بغیر عذرِ شرعی کے جماعت کا تارک ہو وہ فاسق ہے، اس سے بیعت ہونا جائز نہیں، اگر بیمار یا معذور ہے تو اس کا حکم دُوسرا ہے۔

مریدوں کی داڑھی منڈانے والے پیر کی بیعت

س...... ایک پیر اپنے مریدوں کی داڑھی منڈا دیتا ہے، یہ کہہ کر کہ: ''ہمارے سلسلے میں داڑھی نہیں ہے'' ایسے پیر کے بارے میں شریعت کیا کہتی ہے؟

ج...... وہ گمراہ ہے، اس سے بیعت حرام ہے۔

ایک شعر کا مطلب

س...... مندرجہ ذیل شعر کی تشریح فرمادیں اور صحیح مفہوم واضح فرمادیں:

خدا ان کا مربی وہ مربی تھے خلائق کے
میرے مولا میرے ہادی بے شک شیخ ربانی

ج...... شیخِ کامل اپنے مستفیدین کی تربیت واصلاح کرتا ہے اور حضراتِ صوفیہ کا اتفاق ہے کہ شیخ کو اصلاح وتربیت کی تدابیر من جانب اللہ القاء کی جاتی ہیں۔ یہی مطلب ہے اس شعر

کا کہ اللہ تعالیٰ کا لطف وعنایت ان کی تربیت کرتی تھی اور وہ خلقِ خدا کی اصلاح وتربیت القاء و اِلہامِ ربانی کے مطابق فرماتے تھے۔

ذکر کی ایک کیفیت کے بارے میں

س…… بندہ ایک دن ذکر میں مشغول تھا، کیا دیکھتا ہوں کہ میرے جسم کے رونگٹے کھڑے ہوگئے اور طبیعت نہایت مسرور ہے اور میرے جسم کے تمام اعضاء سے بلکہ بال بال سے اللہ کی آواز آرہی ہے، اور چند منٹ یہ کیفیت رہی اس کے بعد ختم۔ الحمدللہ! آپ کی دُعاؤں سے تمام معمولات ادا کرتا ہوں، دُعاؤں کا محتاج ہوں، اس کے متعلق کچھ فرمائیں۔

ج…… یہ کیفیت مبارک ہے، محمود ہے، مگر مقصود نہیں، اس کو کمال نہ سمجھا جائے، صرف حصولِ رضائے الٰہی کو مقصود سمجھا جائے۔

فرائض کا تارک دِین کا پیشوا نہیں ہوسکتا

س…… ایک پیر صاحب محلے میں آئے، مریدوں کے جھرمٹ میں بیٹھے تھے کہ اَذان کی آواز آئی، میں نے کہا: نماز کی تیاری کریں، ہم تو مسجد میں چلے گئے مگر پیر صاحب کہنے لگے: میں نفل پڑھ لیتا ہوں۔ آخر ایسا کیوں ہے؟ نماز تو ہر مسلمان پر فرض ہے کیا پیر پر فرض نہیں؟

ج…… یہ بات تو ان پیر صاحب سے دریافت کرنی چاہئے تھی کہ جو لوگ فرائض کے تارک ہوں، کیا وہ دِین کے پیشوا بن سکتے ہیں؟

اپنے آپ کو افضل سمجھتے ہوئے کسی دُوسرے کی اقتدا میں نماز ادا نہ کرنے والے کا شرعی حکم

س…… اگر کوئی شخص اپنے آپ کو افضل سمجھتے ہوئے کسی کی اقتدا میں نماز نہ پڑھے، حتیٰ کہ اپنے والد اور غوث وقطب سے افضل ہونے کا دعویٰ کرے تو کیا ایسے شخص کی پیروی جائز ہے؟ آپ کی رہنمائی کئی لوگوں کو گمراہی سے بچائے گی۔

ج…… اگر اس شخص کی دِماغی حالت صحیح نہیں، تو معذور ہے، ورنہ بلا عذر ترکِ جماعت حرام ہے، اور ایسا شخص جو ترکِ جماعت کو اپنا معمول بنالے، فاسق اور گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہے، اس کو توبہ کرنی چاہئے۔

سابقہ گناہوں سے توبہ

س……عبداللہ ماضی میں کبیرہ گناہوں کا مرتکب رہا ہے، اب توبہ کرکے نمازی بن گیا ہے، نماز کے مسائل بھی سیکھے ہیں، تبلیغی جماعت میں وقت بھی لگایا ہے، لوگ اس کے ماضی کو نہیں جانتے، اس کو نیک سمجھتے ہیں، اگر لوگ فرض نماز کی اِمامت کے لئے اس کو کہیں تو کیا وہ اِمامت کرادیا کرے یا نہیں؟

ج……توبہ کے بعد وہ اِمامت کراسکتا ہے، کیونکہ توبہ کی صورت میں پچھلے تمام گناہ ایسے معاف ہوجاتے ہیں جیسے کئے ہی نہیں گئے تھے۔

اپنے آپ کو دُوسروں سے کمتر سمجھنا

س……تبلیغی جب گشت پر نکلتے ہیں تو ہدایت دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ جس کو دعوت دینا ہے اس کو اپنے سے کمتر نہیں سمجھنا چاہئے۔ ان کی بات تو صحیح ہے، لیکن جب عصر کی نماز باجماعت ادا کرچکے ہوں اور اس شخص نے ابھی تک نماز ادا نہیں کی تو کہتے ہیں آپ صحیح نماز ادا کرچکے ہو اور بابرکت جماعت کے ساتھ ہو۔ تو بندے کے دِل میں خیال آتا ہے کہ اس نے نماز نہیں پڑھی، بالفاظِ دیگر دِل میں خیال سا آتا ہے کہ نیکی کے بعد انسان کو تکبر تو نہیں کرنا چاہئے، لیکن ایک سرور حاصل ہوتا ہے، مہربانی فرماکر اس پر کچھ روشنی ڈالیں۔

ج……اپنے کو دُوسروں سے کمتر سمجھنا اس طریقے پر ہے کہ آدمی یہ اندیشہ رکھے کہ میں باوجود اپنے ظاہری نیک اعمال کے خدانخواستہ کسی گناہ پر پکڑا جاؤں، اور یہ شخص عنایتِ خداوندی کا مورد بن جائے، یہ مراقبہ اگر رہے تو عجب، خودپسندی اور تکبر پیدا نہیں ہوگا۔ باقی کسی نیک کام سے خوشی ہونا یہ ایک فطری بات ہے۔

دِین و دُنیا کے حقوق

س…… بخدمت جناب محترم مولانا صاحب! سلامِ مسنون کے بعد عرض ہے کہ آج کل ہماری کلاس میں یہ مسئلہ زیرِ بحث رہا کرتا ہے کہ دِین اور دُنیا کے حقوق برابر ہیں، یعنی نہ یہ کم، نہ وہ زیادہ۔ بلکہ ہماری اسلامیات کی لیکچرار نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ اگر پڑوس

میں کوئی بیمار ہے اور اس کو ڈاکٹر کے پاس لے جانا ہے اور اِدھر نماز کا بھی وقت ہے تو نماز کو چھوڑ کر پڑوسی بیمار کا حق ادا کرو، اور ڈاکٹر کے پاس مریض کو لے جاؤ، یا اگر والدین بیمار ہیں، جب بھی ان کی خدمت کے لئے نماز چھوڑی جاسکتی ہے۔ براہِ کرم بذریعہ اخبار ''جنگ'' مطلع فرمائیں کہ دِین و دُنیا برابر ہے؟ یا دِین غالب رہنا چاہئے؟ اور وہ کون سے مواقع ہیں جہاں دِین کے اَحکام چھوڑ کر دُنیا کا کام کرلینا بہتر ہے؟

ج...... ایک بھی موقع ایسا نہیں جہاں دِین کے اَحکام چھوڑ کر دُنیا کا کام کرلینا بہتر ہو! اور سچی بات تو یہ ہے کہ ایک مسلمان کے منہ سے دِین اور دُنیا کو دو خانوں میں بانٹ کر ان کے درمیان موازنہ کیا جانا ہی غلط ہے۔ مسلمان تو دُنیا کے جو کام بھی کرے گا دِین کے مطالبے اور تقاضے کے مطابق ہی کرے گا۔ مثلاً: آپ کی ذکر کردہ دو مثالوں ہی کو لیجئے، دِین کا ایک تقاضا نماز پڑھنے کا ہے، اور دُوسرا تقاضا مریض کو ڈاکٹر کے پاس لے جانے کا، ایک مسلمان اپنے دونوں دِینی مطالبوں کو جمع کرے گا، اگر نماز کے وقت میں گنجائش ہے اور مریض کی حالت نازک ہے تو وہ مریض کو ڈاکٹر کے پاس پہنچا کر نماز پڑھے گا، اور اگر نماز کا وقت مؤخر ہو رہا ہے تو پہلے اس فرض سے فارغ ہوگا۔ بہرحال دونوں دِینی تقاضے ہیں اور دونوں میں الاہم فالاہم کے اُصول کے مطابق ترتیب قائم کرنا ہوگی، ایک کو لے کر دُوسرے کو چھوڑنا جہل ہے۔ اسی طرح اگر والدین ایسے لاچار ہیں کہ ان کو چھوڑ کر مسجد نہیں جاسکتا اور کوئی دُوسرا ان کی نگہداشت کرنے والا بھی نہیں تو یہ نماز گھر پر پڑھے گا، یہ بھی دِین ہی کے تقاضے کے مطابق ہے۔ مختصر یہ کہ ایک مسلمان کبھی دِین کو چھوڑ کر دُنیا کو مقدّم کرنے کی جرأت نہیں کرسکتا، اس لئے آپ کی لیکچرار صاحبہ کا فلسفہ غلط ہے، انہوں نے دِین کا صحیح مفہوم اس کی اہمیت اور اس کے تقاضوں کو ٹھیک سے سمجھا ہی نہیں۔

حضرتِ شیخؒ سے وابستگی پر شکر

س...... آپ کی مبارک تصنیف فرمودہ کتاب موسوم بہ ''حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجرِ مدنی نوّر اللہ مرقدہٗ اور ان کے خلفائے کرام'' (مکمل ۳ جلد) کا مطالعہ کر رہا ہوں، حضرت شیخ اقدس قدس اللہ سرہ العزیز کے حالات بھی عجیب ہیں، اپنا تو یہ حال ہے کہ

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق پڑھ کر اپنے آپ سے نفرت ہونے لگتی ہے کہ کیا ہم بھی انسان ہیں؟ اور ایک مایوسی چھا جاتی ہے۔

ج...... ایک تأثر یہ ہے جو آپ نے لکھا ہے، اور ایک اور تأثر ہے جو بے حد اُمید افزا اور راحت بخش ہے، وہ یہ کہ اگرچہ ہم اس لائق بھی نہ تھے کہ انسانوں میں شمار ہوتے، مگر مالک کا کس قدر احسانِ عظیم اور کیسی عنایت و رحمت ہے کہ ہمیں اپنے ایسے مقبول بندوں سے وابستہ فرمادیا ہے، اور جب انہوں نے یہ عنایت بغیر کسی استحقاق کے فرمائی ہے تو ان کی رحمت و عنایت سے اُمید ہے کہ اس نسبت کی لاج رکھیں گے، اور ہمیں ان مقبولانِ الٰہی کی معیت نصیب فرمائیں گے، اِن شاء اللہ، ثم اِن شاء اللہ!

گرچہ از نیکاں نیم لیکن بہ نیکاں بستہ ام
در ریاض آفرینش رشتہ گلدستہ ام

دُنیا کی محبت ختم کرنے اور آخرت کی فکر پیدا کرنے کا نسخہ

س...... اس وقت ہم جن مسائل سے دوچار ہیں آپ کو علم ہی ہے، دُنیا کی حد درجہ محبت اور آخرت کی حد درجہ غفلت نے ہمارے قلوب کو اندھا کیا ہوا ہے، اور حرام، حلال کا فرق مٹتا جارہا ہے، زیادہ سے زیادہ ایسے مضامین کی اشاعت کی جائے جن سے دُنیا کی بے ثباتی اور آخرت کی ترغیب، آخرت کی تیاری میں مدد مل سکے، اور حرام کی مضرتیں اور حلال کی برکتیں نہایت مفصل بیان کی جائیں، حتیٰ کہ حکومت کو مشورہ دیا جائے کہ ایسا سلیبس تعلیمی اداروں، اکیڈمیوں، ٹریننگ سینٹروں، سرکاری شعبوں میں وقتاً فوقتاً پڑھائے اور دُہرائے جائیں کیونکہ جس شخص کو جس چیز کا بخوبی علم ہوتا ہے اور وہ علم دُہرایا جاتا رہے تو کم از کم وہ اس کے قریب پھٹکنے سے دُور رہے۔

ج...... آپ کا مشورہ قابلِ قدر ہے، لیکن جو اصل مشکل پیش آرہی ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے دِل و دِماغ نورِ ایمان کے ساتھ منوّر ہونے کے بجائے انگریزیت کی ظلمت سے تاریک ہو رہے ہیں، اس لئے ہمارے معاشرے کے مؤثر افراد و طبقات نہ صرف یہ کہ صحیح و غلط اور سیاہ

وسفید کی تمیز کھو بیٹھے ہیں، بلکہ صحیح کو غلط اور غلط کو صحیح، سیاہ کو سفید اور سفید کو سیاہ سمجھنے لگے ہیں۔ اگر قرآن وسنت کے حوالے سے کوئی بات کہی جاتی ہے تو ہمارے ذہن اس کو ہضم نہیں کرتے، بلکہ اپنے ذوق کے مطابق کوئی نہ کوئی تأویل تراش لی جاتی ہے۔ صریح اَحکامِ اِلٰہی سے روگردانی کے لئے ایسی تأویلیں گھڑی جاتی ہیں کہ اِبلیس بھی انگشت بدنداں رہ جائے۔ اس مرض کا اصل علاج یہ ہے کہ دِلوں میں پھر سے نورِ ایمان پیدا کیا جائے، ایسا ایمان جو حکمِ خداوندی کے سامنے کسی مصلحت کی پروا نہ کرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کے مقابلے میں کسی تہذیب اور کسی رسم و رواج کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھنا بھی گوارا نہ کرے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ: ''ہم نے پہلے ایمان سیکھا تھا، اس کے بعد قرآن وسنت کو سیکھا تھا۔'' ہمارے پاس قرآن وسنت تو موجود ہوں، مگر افسوس کہ ہم نے ایمان سیکھنے کی مشق نہیں کی، اب تو شاید بہت سے ذہنوں سے یہ بات نکل چکی ہے کہ ایمان بھی سیکھنے کی چیز ہے۔ عوام کے لئے اس کا سہل اور آسان نسخہ یہ ہے کہ دعوت و تبلیغ کے کام میں وقت لگایا جائے۔

اسلام میں اچھی بات رائج کرنے سے کیا مراد ہے؟

س...... ''اخبارِ جہاں'' میں ایک صاحب نے ایک حدیث کا ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: جو شخص اسلام میں کوئی اچھی بات رائج کرے گا، اسے ثواب ملے گا اور اس پر عمل کرنے والوں کے برابر مزید ثواب بھی ہوگا۔'' اخبار ''جنگ'' مؤرخہ ۷؍مئی ۱۹۸۶ء میں بھی ایک مضمون کے سلسلے میں اسی حدیث کا ذکر کیا گیا ہے، اگر ایسی کوئی حدیث موجود ہے تو خیال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قیامت تک ہر زمانے میں ایسے لوگ بھی پیدا ہوتے رہیں گے، جن کے اپنے ذاتی خیال اور قابلیت کی رُو سے بہت ہی اچھی باتیں اسلام میں رائج کی جاسکتی ہیں۔ اس طرح تو دُنیا کے اختتام تک اچھی باتوں کے مجموعے سے بالکل ایک نیا اسلام وجود میں آسکتا ہے۔ جبکہ ہمارا ایمان ہے کہ خدا سے بہتر اچھی باتیں کون جان سکتا ہے؟ اس نے قیامت تک کے لئے جتنی بھی اچھی باتیں ہوسکتی تھیں سب اسلام میں

فہرست

شامل کردیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہی اسلام مکمل کردیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بہتر سے بہتر عبادات کے طریقوں پر عمل کرکے ہمارے لئے نمونہ بھی مہیا کردیا۔ کیا آج کے دور کے کوئی مفکر صحابہ کرامؓ سے بہتر عبادات کا طریقہ پیدا کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں؟ یا کچھ اچھی باتیں اسلام مکمل ہونے کے وقت رہ گئی تھیں، جو آج دریافت ہوئی ہیں، لہٰذا ان کو رائج کرنا حدیثِ مذکورہ کی رُو سے ثواب ہوگا۔

ج…… یہ حدیث صحیح مسلم (ج:۱ ص:۳۲۷) میں ہے، اور آپ کو جو اس میں اِشکال ہوا وہ حدیث کا مفہوم نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے۔ صحیح مسلم میں اس حدیث کا قصہ مذکور ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ حاجت مندوں کو صدقہ دینے کی ترغیب دی تھی، ایک انصاری دراہم کا ایک بڑا توڑا اُٹھا لائے، ان کو دیکھ کر دُوسرے حضرات بھی پے درپے صدقہ دینے لگے، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا۔ لہٰذا اس حدیث میں ''اچھی بات'' سے مراد ہے وہ نیک کام جن کی شریعت نے ترغیب دی ہے، جن کا رواج مسلمانوں میں نہیں رہا۔ برعکس اس کے ''بُری بات'' کے رواج دینے والے پر اپنا بھی وبال ہوگا، اور دُوسرے عمل کرنے والوں کا بھی۔ اور مرورِ زمانہ کی وجہ سے نیکی کے بہت سے کاموں کو لوگ بھول جاتے ہیں اور ان کا رواج یا مٹ جاتا ہے یا کم ہوجاتا ہے، اور رفتہ رفتہ بہت سی بُرائیاں اسلامی معاشرے میں در آتی ہیں، مثلاً: داڑھی رکھنا نیکی ہے، واجبِ اسلامی ہے، سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے، اسلامی شعار ہے، اور داڑھی منڈانا گناہ ہے، بُرائی ہے، حرام ہے، لیکن مسلمانوں میں یہ بُرائی ایسی عام ہوگئی ہے کہ اس پر کسی کو ندامت بھی نہیں، اور بہت سے لوگ تو اسے گناہ بھی نہیں سمجھتے، بلکہ اس کے برعکس داڑھی رکھنے کو عیب اور عار سمجھا جاتا ہے، پس جو لوگ داڑھی کو رواج دیں گے، ان کو اپنا بھی ثواب ملے گا اور جو لوگ ان کے رواج دینے کے نتیجے میں اس نیکی کو اپنائیں گے، ان کا ثواب بھی ان کو ملے گا۔ اس کے برعکس جس شخص نے داڑھی منڈانے کا رواج ڈالا اس کو اپنے فعلِ حرام کا بھی گناہ ملے گا اور اس کے بعد جتنے لوگ قیامت تک اس فعلِ حرام کے

فہرست

مرتکب ہوں گے، ان کا بھی۔ حدیث شریف میں ہے کہ دُنیا میں جتنے قتلِ ناحق ہوتے ہیں، آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل کو ہر قتل کا ایک حصہ ملتا ہے، کیونکہ یہ پہلا شخص ہے جس نے قتل کی بنیاد ڈالی۔ الغرض! حدیث میں جس اچھی بات یا نیکی کے رواج دینے کی فضیلت ذکر کی گئی ہے، اس سے وہ چیز مراد ہے جس کو اللہ و رسول نیکی کہتے ہیں۔

تکبر کا علاج

س...... ایک شخص جو صوم و صلوٰۃ کا پابند ہے، حج بھی کیا ہوا ہے، اور لوگوں پر احسان کرتا ہے مگر احسان کر کے جتانا اور اس پر یہ خواہش رکھنا کہ جس پر احسان کیا ہے وہ اسے پوچھتا رہے، سنی سنائی باتوں پر بغیر تحقیق کے عمل کرتا ہے، دُوسروں کی بُرائی کرتا ہے، دُوسرے کے اندر عیب نکالتا ہے، اپنے اور اپنی بیوی اور اولاد اور داماد کے سوا اس کی نظروں میں سب جھوٹے ہیں، اپنی پارسائی اور صاف دِلی کا پرچار اپنی زبان سے کرتا ہے، اپنی بیٹی اور داماد کو خود اپنے گھر میں رکھا ہوا ہے، مگر اپنے بیٹے کو سسرال والوں سے نفرت دِلانے کی تلقین کرتا ہے، بیٹے سے بہو پر سختی کرنے کو کہتا ہے، اور بہو کو ایسی بات کہتا ہے جیسے وہ بہت زیادہ چاہتا ہے، الزام تراشی اس کے اندر ہے۔

ج...... بعض لوگ تکبر کے مرض میں مبتلا ہوتے ہیں، اور اس مرض کی وہ علامات ہیں جو آپ نے لکھی ہیں۔ اگر وہ شخص دُوسروں کی بُرائی کرتا ہے، تو بُرائی کرنے میں کسر آپ نے بھی نہیں چھوڑی، آدمی کو دُوسروں کے بجائے اپنے عیوب پر نظر رکھنی چاہئے، یہ مالک کی ستاری ہے کہ اس نے سب کا پردہ ڈھانپ رکھا ہے، اپنے عیوب کو سوچنا اور اللہ تعالیٰ کی ستاری پر شکر کرنا ہی تکبر کا علاج ہے۔

فلم دیکھنا

ریڈیو، ٹیلی ویژن وغیرہ کا دِینی مقاصد کے لئے استعمال

س…… جنابِ عالی! ریڈیو، ٹیلی ویژن اور وی سی آر وہ آلات ہیں جو گانے بجانے اور تصاویر کی نمائش کے لئے ہی بنائے گئے ہیں، اور انہی فاسد مقاصد کے لئے مستقل استعمال بھی ہوتے ہیں (جیسا کہ مشاہدہ ہے)، لیکن اس کے ساتھ ساتھ مذہبی پروگرام کے نام سے مختصر اوقات کے لئے تلاوتِ کلامِ پاک، تفسیر، حدیث، اَذان، درس وغیرہ بھی پیش کئے جاتے ہیں، سوال یہ ہے کہ: ۱-کیا ان آلات کا مروّجہ استعمال جائز ہے؟ ۲-کیا اس طرح قرآن، حدیث اور دِینی شعائر کا تقدس مجروح نہیں ہوتا؟

س…… کیا ایک اسلامی ملک میں ''مذہبی پروگرام'' اور دُوسرے پروگراموں یا ''مذہبی اُمور'' اور دیگر اُمور کی تفریق، اسلام کے اس تصوّرِ حیات کی نفی نہیں جس کے سارے پروگرام اور سارے اُمور مذہبی اور دِینی ہیں اور انسانی زندگی کا کوئی شعبہ یا کام دِین سے باہر نہیں؟

ج…… جو آلات لہو ولعب کے لئے موضوع ہیں، انہیں دِینی مقاصد کے لئے استعمال کرنا دِین کی بے حرمتی ہے، اس لئے بعض اکابر تو ریڈیو پر تلاوت سے بھی منع فرماتے ہیں، لیکن میں نے تو ریڈیو کے بارے میں ایسی شدّت نہیں دِکھائی۔ میں جائز چیزوں کے لئے اس کے استعمال کو جائز سمجھتا ہوں۔ لیکن ٹی وی اور اس کی ذُرّیت کو مطلقاً حرام سمجھتا ہوں۔

''فجرِ اسلام'' نامی فلم دیکھنا کیسا ہے؟

س…… چند سال پہلے پاکستان میں ایک فلم آئی تھی ''فجرِ اسلام''، جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے پہلے مسلمانوں کی گمراہی اور جہالت کا دور دِکھایا گیا تھا، اور یہ فلم

ایک مسلمان ملک ہی نے بنائی تھی، جس میں مختلف اشارات کے ذریعے کئی مقدس ہستیوں کی نشاندہی کی گئی تھی، اور جس نے پاکستان میں ریکارڈ توڑ بزنس کیا۔ کیا ایسی فلم ایک مسلمان ملک کو بنانا اور ایک مسلمان کو دیکھنا جائز ہے؟ جبکہ ایک غیر مسلم ملک ایسی فلم بناتا ہے تو پوری اسلامی دُنیا اس کی مذمت کرتی ہے اور جب ہم مسلمان ہوتے ہوئے ایسی حرکت کرتے ہیں تو یہ چیز ہمیں کہاں تک زیب دیتی ہے؟ یہ سوال اس لئے اہم ہے کہ ایک امریکی فلم "Message" کے بارے میں آپ کے کالم میں پڑھا تھا، اس لئے میں مندرجہ بالا فلم ''فجرِ اسلام'' کے بارے میں پوچھنے کی جرأت کر رہا ہوں اور ہوسکتا ہے ان دونوں فلموں میں کوئی بنیادی فرق ہو، جسے میں سمجھنے سے قاصر رہا ہوں، تو براہِ مہربانی اس کی وضاحت ضرور کردیجئے تاکہ میری اصلاح ہوسکے۔

ج…… ''فجرِ اسلام'' فلم پر علمائے کرام نے شدید احتجاج کیا اور اس کو اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ایک سازش قرار دیا، لیکن اس کا کیا کیا جائے کہ آج اسلام، اسلامی ملکوں میں سب سے زیادہ مظلوم ہے۔ حق تعالیٰ حکمرانوں کو دِین کا فہم دے، آمین!

ٹی وی پر حج فلم دیکھنا بھی جائز نہیں

س…… پچھلے دنوں ٹی وی پر ''حج کی فلم'' دِکھائی گئی، جس کو زیادہ تر لوگوں نے دیکھا، اسلام میں براہِ راست فلم کی کیا حیثیت ہے؟ ایک شخص کہتا ہے کہ ویڈیو فلم ہر طرح کی جائز ہے، کیونکہ یہ سائنس کی ایجاد ہے اور ترقی کی نشانی ہے، لہٰذا اس کو استعمال میں لایا جاسکتا ہے، بشرطیکہ اس میں عورتیں نہ ہوں۔ کیا اس کا یہ خیال صحیح ہے؟

ج…… جو شخص ٹی وی اور ویڈیو فلم کو جائز کہتا ہے، وہ تو بالکل غلط کہتا ہے، شریعت میں تصویر مطلقاً حرام ہے، خواہ دقیانوسی زمانے کے لوگوں نے ہاتھ سے بنائی ہو، یا جدید سائنسی ترقی نے اسے ایجاد کیا ہو، جہاں تک ''حج فلم'' کا تعلق ہے، اس کے بنانے والے بھی گناہگار ہیں اور دیکھنے والے بھی، دونوں کو عذاب اور لعنت کا پورا پورا حصہ ملے گا، دُنیا میں تو مل رہا ہے، آخرت کا انتظار کیجئے…!

''اسلامی فلم'' دیکھنا

س...... ہم اہالیانِ پوسٹل کالونی سائٹ کراچی ایک اہم مسئلہ اسلامی رُو سے حل کرانا چاہتے ہیں، عرض یہ ہے کہ انگریزی زبان میں اسلامی موضوعات پر فلمائی گئی ایک فلم کے بارے میں دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ اس فلم میں حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت امیر حمزہ، حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہم اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُونٹنی کی آواز بھی مختصر طور پر سنائی گئی ہے، مسئلہ یہ درپیش ہے کہ آیا ایک اسلامی فلم کی حیثیت سے یہ فلم دیکھنا جائز ہے یا ہم اس فلم کو دیکھ کر کسی گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں؟

ج...... یہ فلم ''اسلامی فلم'' نہیں، بلکہ اسلام اور اکابرِ اسلام کا مذاق اُڑانے کے مترادف ہے، اس کا دیکھنا گناہِ کبیرہ ہے۔

ٹی وی پر بھی فلم دیکھنا جائز نہیں

س...... ہم یہاں قطر میں کام کرتے ہیں اور جب کام سے فارغ ہوتے ہیں تو پھر اپنے گھر میں ٹیلی ویژن دیکھتے ہیں، جس کو ہم سب دوست مل بیٹھ کر دیکھتے ہیں، ہمارے دوستوں میں کافی لوگ ایسے ہیں کہ وہ حاجی ہیں، اور بعض نے دو دو بار حج کیا ہے، اور بعض لوگ اِمامِ مسجد ہیں، یہ سب حضرات شام کو پانچ بجے ٹی وی کے پاس بیٹھتے ہیں اور رات کو ۱۲ بجے تک ٹی وی سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ اور دِلچسپ بات یہ ہے کہ یہاں پر تقریباً سب پروگرام عربی اور انگریزی میں ہوتے ہیں اور ان حضرات میں سے کوئی بھی اس کی زبان کو نہیں جانتا۔ ظاہر ہے ان سے ان کی مراد پروگرام سمجھنا نہیں بلکہ ان کی اداکاراؤں کو دیکھنا ہے، جو کہ ایک گناہ ہے۔ ہمارے جو دوست سینما کو جاتے ہیں تو یہ حاجی صاحبان اور مولوی صاحبان ان کو فلم پر جانے سے منع کرتے ہیں، اور ان کو کہتے ہیں کہ: ''فلم دیکھنا گناہ ہے'' اور جب کوئی فلم ٹی وی پر چل رہی ہو تو یہ لوگ سب سے پہلے ٹی وی پر فلم دیکھنے بیٹھ جاتے ہیں۔ آپ ہم کو یہ بتادیں کہ کیا ٹی وی دیکھنا، ان جیسے پرہیزگاروں کے لئے دُرست ہے؟ کیا ٹی وی اور فلم میں کوئی فرق ہے؟ اور کیا ان کے دعوے کے مطابق فلم دیکھنا گناہ ہے اور ٹی وی میں وہی فلم دیکھنا گناہ نہیں ہے؟

ان سوالات کا جواب دے کر مشکور ہونے کا موقع دیں، والسلام۔

ج…… فلم ٹی وی پر دیکھنا بھی جائز نہیں، نہ اس میں اور سینما کی فلم میں کوئی بنیادی نوعیت کا فرق ہے، دونوں کے درمیان فرق کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک شخص گندے بازار میں جاکر بدکاری کرے، اور دُوسرا کسی فاحشہ کو اپنے گھر میں بلاکر بدکاری کرے، اس لئے تمام مسلمانوں کو اس گندگی سے پرہیز کرنا چاہئے۔

حیاتِ نبوی پر فلم - ایک یہودی سازش

س…… میرے ایک محترم دوست نے کسی عزیز کے گھر ٹیلی ویژن پر وی سی آر کے ذریعے امریکہ کی بنی ہوئی ایک فلم "Message" جس کا اُردو معنی ''پیغام'' ہے، دیکھی، اور اس فلم کی تعریف دفتر آکر کرنے لگے، دراصل وہ فلم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے متعلق تھی اور ہجرت کے بعد کے واقعات قلم بند کئے گئے تھے۔ اس میں یہ دِکھایا کہ اشاعتِ اسلام میں کتنی دُشواریاں پیش آئیں، مسجدِ قبا کی تعمیر، حضرت بلال حبشیؓ کو اَذان دیتے ہوئے دِکھایا، حضرت حمزہ کا کردار بھی ایک عیسائی اداکار نے ادا کیا، سب سے بُری بات یہ ہے کہ اس فلم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ مبارک تک دِکھایا، یعنی یہ مسجدِ قبا کی تعمیر ہو رہی ہے اور وہ سایہ اِینٹ اُٹھا اُٹھا کر دے رہا ہے۔ غرض یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ اس فلم میں نعوذ باللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تصوّر ہے۔ میرے محترم دوست اس کو ایک تبلیغی فلم کہہ رہے تھے، کہنے لگے کہ اس میں مسلمانوں پر ظلم وستم دِکھایا گیا ہے اور بڑے اچھے مناظر فلمائے گئے۔ غرض اس کی تعریف کی۔ لیکن میں نے جب سنا تو دُکھ ہوا، میں نے فوراً کہا کہ ایسی فلم مسلمانوں کو ہرگز نہیں دیکھنی چاہئے، بلکہ ایسی فلموں کا بائیکاٹ کریں، مسلمانوں کا ایمان کتنا کمزور ہوگیا ہے، اتنی بڑی بڑی ہستیوں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کردار زانی اور شرابی عیسائی اداکاروں نے ادا کئے اور نہ جانے کس ناپاک سایہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ سے تشبیہ دی، کتنے افسوس کی بات ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ کیا ایسی فلم کو دیکھا جاسکتا ہے؟ اور اگر نہیں تو جن لوگوں نے یہ فلم دیکھی ہے ان کو توبہ اِستغفار کرنی چاہئے، خدارا! اس

کا جواب ضرور ضرور اخبار کی معرفت دیں اور دیکھنے والوں کو اس کی کیا سزا ملنی چاہئے؟

ج...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو فلمانا، اسلام اور مسلمانوں کا بدترین مذاق اُڑانے کے مترادف ہے۔ علمائے اُمت اس پر شدید احتجاج کرچکے ہیں اور حساس مسلمان اس کو اسلام کے خلاف ایک یہودی سازش تصوّر کرتے ہیں، ایسی فلم کا دیکھنا گناہ ہے اور اس کا بائیکاٹ فرض ہے۔

ٹی وی میں عورتوں کی شکل وصورت دیکھنا

س...... کیا ٹی وی میں بھی عورتوں کی شکل وصورت دیکھنا گناہ ہے؟ میں نے ایک جگہ رسالے میں پڑھا تھا کہ نامحرَم عورتوں کا دیکھنا اور اس کا عادی ہونا بہت بڑا گناہ ہے، موت کے وقت انجام اچھا نہیں ہوتا، کیا اس کا اطلاق ٹی وی پر بھی ہوتا ہے؟

ج...... ٹی وی دیکھنا جائز نہیں، اس پر نامحرَم عورتوں کا دیکھنا گناہ در گناہ ہے۔

ٹی وی اور ویڈیو پر اچھی تقریریں سننا

س...... ہم کو اس قدر شوق ہوا کہ ہم جہاں بھی کوئی اچھا بیان ہوتا ہے وہاں پہنچ جاتے ہیں، اور یہاں تک ویڈیو کیسٹ پر بھی کسی عالم کا بیان اچھا ہوتا ہے تو بیٹھ کر سنتے ہیں اور خاص کر جمعہ کو ٹی وی پر جو پروگرام آتا ہے، اس کو بھی سنتے ہیں، لیکن ہم کو کسی نے کہا کہ یہ جائز نہیں، لہٰذا میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ بتائیں یہ جائز ہے یا ناجائز؟

ج...... ہماری شریعت میں جاندار کی تصویر حرام ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر لعنت فرمائی ہے، ٹیلی ویژن اور ویڈیو فلموں میں تصویر ہوتی ہے، جس چیز کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حرام اور ملعون فرمارہے ہوں، اس کے جواز کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ان چیزوں کو اچھے مقاصد کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے، یہ خیال بالکل لغو ہے۔ اگر کوئی اُمّ الخبائث (شراب) کے بارے میں کہے کہ اس کو نیک مقاصد کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے تو قطعاً لغو بات ہوگی۔ ہمارے دور میں ٹی وی اور ویڈیو ''اُمّ الخبائث'' کا درجہ رکھتے ہیں اور یہ سیکڑوں خبائث کا سرچشمہ ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بنی ہوئی فلم دیکھنا

س...... وی سی آر نے پہلے گندگی پھیلائی ہوئی ہے، اب معلوم ہوا ہے کہ وی سی آر پر ملتان اور ساہیوال میں وہی فلم دِکھائی جارہی ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ پر بنی ہے، اور اس فلم پر دُنیائے اسلام نے غم و غصّے کا اظہار کیا تھا اور اسلامی حکومتوں نے مذمت بھی کی تھی۔ کیا حکومت اس سلسلے میں کوئی مثبت قدم اُٹھائے گی اور اس شیطانی عمل کو روکنے کے لئے عوام الناس کا فرض نہیں ہے؟ جو لوگ یہ فلم چلانے، دیکھنے یا دِکھانے کے مجرم ہیں، ان کے لئے شریعتِ محمدی کا کیا حکم ہے؟ میں نے اس سلسلے میں پورے وثوق اور معتبر شہادتوں سے معلوم کرلیا ہے کہ یہ فلم دِکھائی جارہی ہے، مزید تصدیق کے لئے میں اپنے آپ میں جرأت نہیں پاتا کہ یہ ناپاک فلم دیکھوں۔

ج...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدّسہ کو فلم کا موضوع بنانا، نہایت دِل آزار توہین ہے، دُشمنانِ اسلام نے بارہا اس کی کوشش کی، لیکن غیور مسلمانوں نے سراپا احتجاج بن کر ان کی سازش کو ہمیشہ ناکام بنایا۔ اگر آپ کی اطلاعات صحیح ہیں تو یہ نہایت افسوس ناک حرکت ہے، حکومت کو اس کا فوری نوٹس لینا چاہئے اور اس کے مرتکب افراد کو توہینِ رسالت کے جرم پر سخت سزا دینی چاہئے۔ اگر حکومت اس طرف توجہ نہ کرے تو مسلمانوں کو آگے بڑھ کر خود اس کا سدِباب کرنا چاہئے۔

ٹیلی ویژن دیکھنا کیسا ہے؟ جبکہ اس پر دِینی پروگرام بھی آتے ہیں

س...... ٹیلی ویژن دیکھنا کیسا ہے؟ جبکہ اس پر دِینی غور و فکر اور تفسیر وغیرہ بھی بیان کی جاتی ہے۔ رہا تصویر کا مسئلہ تو بعض اہلِ علم کہتے ہیں کہ یہ پرچھائیں ہے، عکس ہے، کوئی کہتا ہے کہ تصویر ساکن یعنی فوٹو کی ممانعت ہے، اور یہ چلتی پھرتی ہے۔ وضاحت فرماویں۔

ج...... ٹیلی ویژن کا مدار تصویر ہے، اور تصویر کا ملعون ہونا ہر مسلمان کو معلوم ہے، اور کسی ملعون چیز کو کسی نیک کام کا ذریعہ بنانا بھی دُرست نہیں۔ مثلاً: شراب سے وضو کرکے کوئی شخص نماز پڑھنے لگے، تمام اہلِ علم اس پر متفق ہیں کہ عکسی تصویریں جو کیمرے سے لی جاتی

فہرست

ہیں، ان کا حکم تصویر ہی کا ہے، خواہ وہ متحرک ہو یا ساکن۔

فلم دیکھنے کے لئے رقم دینا

س…… ہمارے محلے کے چند لڑکے فلم کے لئے پیسے جمع کرتے ہیں اور ہم نے ان کو پہلے ۲۵ روپے دیئے تھے، اور ہم نے فلم نہیں دیکھی تھی، اب آپ سے یہ گزارش ہے کہ فلم کے لئے پیسے دینا بھی گناہ ہے، اور فلم دیکھنا بھی گناہ ہے، ان کو آخرت میں کیا سزا دی جائے گی؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں ان کی کیا سزا ہے؟ اور کیا گناہ ہے؟

ج…… جو سزا فلم دیکھنے والوں کی ہے، وہی اس کے لئے پیسے دینے والوں کی۔

ویڈیو فلم کو چھری، چاقو پر قیاس کرنا دُرست نہیں

س…… اس ماہِ رمضان میں اِعتکاف کے لئے ایک خانقاہ گیا، اس خانقاہ کے جو پیر صاحب ہیں، ان کے طریقِ کار پر میں کافی عرصے سے ذکر کرتا رہا ہوں۔ اس دفعہ جب میں بیعت ہونے کے ارادے سے ان کے پاس گیا تو وہاں عجیب منظر دیکھنے میں آیا، پیر صاحب ظہر اور عصر کے درمیان ایک گھنٹے تک درسِ قرآن دیتے تھے، جس کی ویڈیو فلم بنتی تھی، جب میں نے یہ چیز دیکھی تو میں نے بیعت کا ارادہ بدل دیا۔ یہاں اپنے مقام پر واپس آکر ان کے پاس خط لکھا، جس میں ان کے پاس لکھا کہ علمائے کرام تو ویڈیو فلم کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔ انہوں نے جواب میں تحریر فرمایا کہ: ''ویڈیو فلم ہو یا کلاشنکوف یا چھری، چاقو ہو، جائز کام کے لئے ان چیزوں کا استعمال بھی جائز، اور ناجائز کاموں کے لئے ان کا استعمال بھی ناجائز۔'' اب آپ فرمائیں کہ علمائے دِین اور مفتیان صاحبان اس سلسلے میں کیا فرماتے ہیں؟ کیا دِین کی تبلیغ کے لئے ویڈیو فلم کا استعمال جائز ہے؟ اور اگر نہیں تو تحریر فرمائیں تاکہ میرے پاس اس کے بارے میں کوئی مثبت جواب ہو، ان کا جواب بھی آپ کے پاس بھیج رہا ہوں۔

ج…… ویڈیو فلم پر تصویریں لی جاتی ہیں اور تصویر جاندار کی حرام ہے، اور شریعتِ اسلام میں حرام کام کی اجازت نہیں۔ اس لئے اس کو چھری، چاقو پر قیاس کرنا غلط ہے، اور ان پیر

صاحب کا اِجتہاد ناروا ہے۔ آپ نے اچھا کیا کہ ایسے برخود غلط آدمی سے بیعت نہیں کی۔

بیوی کو ٹی وی دیکھنے کی اجازت دینا

س...... ایک شخص کے باپ کے گھر ٹیلی ویژن ہے، گھر کے سارے افراد ہر پروگرام دیکھتے ہیں، لیکن وہ شخص اس سے نفرت کرتا ہے، اس کی بیوی ٹیلی ویژن دیکھنے کی اس سے اجازت چاہتی ہے، مگر وہ شخص اس کو پسند نہیں کرتا، ٹیلی ویژن پروگرام دیکھنا کیسا ہے؟

ج...... ٹیلی ویژن جس میں کہ فحش تصاویر کی نمائش ہوتی ہے، اور انسان کے لئے ایک اعتبار سے اس میں دعوتِ گناہ ہے، اس کا دیکھنا شرعاً جائز نہیں، کیونکہ جس طرح غیرمحرَم عورتوں کو دیکھنا جائز نہیں، اسی طرح مردوں کی تصاویر بھی دیکھنا جائز نہیں، لہٰذا جناب کو اپنی بیوی کو ٹیلی ویژن دیکھنے کی اجازت نہیں دینی چاہئے۔

ویڈیو کیسٹ بیچنے والے کی کمائی ناجائز ہے، نیز یہ دیکھنے والوں کے گناہ میں بھی شریک ہے

س...... میری دُکان سے جو لوگ فلمیں (جو بعض اوقات بے ہودہ بھی ہوتی ہیں) لے کر جاتے ہیں، کیا ان کے ساتھ مجھے بھی گناہ ہوگا؟

ج...... جی ہاں! آپ بھی اس گناہ میں برابر کے شریک ہیں، مزید برآں یہ کہ یہ آمدنی بھی پاک نہیں۔

س...... کہا جاتا ہے کہ فلمیں دیکھنے سے معاشرہ بگڑتا ہے، لڑکیاں بے پردہ ہوجاتی ہیں، اور چھوٹے چھوٹے بچے گلیوں میں قرآنی آیات کے بجائے نت نئے مقبول گانے گاتے ہوئے نظر آتے ہیں، اور میں اتفاق کرتا ہوں کہ ایسا ہوتا ہے، لیکن کیا اس کا گناہ میرے سر یا میرے جیسے دُوسرے لوگ جنھوں نے ویڈیو کی دُکانیں کراچی میں بلکہ ملک کے چپے چپے میں کھولی ہوئی ہیں، ان کے بھی سر ہوگا؟ بہرحال ہم تو روزی کی خاطر یہ سب کچھ کرتے ہیں اور ہمارا مقصد روزی ہوتا ہے، کسی کو بگاڑنا نہیں۔

ج...... یہ تو اُوپر لکھ چکا ہوں کہ آپ اور آپ کی طرح کا کاروبار کرنے والے اس گناہ میں

اوراس گناہ سے پیدا ہونے والے دُوسرے گناہوں میں برابر کے شریک ہیں۔ رہا یہ کہ آپ کا مقصد روٹی کمانا ہے، معاشرے میں گندگی پھیلانا نہیں، اس کا جواب بھی اُوپر لکھ چکا ہوں کہ ایسی روزی کمانا ہی حلال نہیں جس سے معاشرے میں بگاڑ پیدا ہو اور گندگی پھیلے۔

ٹیلی ویژن میں کام کرنے والے سب گناہگار ہیں

س…… ٹیلی ویژن میں عام طور سے گانے اور میوزک کے پروگرام دِکھائے جاتے ہیں، اکثر مخلوط گانے اور پروگرام ہوتے ہیں، اور اس گناہ کے فعل میں ٹیلی ویژن کے اربابِ اختیار بھی شامل ہوتے ہیں، اس گناہ کا کفارہ ممکن ہے یا نہیں؟ اور اگر ہے تو کیا؟

ج…… ناچ اور گانا حرام ہے اور گناہِ کبیرہ ہے، ٹیلی ویژن دیکھنا بھی گناہ ہے۔ ناچنے والی، ٹیلی ویژن چلانے والے اور ٹیلی ویژن دیکھنے والے سبھی گناہگار ہیں، اللہ تعالیٰ نیک ہدایت فرمائیں۔

ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے محکموں میں کام کرنا

س…… جیسا کہ سب لوگ جانتے ہیں کہ ہمارے ملک میں بہت سے ایسے ادارے ہیں جن کا وجود ہی اسلامی نقطۂ نگاہ سے جائز نہیں، مثلاً: ٹیلی ویژن، ریڈیو وغیرہ، جن سے رقص و موسیقی اور اسی قسم کی دُوسری چیزیں نشر ہوتی ہیں، جس کی وجہ سے میرے اور بہت سے مسلمانوں کے دِل میں یہ مسئلہ ہوگا کہ ان محکموں سے ہزاروں بلکہ لاکھوں لوگوں کی روزی وابستہ ہے، ان میں بہت سے ایسے لوگ بھی ہوں گے جو اپنے فرض کو بہت ہی خوش اُسلوبی اور دیانت داری سے انجام دیتے ہیں، تو کیا ان لوگوں کی روزی جو ان اداروں سے منسلک ہیں، جائز ہے؟ اور اگر جائز نہیں تو کیا وہ لوگ گناہگار ہیں؟ کیونکہ وہ لوگ اس پیسے سے اپنے معصوم بچوں کی پروَرِش کرتے ہیں، جن کو ابھی اچھے اور بُرے کی تمیز نہیں، تو کیا وہ بھی اس گناہ میں شریک ہیں یا پھر ان کے والدین پر ہی تمام گناہ ہوگا؟

ج…… رقص و موسیقی کے گناہ ہونے اور اس کے ذریعے حاصل کی گئی رقم کے ناپاک ہونے میں کیا شبہ ہے…؟ باقی وہ معصوم بچے جب تک نابالغ ہیں، گناہ میں شریک نہیں، بلکہ حرام آمدنی سے پروَرِش کا وبال ان کے والدین پر ہے۔

وی سی آر دیکھنے کی کیا سزا ہے؟

س…… ہمارے معاشرے میں وی سی آر کی لعنت پھیل گئی ہے، جس سے ہماری نئی نسل فلمیں دیکھ کر بُری طرح متأثر ہوئی ہے، اس لئے میں چاہتی ہوں کہ آپ قرآن وسنت کی روشنی میں واضح کیجئے کہ اس کی سزا کیا ہے؟

ج……اس کی سزا دُنیا میں تو مل رہی ہے کہ نئی نسل نے اپنی اور دُوسروں کی زندگی اَجیرن کر رکھی ہے، آخرت کا عذاب اس سے بھی زیادہ سخت ہے…!

ٹی وی اور ویڈیو فلم

س……کیا فرماتے ہیں مفتیانِ شرعِ متین وعلمائے دِین اس بارے میں کہ ٹی وی اور ویڈیو کیسٹ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ آیا یہ تصویر کی حیثیت سے ممنوع ہیں یا نہیں؟ اس بارے میں مندرجہ ذیل اپنی گزارشات آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

۱:……اگر ٹی وی براہِ راست ریز (شعاعوں) کے ذریعہ جو کچھ وہاں ہو رہا ہے وہ اسی آن میں ہمیں دِکھا رہی ہو، جیسے کبھی کبھی حج پروگرام نشر ہوتے ہیں، جو کچھ وہاں حجاجِ کرام کرتے ہیں وہ ہم اسی آن میں یہاں دیکھتے ہیں، کیا اس وقت ٹی وی دُوربین جیسی نہیں ہوتی؟ اور کیا کسی آلے سے اگر دُور کی آواز سننا جائز ہے تو کیا دُور کا دیکھنا جائز نہیں؟

۲:……فلم میں ایک خرابی یہ بتائی جاتی ہے کہ اس میں تصویر ہے، اور تصویر حرام ہے۔ مگر ویڈیو کیسٹ کی حقیقت یہ ہے کہ ویڈیو کیسٹ میں کسی طرح کی تصویر نہیں چھپتی، بلکہ اس کے ذریعے اس کے سامنے والی چیزوں کی ریز (Rays) شعاعوں کو ٹیپ کرلیا جاتا ہے، جس طرح آواز کو ٹیپ کرلیا جاتا ہے، ٹیپ ہونے کے باوجود جس طرح آواز کی کوئی صورت نہیں ہوتی، بلکہ وہ غیرمرئی ہوتی ہے، اسی طرح ان ریز شعاعوں کی بھی کوئی صورت نہیں ہوتی، لہٰذا فلمی فیتوں اور ویڈیو کیسٹ میں بڑا فرق ہے، فلمی فیتوں میں تو تصویر باقاعدہ نظر آتی ہے، جس تصویر کو پردے پر بڑھا کر دِکھایا جاتا ہے مگر ویڈیو کیسٹ ''مقناطیسی'' ہوتے ہیں جو مذکورہ ریز کرنوں کو جذب کرلیتے ہیں، پھر ان جذب شدہ کو ٹی وی سے متعلق کیا جاتا

ہے، تو ٹی وی ان ریز کو تصویر کی صورت میں بدل کر اپنے آئینے میں ظاہر کر دیتی ہے، چونکہ یہ صورت متحرک اور غیر قار ہوتی ہے اسے عام آئینوں کی صورت پر قیاس کیا جاتا ہے، جب تک آئینے کے رُوبرو ہو اس میں صورت رہے گی، اور ہٹ جانے کی صورت میں ختم ہو جائے گی، یوں ہی جب تک ویڈیو کیسٹ کا رابطہ ٹی وی سے رہے گا تصویر نظر آئے گی، اور رابطہ منقطع ہوتے ہی تصویر فنا ہو جائے گی۔

۳:...... آئینے اور ٹی وی کے ناپائیدار عکوس کو حقیقی معنوں میں تصویر، تمثال، مجسمہ، اسٹیچو وغیرہ کہنا صحیح نہیں، اس لئے کہ پائیدار ہونے سے پہلے عکس ہی ہوتا ہے، تصویر نہیں بنتا، اور جب اسے کسی طرح سے پائیدار کرلیا جائے تو وہی تصویر بن جاتا ہے، اب اگر اس کو ناظرین تصویر کہیں تو یہ مجازاً ہوگا۔

۴:...... اور یہ کہ جب علماء نے بالاتفاق بہت چھوٹی تصویر جیسے بٹن یا انگوٹھی کے نگینے پر تصویر کے استعمال کو جائز کہا ہے، مگر یہاں تو ویڈیو میں بالکل تصویر کا وجود ہی نہیں، اور کسی طاقتور خوردبین سے بھی نظر نہیں آتا۔

۵:...... اُوپر والی باتوں پر نظر رکھتے ہوئے میرے خیال میں ٹی وی بذاتِ خود خراب یا مذموم نہیں، ہاں! موجودہ پروگراموں کو مدِنظر رکھتے ہوئے ٹی وی کو مذموم کہا جاسکتا ہے، مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آدمی ٹی وی نہ رکھے، بلکہ مذموم پروگرام کو نہ دیکھے، جیسے ریڈیو۔

۶:...... یہ بات زیرِ غور ہے کہ اگر پاکستان کا مقدر اچھا بن جائے اور یہاں مکمل اسلامی حکومت قائم ہو جائے تو کیا ٹی وی اور ٹی وی اسٹیشن ختم کئے جائیں گے؟

۷:...... یہ کہ یہاں پر ہم سے یہ کہا جاتا ہے کہ مفتی محمودؒ کبھی کبھی ٹی وی پر اپنی تقریر سناتے تھے، کیا ان کا عمل یہ نہیں بتارہا ہے کہ وہ فی ذاتہٖ ٹی وی کو مذموم نہ سمجھتے تھے؟

۸:...... یہ کہ علمائے حجاز و مصر کا اس بارے میں کیا خیال ہے؟

۹:...... ہم سے سائنس کے طلباء کہہ رہے ہیں کہ جو ہم میں سے ٹی وی دیکھ رہا ہے، وہ علمی سائنس میں ہم سے آگے ہے، کیونکہ ٹی وی میں جدید پروگرام دیکھتے ہیں، کیا

ہمیں آگے بڑھنے کی اجازت نہیں؟

اور آخر میں یہ عرض کردینا ضروری سمجھتا ہوں کہ میری یہ ساری بحث ٹی وی کو خواہ مخواہ جائز رکھنے کے لئے نہیں، بلکہ اس جدید مسئلے کے سارے پہلو آپ کے سامنے رکھنا مقصود ہے، غلطی ہو تو معاف فرمائیں۔

ج…… جو نکات آپ نے پیش فرمائے ہیں، اکثر و بیشتر پہلے بھی سامنے آتے رہے ہیں، ٹی وی اور ویڈیو فلم کا کیمرہ جو تصویریں لیتا ہے وہ اگرچہ غیرمرئی ہیں، لیکن تصویر بہرحال محفوظ ہے، اور اس کو ٹی وی پر دیکھا اور دِکھایا جاتا ہے، اس کو تصویر کے حکم سے خارج نہیں کیا جاسکتا، زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہاتھ سے تصویر بنانے کے فرسودہ نظام کی بجائے سائنسی ترقی میں تصویرسازی کا ایک دقیق طریقہ ایجاد کرلیا گیا ہے، لیکن جب شارع نے تصویر کو حرام قرار دیا ہے تو تصویرسازی کا طریقہ خواہ کیسا ہی ایجاد کرلیا جائے تصویر تو حرام ہی رہے گی۔ اور میرے ناقص خیال میں ہاتھ سے تصویرسازی میں وہ قباحتیں نہیں تھیں جو ویڈیو فلم اور ٹی وی نے پیدا کردی ہیں۔ ٹی وی اور ویڈیو کیسٹ کے ذریعہ گھر گھر سینما گھر بن گئے ہیں۔ کیا یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ شارع ہاتھ کی تصویروں کو تو حرام قرار دے، اس کے بنانے والوں کو ملعون اور ”أشدُّ عذابًا یوم القیامة“ بتائے اور فواحش و بے حیائی کے اس طوفان کو جسے عرفِ عام میں ”ٹی وی“ کہا جاتا ہے، حلال اور جائز قرار دے…؟

رہا یہ کہ اس میں کچھ فوائد بھی ہیں، تو کیا خمر اور خنزیر، سود اور جوئے میں فوائد نہیں؟ لیکن قرآنِ کریم نے ان تمام فوائد پر یہ کہہ کر لکیر پھیر دی ہے: ”وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا“۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ویڈیو فلم اور ٹی وی سے تبلیغِ اسلام کا کام لیا جاتا ہے، ہمارے یہاں ٹی وی پر دِینی پروگرام بھی آتے ہیں، لیکن کیا میں بڑے ادب سے پوچھ سکتا ہوں کہ ان دِینی پروگراموں کو دیکھ کر کتنے غیرمسلم دائرۂ اسلام میں داخل ہوگئے؟ کتنے بے نمازیوں نے نماز شروع کردی؟ کتنے گناہگاروں نے گناہوں سے توبہ کرلی؟ لہٰذا یہ محض دھوکا ہے۔ فواحش کا یہ آلہ جو سرتاسر نجس العین ہے اور ملعون ہے، اور جس کے بنانے والے دُنیا و آخرت میں ملعون ہیں، وہ تبلیغِ اسلام میں کیا کام دے گا؟ بلکہ ٹی وی کے یہ دِینی پروگرام گمراہی

فہرست

پھیلانے کا ایک مستقل ذریعہ ہیں، شیعہ، مرزائی، ملحد، کمیونسٹ اور ناپختہ علم لوگ ان دِینی پروگراموں کے لئے ٹی وی پر جاتے ہیں اور اناپ شناپ جو ان کے منہ میں آتا ہے کہتے ہیں، کوئی ان پر پابندی لگانے والا نہیں، اور کوئی صحیح و غلط کے درمیان تمیز کرنے والا نہیں، اب فرمایا جائے کہ یہ اسلام کی تبلیغ و اِشاعت ہو رہی ہے یا اسلام کے حسین چہرے کو مسخ کیا جارہا ہے...؟

رہا یہ سوال کہ فلاں یہ کہتے ہیں اور یہ کرتے ہیں، یہ ہمارے لئے جواز کی دلیل نہیں۔

فلم اور تبلیغِ دِین

س...... جمعرات ۲۹؍اکتوبر ۱۹۸۱ء کی اشاعت میں جناب کوثر نیازی صاحب نے لکھا ہے کہ: ''فلم اور ٹی وی کے ذریعے اسلام کی اشاعت ہونی چاہئے، اور فلم اور ٹی وی ایسا زبردست میڈیا ہے کہ ہر گھر میں موجود ہے، اور اس کا ہر چھوٹے بڑے کو چسکا ہے۔'' آگے کوثر صاحب لکھتے ہیں کہ: ''اب وہ زمانہ نہیں کہ فلم کے جائز یا ناجائز ہونے کے بارے میں بحثیں کی جائیں، ہم پسند کریں یا ناپسند، دُنیا بھر میں اسے بطور تفریح اپنالیا گیا ہے'' تو کیا واقعی ان ذرائع کو اِسلام کی عظمت کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے؟ آگے چل کر لکھتے ہیں کہ: ''جب حلال و حرام کے اجارہ دار حلقے خود اس عصری رُجحان کے سامنے بے بس ہوں تو کیا مناسب نہ ہوگا کہ مسلمان ملک انتہاپسندی کے سنگھاسن سے نیچے اُتر کر صنعتِ فلم سازی کے لئے اصلاحی اور انقلابی اندازِ فکر اختیار کریں؟''

ج...... آپ کے سوال میں چند باتیں قابلِ غور ہیں:

اوّل:...... جناب کوثر صاحب نے حلال و حرام کے ''اجارہ دار حلقوں'' کے لفظ سے جو طنز کیا ہے، اگر ان کی مراد علمائے کرام سے ہے تو قابلِ افسوس جہلِ مرکب ہے، اس لئے کہ کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دینا اللہ و رسول کا کام ہے، علمائے کرام کا قصور صرف یہ ہے کہ وہ اللہ و رسول کی حرام کی ہوئی چیزوں کو محض اپنی خواہشِ نفس یا لوگوں کی غلط خواہشات کی وجہ سے حلال کہنے سے معذور ہیں۔ اگر کوثر صاحب اسی کو ''اجارہ داری'' سے تعبیر کرتے ہیں کہ حضراتِ علمائے کرام، کفر و نفاق کو اسلام کیوں نہیں کہتے؟ حرام کو حلال کیوں نہیں

فہرست

کردیتے؟ منکرات وخواہشات کو نیکی و پارسائی کیوں نہیں بتاتے؟ اور ہر وہ ادائے کج جو معاشرے میں رواج پذیر ہوجائے، اس کو عین صراطِ مستقیم کیوں نہیں کہتے...؟ تو میں جناب کوثر صاحب سے عرض کروں گا کہ یہ اجارہ داری بہت مبارک ہے، اور اُمید ہے کہ قیامت کے دن ان کے ان الفاظ کو شہادت کے طور پر بارگاہِ خداوندی میں پیش کیا جاسکے۔ اور ان سے بھی توقع رکھوں گا کہ وہ اَحکم الحاکمین کی عدالت میں یہ گواہی ضرور دیں (اگر وہ قیامت پر ایمان رکھتے ہیں) کہ: ''یا اللہ! تیرے ان بندوں نے حلال وحرام کی اجارہ داری قائم کر رکھی تھی، آپ نے اور آپ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جن چیزوں کو حرام قرار دیا تھا، ہم نے زمانے کے حالات کا واسطہ دے کر ان سے بار بار اپیل کی کہ اب ان چیزوں کو حلال کردیا جائے، مگر ان بندگانِ خدا نے کسی کی ایک نہ مانی، ان کی ایک ہی رَٹ رہی کہ جس چیز کو اللہ ورسول نے حرام قرار دے دیا ہے، وہ ہمیشہ کے لئے حرام رہے گی، قیامت تک کوئی شخص خدا اور رسول کی حرام کی ہوئی چیز کو حلال نہیں کرسکتا۔'' جب کوثر صاحب بارگاہِ اِلٰہی میں یہ شہادت دیں گے تو ہم دیکھیں گے کہ اَحکم الحاکمین کا فیصلہ کس کے حق میں ہوتا ہے؟ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰی!

دوم:...... کوثر صاحب کا یہ ارشاد کہ: ''اب وہ زمانہ نہیں کہ فلاں چیز کے جائز یا ناجائز ہونے کے بارے میں بحثیں کی جائیں'' یہ فقرہ پڑھ کر کم از کم میرے تو رونگٹے کھڑے ہوگئے ہیں، کیا کسی ایسے شخص سے جس کے دِل میں رائی کے دسویں حصے کے برابر بھی ایمان ہو، یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ کسی چیز کے شرعاً حلال یا حرام اور جائز یا ناجائز ہونے کی بحث ہی کو بے کار کہنے لگے...؟ العیاذ باللہ! اَستغفر اللہ!

اور کوثر صاحب کی یہ دلیل بھی عجیب ہے کہ: ''ہم پسند کریں یا ناپسند، دُنیا بھر میں اسے بطور تفریح اپنالیا گیا ہے'' کیا جو چیز انسانیت وشرافت اور آئین وشرع کے علی الرغم، فساق وفجار کے عام حلقوں میں اپنالی جائے وہ جائز اور حلال ہوجاتی ہے؟ اور اس کے جائز یا ناجائز ہونے کے بارے میں بحث کرنا لغو اور بے کار ہوجاتا ہے؟ آج ساری دُنیا میں قانون شکنی کا رُجحان بڑھتا جارہا ہے، کوثر صاحب کو چاہئے کہ دُنیا بھر کی حکومتوں کو مشورہ

دیں کہ یہ آئین و قانون کی پابندیاں لغو ہیں، ہر جگہ بس جنگل کا قانون ہونا چاہئے کہ جس کے جی میں جو آئے کرے، اور جدھر جس کا منہ اُٹھے ادھر چل نکلے، مہذب حکومتوں کو ایسا مشورہ دیا جائے، تو یقین ہے کہ مشورہ دینے والے کی جگہ دِماغی شفاخانہ ہوگی۔ کتنے تعجب کی بات ہے کہ ایک پڑھا لکھا شخص، جو مسلمان کہلاتا ہے، خدا و رسول کو یہ مشورہ دیتا ہے کہ: ''جناب! یہ بیسویں صدی ہے، اس زمانے میں آپ کے حلال و حرام کو کوئی نہیں پوچھتا، اس لئے ہمیں اس سے معاف رکھئے۔'' لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ!

سوم:...... فلم اور تصویر کو خدا اور رسول نے حرام قرار دیا ہے اور ان کے بنانے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔ کوثر صاحب کا یہ مشورہ کہ اس حرام اور ملعون چیز کو عظمتِ اسلام کے لئے استعمال کرنا چاہئے، اس کی مثال بالکل ایسی ہے کہ کوئی شخص یہ مشورہ دے کہ چونکہ اس زمانے میں سود سے چھٹکارا ممکن نہیں، اس لئے اس کے حلال یا حرام ہونے کی بحث تو بے کار ہے، ہونا یہ چاہئے کہ تمام اسلامی ممالک سود کی نجاست سے مسجدیں تعمیر کیا کریں۔ میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ آخر وہ کونسا اسلام ہوگا جس کی عظمت ایک حرام اور ملعون چیز کے ذریعہ دوبالا کی جائے گی؟ جب حلال و حرام کی بحثوں کو ہی بالائے طاق رکھ دیا جائے تو اسلام باقی ہی کہاں رہا، جس کی تبلیغ و اشاعت اور عظمت و سربلندی مطلوب ہے...؟ کوثر صاحب شاید یہ نہیں جانتے کہ اسلام اپنی اشاعت و سربلندی کے لئے ان شیطانی آلات کا منّت کش نہیں ہے، اور ان شیطانی آلات سے جو چیز فروغ پائے گی وہ اسلام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا اسلام نہیں ہوگا، بلکہ کوثر صاحب اور ان کے ہم نواؤں کا خودساختہ اسلام ہوگا، جس میں نہ کفر و ایمان کا امتیاز ہو، نہ حلال و حرام کی تمیز ہو، نہ جائز و ناجائز کا سوال ہو، نہ مرد و زَن کے حدود ہوں، نہ نیکی و بدی کا تصوّر ہو، نہ اِخلاص و نفاق کے درمیان کوئی خطِ امتیاز ہو، ایسے نام نہاد اسلام میں سب کچھ ہوگا، مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسلام نہیں ہوگا۔

چہارم:...... کوثر صاحب اسلامی ممالک کو یہ مشورہ دیتے ہیں کہ وہ انتہا پسندی کے سنگھاسن سے نیچے اُتر کر فلم سازی کی صنعت میں اصلاحی و انقلابی تبدیلیاں کریں۔

جہاں تک فلم میں اصلاحی و انقلابی تبدیلیوں کا تعلق ہے، میں بتاچکا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں تصویر نجس العین اور ملعون ہے، اور اِمام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ اور مؤرِّخِ اسلام علامہ سیّد سلیمان ندویؒ ایسی نابغہ شخصیتوں کو بھی جو کسی زمانے میں بڑے شدّومدّ سے تصویر کے جواز کے قائل تھے، یہ اعتراف کرنا پڑا تھا کہ موجودہ دور کی عکسی تصویر بھی فرمودہ نبوی کے مطابق حرام اور ملعون ہے۔ پس جو چیز بذاتِ خود نجس ہو، اس کو کس طرح پاک کیا جاسکتا ہے؟ جبکہ اس کی ماہیت بدستور باقی ہو۔ کیا پیشاب کو کسی لیبارٹری میں صاف کرلیا جائے تو وہ پاک ہوجائے گا؟

فلموں میں کیسی بھی تبدیلیاں کرلی جائیں، ان کی ماہیت نہیں بدل سکتی، ہاں! آپ یہ کرسکتے ہیں کہ اس کے فحش اجزا کو حذف کردیں، اس میں سے نسوانی کردار چھانٹ دیں، اس کے باوجود فلم، فلم ہی رہے گی، اس کی ماہیت ہی سرے سے حرام اور ملعون ہے، تو کوئی سا اصلاحی و انقلابی اقدام بھی اس کو حرمت و ملعونیت سے نہیں بچاسکتا، ہاں! اس کا ایک نقصان ضرور ہوگا کہ اب تو عام سے عام مسلمان بھی فلم کو گناہ سمجھتا ہے، کوثر صاحب کے فتویٰ کے بعد بہت سے ناواقف لوگ اس کو گناہ بھی نہیں سمجھیں گے، یوں فسق سے کفر کی حد تک پہنچ جائیں گے۔

اور اگر کوثر صاحب کا مقصد یہ ہے کہ حج و غزوات وغیرہ اسلامی شعائر کو فلمایا جائے، تو یہ اس سے بھی بدترین چیز ہے، اس لئے کہ اسلامی شعائر کو تفریح اور لہو و لعب کا موضوع بنانا شعائر اللہ کی بے حرمتی اور توہین ہے، اگرچہ ایسا کرنے والوں کا یہ مقصد نہ ہو، اور اگرچہ وہ اس دقیقے کو سمجھنے کی بھی صلاحیت نہ رکھتے ہوں۔

اور اس سے بھی بدتر یہ کہ ایسی فلموں کو ناواقف لوگ کارِ ثواب سمجھا کریں گے (جیسا کہ فلمِ حج کو بہت سے لوگ بڑی عقیدت سے ثواب اور عبادت سمجھ کر دیکھتے ہیں)، اس کا سنگین جرم ہونا بالکل واضح ہے کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے گناہ کا کام اور خدا تعالیٰ کے غضب و لعنت کا موجب قرار دیا تھا، یہ لوگ ٹھیک اس چیز کو عبادت اور رضائے الٰہی کا موجب سمجھتے ہیں، یہ خدا و رسول کا صریح مقابلہ ہے، اور خدا تعالیٰ

فہرست

کی شریعت کے متوازی ایک نئی شریعت تصنیف کرنا کس قدر سنگین جرم ہے؟ اس کو ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ فلمی صنعت میں کوئی ایسا اصلاحی و انقلابی اقدام ممکن نہیں جو اس صنعت کو خدا کی لعنت سے نکال سکے۔

جہاں تک انتہا پسندی کے سنگھاسن سے نیچے اُترنے کے مشورے کا تعلق ہے، میں پہلے عرض کرچکا ہوں کہ حلال وحرام کا اختیار اُمت کے کسی فرد کو نہیں دیا گیا، اور خدا کے حرام کئے ہوئے فعل کو حرام کہنا انتہا پسندی نہیں، بلکہ عین ایمان ہے، اگر اس کو ''سنگھاسن'' کے لفظ سے تعبیر کرنا صحیح ہے، تو یہ ایمان کا سنگھاسن ہے، اور ایمان کے سنگھاسن سے نیچے اُترنے کا مشورہ کوئی مسلمان نہیں دے سکتا۔ اور جو شخص نیچے اُترنے کا ارادہ کرے، وہ مسلمان نہیں رہ سکتا۔ کوثر صاحب کو اگر اسلام و ایمان مطلوب ہے، تو میں ان کو مخلصانہ مشورہ دُوں گا کہ وہ خود مغرب پرستی کے سنگھاسن سے نیچے اُتر کر اپنے ایمان کی حفاظت کی فکر کریں اور اپنے کفریہ کلمات سے توبہ کریں۔

مرد اور عورت سے متعلق مسائل

عورت پر تہمت لگانے، مار پیٹ کرنے والے پڑھے لکھے پاگل کے متعلق شرعی حکم

س……ایک آدمی پڑھا لکھا ہے، اسلامیات میں ایم اے کیا ہوا ہے، بیوی کو کوئی عزّت نہیں دیتا، بیوی پر طرح طرح کے الزامات لگاتا ہے، ہر کام میں نقص نکالتا ہے، ہر نقصان کا ذمہ دار بیوی کو ٹھہراتا ہے، گندی گندی گالیاں بکتا ہے، بیوی کی پاک دامنی پر الزامات لگاتا ہے، بیوی کے رشتہ داروں کی پاک دامنی پر بھی الزامات لگاتا ہے، بیوی کو اس کے رشہ داروں کے گھر جانے نہیں دیتا، بیوی کا دِل اگر چاہتا ہے کہ وہ بھی اپنے میکے میں کہیں جائے تو ڈر کی وجہ سے اجازت طلب نہیں کرتی، کیونکہ شوہر اس کے گھر والوں کا نام سنتے ہی آگ بگولہ ہوجاتا ہے اور چِلاَّ چِلاَّ کر اس کے گھر والوں کو گندی گندی گالیاں بکتا ہے، بیوی بے چاری مہینوں مہینوں اپنے گھر والوں کی صورت کو بھی ترس جاتی ہے، بے بس ہے، جب زیادہ یاد آتی ہے تو چپکے چپکے رولیتی ہے، اور صبر وشکر کرکے خاموش ہوجاتی ہے۔ بیوی کے گھر والے اگر بلائیں تو (شوہر جو کہ شکی مزاج ہے) بیوی اور اس کے میکے والوں پر گندے گندے الزامات لگاتا ہے، کہتا ہے: ''تجھے بلاکر تیرے ماں باپ تجھ سے گندہ دھندہ کرواتے ہیں اور پیسہ خود کھاتے ہیں'' بات بات پر گالیاں دینا، پاک دامنی پر الزام لگانا، زیادہ غصہ آئے تو چہرے پر تھپڑوں کی بھرمار کرنا، گھر سے نکل جانے کی دھمکی دینا، شوہر کے نزدیک بیوی کا حق روٹی، کپڑا اور مکان سے زیادہ نہیں ہے۔ جب شوہر کا غصہ ٹھنڈا ہوجاتا ہے تو وہ بیوی سے معافی مانگتا ہے کہ ''میں نے غصّے میں جو کچھ بھی کیا، تم معاف کردو'' عورت بے چاری مجبور ہوکر معاف کردیتی ہے۔ کچھ عرصے کی بات ہے کہ شوہر نے اپنی بیوی کو گالیاں دیں اور

بہت سے مردوں کے نام لے کر اس کی پاک دامنی پر الزام لگایا، یہاں تک کہ بیوی کے بھانجوں اور بھتیجوں تک کے ساتھ الزام لگانے سے باز نہ آیا، اس کے میکے والوں پر بھی گندے گندے الزامات لگائے، تین چار روز بعد بیوی سے کہا کہ: ”مجھے معاف کردو“ بیوی نے کہا کہ: ”اب تو میں کبھی بھی معاف نہیں کروں گی، کیونکہ آپ ہر بار معافی مانگنے کے بعد بھی یہی کرتے ہیں“ لیکن شوہر بارہا معافی مانگتا رہا اور اس نے یہاں تک وعدہ کیا کہ: ”دیکھو میں کعبۃ اللہ کی طرف ہاتھ اُٹھا کر حلفیہ تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ اب میں کبھی بھی تم پر اور تمہارے گھر والوں پر کوئی الزام نہیں لگاؤں گا“ بیوی نے معاف کردیا، مگر ابھی اس معافی کو بمشکل دو ماہ بھی نہ گزرے تھے کہ شوہر صاحب پھر وعدہ بھلا کر اپنی پُرانی رَوِش پر اُتر آئے، اب تو بیوی بالکل بھی معاف نہیں کرتی، شوہر جب بھی اس کی پاک دامنی پر الزامات لگاتا ہے تو بیوی چار بار آسمان کی طرف اُنگلی اُٹھا کر چار گواہوں کی طرف سے اللہ کو گواہ بناتی ہے اور پانچویں بار اللہ کو گواہ بنا کر اپنی پاک دامنی پر لگائے ہوئے الزامات کا بدلہ اللہ کو سونپ دیتی ہے، کیونکہ کہتے ہیں کہ عورت کی پاک دامنی پر الزام کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے الزام لگانے والے پر ۸۰ دُرّوں کی سزا رکھی ہے، اب بیوی اپنے شوہر کی ہر بات صبر اور شکر سے سنتی ہے، اور خاموش رہتی ہے اور اللہ تعالیٰ کو کہتی ہے کہ: ”اے اللہ! تو ہی انصاف سے میرے ساتھ کی جانے والی تمام حق تلفیوں کا بدلہ دُنیا اور آخرت میں لے لینا“ مولانا صاحب! اسلام کی بیٹی کیا اتنی گھٹیا اور حقیر ہے کہ جو ایک مرد کے لئے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر حلال کی گئی ہو اور وہ مرد اس کے اُوپر جیسا چاہے الزام لگائے اور اس کے میکے والوں کو یہ کہہ کر حقیر جانے کہ میں ان کی بیٹی بیاہ کر لایا ہوں اس لئے میری عزّت اور رُتبہ زیادہ ہے، اور بیٹی اور اس کے گھر والے مرد سے کم تر ہیں، ان کی کوئی عزّت نہیں، جس کے سامنے جو چاہے ان کو کہہ دیا جائے۔ کیا اسلام نے بیٹی والوں کو اتنا حقیر بنا دیا ہے (نعوذ باللہ) کہ وہ سنتِ رسول کو ادا کرکے ایک بیٹی اللہ اور اس کے رسول کے نام پر ایک مرد کے لئے حلال کردیں اور پھر بیٹی والے اور بیٹی زندگی بھر ان کے آگے جھکیں؟ کیا عورت کو (خاص کر اس کے منہ پر) زوردار تھپڑوں کی مار سے ناک اور منہ سے خون نکالنے کی

اجازت ہے؟ جبکہ عورت اللہ کو حاضر اور ناظر جان کر اپنے تمام فرائض ایمان داری سے ادا کرتی ہو، اور وہ شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر بھی نہ جاتی ہو، کیا ایسے شوہر کی عبادت قبول ہوسکتی ہے؟ کیا یومِ حساب اللہ تعالیٰ صابر بیوی کو اس کے شوہر سے تمام حقوق ادا کروائے گا جو کہ دُنیا میں اسے نہ ملے ہوں؟ کیونکہ اب بیوی یہی کہتی ہے کہ اب تو قیامت کے دن ہی حساب بے باق ہوگا، جو اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں ہوگا۔

ج...... اس شخص کے جو حالات آپ نے لکھے ہیں، ان کے نفسیاتی مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص ''پڑھا لکھا پاگل'' ہے، گالیاں بکنا، تہمتیں دھرنا، مار پیٹ کرنا، وعدوں سے پھر جانا، اور قسمیں کھا کھا کر توڑ دینا، کسی شریف آدمی کا کام نہیں ہوسکتا۔ جو شخص کسی پاک دامن پر بدکاری کا الزام لگائے اور اس پر چار گواہ پیش نہ کرسکے، اس کی سزا قرآنِ کریم نے ۸۰ دُرّے تجویز فرمائی ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سب سے بڑے کبیرہ گناہوں میں شمار فرمایا ہے، اور جو شخص اپنی بیوی پر تہمت لگائے، بیوی اس کے خلاف عدالت میں لعان کا دعویٰ کرسکتی ہے، نکاح ختم کرنے کا دعویٰ کرسکتی ہے، جس کی تفصیل یہاں ذکر کرنا غیرضروری ہے۔ اب اگر آپ اپنا معاملہ یوم الحساب پر چھوڑتی ہیں تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آپ کو ان تمام زیادتیوں کا بدلہ دِلائیں گے، اور اگر آپ دُنیا میں اس کے خلاف کارروائی کرنا چاہتی ہیں تو آپ کو عدالت سے رُجوع کرنا ہوگا کہ مظلوم لوگوں کے حقوق دِلانا عدالت کا فرض ہے۔ اس کے علاوہ آپ یہ بھی کرسکتی ہیں کہ دو چار شریف آدمیوں کو درمیان میں ڈال کر اس سے طلاق لے لیں اور کسی دُوسری جگہ عقد کرکے شریفانہ زندگی بسر کریں۔ بہرحال اس پاگل کے فعل کو اسلام کی طرف منسوب کرنا اور یہ کہنا کہ ''اسلام کی بیٹی کیا اتنی گھٹیا اور حقیر ہے'' بالکل غلط ہے، اسلام کی تعلیم تو وہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاک ارشاد میں ذکر فرمائی:

''خیرکم خیرکم لأھلہ وأنا خیرکم لأھلی.''

(مشکوٰۃ ص:۲۸۱)

ترجمہ:...... ''تم میں سب سے اچھا وہ ہے جو اپنے گھر

والوں کے لئے سب سے اچھا ہو، اور میں اپنے گھر والوں کے لئے تم سب سے بڑھ کر اچھا ہوں۔‘‘

عورت کے اِخراجات کی ذمہ داری مرد پر ہے

س…… کیا اسلام عورتوں کو اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ وہ دفتروں میں مردوں کے دوش بدوش کام کریں؟ حالانکہ اسلام کہتا ہے کہ ان کا اصل گھر اور کام گھر میں ہے، جہاں ان کو رہ کر ذمہ داریاں پوری کرنی ہیں، آخر یہ بات کہاں تک دُرست ہے؟

ج…… کما کر کھلانے کی ذمہ داری اسلام نے مرد پر ڈالی ہے، عورتیں اس بوجھ کو اُٹھا کر اپنے لئے خود ہی مشکلات پیدا کر رہی ہیں، اسلام میں کمائی کے لئے بے پردہ ہونے کی اجازت نہیں ہے۔

بیوی کے اصرار پر لڑکیوں سے قطع تعلق کرنا اور حصے سے محروم کرنا

س…… میں نے اپنی پہلی بیوی کو طلاق دے دی، جس سے تین لڑکیاں ہیں، اور میں نے ان کی شادی بھی کردی، اب میں یہ چاہتا ہوں کہ میری جائیداد میں یہ لڑکیاں حق دار نہ رہیں، اور تعلق تو میں نے پہلے ہی ختم کرلیا ہے، کیونکہ میری بیوی کی خواہش یہی ہے، کیا میرا یہ فیصلہ شریعت کے عین مطابق ہوگا؟

ج…… بیٹیوں سے قطع تعلق؟ توبہ کیجئے…! یہ سخت گناہ ہے، اسی طرح ان کو جائیداد سے محروم کرنے کی خواہش بھی سخت گناہ ہے۔ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کو وارث بنایا ہے، بیوی کے اصرار پر اس کو محروم کرنے کی کوشش کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو بیوی خدا اور رسول سے زیادہ عزیز ہے۔

باوجود کمانے کی طاقت کے بیوی کی کمائی پر گزارا کرنا

س…… کیا مردوں کو عورتوں کی کمائی کھانے کی اجازت ہے؟ مثلاً: کسی کی بیوی کما کر لاتی ہے اور مرد باوجود تندرستی کے نکما ہے، کماتا نہیں، تو ایسے شخص کو بیوی کی کمائی حلال ہے؟ یا کسی نوجوان کی بہن کماتی ہے اور وہ بیٹھ کھاتا ہے، تو کیا ایسے جوان کو بہن کی لائی ہوئی تنخواہ میں

سے خرچ کرنے کا حق ہے؟

ج…… عورتوں کے معاش کا ذمہ دار مردوں کو بنایا گیا ہے، مگر عورتوں نے یہ بوجھ خود اُٹھانا شروع کردیا، اور تساہل پسند مردوں کو ایک اچھا خاصا ذریعۂ روزگار مل گیا، جب عورت اپنی خوشی سے کما کر لاتی ہے اور مردوں پر خرچ کرتی ہے، ان کے لئے کیوں حلال نہیں…؟

بیوی کو خرچہ نہ دینا اور بیوی کا رَدِّ عمل نیز گھر میں سودی پیسے کا استعمال

س…… میرے میاں اپنا پیسہ سودی بینک میں مختلف اسکیموں پر لگاتے ہیں اور اس کا منافع ہر مہینے جو ہوتا ہے اس کو بھی گھر کے خرچ میں لگادیتے ہیں۔ والد صاحب کے سائے سے بچپن سے محروم ہوگئے اور اس زمانے میں لڑکیوں کی شادی ایک مسئلہ ہے، تو پھر میرے گھر والوں نے یہ شادی کردی، میرے میاں کی ملازمت حبیب بینک میں بہ حیثیت آڈٹ آفیسر ہے، ایک تو بینک کی نوکری اور اُوپر سے سود کی اسکیموں میں لگایا ہوا پیسہ، یہ تمام پیسہ مجھ پر اور میرے بچوں پر خرچ ہوتا ہے۔ ۱- اس پیسے کے کھانے سے میری نماز، میرا کھانا دُرست ہے؟ ۲- اسی پیسے سے میں اپنے زیور کی زکوٰۃ ادا کرتی ہوں، کیا وہ دُرست ہے؟

ج…… سود تو حرام ہے، آپ ایسا کیا کریں، ہر مہینے کسی غیرمسلم سے قرض لے کر گھر کا خرچ چلایا کریں اور آپ کے میاں اپنی رقم سے غیرمسلم کا وہ قرض ادا کردیا کریں۔

مقروض شوہر کی بیوی کا اپنی رقم خیرات کرنا

س…… ایک شخص پانچ ہزار روپے کا مقروض ہے، اور یہ قرضِ حسنہ لیا ہوا ہے، اس کی بیوی کے پاس تقریباً تین ہزار روپے کا زیور ہے، اب بیوی چاہتی ہے کہ ۱۵۰۰ روپے کے زیورات بیچ کر گاؤں میں ایک کنواں کھدوائے، لیکن اس کے میاں کا اصرار ہے کہ یہ پندرہ سو روپے کنویں پر خرچ کرنے کے بجائے میرا قرض ادا کردو، بیوی کہتی ہے کہ یہ میرا حق ہے، میں جہاں چاہوں خرچ کرسکتی ہوں، اس کا ثواب مجھے ضرور ملے گا، اور خاوند کہتا ہے کہ میاں اگر مقروض ہو تو اس کی بیوی کو خیرات کا کوئی ثواب نہیں ملتا۔ اب دریافت طلب یہ بات ہے کہ کیا بیوی اپنے زیورات کو فروخت کرکے اس رقم کو اپنی مرضی کے مطابق خرچ

فہرست

کرسکتی ہے یا خاوند کی اطاعت اس کے لئے ضروری ہے؟

ج……اگر زیور بیوی کی ملکیت ہے تو وہ جس طرح چاہے اور جہاں چاہے خیرات کرسکتی ہے، شوہر کا اس پر کوئی حق نہیں۔ لیکن حدیثِ پاک میں ہے کہ عورت کے لئے بہتر صدقہ یہ ہے کہ وہ اپنے شوہر اور بال بچوں پر خرچ کرے۔ اس لئے میں اس نیک بی بی کو جو پندرہ سو روپے خرچ کرنا چاہتی ہے، مشورہ دُوں گا کہ وہ اپنے سارے زیور سے اپنے شوہر کا قرضہ ادا کردے، اس سے اللہ تعالیٰ خوش ہوجائیں گے اور اس کو جنت میں بہترین زیور عطا کریں گے۔

والدین سے اگر بیوی کی لڑائی رہے تو کیا کروں؟

س……میری شادی کو ڈھائی سال ہوئے، ڈھائی سال میں میرے سسرال والوں سے میری معمولی معمولی بات میں نہیں بنتی اور میرے شوہر کے ساتھ بھی ان کے ماں باپ کی نہیں بنتی، ان لوگوں نے مجھے کبھی پیار محبت سے نہیں دیکھا اور میری بیٹی کے ساتھ بھی وہ لوگ بہت تنگ مزاج ہیں۔ بات بات پر طنز کرنا، کھانے کے لئے جھگڑا کرنا، کاروبار ہمارے یہاں مل کر کرتے ہیں اور تمام محنت میرے شوہر ہی کرتے ہیں، الحمدللہ ہمارے یہاں رزق میں بے حد برکت ہے۔ ڈھائی سال کے عرصے میں کئی بار اپنی والدہ کے یہاں آگئی، اور ان لوگوں کے کہنے پر کہ اب کوئی جھگڑا نہیں ہوگا، بڑوں کا لحاظ کرتے ہوئے والدین کا کہنا مانتے ہوئے میں معافی مانگ کر دوبارہ چلی جاتی، تھوڑے عرصے تک ٹھیک رہتا، پھر وہی حال۔ اس بار بھی میرے شوہر اور ان کے والد میں معمولی بات پر جھگڑا ہوگیا، اور میں مع شوہر اپنی والدہ کے یہاں ہوں۔ میرے شوہر اور میں دونوں چاہتے ہیں کہ ماں باپ کی دُعاؤں اور پیار محبت سے الگ مکان لے لیں، کاروبار سے الگ نہ ہوں، اس لئے کہ ماں باپ کی خدمت بھی ہو، وہ لوگ دوبارہ بلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اب ہم کچھ نہیں کہیں گے، جیسے پہلے کہتے تھے۔ آپ بتائیے کہ جب گھر میں روز جھگڑا ہو تو برکت کہاں سے رہے گی؟ آپ ہمیں مشورہ دیں کہ ہم الگ مکان لے لیں، ان مسائل کا حل بتائیے، اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر دے گا، اور میں تازندگی دُعا دیتی رہوں گی، میں بے حد دُکھی ہوں۔

ج…… آپ کا خط غور سے پڑھا، ساس بہو کا تنازع تو ہمیشہ سے پریشان کن رہا ہے، اور جہاں تک تجربات کا تعلق ہے اس میں قصور عموماً کسی ایک طرف کا نہیں ہوتا، بلکہ دونوں طرف کا ہوتا ہے۔ ساس، بہو کی ادنیٰ ادنیٰ باتوں پر تنقید کیا کرتی اور ناک بھوں چڑھایا کرتی ہے، اور بہو جو اپنے میکے میں ناز پروردہ ہوتی ہے، ساس کی مشفقانہ نصیحت کو اپنی توہین تصوّر کرتی ہے، یہ دوطرفہ نازک مزاجی مستقل جنگ کا اکھاڑہ بن جاتی ہے۔

آپ کے مسئلے کا حل یہ ہے کہ اگر آپ اتنی ہمت اور حوصلہ رکھتی ہیں کہ اپنی خوشدامن کی ہر بات برداشت کرسکیں، ان کی ہر نازک مزاجی کا خندہ پیشانی سے استقبال کرسکیں، اور ان کی کسی بات پر ''ہوں'' کہنا بھی گناہ سمجھیں، تو آپ ضرور ان کے پاس دوبارہ چلے جائیں، اور یہ آپ کی دُنیا و آخرت کی سعادت و نیک بختی ہوگی۔ اس ہمت و حوصلہ اور صبر و استقلال کے ساتھ اپنے شوہر کے بزرگ والدین کی خدمت کرنا آپ کے مستقبل کو لائقِ رشک بنادے گا، اور اس کی برکتوں کا مشاہدہ ہر شخص کھلی آنکھوں سے کرے گا۔ اور اگر اتنی ہمت اور حوصلہ آپ اپنے اندر نہیں پاتیں کہ اپنی رائے اور اپنی ''انا'' کو ان کے سامنے یکسر مٹاڈالیں تو پھر آپ کے حق میں بہتر یہ ہے کہ آپ اپنے شوہر کے ساتھ الگ مکان میں رہا کریں۔ لیکن شوہر کے والدین سے قطع تعلق کی نیت نہ ہونی چاہئے، بلکہ نیت یہ کرنی چاہئے کہ ہمارے ایک ساتھ رہنے سے والدین کو جو اذیت ہوتی ہے اور ہم سے ان کی جو بے ادبی ہوجاتی ہے، اس سے بچنا مقصود ہے۔ الغرض! اپنے کو قصوروار سمجھ کر الگ ہونا چاہئے، والدین کو قصوروار ٹھہراکر نہیں۔ اور الگ ہونے کے بعد بھی ان کی مالی و بدنی خدمت کو سعادت سمجھا جائے۔ اپنے شوہر کے ساتھ میکے میں رہائش اختیار کرنا موزوں نہیں، اس میں شوہر کے والدین کی سبکی ہے، ہاں! الگ رہائش اور اپنا کاروبار کرنے میں میکے والوں کا تعاون حاصل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

میں نے آپ کی اُلجھن کے حل کی ساری صورتیں آپ کے سامنے رکھ دی ہیں، آپ اپنے حالات کے مطابق جس کو چاہیں اختیار کرسکتی ہیں۔ آپ کی وجہ سے آپ کے شوہر کا اپنے والدین سے رنجیدہ و کبیدہ اور برگشتہ ہونا، ان کے لئے بھی وبال کا

موجب ہوگا اور آپ کے لئے بھی، اس لئے آپ کی ہر ممکن کوشش یہ ہونی چاہئے کہ آپ کے شوہر کے تعلقات ان کے والدین سے زیادہ سے زیادہ خوشگوار ہوں اور وہ ان کے زیادہ سے زیادہ اطاعت شعار ہوں، کیونکہ والدین کی خدمت و اطاعت ہی دُنیا و آخرت میں کلیدِ کامیابی ہے۔

مرد اور عورت کی حیثیت میں فرق

س…… کیا اللہ تعالیٰ نے عورت کو مرد کے غم کم کرنے کے لئے پیدا کیا ہے؟ جیسے مرد حضرات کا دعویٰ ہے کہ عورت کی کوئی حیثیت نہیں، اسے اللہ تعالیٰ نے مرد کے لئے پیدا کیا ہے۔

ج…… اللہ تعالیٰ نے نسلِ انسانی کی بقا کے لئے انسانی جوڑا بنایا ہے، اور دونوں کے دِل میں ایک دُوسرے کا اُنس ڈالا ہے اور دونوں کو ایک دُوسرے کا محتاج بنایا ہے، میاں بیوی ایک دُوسرے کے بہترین مونس و غم خوار بھی ہیں، رفیق و ہم سفر بھی ہیں، یار و مددگار بھی ہیں۔ عورت مظہرِ جمال ہے، اور مرد مظہرِ جلال، اور جمال و جلال کا یہ آمیزہ کائنات کی بہار ہے، دُنیا میں مسرتوں کے پھول بھی کھلاتا ہے، ایک دُوسرے کے دُکھ درد بھی بٹاتا ہے، اور دونوں کو آخرت کی تیاری میں مدد بھی دیتا ہے۔ فطرت نے ایک کے نقص کو دُوسرے کے ذریعے پورا کیا ہے، ایک کو دُوسرے کا معاون بنایا ہے، عورت کے بغیر مرد کی ذات کی تکمیل نہیں ہوتی، اور مرد کے بغیر عورت کا حسنِ زندگی نہیں نکھرتا۔ اس لئے یک طرفہ طور پر یہ کہنا کہ عورت کو صرف مرد کے لئے پیدا کیا، ورنہ اس کی کوئی حیثیت نہیں، غلط ہے۔ ہاں! یہ کہنا صحیح ہے کہ دونوں کو ایک دُوسرے کا غم خوار و مددگار بنایا ہے۔

س…… میں نے اکثر جگہ پڑھا ہے کہ مرد اچھی عورت کی طلب کرتے ہیں اور نیک بیوی چاہتے ہیں، اکثر اپنی پسند کی شادی بھی کرتے ہیں، کیونکہ وہ مرد ہیں، کیا یہ ٹھیک کرتے ہیں؟

ج…… نیک اور اچھے جوڑے کی خواہش دونوں کو ہے، اور پسند کی شادی بھی دونوں کرتے ہیں، میں تو اس کا قائل ہوں کہ اپنے بزرگوں کی پسند کی شادی کی جائے۔

س…… کیا عورت اپنے لئے اچھے، نیک شوہر کی خواہش نہ کرے؟ عورت کسی ایسے شخص کو

پسند کرتی ہے اوراس سے عزّت سے شادی کرنے کی خواہش رکھتی ہے، تو اس بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ کیونکہ ہمارے معاشرے میں ایسی حرکت عورت کو زیب نہیں دیتی، جبکہ مرد اپنی خواہش پوری کرسکتا ہے۔

ج...... اُوپر لکھ چکا ہوں، اکثر لڑکیاں کسی شخص کو پسند کرنے میں دھوکا کھالیتی ہیں، اپنے خاندان اور کنبے سے پہلے کٹ جاتی ہیں، ان کی محبت کا ملمع چند دنوں میں اُتر جاتا ہے، پھر نہ وہ گھر کی رہتی ہیں، نہ گھاٹ کی۔ اس لئے میں تمام بچیوں کو مشورہ دیتا ہوں کہ شادی دستور کے مطابق اپنے والدین کے ذریعے کیا کریں۔

س...... میں نے اکثر جگہ کتابوں میں پڑھا ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کی خواہش کی تھی جو کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول کرلی تھی۔

ج...... صحیح ہے۔

س...... اگر آج ایک نیک مؤمن عورت کسی نیک شخص سے شادی کی خواہش کرے تو اس میں کوئی بُرائی تو نہیں ہے، جبکہ عورت اپنی خواہش بیان نہ کرسکتی ہو تو کیا کرے؟ کیونکہ اگر بیان کرتی ہے تو والدین کی، بھائیوں کی عزّت کا مسئلہ بن جاتا ہے، اگر والدین کی بات مانے تو اپنے آپ کو عذاب میں مبتلا کرنا ہوگا۔

ج...... اس کی صورت یہ ہے کہ خود یا اپنی سہیلیوں کے ذریعے اپنی والدہ تک اپنی خواہش پہنچادے، اور یہ بھی کہہ دے کہ میں کسی بے دِین سے شادی کرنے کے بجائے شادی نہ کرنے کو ترجیح دُوں گی، اور اللہ تعالیٰ سے دُعا بھی کرتی رہے۔

س...... اگر عورت اپنی خواہش سے شادی کر بھی لے تو یہ مرد حضرات طعنہ دینا اپنا فرض سمجھتے ہیں، جبکہ عورت کم ہی ایسا کرتی ہوگی، ایسے حضرات کے بارے میں آپ کیا جواب دیں گے؟

ج...... جی نہیں! شریف مرد کبھی اپنی بیوی کو طعنہ نہیں دے گا، اسی لئے تو میں نے اُوپر عرض کیا کہ آج کل کچی عمر اور کچی عقل کی لڑکیاں محبت کے جال میں پھنس کر اپنی زندگی برباد کرلیتی ہیں، نہ کسی کا حسب ونسب دیکھتی ہیں، نہ اخلاق وشرافت کا امتحان کرتی ہیں، جبکہ لڑکی

کے والدین زندگی کے نشیب و فراز سے بھی واقف ہوتے ہیں، اور یہ بھی اکثر جانتے ہیں کہ لڑکی ایسے شخص کے ساتھ نباہ کرسکتی ہے یا نہیں؟ اس لئے لڑکی کو چاہئے کہ والدین کی تجویز پر اعتماد کرے، اپنی ناتجربہ کاری کے ہاتھوں دھوکا نہ کھائے۔

شوہر کی تسخیر کے لئے ایک عجیب عمل

س...... میری شادی کو دو سال ہوئے ہیں، مجھے شادی سے پہلے کچھ سورتیں، کچھ دُعائیں اور آیات وغیرہ پڑھنے کی عادت تھی، اب وہ ایسی عادت ہوگئی ہے کہ پاکی، ناپاکی، کا کچھ خیال نہیں رہتا اور وہ زبان پر ہوتی ہیں۔ خیال آنے پر رُک جاتی ہوں، مگر پھر وہی۔ اس لئے آپ سے یہ بات پوچھ رہی ہوں کہ اگر کسی گناہ کی مرتکب ہو رہی ہوں تو آگاہی ہوجائے۔ اس کے علاوہ میں اپنے شوہر کی طرف سے بہت پریشان ہوں، مجھے بہت پریشان کرتے ہیں، کوئی توجہ نہیں دیتے، ہم دونوں میں آپس میں ذہنی ہم آہنگی کسی طور نہیں ہے، بہت کوشش کرتی ہوں، لیکن بے انتہا شکی ہیں۔

ج...... ناپاکی کی حالت میں قرآنی دُعائیں تو جائز ہیں، مگر تلاوت جائز نہیں، اگر بھول کر پڑھ لیں تو کوئی گناہ نہیں، یاد آنے پر فوراً بند کردیں۔

شوہر کے ساتھ ناموافقت بڑا عذاب ہے، لیکن یہ عذاب آدمی خود اپنے اُوپر مسلط کرلیتا ہے، خلافِ طبع چیزیں تو پیش آتی ہی رہتی ہیں، لیکن آدمی کو چاہئے کہ صبر و تحمل کے ساتھ خلافِ طبع باتوں کو برداشت کرے، سب سے اچھا وظیفہ یہ ہے کہ خدمت کو اپنا نصب العین بنایا جائے، شوہر کی بات کا لوٹ کر جواب نہ دیا جائے، نہ کوئی چبھتی ہوئی بات کی جائے، اگر اپنی غلطی ہو تو اس کا اعتراف کرکے معافی مانگ لی جائے۔ الغرض! خدمت و اطاعت، صبر و تحمل اور خوش اخلاقی سے بڑھ کر کوئی وظیفہ نہیں۔ یہی عملِ تسخیر ہے، جس کے ذریعے شوہر کو رام کیا جاسکتا ہے، اس سے بڑھ کر کوئی عملِ تسخیر مجھے معلوم نہیں۔ اگر بالفرض شوہر ساری عمر بھی سیدھا ہوکر نہ چلے تو بھی عورت کو دُنیا و آخرت میں اپنی نیکی کا بدلہ دیر، سویر ضرور ملے گا، اور اس کے واقعات میرے سامنے ہیں۔ اور جو عورتیں شوہر کے سامنے تڑ تڑ

بولتی ہیں ان کی زندگی دُنیا میں بھی جہنم ہے، آخرت کا عذاب تو اَبھی آنے والا ہے۔ بہن بھائیوں کے لئے روزانہ صلوٰۃ الحاجت پڑھ کر دُعا کیا کیجئے۔

قصور آپ کا ہے

س…… ڈھائی تین سال ہوئے، ایک شادی کی تقریب میں جبکہ میں چند قریبی رشتہ داروں اور عزیزوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا گھر کے وارانڈے میں، میری چھوٹی سالی کے لڑکے نے مجھ سے بہت بدتمیزی اور بے ادبی کی، جس پر پاس بیٹھے ہوئے عزیزوں نے بھی میری طرف تمسخرانہ نظروں سے دیکھا، مجھے بہت سبکی محسوس ہوئی، مگر وقت کی نزاکت کی وجہ سے خاموش رہا، اور صرف اپنی اہلیہ سے اس کا ذکر کیا۔ سال بھر تک میں خاموش رہا اور اس انتظار میں رہا کہ میری چھوٹی سالی، اہلیہ یا چھوٹی سالی کا لڑکا خود آکر مجھ سے اپنی بے ادبی اور بدتمیزی کی معذرت کرے گا، مگر وہ لوگ ہمارے گھر برابر آتے رہے۔ اہلیہ کو تو اس بے ادبی کا بالکل احساس نہیں، وہ لڑکا بھی آتا اور میرے سامنے سے اپنی خالہ کے پاس چلا جاتا، دونوں ماں بیٹے نے کبھی مجھے سلام تک نہیں کیا۔ خیر ایک سال یونہی گزر گیا۔ ایک روز وہ لڑکا آیا اور میری اہلیہ سے باتیں کر کے جب جانے لگا تو میں نے اس کو روک کر کہا کہ آئندہ اس گھر میں نہ آنا، اس پر وہ بہت سیخ پا ہوا اور کہا کہ: ''میں آؤں گا، دیکھتا ہوں کون میرا کیا بگاڑ سکتا ہے؟'' میری اہلیہ یہ سب سنتی رہیں مگر خاموش رہیں۔ ۱۵ر مئی ۱۹۹۴ء کی صبح ساڑھے آٹھ بجے مجھے عارضۂ قلب ہوا، میں صوفے پر لیٹ گیا اور اس مرض کی گولی زبان کے نیچے رکھی، چار گولیاں رکھنے پر افاقہ ہوا، اور درد کی شدّت کم ہوئی، اسی دوران میری چھوٹی سالی آئیں اور اپنی بہن سے باتیں کرنے لگیں، دن بھر رہیں مگر میرے بارے میں بالکل لاتعلقی ظاہر کی، حالانکہ میں نے جو مجھ سے ہوسکا، ان لوگوں کی بہت مدد کی ہے، میں نہیں چاہتا کہ اس کو ظاہر کروں۔ شام کو چھوٹی سالی کا لڑکا ماں کو لینے آیا، اس کو دیکھ کر مجھے بے حد غصہ آیا اور سخت کلامی بھی ہوئی، لڑکا بھی برابر جواب دیتا رہا، مگر نہ اس کی ماں، نہ میری اہلیہ اور نہ ہی میرے صاحبزادے کچھ بولے، وہ لوگ چلے گئے اور آدھ گھنٹے بعد چھوٹی سالی کی لڑکی نے میری

فہرست

اہلیہ کو فون کیا اور نہ معلوم میرے متعلق کیا کیا کہا کہ میری اہلیہ نے مجھ کو سخت بُرا بھلا کہا اور مجھ سے طلاق مانگی اور گھر سے نکل جانے کو کہا، میں نے کہا: ''آپ خلع لے لیں، طلاق تو میں نہیں دُوں گا'' اس سے بھی کافی تلخ کلامی ہوئی اور مجھ سے یہاں تک کہا کہ: ''میرے لئے اب اچھا نہیں ہوگا'' اس دن سے میری اہلیہ کی بھی مجھ سے بات چیت بند ہے، میں برابر جو میرا فرض ہے یعنی پنشن وغیرہ ان کو دے رہا ہوں۔ آپ سے عرض ہے کہ ایک سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے اور ہم دونوں میں بالکل بات چیت بند ہے، اس سلسلے میں شرع کے کیا اَحکامات ہیں؟ میں بہت ممنون ہوں گا، بہت ذہنی پریشانی میں مبتلا ہوں۔

ج......شریعت کا حکم یہ ہے کہ دونوں میاں بیوی پیار و محبت سے رہیں، ایک دُوسرے کے حقوقِ واجبہ ادا کریں، اور اگر نہیں کرسکتے تو علیحدگی اختیار کرلیں۔ سالی کے لڑکے کی وجہ سے آپ نے اپنا معاملہ بگاڑ لیا، اگر وہ بے ادب تھا تو آپ اس کو منہ نہ لگاتے، آپ کے معاملات تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے، لیکن آپ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے بیوی بچوں کے دِل میں گھر نہیں کرسکے، ایک سال سے گفتگو بند ہے، مگر نہ آپ نے بیوی سے پوچھا، نہ بیوی نے آپ سے، نہ صاحبزادے نے دونوں سے، گناہگار تو آپ کی بیوی زیادہ ہے، لیکن اصل قصور آپ کی سخت طبعی کا ہے، جو کسی کے ساتھ بھی نہ بن سکی۔ میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ حسنِ سیرت، حسنِ اخلاق، حسنِ معاملات اور حسنِ دِل ربائی کا معاملہ کریں، پھر نہ آپ کو بیوی سے شکایت رہے گی، نہ اس کی بہن سے، نہ بھانجے سے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''تم میں سب سے اچھا وہ ہے جو اپنے اہلِ خانہ کے حق میں سب سے اچھا ہو، اور میں اپنے اہلِ خانہ کے حق میں سب سے اچھا ہوں۔'' (مشکوٰۃ ص:۲۸۱)

شوہر کا ظالمانہ طرزِ عمل

س......آٹھ برس قبل ایک متشدّد شوہر نے بہت زیادہ مار پیٹ کر اپنی بیوی کو آدھی رات کو گھر سے باہر گلی میں پھینک دیا، جہاں اسے پڑوس کی بزرگ عورتوں نے گالی گلوچ کی آوازیں سن کر پناہ دی، اور اس کے (عورت کے) ماں باپ کے گھر خبر بھجوادی، دریں اثنا شوہر نے

اپنے بڑے بھائی اور بڑی بہن کو ساتھ لے کر عورت کو اس کے چار چھوٹے بچوں سمیت اس کے نانا کے گھر پہنچا دیا، ایک بچی اس وقت پیٹ میں تھی، بہرحال یہ مظلوم عورت ننھیال سے اپنے ماں باپ کے پاس پہنچ گئی، عورت کے خاندان کی طرف سے مصالحت کی درخواستیں بلاشنوائی شوہر کے خاندان نے رَدّ کردیں، اور دو تین برس بعد شوہر نے دو طلاقیں اپنی بیوی کو دے دیں، اس وقت اس کے پانچ بچے بھی ننھیال یعنی عورت کے ماں باپ کے پاس رہتے تھے۔ عدّت شوہر نے گزار دی اور بچوں کا خرچہ (بہت ہی معمولی) بھجوانا شروع کردیا، کبھی نہ شوہر (بچوں کا باپ) ملنے یا بچوں کو دیکھنے آیا، نہ ہی اس کے خاندان کا کوئی رحم دِل فرد یا بزرگ آیا، یہ لوگ عجیب روایتی لڑکی والوں کو نفرت سے دیکھنے والا خاندان ثابت ہوئے، اب صورتِ حال یہ ہے کہ بچوں کے لئے باپ خرچہ کبھی بھیجتا تھا، کبھی نہیں، لہٰذا بڑے بچے نے ڈاکیے سے کہہ کر واپس کردیا، اور پھر بالکل ہی بند ہوگیا۔ نکاح پر بطور مہر معجّل دیا ہوا ہار (تین ہزار مالیت کا) گھر سے نکالتے وقت شوہر نے چھین لیا تھا، اسی طرح اس کے جہیز کی تمام چیزیں جو بوقتِ شادی شوہر کی بہنوں نے دیکھ دیکھ کر پوری لی تھیں، ان میں سے کچھ بھی واپس تک نہیں کیا ہے۔ کہتے ہیں: ''ہم نے تین طلاق نہیں دی، لہٰذا معاملہ ہماری طرف سے بند نہیں ہوا، مطلقہ خلع لے۔'' آپ جانتے ہیں عدالتوں میں شرفاء اور دِین دار نہیں جانا چاہتے، اس مرد نے دُوسری شادی کی ہوئی ہے اور وہاں سے اس کی بچی بھی ہے (بچوں کو اس کا کارڈ آیا تھا) اب آپ ہی مشورہ دیں کہ یہ مطلقہ مظلوم عورت کو کیا کرنا چاہئے؟

ج......شرعی حکم: ''امساک بمعروف أو تسریح باِحسان'' کا ہے، یعنی عورت کو رکھو تو دستور کے مطابق رکھو، اور اگر نہیں رکھنا چاہتے تو اسے خوش اُسلوبی کے ساتھ چھوڑ دو۔ آپ نے جو المناک کہانی درج کی ہے، وہ اس حکمِ شرعی کے خلاف ہے، یہ تو ظاہر ہے کہ شوہر کو عورت کی کسی غلطی پر غصہ آیا ہوگا، لیکن شوہر نے غصّے کے اظہار کا جو انداز اختیار کیا ہے، وہ فرعونیت کا مظہر ہے۔

ا:......آدھی رات کو مار پیٹ کر اور گالم گلوچ کر کے گھر سے باہر پھینک دینا، دورِ جاہلیت کی یادگار ہے، اسلام ایسے غیرانسانی اور ایسے غیرشریفانہ فعل کی اجازت نہیں دیتا۔

۲:...... عورت کو بغیر طلاق کے اس کے چار پانچ بچوں سمیت اس کے نانا کے گھر بٹھادینا بھی اُوپر کے درج کردہ شرعی حکم کے خلاف ہے۔

۳:...... عورت کے میکے والوں کی مصالحانہ کوشش کے باوجود نہ مصالحت کے لئے آمادہ ہونا، اور نہ طلاق دے کر فارغ کرنا بھی حکمِ شرعی کے خلاف تھا۔

۴:...... عورت کو دیا ہوا مہر ضبط کرلینا اور اس کے جہیز کے سامان کو روک لینا بھی صریحاً ظلم و عدوان ہے، حالانکہ دو تین سال بعد شوہر نے طلاق بھی دے دی، اس کے بعد اس کے مہر اور جہیز کو روکنے کا کوئی جواز نہیں تھا۔

۵:...... بچے تو شوہر کے تھے اور ان کا نان نفقہ ان کے باپ کے ذمے تھا، مگر طویل عرصے تک بچوں کی خبر تک نہ لینا، نہ ان کے ضروری اخراجات کی کفالت اُٹھانا بھی غیرانسانی فعل ہے۔ یہ مظلوم عورت اگر عدالت سے رُجوع نہیں کرنا چاہتی تو اس معاملے کو حق تعالیٰ کے سپرد کردے، اس سے بہتر انصاف کرنے والا کون ہے؟ حق تعالیٰ اس کی مظلومیت کا بدلہ قیامت کے دن دِلائیں گے اور یہ غاصب اور ظالم دُنیا میں بھی اپنے ظلم و عدوان کا خمیازہ بھگت کر جائے گا، حدیث شریف میں ہے کہ:

”ان اللہ لیملی الظالم حتّٰی اذا أخذہ لم یفلتہٗ۔“

(متفق علیہ، مشکوٰۃ ص:۴۳۵)

ترجمہ:...... ”اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتے ہیں، لیکن جب پکڑتے ہیں تو پھر چھوڑتے نہیں۔“

شوہر اگر زندہ ہو اور یہ تحریر اس کی نظر سے گزرے، تو میں اس کو مشورہ دُوں گا کہ اس سے قبل کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کا کوڑا اس پر برسنا شروع ہو، اس کو ان مظالم کا تدارک کرلینا چاہئے۔

بیوی کی محبت کا معیار

س...... میری شادی میری کزن سے ہوئی ہے، شادی سے پہلے میں اپنی بیوی سے محبت کرتا تھا، اس کی وجہ صرف اور صرف اس کا باپردہ اور باکردار ہونا تھا۔ ہمارے درمیان شادی سے

پہلے کوئی بات چیت نہیں ہوئی تھی، لیکن شادی سے پہلے وہ بھی مجھے پسند کرتی تھی، یہ بات ہم دونوں جانتے تھے۔ شادی ہمارے والدین نے اپنی پسند اور خوشی سے طے کی تھی، شادی کے بعد جب میری بیوی گھر میں آئی تو مجھے بے حد خوشی ہوئی، لیکن شادی کے بعد میری بیوی کا رویہ میرے ساتھ ایک محبت کرنے والی بیوی کا نہیں رہا ہے۔ ہماری شادی کو سات سال ہونے والے ہیں، شادی کے بعد سے آج تک میری بیوی کا رویہ میرے ساتھ کبھی بھی ایک دوست، ایک محبت اور اُلفت رکھنے والی بیوی کا نہیں رہا، بلکہ مجھے یہ محسوس ہوتا ہے کہ وہ میرے ساتھ کسی مجبوری میں رہ رہی ہے، اور اس کو مجھ سے کوئی لگاؤ نہیں ہے، نہ میری کسی خوشی اور کسی غم میں اپنے دِل اور چاہت کے ساتھ شریک ہوتی ہے۔ ہر انسان جب پریشان ہوتا ہے تو یہ چاہتا ہے کہ کم از کم اس کی بیوی اس کے غم اور پریشانی میں اس کا ساتھ دے، اور وہ گھر میں آئے تو اس کا خوش دِلی سے استقبال کرے۔ میرے ساتھ معاملہ اس سے بالکل مختلف ہے، بلکہ وہ تو میرے سلام کا بھی جواب نہیں دیتی، ہمارے درمیان کسی بھی قسم کی بات چیت نہ ہونے کے برابر ہے، وہ میرے تمام کام ایک مشین کی طرح انجام دیتی ہے، اور جلد از جلد مجھ سے جان چھڑانا چاہتی ہے۔ انسان شادی اس لئے کرتا ہے کہ جہاں اسے محبت کرنے والا دوست ملے گا، وہاں اس سے اپنے تمام فطری تقاضے بھی پورے کرسکے گا، میری بیوی کی صحت اچھی ہے، لیکن اس کے دِل میں میرے لئے محبت بالکل نہیں ہے، اگر جنسی خواہش نہ ہو تو انسان محبت سے تو پیش آسکتا ہے۔ جناب مولانا صاحب! میری بیوی میرے ساتھ رہنا تو چاہتی ہے لیکن ایک بیوی کی طرح نہیں بلکہ ایک خادم کی طرح۔ میں حساس آدمی ہوں اور اس مسئلے پر بہت سوچتا ہوں، اور رات، رات بھر جاگتا رہتا ہوں، لیکن کوئی حل نظر نہیں آتا۔ جناب مولانا صاحب! میں خود بھی پردے کا بڑا قائل ہوں، میں نے اپنی جائز اور حلال آمدنی سے اپنی اور بیوی بچوں کی ضروریات کا پورا خیال رکھا ہے، اور خاص کر اپنی بیوی کی تمام جائز ضروریات بڑے اچھے طریقے سے پورا کرنے کی کوشش کی ہے۔ جناب! کسی کو سمجھنے کے لئے سات سال کا عرصہ بہت ہوتا ہے، لیکن جب کسی کو آپ سے محبت ہی نہ ہو تو آپ کو کس طرح سمجھ میں آئے گا؟ اگر کوئی تکلیف ہو تو اس کے بارے

فہرست

میں بات کی جائے تو معلوم ہو کہ اس کو مجھ سے کیا تکلیف ہے؟ میں نے جب بھی اپنی بیوی سے معلوم کیا کہ تم کو میری ذات سے کوئی تکلیف یا شکایت ہے تو بتاؤ؟ اس کا ہر بار یہی جواب ہوتا ہے کہ آپ دُوسری شادی کرلو۔ ایک عورت خود یہ کہے کہ تم دُوسری شادی کرلو، تو اس سے میں کیا سمجھوں؟ جناب مولانا صاحب! سارا دن کاروباری مصروفیات کے بعد جب گھر پر آتا ہوں تو گھر آکر اپنی بیوی کے رویے کی وجہ سے اب میں ذہنی طور پر کمزور ہوتا جارہا ہوں۔ جناب مولانا صاحب! شریعت کے حوالے سے میری رہنمائی فرمائیں اور مجھے کوئی وظیفہ بھی بتائیں کہ مجھے گھریلو سکون نصیب ہو، اور میری بیوی مجھ سے محبت کرنے لگے اور اپنے بچوں پر بھی توجہ دے، اور میرے لئے پہلے آپ ''اِستخارہ'' بھی کریں اور دُعا بھی کریں۔ جناب مولانا صاحب! مجھے اُمید ہے کہ آپ اپنے بیٹے کی طرح میری رہنمائی فرمائیں گے اور جلد از جلد مجھے اس پریشانی کا کوئی حل بھی بتائیں گے۔

ج...... آپ نے اپنی چاہت کی شادی کی، اس کے باوجود وہ آپ کے بلند ترین ''معیار'' پر پوری نہیں اُتری، اس پر قصور اس غریب کا نہیں، بلکہ آنجناب کے بلند معیار کا ہے، چونکہ وہ عورت ذات ہے، آپ کے معیار کی بلندیوں کو چھونے سے قاصر ہے، اس لئے آپ کو شکایت ہے، اس مسکین کو کوئی شکایت نہیں، اس کا علاج یہ ہے کہ آپ اپنے معیار کو ذرا نیچا کیجئے۔

۱:...... کون بیوی ہوگی جس کو اپنے میاں کے رنج و خوشی سے کوئی تعلق نہ ہو؟ مگر اس کا اظہار ہر شخص کے اپنے پیمانے سے ہوتا ہے، کوئی ڈھول کی طرح اظہار کرتا ہے، کوئی ہارمونیم کی نہایت ہلکی سی آواز میں، اور کوئی سب کچھ اپنے نہاں خانۂ دِل میں چھپالیتا ہے، کسی کو خبر ہی نہیں کہ اس کے دِل پر کیا گزر رہی ہے؟ اب ہارمونیم کی نہایت خفیف اور سریلی آواز کو ڈھول کی آواز میں کیسے تبدیل کیا جائے...؟

۲:...... آپ گھر تشریف لاتے ہیں تو آپ کا جوپُرجوش استقبال نہیں ہوتا، کچھ معلوم ہے کہ وہ بے چاری گھر گرہستی کے کاموں میں کتنی مصروف رہی؟ ذرا ایک دن گھر کا چارج خود لے کر اس کا تجربہ کرلیجئے...!

۳:...... وہ آپ کے تمام کام مشین کی طرح انجام دیتی ہے اور چالو مشین کی آپ

کے دِل میں کوئی قدر و قیمت نہیں۔ کھانا پکانے کے لئے ایک خانساماں رکھئے، گھر کی صفائی وغیرہ کے لئے ایک خادمہ رکھئے، کپڑے دھونے کے لئے ایک لانڈری رکھئے، بچوں کی نگہداشت کے لئے ایک انّا رکھئے اور گھر کی نگرانی کے لئے ایک چوکیدار مقرّر کیجئے، ان تمام ملازمین کی فوج کے باوجود گھر کا نظم و نسق ایسا نہیں چلے گا جیسا کہ یہ مشین چلا رہی ہے، لیکن آپ کے ذہنی معیار میں اس کی ان خدمات کی کوئی قیمت نہیں...!

۴:...... سات سال کا عرصہ واقعی بہت ہوتا ہے، لیکن افسوس کہ آپ نے اپنے بلند معیار کی بلندیوں سے نیچے اُتر کر اپنی بیگم کے پوشیدہ کمالات کو جن کو حق تعالیٰ نے حیا کی چادر سے ڈھانک رکھا ہے، کبھی جھانکا ہی نہیں، آپ کبھی عرشِ معلّیٰ سے نیچے اُترتے تو اس فرشی مخلوق کو سمجھتے...!

۵:...... آپ چاہے کتنی شادیاں رچالیں، جب تک اپنے ذہنی عرشِ معلّیٰ سے نیچے نہیں تشریف لائیں گے، نہ آپ کو زندگی گزارنے کا ڈھنگ آئے گا، نہ آپ کو ذہنی تسکین ہوگی۔

۶:...... آپ کو کسی وظیفے یا کسی تعویذ گنڈے کی ضرورت نہیں، البتہ کسی اللہ کے بندے کی صحبت میں رہ کر انسان بننے کی ضرورت ہے، جب آپ کی نگاہِ جوہر شناس کھلے گی، تب آپ کو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کتنی بڑی نعمت اس بیوی کی شکل میں دے رکھی ہے...!

چولہا الگ کرلیں

س...... میرا مسئلہ یہ ہے کہ میری شادی کو دس سال ہوگئے ہیں، میرے تین بچے ہیں، میرے شوہر اور ان کے دو بھائی ہیں، ہم سب ساتھ رہتے ہیں، میری ساس نہیں ہیں، اور سسر کی ایسی طبیعت خراب ہے کہ ان کو اپنے آپ کا بھی ہوش نہیں ہے۔ میرے شوہر اکثر جماعتوں میں جاتے رہتے ہیں، میں کبھی میکے میں رہتی ہوں، کبھی سسرال میں رہتی ہوں، تو مجھے معلوم یہ کرنا تھا کہ میں اپنے شوہر کے پیچھے اپنے سسرال میں رہ سکتی ہوں جبکہ میرا وہاں کوئی محرَم نہیں۔ ایک دیور ہے، ایک جیٹھ ہیں، میں اُمید کرتی ہوں کہ آپ میرے اس مسئلے کو بہتر طریقے سے سمجھ گئے ہوں گے۔

دُوسرا یہ مسئلہ معلوم کرنا تھا کہ ہم سب ساتھ رہتے ہیں، تو اَب میں الگ رہنا

چاہتی ہوں، کیونکہ ہماری عورتوں کی آپس میں بنتی نہیں، بچوں کی بھی آپس میں بہت لڑائیاں ہوتی ہیں، بہت سی غلط فہمیاں بھی ہوتی رہتی ہیں، ذرا ذرا سی بات پر لڑائیاں ہوتی ہیں، اور بھی بہت ساری مشکلات ہیں۔ بچوں کی وجہ سے بھی کوئی نہ کوئی بات ضرور ہوجاتی ہے، پھر اسی پریشانی اور اُلجھن میں رہتی ہوں، ساتھ ہی اس طرح کہ بالکل ایک دُوسرے کے کمرے ملے ہوئے ہیں، میں اپنے شوہر سے الگ رہنے کا کہتی ہوں تو وہ یہی کہتے ہیں کہ: ''ہم سوچ رہے ہیں'' ایسے سوچتے سوچتے بھی پانچ سال گزر گئے، ایسی صورت میں کیا مجھے یہ حق ہے کہ میں الگ گھر کا مطالبہ کروں؟ اور کیا یہ شوہر کا فرض ہے کہ وہ الگ گھر دے؟ الگ گھر سے مراد چولہا وغیرہ الگ یا صرف کمرہ الگ مراد ہے؟

ج...... اگر عزّت وآبرو کو کوئی خطرہ نہ ہو تو شوہر کی غیرحاضری میں سسرال میں رہ سکتی ہیں۔

الگ گھر کا مطالبہ عورت کا حق ہے، مگر الگ گھر سے مراد یہ ہے کہ اس کا چولہا اپنا ہو، اور اس کے پاس مکان کا جتنا حصہ ہے اس میں کسی دُوسرے کا عمل دخل نہ ہو، خواہ بڑے مکان کا ایک حصہ مخصوص کرلیا جائے۔

اسلامی اَحکامات میں والدین کی نافرمانی کس حد تک؟

س...... آج کل کے ماحول میں اگر اسلامی تعلیمات پر کوئی شخص پوری طرح عمل کرنا چاہے تو باقی دُنیا اس کے پیچھے پڑجاتی ہے، اور اگر وہ شخص اپنی ہمت اور قوّتِ برداشت سے ان کا مقابلہ کر بھی لیتا ہے تو اس کے گھر والے خصوصاً والدین اس کے راستے میں سب سے بڑی رُکاوٹ بن جاتے ہیں۔ مثلاً: میں کئی لوگوں کو جانتا ہوں جنھوں نے اپنے ماں باپ کی وجہ سے تنگ آکر اپنی داڑھیاں تک کٹوادیں، اور اگر والدین کو سمجھاؤ تو کہتے ہیں کہ: ''اسلام میں تو باپ اور ماں کا بہت مقام ہے، ماں کی اجازت کے بغیر جہاد پر بھی نہیں جاسکتے، لہٰذا کوئی عمل بھی ہماری مرضی اور اجازت کے بغیر نہیں کرسکتا۔'' خصوصاً جب کوئی شخص اپنا لباس اور چہرہ سنت کے مطابق بنالیتا ہے تو پھر اس کے گھر والے اس کا جینا حرام کردیتے ہیں، یا کوئی شخص ٹی وی دیکھنا چھوڑ دے، گانے سننا چھوڑ دے، بینک میں نوکری نہ کرے، نامحرَم سے بات چیت نہ کرے، اور حتی الامکان اپنے آپ کو منکرات سے بچائے تو والدین کہتے

ہیں کہ: ”جناب! یہ کونسا اسلام ہے کہ آدمی باقی دُنیا سے الگ تھلگ ہوکر بیٹھ جائے“ اسلام کے اندر کیا حدود ہیں، کسی سنت کو اگر والدین منع کریں تو ہم اس کو چھوڑ دیں؟ (مثلاً: لباس اور ظاہری صورت)، اور اگر والدین کسی واجب پر ناراض ہوں تو پھر کیا کیا جائے؟ اور فرائض کے معاملے میں کیا رویہ رکھنا چاہئے؟

ج...... یہ اُصول سمجھ لینا چاہئے کہ جس کام میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہو، اس میں کسی کی اطاعت جائز نہیں۔ نہ ماں باپ کی، نہ پیر اور اُستاد کی، نہ کسی حاکم کی۔ اگر کوئی شخص کسی کے کہنے سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے گا، وہ خود بھی جہنم میں جائے گا اور جس کے کہنے پر نافرمانی کی تھی اس کو بھی ساتھ لے کر جائے گا۔

مرد کے لئے داڑھی بڑھانا واجب ہے، اور اس کو منڈانا یا کٹانا (جبکہ ایک مشت سے کم ہو) شرعاً حرام اور گناہِ کبیرہ ہے۔ اس مسئلے کی تفصیل میرے رسالے ”داڑھی کا مسئلہ“ میں دیکھ لی جائے، لہٰذا والدین کے کہنے سے اس گناہِ کبیرہ کا ارتکاب جائز نہیں، اور جو والدین اپنی اولاد کو اس گناہِ کبیرہ پر مجبور کرتے ہیں ان کے بارے میں اندیشہ ہے کہ ان کا خاتمہ ایمان پر نہ ہو اور وہ دُنیا سے جاتے وقت ایمان سے محروم ہوکر جائیں، (اللہ تعالیٰ اس سے اپنی پناہ میں رکھیں)۔

اسی طرح والدین کے کہنے سے ٹی وی دیکھنا، گانے سننا اور نامحرَموں سے ملنا بھی حرام ہے، جب ان گناہوں پر قہرِ الٰہی نازل ہوگا تو نہ والدین بچاسکیں گے اور نہ عزیز و اقارب اور دوست احباب، اور قبر میں جب ان گناہوں پر عذابِ قبر ہوگا تو کوئی اس کی فریاد سننے والا بھی نہ ہوگا، اور قیامت کے دن ان گناہوں کا ارتکاب کرنے والا گرفتار ہوکر آئے گا، تو کوئی اس کو چھڑانے والا نہیں ہوگا۔

والدین کا بڑا درجہ ہے اور ان کی فرمانبرداری اولاد پر فرض ہے، مگر اس شرط کے ساتھ کہ والدین کسی جائز کام کا حکم کریں، لیکن اگر بگڑے ہوئے والدین اپنی اولاد کو جہنم کا ایندھن بنانے کے لئے گناہوں کا حکم کریں تو ان کی فرمانبرداری فرض کیا، جائز بھی نہیں، بلکہ ایسی صورت میں ان کی نافرمانی فرض ہے، ظاہر ہے کہ والدین کا حق اللہ تعالیٰ سے بڑھ

کر نہیں، جب والدین گناہ کے کام کا حکم کرکے اللہ تعالیٰ کے نافرمان بن جائیں تو ایسے نافرمانوں کی فرمانبرداری کب جائز ہوسکتی ہے...؟

اور یہ دلیل جو پیش کی گئی کہ والدین کی اجازت کے بغیر جہاد پر جانا بھی جائز نہیں، یہ دلیل غلط ہے، اس لئے کہ یہ تو شریعت کا حکم ہے کہ اگر جہاد فرضِ عین نہ ہو اور والدین خدمت کے محتاج ہوں تو والدین کی خدمت کو فرضِ کفایہ سے مقدّم سمجھا جائے، اس سے یہ اُصول کیسے نکل آیا کہ والدین کے کہنے پر فرائضِ شرعیہ کو بھی چھوڑ دیا جائے اور اللہ تعالیٰ کی کھلی نافرمانیوں کا بھی ارتکاب کیا جائے۔

اور یہ کہنا کہ ''یہ کونسا اسلام ہے کہ آدمی باقی دُنیا سے الگ تھلگ ہوکر بیٹھ جائے؟'' نہایت لچر اور بے ہودہ بات ہے، اسلام تو نام ہی اس کا ہے کہ ایک کے لئے سب کو چھوڑ دیا جائے، قرآنِ کریم میں ہے:

> ''آپ فرمادیجئے کہ یقیناً میری نماز اور میری ساری عبادات اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے، جو مالک ہے سارے جہان کا، اس کا کوئی شریک نہیں، اور مجھ کو اسی کا حکم ہوا ہے اور میں سب ماننے والوں سے پہلا ہوں۔'' (سورۂ اَنعام)

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، اللہ تعالیٰ کے اَحکام کی تعمیل کے لئے باقی ساری دُنیا سے الگ تھلگ نہیں ہوگئے تھے؟

اگر دُنیا بگڑی ہوئی ہو تو ان سے الگ تھلگ ہونا ہی آدمی کو تباہی و بربادی سے بچاسکتا ہے، ورنہ جب یہ بگڑی ہوئی دُنیا قہرِ اِلٰہی کے شکنجے میں آئے گی تو ان سے مل کر رہنے والا بھی قہرِ اِلٰہی سے بچ کر نہیں نکل سکے گا...!

''با بارشتہ سب سے توڑ، با بارشتہ حق سے جوڑ''

عورت اور مرد کا رُتبہ

س...... رئیس امروہوی صاحب اپنے دو کالموں بعنوان ''مگر یہ مسئلۂ زن'' اور ''آہ بیچاروں کے اعصاب'' (جو مؤرخہ ۱۷ر اور ۲۴ر ستمبر کو ''جنگ'' میں شائع ہوئے) میں عورتوں کے

معاشرتی مقام پر بحث کی ہے۔ انہوں نے مولانا عمر احمد عثمانی کی تصنیف ''فقہ القرآن'' (جلد سوم) سے اقتباسات نقل کئے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ اس کتاب میں قرآنی حوالوں سے ثابت کیا گیا ہے کہ نہ عورت کی عقل ناقص ہے نہ ایمان! بلاشبہ مرد و عورت کی صلاحیتوں میں فرق ہے، مگر اس فرق سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ عورت مرد سے کم تر ہے۔ ''قوامون علی النساء'' کے یہ معنی لینا کہ مرد عورت کے حاکم اور داروغہ ہیں، صحیح نہیں۔ از رُوئے لغت ''قوام'' کے معنی معاشی کفیل کے ہیں، اور یقیناً مرد، عورت کا معاشی کفیل ہوتا ہے، مرد کو عورت پر از رُوئے قرآن کوئی فضیلت حاصل نہیں۔ مصنف نے عالمانہ بحث کے بعد (جو صرف قرآنی استدلال پر مبنی ہے) یہ ثابت کردیا ہے کہ عورت کی شہادت مرد کی طرح مستند، قابلِ قبول اور شرعی اعتبار سے دُرست ہے۔

امروہوی صاحب آگے چل کر رقم طراز ہیں:

''قرآن مجید کا خطاب ہر معاملے میں عورت اور مرد دونوں کی طرف یکساں ہے، عورت کی کمتری کی ایک طفلانہ دلیل یہ دی جاتی ہے کہ قرآن مجید میں صالح مردوں سے وعدہ کیا گیا ہے کہ انہیں جنت میں حوریں ملیں گی، جبکہ عورت سے اس قسم کا کوئی وعدہ نہیں کیا گیا۔ مولانا عمر احمد عثمانی فرماتے ہیں کہ اس دعوے کی کمزوری یہ ہے کہ حور کے معنی ہیں، سفید رنگ (عورتیں بھی سفید رنگ کی ہوسکتی ہیں، مرد بھی) تو سفید رنگ کے مرد کو بھی حور کہا جاسکتا ہے۔''

۲۴ر ستمبر کے کالم میں رقم طراز ہیں:

''قرآنِ کریم میں انسانیت کی ان دونوں صنفوں (یعنی مردوں اور عورتوں) میں کوئی فرق و امتیاز نہیں رکھا گیا۔ دونوں کو ایک سطح پر رکھا ہے۔''

مصنف نے ہر جگہ قرآنی استدلال کے ساتھ تاریخ اور روایات سے سند لی ہے، مرد کے بجائے عورت سربراہِ خانہ ہے، کاروبارِ حکومت یعنی شوریٰ میں بھی عورت کا مشورہ

فہرست

(ووٹ) اسی طرح حاصل کیا جانا چاہئے جس طرح مردوں کا۔ مولانا نے ثابت کیا ہے کہ عورتیں ایسی مشترک محفلوں میں شریک ہوسکتی ہیں جن میں مرد موجود ہوں، شرط یہی ہے کہ وہ اپنی زینت کی نمائش نہ کریں۔ پارلیمنٹ، اسمبلی اور مردانہ مجمعوں میں عورتیں تقریر کرسکتی ہیں، شرط یہی ہے کہ اسلامی ستر وحجاب کو ملحوظ رکھیں، وہ تنہا سفر کرسکتی ہیں۔ مصنف نے قرآنی دلائل سے اس مفروضے کو غلط ثابت کیا ہے کہ عورت کی دیت (خون بہا) مرد سے نصف ہوتی ہے، عورت قاضی (جج) کے فرائض انجام دے سکتی ہے، سیاسی تحریکوں میں حصہ لے سکتی ہے، سربراہِ مملکت بن سکتی ہے۔ شرعی پردے کے بارے میں مولانا عمر احمد عثمانی کی بحث فیصلہ کن ہے، لکھتے ہیں کہ قرآن مجید نے عام مسلمان خواتین کو اس سلسلے میں جو ہدایات دی ہیں، وہ یہ ہیں کہ:

ا:...... اپنی نظریں نیچی رکھیں۔

۲:...... بے حیائی کی مرتکب نہ ہوں، زینت و آرائش جمال کی نمائش نہ کرتی پھریں، زیورات پہنے ہوں تو پیروں کو اس طرح زور سے نہ ماریں کہ گھنگرو بجنے لگیں۔

۳:...... گھر سے باہر نکلیں تو جلباب (اوڑھنی) اوڑھ لیا کریں۔

مولانا (عمر احمد عثمانی) کا بیان ہے کہ: ''ان تمام احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں عورتیں اپنے چہروں کو کھول کر خود بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوا کرتی تھیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ناگواری کا اظہار نہیں فرمایا۔''

مولانا! یہ ہیں وہ مختصر سی باتیں جو رئیس امروہوی نے مولانا عمر احمد عثمانی کی ایک کتاب کو بنیاد بناتے ہوئے نقل کی ہیں۔ اُمید ہے کہ آپ مندرجہ ذیل سوالات کا قرآن اور حدیث کی روشنی میں جواب دے کر ان شکوک و شبہات کا اِزالہ فرمائیں گے جو مذکورہ مضامین پڑھ کر لوگوں کے ذہنوں میں پیدا ہوئے ہیں۔

س ا:...... کیا واقعی قرآنِ کریم میں مردوں اور عورتوں میں کوئی فرق و امتیاز نہیں رکھا گیا؟

س۲:...... کیا صلحاء عورتوں کو بھی جنت میں حوریں (مرد، جیسا کہ مضمون میں کہا گیا ہے) ملیں گے؟

س۳:...... کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں عورتیں اپنے چہروں کو کھول کر خود بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوا کرتی تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ناگواری کا اظہار نہیں فرمایا؟

س۴:...... کیا مردانہ مجمعوں میں عورتیں تقریر کرسکتی ہیں؟

س۵:...... کیا عورت قاضی بن سکتی ہے؟ سیاسی تحریکوں میں حصہ لے سکتی ہے اور سربراہِ مملکت بن سکتی ہے؟

الجواب:

جناب عمر احمد عثمانی کے جو اَفکار سوال میں نقل کئے گئے ہیں، یہ ان کے ذاتی خیالات ہیں، قرآنِ کریم، حدیثِ نبوی اور شریعتِ اسلام سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔

قوام کے معنی

عثمانی صاحب کے نزدیک تو "قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ" کے یہ معنی کہ مرد حاکم ہیں، صحیح نہیں، مگر ان کے دادا حکیم الاُمت مولانا اشرف علی تھانویؒ اپنی تفسیر "بیان القرآن" میں آیتِ کریمہ "اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ" کا ترجمہ یہ کرتے ہیں:

"مرد حاکم ہیں عورتوں پر (دو وجہ سے، ایک تو) اس سبب سے کہ اللہ تعالیٰ نے بعضوں کو (یعنی مردوں کو) بعضوں پر (یعنی عورتوں پر قدرتی) فضیلت دی ہے، (یہ تو وہبی اَمر ہے) اور (دُوسری) اس سبب سے کہ مردوں نے (عورتوں پر) اپنے مال (مہر میں، نان و نفقہ میں) خرچ کئے ہیں، (اور خرچ کرنے والے کا ہاتھ اُونچا اور بہتر ہوتا ہے، اس سے جس پر خرچ کیا جائے، اور یہ اَمر مکتسب ہے) سو جو عورتیں نیک ہیں (وہ مرد کے ان فضائل و حقوق کی وجہ سے) اطاعت کرتی ہیں......"

اور عمر احمد عثمانی صاحب کے والد ماجد شیخ الاسلام مولانا ظفر احمد عثمانی نوّر اللہ مرقدہٗ "اَحکام القرآن" میں اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں:

"قوّام وہ شخص ہے جو دُوسرے کے مصالح، تدابیر اور تأدیب کا ذمہ دار ہو۔ اللہ تعالیٰ نے مردوں کے عورتوں پر قوّام ہونے کے دو سبب ذکر کئے ہیں، ایک وہبی، دُوسرا کسبی، چنانچہ ارشاد ہے: "اس سبب سے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے"، یعنی مردوں کو عورتوں پر فضیلت دی ہے، اصل خلقت میں، کمالِ عقل میں، حسنِ تدبیر میں، علم کی فراخی میں، اعمال کی مزید قوّت میں اور بلندیٔ استعداد میں، یہی وجہ ہے کہ مردوں کو بہت سے ایسے اَحکام کے ساتھ مخصوص کیا ہے جو عورتوں سے متعلق نہیں، مثلاً: نبوّت، اِمامت، قاضی اور جج بننا، حدود و قصاص وغیرہ میں شہادت دینا، وجوبِ جہاد، جمعہ، عیدین، اَذان، جماعت، خطبہ، وراثت میں حصہ زائد ہونا، نکاح کا مالک ہونا، طلاق دینے کا اختیار، بغیر وقفے کے نماز روزے کا کامل ہونا، وغیرِ ذٰلک، یہ اَمر تو وہبی ہے۔ پھر فرمایا: "اور اس سبب سے کہ مردوں نے (عورتوں کے نکاح میں) اپنے مال خرچ کئے ہیں"، یعنی مہر اور نان و نفقہ اور یہ اَمر کسبی ہے۔"

(اَحکام القرآن ج:۲ ص:۱۷۶)

اس کے بعد حضرت شیخ الاسلامؒ نے اس آیت کے شانِ نزول میں متعدّد روایات نقل کی ہیں، جن کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک صحابی نے اپنی بیوی کے طمانچہ مار دیا تھا، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے شوہر سے بدلہ لینے کی اجازت دی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا فیصلہ واپس لے لیا۔ نیز حضرت علی کرّم اللہ وجہہ سے آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے: "ویقومون علیهن قیام الولاة علی الرعیة مسلطون علیٰ تأدیبهنّ"، یعنی مرد عورتوں کے مصالح کے ذمہ دار ہیں، جس طرح حکام رعیت کے ذمہ دار ہوتے ہیں، اور ان کو عورتوں کی تأدیب پر مقرّر کیا گیا ہے۔ (حوالہ گزشتہ)

اس سے واضح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور بزرگانِ اُمت نے تو آیت: ”قَوّٰامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ“ کا یہی مطلب سمجھا ہے کہ مرد کی حیثیت حاکم کی ہے، اور وہ صرف عورت کا معاشی کفیل نہیں، بلکہ اس کے دِین و اخلاق کی نگرانی کا ذمہ دار اور اس کی تأدیب پر مأمور بھی ہے۔

مرد کی عورت پر فضیلت

مرد و عورت کی تخلیق میں حق تعالیٰ نے فطری تفاوت رکھا ہے، اور ہر ایک کو ان صلاحیتوں سے بہرہ ور فرمایا ہے جو اس کے فرائض کے مناسبِ حال ہے۔ مردوں کے اوصاف عورتوں میں نہیں، نہ عورتوں کے اوصاف مردوں میں ہیں۔ کسی فرد کی فضیلت عنداللہ کا مدار صلاح و تقویٰ پر ہے، خواہ مرد ہو یا عورت، تاہم اللہ تعالیٰ نے بہت سے اُمور میں مرد کی صنف کو عورت کی صنف پر فوقیت عطا فرمائی ہے، جن کا ذکر اُوپر حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کے حوالے سے گزر چکا ہے۔ دو جگہ اللہ تعالیٰ نے عورت پر مرد کی فضیلت کی صراحت فرمائی ہے، ایک تو یہی گزشتہ بالا آیت جس میں: ”بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ“ کی تصریح ہے، یعنی اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر فضیلت عطا فرمائی ہے، اور دُوسری اسی سورۃ النساء کی آیت نمبر: ۳۲ میں، جس میں فرمایا گیا ہے: ”وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰہُ بِہٖ بَعْضَکُمْ عَلٰی بَعْضٍ“ حضرت حکیم الاُمتؒ نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے:

> ”اور تم (سب مردوں اور عورتوں کو حکم ہوتا ہے کہ فضائلِ وہبیّہ میں سے) ایسے کسی اَمر کی تمنا مت کیا کرو جس میں اللہ تعالیٰ نے بعضوں کو (مثلاً: مردوں کو) بعضوں پر (مثلاً: عورتوں پر بلا دخل ان کے کسی عمل کے) فوقیت بخشی ہے (جیسے مرد ہونا، یا مردوں کا دونا حصہ ہونا، یا ان کی شہادت کا کامل ہونا، وغیرذٰلک)۔“

اور حضرتؒ نے اس کی شانِ نزول میں یہ حدیث نقل کی ہے کہ:

> ”حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے ایک بار حضور صلی اللہ

علیہ وسلم سے عرض کیا کہ: ہم کو آدھی میراث ملتی ہے اور بھی فلاں فلاں فرق ہم میں اور مردوں میں ہیں، مطلب اعتراض نہ تھا، بلکہ یہ تھا کہ اگر ہم بھی مرد ہوتے تو اچھا ہوتا.....اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔“

اس سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر فطری فوقیت وفضیلت دی ہے، اور بہت سے احکامِ شرعیہ میں اسے ملحوظ رکھا گیا ہے، مگر جناب عمر احمد عثمانی کو اس مسئلے میں اللہ میاں سے اختلاف ہے۔

مرد و عورت کے درمیان فرق و امتیاز

موصوف کا یہ دعویٰ کہ قرآنِ کریم میں مرد و عورت کے درمیان کسی سطح میں کوئی فرق و امتیاز نہیں رکھا گیا، بلکہ ہر جگہ دونوں کو ایک ہی سطح پر رکھا ہے، یہ ایک ایسی غلط بیانی ہے جسے ایک عام آدمی بھی جو قرآنِ کریم سے کچھ مناسبت رکھتا ہو، واضح طور پر محسوس کرسکتا ہے، دونوں کے درمیان فرقِ مراتب کی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیے:

۱:......قرآنِ کریم نے عورت کو مرد کی فرمانبرداری کا حکم فرمایا ہے، اور اسی کو شریف اور نیک بیبیوں کی علامت قرار دیا ہے: ”فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ“ (النساء) جبکہ مردوں کو عورتوں کی اطاعت و فرمانبرداری کا نہیں، بلکہ ان کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم فرمایا ہے: ”وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ“ (النساء) اس سے واضح ہوجاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مرد کو حاکم اور گھریلو ریاست کا سربراہ اور افسرِ اعلیٰ بنایا ہے اور عورت کو اس کی ماتحتی میں رکھا ہے۔

۲:......قرآنِ کریم نے عورت کا حصہ وراثت مرد سے نصف رکھا ہے: ”لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ“ چنانچہ لڑکے کا حصہ لڑکی سے، باپ کا حصہ ماں سے، شوہر کا حصہ بیوی سے اور بھائی کا حصہ بہن سے دُگنا ہے۔

۳:......قرآنِ کریم نے عورت کی شہادت مرد سے نصف رکھی ہے: ”فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَأَتَانِ“۔

۴:......قرآنِ کریم نے طلاق کا اختیار مرد کو دیا ہے، اور اگر عورت کو کسی بدقماش

فہرست

شوہر سے پالا پڑے اور وہ اس سے گلوخلاصی چاہتی ہو تو اس کے لئے ''خلع'' کی صورت تجویز فرمائی ہے، جو یا تو برضامندیٔ طرفین ہوسکتا ہے، یا بذریعہ عدالت۔

۵:...... قرآنِ کریم نے مرد کو بیک وقت چار تک نکاح کرنے کی اجازت دی ہے، اور اسے پابند کیا ہے کہ وہ متعدّد بیویوں کی صورت میں ان کے درمیان عدل و مساوات کے تقاضوں کو ملحوظ رکھے گا، لیکن عورت کو ایک سے زیادہ شوہر کرنے کی اجازت نہیں دی۔

ان چند مثالوں سے واضح ہوجاتا ہے کہ قرآنِ کریم نے مرد و عورت کے درمیان فرق و امتیاز کو ہر سطح پر ملحوظ رکھا ہے، جسے کوئی مسلمان نظرانداز نہیں کرسکتا۔

عورت کی دیت

شریعتِ اسلام میں عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے، اور اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر ائمہ اَربعہ تک سب کا اتفاق ہے، چنانچہ ملک العلماء اِمام علاء الدین ابوبکر بن مسعود الکاسانی الحنفیؒ ''بدائع الصنائع'' میں لکھتے ہیں:

''فدية المرأة على النصف من دية الرجل لاجماع الصحابة رضى الله عنهم فانه روى عن سيّدنا عمر وسيّدنا على وابن مسعود وزيد بن ثابت رضوان الله تعالٰى عليهم انهم قالوا فى دية المرأة انها على النصف من دية الرجل، ولم ينقل انه أنكر عليهم أحد، فيكون اجماعًا ولأن المرأة فى ميراثها وشهادتها على النصف من الرجل فكذٰلك فى ديتها.''

(بدائع الصنائع ج:۷ ص:۲۵۴)

ترجمہ:...... ''پس عورتوں کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے، کیونکہ اس پر صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا اجماع ہے، چنانچہ حضرات عمر، علی، ابنِ مسعود اور زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ عورت کی دیت مرد کی دیت سے

فہرست

نصف ہے، اور کسی صحابی سے یہ منقول نہیں کہ اس نے ان حضرات پر اس مسئلے میں نکیر کی ہو، لہٰذا یہ اجماع ہوا اور عقلی دلیل یہ ہے کہ عورت کی وراثت وشہادت مرد سے نصف ہے، اسی طرح اس کی دیت بھی نصف ہوگی۔''

اِمام ابوعبداللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی المالکیؒ اپنی تفسیر ''الجامع لاحکام القرآن'' میں لکھتے ہیں:

''وأجمع العلماء علٰی أن دیة المرأة علی النصف من دیة الرجل، قال أبو عمر: انما صارت دیتها (والله أعلم) علی النصف من دیة الرجل ان لها نصف میراث الرجل، وشهادة امرأتین بشهادة رجل.''

(الجامع لأحکام القرآن للقرطبیؒ ج:۵ ص:۳۲۵)

ترجمہ:...... ''اور علماء کا اس پر اجماع ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے، ابوعمر (ابنِ عبدالبرؒ) فرماتے ہیں کہ: اس کی دیت مرد کی دیت سے نصف اس لئے ہوئی کہ عورت کا حصۂ وراثت بھی مرد سے نصف ہے، اور اس کی شہادت بھی مرد کی شہادت سے نصف ہے، چنانچہ دو عورتوں کی شہادت مل کر ایک مرد کی شہادت کے برابر ہوتی ہے۔''

شرح مہذب کے تکملہ میں ہے:

''دیة المرأة نصف دیة الرجل هٰذا قول العلماء کافة الّا الأصم وابن علیة فانهما قالا: دیتها مثل دیة الرجل. دلیلنا ما سبقناه من کتاب رسول الله صلی الله علیه وسلم الٰی أهل الیمن وفیه: ''ان دیة المرأة نصف دیة الرجل'' وما حکاه المصنف عن عمر وعثمان وعلی

فہرست

وابن مسعود وابن عمر وابن عباس وزيد بن ثابت انهم قالوا: "دية المرأة نصف دية الرجل" ولا مخالف لهم في الصحابة فدل علٰى أنه اجماع."

(شرح مہذب ج:۱۹ ص:۵۴)

ترجمہ:...... "عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے، یہ تمام علماء کا قول ہے، سوائے اصم اور ابنِ علیہ کے یہ دونوں صاحب کہتے ہیں کہ اس کی دیت مرد کی دیت کی مثل ہے۔ ہماری دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ گرامی نامہ ہے، جو آپ نے اہلِ یمن کو لکھا تھا اور جسے ہم پہلے نقل کر آئے ہیں، اس میں یہ بھی تحریر فرمایا تھا کہ: "عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے" نیز جیسا کہ مصنف نے نقل کیا، حضرات عمر، عثمان، علی، ابنِ مسعود، ابنِ عمر، ابنِ عباس اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم کا ارشاد ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہوتی ہے، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اس کے کوئی خلاف نہیں تھا، پس معلوم ہوا کہ اس مسئلے پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے۔"

اور سیّدی و مرشدی حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی ثم مدنی نوّر اللہ مرقدہٗ "اوجز المسالک" میں فرماتے ہیں:

"قال ابن المنذر وابن عبدالبر: أجمع أهل العلم علٰى أن دية المرأة نصف دية الرجل وحكى غيرهما عن ابن علية والأصم انهما قالا: ديتها كدية الرجل، لقوله صلى الله عليه وسلم في النفس المؤمنة مائة من الابل. وهٰذا قول شاذ يخالف اجماع الصحابة وسنة النبي صلى الله عليه وسلم فان في كتاب عمرو بن

فہرست

حزم: دية المرأة على النصف من دية الرجل وهى أخص مما ذكروه فيكون مفسرًا لما ذكروه مخصصًا له، ودية نساء كل أهل دين على النصف من دية رجالهم.'' (اوجزالمسالک ج:۱۳ ص:۲۸،طبع بیروت)

ترجمہ:...... ''حافظ ابنِ منذرؒ اور حافظ ابنِ عبدالبرؒ فرماتے ہیں کہ: اہلِ علم کا اس پر اجماع ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے، بعض دُوسرے حضرات نے ابنِ علیہ اور اَصم سے نقل کیا ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت کے برابر ہے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: مؤمن جان کے قتل کی دیت سو اُونٹ ہے، اور یہ قول شاذ ہے، جو اِجماعِ صحابہ رضی اللہ عنہم اور سنتِ نبوی کے خلاف ہے، چنانچہ عمرو بن حزم سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گرامی نامہ مروی ہے اس میں ہے کہ: ''عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے'' اس میں چونکہ خصوصیت سے عورت کی دیت مذکور ہے، اس لئے یہ حدیث ان کی روایت کردہ حدیث کی شارحِ مخصّص ہوگی اور تمام اہلِ اَدیان میں عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے۔''

ان تصریحات سے واضح ہوتا ہے کہ عورت کی دیت کا مرد کی دیت سے نصف ہونا ''غلط مفروضہ'' نہیں، بلکہ اسلام کا اجماعی مسئلہ ہے، اور اس کا انکار آفتاب نصف النہار کا انکار ہے۔

مرد و عورت کی شہادت

موصوف کا یہ کہنا ایک حد تک صحیح ہے کہ: ''عورت کی شہادت مرد کی طرح مستند، قابلِ قبول اور شرعی اعتبار سے دُرست ہے'' لیکن اگر یہ مطلب ہے کہ مرد اور عورت کی

شہادت میں کوئی فرق نہیں تو یہ غلط ہے، قرآن وسنت نے مرد وعورت کی شہادت میں چند وجہ سے فرق کیا ہے:

۱:......عورت کی شہادت مرد کی شہادت کا نصف ہے، یعنی دو عورتوں کی شہادت مل کر مرد کی شہادت کے قائم مقام ہوتی ہے۔

۲:......مرد کی شہادت عورتوں کی شہادت کے لئے شرط ہے، پس تنہا عورتوں کی شہادت مقبول نہیں ہوگی، جب تک کہ ان کے ساتھ کوئی مرد شہادت دینے والا نہ ہو (اِلَّا یہ کہ وہ معاملہ ہی عورتوں کے ساتھ مخصوص ہو کہ اس اَمر پر مردوں کا مطلع ہونا عادةً ممکن نہیں) ان دونوں مسئلوں کو سورۂ بقرہ کی آیت:۲۸۲ کے ایک فقرے میں بیان فرمایا گیا ہے: ”فَاِنْ لَّمْ یَكُوْنَا رَجُلَیْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ“ پھر اگر دو گواہ مرد (میسر) نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں (گواہ بنالی جاویں)۔ (بیان القرآن)

۳:......حدود وقصاص میں صرف مردوں کی شہادت معتبر ہے، عورتوں کی نہیں، شیخ الاسلام مولانا ظفر احمد صاحب عثمانیؒ نے اَحکام القرآن (ج:۱ ص:۵۰۲) میں نصب الرایہ (ج:۲ ص:۲۰۸) کے حوالے سے اِمام زہریؒ کی حدیث نقل کی ہے:

”عن الزهری قال: مضت السنة من رسول الله صلى الله علیه وسلم والخلیفتین بعدهٗ ان لا تجوز شهادة النساء فی الحدود والقصاص، رواه ابن أبی شیبة.“

ترجمہ:......”حضرت زہریؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کے دو خلیفوں حضراتِ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے یہ سنت جاری ہے کہ عورتوں کی شہادت حدود وقصاص میں معتبر نہیں۔“ (ابنِ ابی شیبہ)

”عن الحکم أن علی بن أبی طالب قال: لا یجوز شهادة النساء فی الحدود والدماء.“ (اخرجہ عبدالرزاق)

ترجمہ:......”حکم سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ

نے فرمایا کہ: عورتوں کی شہادت حدود و قصاص میں معتبر نہیں۔‘‘

خواتین کا گھر سے باہر نکلنا

عورتوں کے لئے اصل حکم تو یہ ہے کہ بغیر ضرورت کے گھر سے باہر قدم نہ رکھیں، چنانچہ سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر:۳۳ میں اَزواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو حکم ہے:

’’وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْأُوْلٰی.‘‘

ترجمہ:...... ’’تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو، (مراد اس سے یہ ہے کہ محض کپڑا اوڑھ کر پردہ کرلینے پر کفایت مت کرو، بلکہ پردہ اس طریقے سے کرو کہ بدن مع لباس نظر نہ آوے، جیسا آج کل شرفاء میں پردے کا طریقہ متعارف ہے کہ عورتیں گھروں ہی سے نہیں نکلتیں، البتہ مواقعِ ضرورت دُوسری دلیل سے مستثنیٰ ہیں) اور (اسی حکم کی تاکید کے لئے ارشاد ہے کہ) قدیم زمانۂ جاہلیت کے دستور کے موافق مت پھرو (جس میں بے پردگی رائج تھی، گو بلا فحش ہی کیوں نہ ہو۔ اور قدیم جاہلیت سے مراد وہ جاہلیت ہے جو اسلام سے پہلے تھی اور اس کے مقابلے میں ایک مابعد کی جاہلیت ہے کہ بعد تعلیم و تبلیغ اَحکامِ اسلام کے ان پر عمل نہ کیا جائے، پس جو تبرّج بعد اسلام ہوگا وہ جاہلیتِ اُخریٰ ہے۔‘‘ (تفسیر بیان القرآن از حکیم الاُمتؒ)

اس پر شاید کسی کو یہ خیال ہو کہ یہ حکم تو صرف اَزواجِ مطہرات رضوان اللہ علیہن کے ساتھ خاص ہے، مگر یہ خیال صحیح نہیں، حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ ’’اَحکام القرآن‘‘ میں لکھتے ہیں کہ اس آیتِ کریمہ میں پانچ حکم دیئے گئے ہیں:

۱-اجنبی لوگوں سے نزاکت کے ساتھ بات نہ کرنا، ۲-گھروں میں جم کر بیٹھنا، ۳-نماز کی پابندی کرنا، ۴-زکوٰۃ ادا کرنا، ۵-اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کی اطاعت کرنا۔ ظاہر ہے کہ یہ تمام اَحکام عام ہیں، صرف اَزواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ مخصوص نہیں، چنانچہ تمام ائمہ مفسرین اس پر متفق ہیں کہ یہ اَحکام سب مسلمان خواتین کے لئے ہیں۔ حافظ ابنِ کثیرؒ کہتے ہیں کہ یہ چند آداب ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اَزواجِ مطہراتؓ کو حکم فرمایا ہے، اور اہلِ ایمان کی عورتیں ان اَحکام میں اَزواجِ مطہراتؓ کے تابع ہیں۔ (اَحکام القرآن، حزبِ خامس ص:۲۰۰)

البتہ ضرورت کے موقعوں پر عورتوں کو چند شرائط کی پابندی کے ساتھ گھر سے نکلنے کی اجازت ہے، حضرت مفتی صاحبؒ نے "اَحکام القرآن" میں اس سلسلے کی آیات و احادیث کو تفصیل سے لکھنے کے بعد ان شرائط کا خلاصہ حسبِ ذیل نقل کیا ہے:

۱:...... نکلتے وقت خوشبو نہ لگائیں اور زینت کا لباس نہ پہنیں، بلکہ میلے کچیلے کپڑوں میں نکلیں۔

۲:...... ایسا زیور پہن کر نہ نکلیں جس میں آواز ہو۔

۳:...... زمین پر اس طرح پاؤں نہ ماریں کہ ان کے خفیہ زیورات کی آواز کسی کے کان میں پڑے۔

۴:...... اپنی چال میں اِترانے اور مٹکنے کا انداز اختیار نہ کریں، جو کسی کے لئے کشش کا باعث ہو۔

۵:...... راستے کے درمیان میں نہ چلیں، بلکہ کناروں پر چلیں۔

۶:...... نکلتے وقت بڑی چادر (جلباب) اوڑھ لیں، جس سے سر سے پاؤں تک پورا بدن ڈھک جائے، صرف ایک آنکھ کھلی رہے۔

۷:...... اپنے شوہروں کی اجازت کے بغیر گھر سے نہ نکلیں۔

۸:...... اپنے شوہروں کی اجازت کے بغیر کسی سے بات نہ کریں۔

۹:...... کسی اجنبی سے بات کرنے کی ضرورت پیش آئے تو ان کے لب و لہجے میں نرمی اور نزاکت نہیں ہونی چاہئے، جس سے ایسے شخص کو طمع ہو جس کے دِل میں شہوت کا مرض ہے۔

فہرست

۱۰:......اپنی نظریں پست رکھیں، حتی الوسع نامحرَم پر ان کی نظر نہیں پڑنی چاہئے۔

۱۱:......مردوں کے مجمع میں نہ گھسیں۔

اس سے یہ بھی واضح ہوجاتا ہے کہ پارلیمنٹ وغیرہ کی رُکنیت قبول کرنا اور مردانہ مجمعوں میں تقریر کرنا، عورتوں کی نسوانیت کے خلاف ہے، کیونکہ ان صورتوں میں اسلامی ستر وحجاب کا ملحوظ رکھنا ممکن نہیں۔

عورتوں کا تنہا سفر کرنا

عورت کا بغیر محرَم کے سفر کرنا جائز نہیں، احادیث میں اس کی ممانعت آئی ہے، چنانچہ صحاحِ ستہ، موٴطا امام مالک، مسندِ احمد اور حدیث کے تمام متداول مجموعوں میں متعدّد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی روایت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد منقول ہے کہ: ”کسی عورت کے لئے، جو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت پر ایمان رکھتی ہو، حلال نہیں کہ بغیر محرَم کے تین دن کا سفر کرے“ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بغیر محرَم کے سفر نہ کرنا عورت کی نسوانیت کا ایمانی تقاضا ہے۔ جو عورت اس تقاضائے ایمانی کی خلاف ورزی کرتی ہے، وہ فعلِ حرام کی مرتکب ہے کیونکہ اس فعل کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ”لا یحل“ فرما رہے ہیں (یعنی حلال نہیں)۔

عورتوں کا جج بننا

ایسے تمام مناصب جن میں ہر کس و ناکس کے ساتھ اختلاط اور میل جول کی ضرورت پیش آتی ہے، شریعتِ اسلامی نے ان کی ذمہ داری مردوں پر عائد کی ہے، اور عورتوں کو اس سے سبکدوش رکھا ہے۔ (ان کی تفصیل اُوپر شیخ الاسلام مولانا ظفر احمد عثمانی نوّر اللہ مرقدہٗ کی عبارت میں آچکی ہے) انہی ذمہ داریوں میں سے ایک جج اور قاضی بننے کی ذمہ داری ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم کے زمانے میں بڑی فاضل خواتین موجود تھیں، مگر کبھی کسی خاتون کو جج اور قاضی بننے کی زحمت نہیں دی گئی، چنانچہ اس پر ائمہ اَربعہ کا اتفاق ہے کہ عورت کو قاضی اور جج بنانا جائز نہیں، ائمہ

ثلاثہؒ کے نزدیک تو کسی معاملے میں اس کا فیصلہ نافذ ہی نہیں ہوگا، اِمام ابوحنیفہؒ کے نزدیک حدود و قصاص کے ماسوا میں اس کا فیصلہ نافذ ہوجائے گا، مگر اس کو قاضی بنانا گناہ ہے، فقہِ حنفی کی مشہور کتاب درمختار میں ہے:

"والمرأة تقضی فی غیر حد وقود وان اثم المولّی لھا لخبر البخاری لن یفلح قومٌ ولّوا أمرھم امرأة." (شامی طبع جدید ج:۵ ص:۴۴۰)

ترجمہ:...... "اور عورت حد و قصاص کے ماسوا میں فیصلہ کرسکتی ہے، اگرچہ اس کو فیصلے کے لئے مقرّر کرنے والا گناہگار ہوگا، کیونکہ صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ وہ قوم کبھی فلاح نہیں پائے گی جس نے اپنا معاملہ عورت کے سپرد کردیا۔"

عورت کو سربراہِ مملکت بنانا

اسلامی معاشرے میں عورت کو سربراہِ مملکت بنانے کا کوئی تصوّر نہیں، حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ اہلِ فارس نے کسریٰ کی بیٹی کو بادشاہ بنالیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لن یفلح قومٌ ولّوا أمرھم امرأة." (صحیح بخاری ج:۲ ص:۶۳۷، ۱۰۲۵، نسائی ج:۲ ص:۳۰۴، ترمذی ج:۲ ص:۳۳۳)

ترجمہ:...... "وہ قوم کبھی فلاح یاب نہیں ہوگی جس نے اپنا معاملہ عورت کے سپرد کردیا۔"

ایک اور حدیث میں ہے:

"اذا کان أمراءکم خیارکم وأغنیاؤکم سمحاءکم وأمورکم شوریٰ بینکم فظھر الأرض خیر لکم من بطنھا، واذا کان أمراءکم شرارکم وأغنیاؤکم

بخلاء کم و أمورکم الٰی نساء کم فبطن الأرض خیر لکم من ظھرھا۔“ (ترمذی ج:۲ ص:۳۳۳)

ترجمہ:…… جب تمہارے حکام تم میں سب سے اچھے لوگ ہوں، تمہارے مال دار سب سے سخی اور کشادہ دست ہوں اور تمہارے معاملات آپس میں مشورے سے طے ہوں، تو تمہارے لئے زمین کی پشت اس کے پیٹ سے بہتر ہے، اور جب تمہارے حکام بُرے لوگ ہوں، تمہارے مال دار بخیل ہوں اور تمہارے معاملات عورتوں کے سپرد ہوں تو تمہارے لئے زمین کا پیٹ اس کی پشت سے بہتر ہے (یعنی ایسی صورت میں جینے سے مرنا اچھا ہے)۔“

چنانچہ اُمت کا اس پر اتفاق و اجماع ہے کہ عورت کو سربراہِ مملکت بنانا جائز نہیں۔ (بدایة المجتهد ج:۲ ص:۴۴۹)

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ ”ازالة الخفاء“ میں شرائطِ خلافت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”وازاں جملہ آں است کہ ذکر باشد نہ امراة، زیرا کہ در حدیث بخاری آمدہ ”ما أفلح قوم ولّوا أمرھم امرأة“ چوں بسمع مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسید کہ اہلِ فارس دخترِ کسریٰ را بپادشاہی برداشتہ اند فرمود رستگار نشد قومی کہ والی امر بادشاہی خود ساختند زنے را وزیرا کہ امرأة ناقص العقل والدِّین است و در جنگ و پیکار بیکار و قابل حضور محافل و مجالس نے، پس ازوئے کارہائے مطلوب نہ برآید۔“ (ازالة الخفاء ج:۱ ص:۴)

ترجمہ:…… ”اور ایک شرط یہ ہے کہ سربراہِ مملکت مرد ہو، عورت نہ ہو، کیونکہ صحیح بخاری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ”ما أفلح قوم ولّوا أمرھم امرأة“ جب آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کو یہ اطلاع پہنچی کہ اہلِ فارس نے کسریٰ کی بیٹی کو بادشاہ بنالیا ہے تو فرمایا کہ: وہ قوم کبھی فلاح نہیں پائے گی جس نے اپنی بادشاہی کا معاملہ عورت کے سپرد کردیا۔ نیز اس لئے کہ عورت فطرۃً ناقص العقل والدِّین ہے، جنگ و پیکار میں بیکار ہے، اور محفلوں اور مجلسوں میں حاضر ہونے کے قابل نہیں، پس اس سے مقاصدِ مطلوبہ پورے نہیں ہوسکتے ہیں۔''

حوریں اور حورے

اور سوال میں جو ذکر کیا گیا ہے کہ جنت میں نیک مردوں کو حوریں ملیں گی تو نیک عوتوں کو ''حورے'' ملیں گے، یہ محض لطیفہ ہے۔ بلاشبہ جنتی مردوں کے چہرے بھی روشن، نورانی اور سفید ہوں گے، مگر لغت وعرف میں ''حور'' کا اطلاق صرف عورتوں پر ہوتا ہے، مردوں کو ان کے زُمرے میں شامل کرنا بڑی زیادتی ہے، کیونکہ ''حور'' کا لفظ ''حَوْرَأُ'' کی جمع ہے، اور ''حَوْرَأ'' کا لفظ مؤنث ہے، جس کے معنی ہیں گوری چٹی، نیز قرآنِ کریم میں جہاں ''حور'' کا ذکر آیا ہے، وہاں ان کی صفات مؤنث ہی ذکر کی گئی ہیں۔ مثلاً: دو جگہ ارشاد ہے: ''وَزَوَّجْنٰـهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ''، ایک جگہ ارشاد ہے: ''وَحُوْرٌ عِيْنٌ كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُوءِ الْمَكْنُوْنِ''، اور ایک جگہ ارشاد ہے: ''حُوْرٌ مَّقْصُوْرَاتٌ فِي الْخِيَامِ''۔

مؤخر الذکر دونوں آیاتِ شریفہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کی اصل خوبی پوشیدہ رہنا ہے، اور خیموں میں بند رہنا ہے، کہ ان دونوں صفتوں کے ساتھ حق تعالیٰ شانہ حورانِ بہشتی کی مدح فرمارہے ہیں۔ حافظ ابونعیم اصفہانیؒ نے حلیۃ الاولیاء (ج:۲ ص:۴۰) میں، اور حافظ نورالدین ہیثمیؒ نے مجمع الزوائد (ج:۹ ص:۲۰۲) میں یہ حدیث نقل کی ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دریافت فرمایا: بتاؤ! عورت کی سب سے بڑی خوبی کیا ہے؟ صحابہ کرامؓ سے اس کا جواب نہ بن پڑا، سوچنے لگے، حضرت علی رضی اللہ عنہ چپکے سے اُٹھ کر گھر گئے، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کا سوال ذکر کیا، انہوں نے برجستہ فرمایا کہ: تم لوگوں نے یہ جواب کیوں نہ دیا کہ عورت کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ غیرمرد اس کو نہ دیکھیں، نہ وہ غیرمردوں کو دیکھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کردیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ جواب کس نے دیا ہے؟ عرض کیا: فاطمہ نے! فرمایا: کیوں نہ ہو، فاطمہ آخر میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔

موجودہ دور کے روشن خیال حضرات، جن کی ترجمانی جناب عمر احمد عثمانی کر رہے ہیں، خدانخواستہ جنت میں تشریف لے گئے تو یہ شاید وہاں بھی ''حورانِ بہشتی'' میں آزادی کی مغربی تحریک چلائیں گے، اور جس طرح آج مولویوں کے خلاف احتجاج ہو رہا ہے، یہ وہاں حق تعالیٰ شانہ کے خلاف احتجاج کریں گے کہ ان مظلوموں کو ''مَقْصُوْرَاتٌ فِی الْخِیَامِ'' کیوں رکھا ہے؟ انہیں آزادانہ گھومنے پھرنے اور اجنبی مردوں سے گھلنے ملنے کی آزادی ہونی چاہئے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

”آپ کے مسائل اوران کا حل“

مقبول عام اورگراں قدر تصنیف

ہمارے دادا جان شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نور اللہ مرقدہ کواللہ رب العزت نے اپنے فضل واحسان سے خوب نوازا تھا، آپ نے اپنے اکابرین کے مسلک ومشرب پر سختی سے کاربند رہتے ہوئے دین متین کی اشاعت وترویج، درس و تدریس، تصنیف وتالیف، تقاریر وتحریر، فقہی واصلاحی خدمات، سلوک واحسان، ردِفرق باطلہ، قادیانیت کا تعاقب، مدارس دینیہ کی سرپرستی، اندرون و بیرون ملک ختم نبوت کانفرنسوں میں شرکت، اصلاح معاشرہ ایسے میدانوں میں گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔

آپؒ کی شہرۂ آفاق کتاب ”آپ کے مسائل اوران کا حل“ بلاشبہ اردوادب کا شاہکار ہونے کے ساتھ ساتھ علمی وصحافتی دنیا میں آپ کی تبحرِ علمی، قلم کی روانی وسلاست، تبلیغی واصلاحی اندازِ تحریر جیسی خداداد صلاحیتوں اور محاسن وکمالات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

حضرت شہیدِ اسلام نور اللہ مرقدہ روزنامہ جنگ کراچی کے اسلامی صفحہ اقرأ میں ۲۲ سال تک دینی وفقہی مسائل پر مشتمل کالم ”آپ کے مسائل اوران کا حل“ کے ذریعہ مسلمانوں کی رہنمائی فرماتے رہے۔ یہ سلسلہ آپؒ کی شہادت تک چلتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اخلاص وللّٰہیت کی برکت سے عوام الناس میں اس کالم کو بڑی مقبولیت عطا فرمائی۔ بلامبالغہ لاکھوں مسلمان اس چشمہ فیض سے مستفید ہوئے۔ دس ہزار سے زائد سوالات وجوابات کو فقہی ترتیب کے مطابق چار ہزار صفحات پر مشتمل دس جلدوں میں شائع کیا گیا ہے۔

عرصہ دراز سے ہمارے دوست واحباب، معزز قارئین اور ہمارے بعض کرم فرماؤں کا شدت سے تقاضا تھا کہ حضرت شہیدِ اسلامؒ کی تصانیف آن لائن پڑھنے

اور استفادہ کے لئے دستیاب ہوں۔ چنانچہ اکابرین کی توجہات، دعاؤں اور مخلص ماہرین و معاونین کی مسلسل جدوجہد اور شبانہ روز تگ و دو کا ثمرہ ہے کہ ان کتب کو نہایت خوبصورت اور جدید انداز میں تیار کیا گیا ہے، چنانچہ آپ مطالعہ کے لئے فہرست سے ہی اپنے پسندیدہ اور مطلوبہ موضوع پر ''کلک'' کرنے سے اس تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔

''شہیدِ اسلام ڈاٹ کام'' کے پلیٹ فارم سے حضرت شہیدِ اسلام نور اللہ مرقدہ کی تصانیف کو انٹرنیٹ کی دنیا میں متعارف کرانے کی سعادت حاصل کرنے پر ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالی میں سربسجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے ہمارے اکابرین کے علوم و معارف کا فیض عام فرمائے۔

جن حضرات کی دعاؤں اور توجہات سے اس اہم کام کی تکمیل ہو پائی، میں ان کا بے حد مشکور ہوں خصوصاً میرے والد ماجد مولانا محمد سعید لدھیانوی دامت برکاتہم اور میرے چچا جان صاحبزادہ مولانا محمد طیب لدھیانوی مدظلہ (مدیر دار العلوم یوسفیة، گلزار ہجری کراچی) اور شیخ ڈاکٹر ولی خان المظفر حفظہ اللہ جن کی بھرپور سرپرستی حاصل رہی۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمر میں برکت عطا فرمائے اور صحت و عافیت کے ساتھ اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ اسی طرح حافظ محمد طلحہ طاہر، جناب امجد رحیم چوہدری، جناب عمیر ادریس، جناب نعمان احمد (ریسرچ اسکالر، جامعہ کراچی) جناب شہود احمد سمیت تمام معاونین کہ جن کا کسی بھی طرح تعاون حاصل رہا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم سب کو اپنی رضا و رضوان سے نوازے۔ آمین۔

محمد الیاس لدھیانوی
بانی و منتظم ''شہیدِ اسلام'' ویب پورٹل
www.shaheedeislam.com
info@shaheedeislam.com
0321-9264592

آپ کے مسائل اور اُن کا حل ایک نظر میں
جلد اول
عقائد، اجتہاد
محاسنِ اسلام
غیر مسلم سے تعلقات
غلط عقائد رکھنے والے فرقے
جنت و دوزخ
توہم پرستی
جلد دوم
وضو کے مسائل
غسل و تیمم مسائل
پاکی سے متعلق عورتوں کے مسائل
نماز کے مسائل
جمعہ و عیدین
کے مسائل
جلد سوم
نماز تراویح، نفل نمازیں
میت کے احکام
قبروں کی زیارت
ایصالِ ثواب
قرآن کریم، روزے کے مسائل
زکوٰۃ کے مسائل
منت و صدقہ
جلد چہارم
حج و عمرہ کے مسائل
زیارت روضۂ اطہر
مسجد نبوی مدینہ منورہ
قربانی، حلال اور حرام جانور
قسم کھانے کے مسائل
جلد پنجم
شادی بیاہ کے مسائل
طلاق و خلع
عدت، نان ونفقہ
پرورش کا حق
عائلی قوانین وغیرہ
جلد ششم
تجارت یعنی خرید و فروخت
محنت و اُجرت کے مسائل
قسطوں کا کاروبار
قرض کے مسائل
وراثت اور وصیت
جلد ہفتم
نام، تصویر، داڑھی، جسمانی وضع قطع، لباس
کھانے پینے کے شرعی احکام
والدین، اولاد اور پڑوسیوں
کے حقوق، تبلیغ، دین
کھیل کود، موسیقی، ڈانس
خاندانی منصوبہ بندی، تصوف
جلد ہشتم
پردہ، اخلاقیات
رسومات، معاملات
سیاست، تعلیم اور وظائف
جائز و ناجائز
جہاد اور شہید کے احکام
جلد نہم
ڈارون کا نظریہ اور اسلام
اعضا کی پیوندکاری، خودکشی سے
بچانے کے لیے تین طلاق کا حکم
کنٹیکٹ لینز کی صورت میں
وضو کا حکم، القرآن ریسرچ سینٹر
کا شرعی حکم وغیرہ
جلد دہم
معجزہ شق قمر، کچھ مفاہیم
کے بارے میں
مدارس و مساجد کی رجسٹریشن کا حکم
فلمی دُنیا سے معاشرتی بگاڑ
مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم
مکتبہ لدھیانوی
18 سلام کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن کراچی
دفتر ختم نبوت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی
Tel: 021-2780337
Cell:0321-2115502, 0321-2115595, 0321-2115311